موسیکل ہسٹری

موہیال ہسٹری

قدیم و جدید

جلد ۱

خوش نما دنیا میں وہ حاجت روا مینار ہیں
روشنی سے جن کی ملاحوں کے بیڑے پار ہیں

موبائل مستری

(قدیم و جدید)

[جلد اوّل]

لیکھک :- چھوٹی لعل دت کنجروڑوی - دہلی

آدمی آدمی میں انتر ہے! - کوئی ہیرا ہے کوئی کنکر ہے!
تو مِل اُن سے جو ہیں راہ کے اُدھکا - خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

نہ فخر اپنی صداقت پر نہ ناز اپنی لیاقت پر
بھروسہ ہے پربھو مجھ کو فقط اِک تیری عظمت پر

پرکاشک :- چھونی لعل دت منشی فاضل نریٹر و پبلشر - ۴ جے بلاک ڈبل سٹوری کوارٹر نمبر ۴ - ۸ - ۴۸ - لاجپت نگر - نئی دہلی -
مطبع :- کوہ نور پرنٹنگ پریس - لال کنواں - دہلی

پیت رِشیوں کی پاکیزہ امانت اور عالمگیر تحریک "موہیالی"

کی

منوّر شعاعوں کو دور و نزدیک پھیلانے کے لئے

موہیال ہسٹری

(جلد اوّل)

منجانب چوہدری چونی لعل دت منشی فاضل گنجروڑی - حال مقیم دہلی

— تصنیف و تالیف کی گئی ہے —

یکم مارچ ۱۹۵۵ء

پہلی بار آزمائشی طور پر - تعدادِ اشاعت ۵۰۰ قیمت فی کاپی

ملنے کا پتہ :-

چودھری چونی لعل دت منشی فاضل - ۴ جے بلاک ڈبل سٹوری - کوارٹر ۴۷/۴۸
لاجپت نگر - نئی دہلی

کتاب کی تیاری

[پہلا سین]

اتوار ۲۰ دسمبر ۱۹۵۵ء پورنماشی کے روز تور کے تڑکے ضروری حاجات سے فارغ ہو کر حسب معمول یوگ آسن اور پرانایام کی چند مشقوں کے ذریعے دل، دماغ اور من کو شدھ کر کے میں سندھیا اور پرارتھنا کے لئے اپنے مخصوص اپاسنالیہ میں سدھ آسن لگا کر بیٹھ گیا۔ سانس کو اوپر چڑھاتے ہی میں نے پربھو کا دھیان کیا میری آنکھوں کا رُخ اندر کی طرف ہو گیا۔ اب میں دُنیا اور اُس کے تعلقات سے قطعی بے نیاز تھا۔ عالمِ غیب سے ایک مدھر اور سُریلی آواز میرے کانوں میں گونجنے لگی۔ جس نے میری سوتی ہوئی رُوحانی طاقتوں کو بیدار کر دیا۔ یکایک پرماتما کی رُوحانی جوت میری بند آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگی۔ اور رفتہ رفتہ اوپر اُٹھنے لگی۔ میں بھی اس کے ساتھ ساتھ سمادھی اوستھا میں اُوپر اُٹھتا گیا حتیٰ کہ علوی طبقہ میں پرواز کرنے لگا۔ اس ازلی رُوحانی جوت نے مجھے غیبی طور پر اپنے اندرونی بھاؤں کو پرگٹ کرنے کی تحریک کی۔ میں نے دورانِ پرواز غیبی اشاروں کے مطابق برجستگی اور مستعدی سے یوں بولنا شروع کیا :۔

" وہ زمانہ جبکہ بھارت ورش کے کونہ کونہ میں موہیالی اور موہیالی اوصاف کا چرچا تھا۔ مدت ہوئی، گزر گیا۔ اور اُس کی باتیں خواب بن کر رہ گئیں۔ دِل ترستا ہے۔ اور آنکھیں ڈھونڈھتی ہیں۔ لیکن وہ بہار آفریں منظر کہیں نصیب نہیں ہوتا۔

پُرانے وقتوں کے موہیال ہمیں خال خال ملتے ہیں۔ ہنسنے اور پھبتیاں کسنے والوں کو کیا معلوم کہ اُن کے سینہ میں عہدِ کہن کی اِک داستان پوشیدہ ہے۔ اور اُن کی آنکھوں نے ہماری خالص اور پاکیزہ موہیائی نسل کے عروج و اقبال کو بہت حد تک اپنی آنکھوں دیکھا ہے۔

دل چاہتا ہے۔ کہ ان بزرگوں کی باتوں کا فخریہ تذکرہ کیا جائے۔ مگر پھر فوراً یہ خیال دل میں جاگزین ہو جاتا ہے۔ کہ ایسے سُننے والے کہاں سے آئیں۔ جو اس قصۂ پارینہ (قدیم قصہ) کو صبر

اور شوق کے ساتھ سُن سکیں۔ اور اگر یہ بھی اُمّید ہو جائے۔ تو کس کس واقعہ کو بیان کیا جائے۔ اور کیونکر ترتیب دیا جائے ؎

کیا جوڑتے ہیں آپ جگرِ پارہ پارہ کو۔ معلوم بھی ہے کونسے ٹکڑے کہاں گئے ہیں

تہذیب اور تمدّن پر تو خیر زمانہ اور حکومت کا اثر سدا سے چلا آتا ہے۔ لیکن اپنے فرقہ کے بنیادی اصولوں کا ناپید (گم) ہو جانا ایک ناقابلِ برداشت امر ہے۔ اس انقلابِ عظیم نے ہمارے پراچین بزرگوں کے اوصافِ حمیدہ اور خصائلِ پسندیدہ کی ایک دھندلی سی تصویر ہمارے دِل و دماغ پر منقّش تو ضرور کر رکھی ہے۔ مگر اس کی رہی سہی خوبیاں بھی دِن بدن زائل ہوتی جا رہی ہیں۔ اور ہم حقیقی شاہراہ سے کوسوں دُور جا رہے ہیں ؛؛

اے موہیال! تُو شاید بھول چکا ہے۔ کہ تیرے پوروجوں کی زندگی کا ایک ایک لمحہ تیرے لئے مشعل ہدا تھا۔ اُن کی زندگی کی کتاب کا ایک ایک ورق غیرت، نفس کشی، بھرا تری بھاو اور سیوا کا مجسّمہ تھا۔ اس ورق کا ایک ایک لفظ دینی و دُنیوی نعمت سے لبریز تھا۔ اگر تو اس کے ایک ایک صفحہ کو غور سے دیکھا جائے۔ تو یقیناً تیرا دل و دماغ اُن کی بے نظیر خوبیوں اور رُوح پرور سرگرمیوں سے متاثر ہو کر خالص موہیالی کا پرچارک بننے پر راغب ہو جائے ؛؛

اے سچّے موہیال! تیرا ماضی تیرے لئے قطب نما ہے۔ تیرا حال تیرے لئے رہنما میٹر اور تیرا مستقبل تیرے لیے حیاتِ اَبدی کا قاصد ہے۔ خوابِ غفلت سے بیدار ہو۔ اور گوشِ ہوش سے سُن۔ کہ تُو جد و جہد اور سرگرمی کا مجسّمہ ہے۔ اور تیری محنتِ شاقہ (مشقّت) اغیار کے لیئے الارم ہے۔ اگر تُو کاہلی و سُستی میں غلطاں ہے۔ اگر تُو عیش و نشاط میں مست ہے۔ اگر تُو فیشن پرستی اور نمود و نمائش میں محو ہے تو یاد رکھ تیری زندگی کی کشتی خطرہ میں ہے۔ اور وہ مخالف ہوا کے ایک جھونکے کی منتظر ہے ؛؛

سُن اور غور سے سُن۔ تو ہمّت و شجاعت کا پُتلا۔ مظلوموں کا حامی و سرپرست نیز ظالموں کا کٹّر مُخالف ہے۔ تیرے نزدیک مایوسی، کائرتا، کوتاہی اور لاپروائی یا حرفِ شکایت قطعی طور پر ممنوع ہے۔

ہاں! ہاں!! تجھے یاد ہے۔ کہ تُو برہمن ورن سے تعلّق رکھتا ہے۔ دان سے پرہیز کرنا۔ قوتِ بازو پر ناز رکھ کر روزینہ حاصل کرنے کی جدّوجہد کرنا اور مصروفیت کی زندگی بسر کرنا تیرا

مُورُوثی فرض اور "برہمنتو" کو جھک دینا ہتبر دھارمک نصب العین ہے۔ یقیناً تُو اب جان گیا ہے۔ کہ تیری موہیالی "براہمنتو" اور "کھشاتر بل" کا پاکیزہ مجسمہ ہے۔ اور انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں۔ جو اس کا محتاج نہیں۔ دُنیا کی کوئی سلطنت، کوئی دھارمک یا مذہبی سوسائیٹی اور کوئی اِنسٹی ٹیوٹ ایسی نہیں۔ جو ہمارے سپت رِشیوں کی پاکیزہ امانت "موہیالی" سے مستفیض نہیں ہو رہی۔ یہی نہیں۔ "موہیالی" درحقیقت انسانی اوصاف کا ایک ازلی آفتاب ہے۔ جس کی ۔۔ م و ہ ی ا ل ی ۔۔ سات نُورانی شعاعیں [۱ م بمعنی مُساوات ۲ و بمعنی وحدانیت ۳ ہ بمعنی ہفت اختر یعنی سپت رِشی ۴ ی بمعنی یگانگت ۵ ا بمعنی انسانیت ۶ ل بمعنی لشکر یعنی تنظیم و سنگھٹن اور ۷ ی بمعنی ہم نیم یعنی تمام انسانی فرائض و اخلاقیات وغیرہ] روئے زمین کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں۔ الغرض "موہیالی" ایک عالمگیر تحریک ہے۔ جو دُنیا کی پیدائش سے سارے جہان میں قدرت بن کر چھائی ہوئی ہے ۔

محبت[۱] اور ہمدردی[۲] کا گلدستہ ہے موہیالی ! ۔ مُساوات[۳] اور غیرت[۴] کا رواں چشمہ ہے موہیالی
مروت[۵]، خدمت[۶] اور وحدت[۷] کا اک ڈھانچہ ہے موہیالی ۔ غرض اوصافِ انسانی کا آئینہ ہے موہیالی

اگست ۱۹۴۷ء میں مغربی پنجاب کے موہیالوں کے ساتھ "موہیالی" کو بھی کسی حد تک اُن کے ساتھ جلاوطن ہونا پڑا۔ وہ سب جڑ اُکھڑ کر ایک دُوسرے سے کوسوں دُور نیز بیگانے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اُن کی سولہ سال تک کی نسل کو جو ملکی بٹوارہ کے وقت ۸-۹ برس سے کم عمر کی تھی۔ "موہیالی" کا کچھ بھی پتہ نہیں۔ ۱۶ سے ۲۵ سال کا برہمچاری دَورِ حاضر کی رنگ رلیوں کا شکار اور ۲۵ سے ۴۰ سال تک کا تجربہ کار نوجوان مصروفِ کار یا تلاشِ روزگار ہے۔ صرف ۴۱ سے ۷۵ سال کا بان پرستھی اور سنیاسی طبقہ اپنے موہیالی اوصاف کا عاشقِ صادق ہے اور بس۔ اِن نامُوافق حالات میں دِلی مقصد حاصل کرنے کے لئے "موہیال ہسٹری" کی اشاعت کے سوائے اور کسی ذریعہ کا کارگر ہونا قطعی ناممکن ہے" (ادم شم)

"رُوحانی جوت" میری بند آنکھوں کے سامنے بدستور جل رہی تھی۔ مجھے ہزارہا انسانوں کے فلک شگاف نعروں اور پُرزور تالیوں کے بجنے کی آواز سنائی دی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں کسی بھاری مجمع کے سامنے تقریر کر رہا تھا۔ جسے حاضرین نے بہت پسند کیا ہے۔ میں نے دونو

ہاتھ جوڑ کر اُن کا شکریہ ادا کرنا چاہا - مگر غیبی شکتی نے میری توجہ کو فوراً اپنی طرف کھینچ لیا -

[ایک لمحہ کے بعد ایک مدھر اور سُریلی آواز میرے کانوں میں اُپدیش کرنے لگی -]

" بھگت ! آج ۸۰ ہزار موہیال نرناریوں نے تیری دِلی بھاوناؤں کو دت چِت ہوکر شروَن کیا ہے - وہ تیرے نقش قدم پر چلنے کی دِل وجان سے رغبت رکھتے ہیں اور تیری ہر تحریک کو دل وجان سے لبیک کہتے ہیں - اب تو اپنے بزرگوں کے قابلِ فخر سوانح حیات اور رُوح پرور واقعات کو ایک کتابی صورت میں قلمبند کرنے کی پاک آرزو رکھتا ہے - نیز دُنیا بھر کے اِنسانوں کو " براہمنتو " اور " کھشاترتو " (دماغی اور جسمانی طاقتوں) کا یکساں طور پر حامل بنانے کی تڑپ رکھتا ہے - بھگوان تجھے آشیرواد دیتے ہیں :-

" کام شروع کر - پھل کی اِچھا کا خیال تک نہ کرتے ہوئے اِس تاریخی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا تیرے لئے مشکل نہ ہوگا " :-

میرا سر نامعلوم طور پر شکریہ کے لئے جُھک گیا - مَیں نے منت آمیز لہجہ میں دِل ہی دل میں اُن سے پُوچھا - " کام کس طرح شروع کروں ؟ - ہدایت کیجئے " -

غیبی آواز :- یہ کل صبح اِسی وقت تمہیں بتایا جائے گا :-

[پہلا سین ختم]

[دُوسرا سین]

سوموار - ۲۱ دسمبر ۱۹۵۳ء :- مَیں نے فرشتۂ رحمت کے پدھارنے کے خیال سے آج رات ۲ گھڑی رہتے ہی بستر استراحت کو ترک کرکے ضروری حاجات کا پروگرام طے کر لیا - اور شُدھ پوتر ہوکر یوگ آسن و پرانایام کی زندگی بخش مشقوں کے بعد اپنے مخصوص آسن پر کُھلے ایاسنا لیہ میں انتر دھیان ہونے کے لئے جُونہی سوانس اُوپر کو کھینچے - رُوحانی دیوتا نے اپنا جگمگاہٹ پیدا کرنے والا ازلی بلب میرے دماغ میں روشن کر دیا - اور مجھے ایسا محسوس ہُوا - کہ قدرت نے میرے کانوں کے ساتھ غیبی لہروں کو پکڑنے والا پلگ جوڑ دیا ہے -

مَیں کل کی طرح مدھر اور سُریلی غیبی آواز کو سُننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو رہا تھا۔ مگر مایوسی و بے بسی کے سوائے مجھے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اپنی اندرونی دُنیا کو اُجاڑ اور بے رونق پا کر مَیں نے اپنی آنکھوں کا رُخ باہر کی دُنیا کی طرف موڑنا چاہا۔ مگر اُسی لمحہ اپنی کنکھیوں سے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک رُوحانی دیوتا ہاتھ میں بیٹری پکڑے اُس کی رُوح پرور شعاعیں میرے چہرہ و جسم پر ڈال رہے ہیں۔ مَیں نے اُن کے چہرہ کی تاب نہ لا کر اپنی آنکھیں موند لیں۔ رُوحانی جوت سے میرا دل و دماغ معطّر، ہمن شدہ ہو گیا۔ اور قوّتِ سامعہ (سُننے کی طاقت) تیز ہو گئی۔ بھگوان کے ایک بھگت نے میری اندرونی دُنیا میں مدھر سُور سے ایک بھجن گانا شروع کیا۔ اور مَیں نے بھی آہستہ آہستہ اُسی سُر اور تال سے اُس کے ساتھ ساتھ گانا شروع کر دیا:۔

ستوتی تیری کیسے کریں بھگوان!

جگ رچتا جگ کا داتا تُو۔ کون ہے تیرے سمان

ستوتی تیری کیسے کریں بھگوان!

رشی مُنی اور سنت بھگت ہیں کرتے نسدن دھیان

تیرے ہی گُن گانے جگ میں سارے وید پُران

ستوتی تیری کیسے کریں بھگوان

نربل کو بل پل میں ذرے کر کر دے تُو بلوان!

نردھن کو دھن چھن میں سونپے کرے اتی دھنوان

ستوتی تیری کیسے کریں بھگوان

آج ہیں جو اتی مُورکھ جگ میں کل کو ہیں ودّوان

نربل نردھن نربدّھی ہے جوشؔ کا رکھ لے مان

ستوتی تیری کیسے کریں بھگوان

(جگدیش چندر جوشؔ انبالوی)

بھجن کے ختم ہونے پر مَیں نے اپنی آنکھوں کو آہستگی سے کھولنے کی کوشش کی۔ بھگوان نے زور سے لائیٹ پھینکتے ہوئے کہا۔ "سننے کی کوشش کر دیکھنے کی نہیں"۔

[میں نے دونو ہاتھ جوڑ اور سر کو نیچے جھکا کر دِل ہی دل میں کہا۔
"ایسا ہی ہوگا بھگوان - ایسا ہی ہوگا"]

پربھو بھگت کا اُپدیش :-

چنانچہ پھر اُسی پربھو بھگت نے مدھر اور پربھاوشالی لہجہ میں لِکھت اُپدیش شروع کیا :-

"ایک موقع یدھشٹر نے یگیہ رچایا - اور ارجن کو کسی وِدوان براہمن کے لانے کے لئے بھیجا - اُس نے ہرچند کسی یوگیہ برہمن کی تلاش کی - مگر بے سود - آخر بہت کھوج اور کوشش کے بعد اُس نے ایک برہمن کو شال چُنتے دیکھا - ارجن نے دونو ہاتھ جوڑ کر اُس سے عرض کی - "پوجنیہ دیوتا! یدھشٹر مہاراج نے یگیہ رچایا ہے - وہ آپ کو بے بہا دولت دینے کو بُلاتے ہیں" -

جُونہی ارجن کی زُبان سے یہ الفاظ نکلے - برہمن کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے - ارجن نے حیران ہو کر ہرچند برہمن دیوتا سے رنج و غم کی وجہ دریافت کی مگر اُس نے کوئی جواب نہ دیا - آخر مجبور ہو کر یدھشٹر مہاراج سے ارجن نے تمام واردات بیان کی - وہ بھی اسے سُن کر رونے لگے - ارجن یدھشٹر جی کو روتے دیکھ کر اور بھی زیادہ حیران ہُوا - اُس نے اُن سے بھی رونے کی وجہ دریافت کی - مگر یہاں بھی اُس کی مُراد بر نہ آئی - بالآخر ارجن پریشان ہو کر شری کرشن جی کی خدمت میں حاضر ہُوا -

ارجن :- مہاراج! مجھے براہمن دیوتا اور دھرم پتر یدھشٹر کی پریشانی اور زاری کی وجہ بتایئے :

شری کرشن مہاراج :- ارجن! برہمن یہ سوچ کر روتا تھا - "میں ایسا گر چُکا ہُوں کہ مجھے یگیہ میں دھن کا لالچ دے کر بُلایا جاتا ہے - نامعلوم مجھ سے کون سا پاپ ہو گیا ہے جس کے بدلے مجھ کو یہ کلنک لگایا گیا ہے" - اور یدھشٹر جی اِس لیئے روئے - کہ ایک برہمن نے میرے دان کو شاید "پاپ کی کمائی" سمجھ کر لینے سے اِنکار کر دیا ہے -

اتنا کہہ کر شری کرشن جی نے ایک سرد آہ بھری - اور ارجن نے حیرانی کے عالم میں

بھگوان کرشن جی سے مغموم و پریشان ہونے کی وجہ پوچھی - آپ نے ارشاد فرمایا :-
" مجھے افسوس اس بات کا ہو رہا ہے - کہ یہ نظارہ جسے آج ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں پھر غالباً دیکھنے میں نہیں آئے گا - یعنی زمانہء مستقبل میں کھشتری ایسے کھشتری دکھائی نہیں دیں گے - اور برہمن ایسے برہمن نہیں ہونگے - کھشتری دان دینے سے جی چرا ینگے اور برہمن اُن کے دروازوں پر باوجود لعن طعن کے مانگتے نظر آئیں گے " --- وہ زمانہ دیکھئے اور یہ زمانہ دیکھئے :-

مَیں نے بند آنکھوں سے دل ہی دل میں سوکھشم روپ میں دریافت کیا :-
" بھگوان ! اس اُپدیش سے مجھے " موہیال ہسٹری " کا کام شروع کرنے میں کیا ہدایت یا رہبری ملتی ہے ؟ "
غیبی آواز :- نادان ! یہ اُپدیش ہی تیری " موہیال ہسٹری " کی سوکھشم تصویر ہے - تُو سنسار میں " براہمنتو " اور " کھشاترتو " کا حقیقی مجسمہ پیش کرنے کی پہلی اور آخری تڑپ رکھتا ہے - اور آغاز موہیالی (یعنی مہابھارت کے زمانہ) کے جس " آدرش موہیال " نے اپنے موہیالی اوصاف سے بھگوان کرشن اور دھرم پُتر یدھشٹر کو آہیں بھرنے اور رُلانے کا کام کیا - اُسی موہیال کو وُہ اِس زمانہ میں بھی تیری جد و جہد سے دیکھنے کی آرزو رکھتے ہیں - گویا تیری کتاب اُن کے اندرونی بھاو کا مظہر ہے - اور وُہ تجھے آشیرواد دے رہے ہیں :-

میرے جسم کے ہر ایک رونگٹے نے کھڑے ہو کر بھگوان کرشن اور دھرم پُتر یدھشٹر کی آشیرواد کا ہاردک دھنیہ واد کیا - اور میں نے باطنی طور پر بھگوان سے کہا " بھگوان ! یہ کام بہت مشکل ہے - مجھے سمجھ نہیں آتی - کہ اسے کیونکر خوبی کے ساتھ انجام دیا جائے - مجھے کسی مسلّمہ رہبر کی ضرورت ہے - جو ہمہ دان اور غیر معمولی طاقتوں کا مرکز ہو " :-
بھگوان کے غیبی اِشاروں نے مجھے وِشواس دلایا - کہ " یہ اہم کام معمولی ویکتیوں کے سپرد نہیں کیا گیا - بلکہ سب زمانوں کی سب باتوں کے جاننے والے رشیوں کے حوالے کیا گیا ہے - اور ان رشیوں کی جھانکی تجھے کل اسی وقت دکھائی جائے گی " :-
اس کے بعد رُوحانی جوت بجھ گئی - اور سورگیہ نظارہ ختم ہو گیا - میں نے ہر چند آنکھیں

بند کر کے پھر اُسی درشیہ کو دیکھنے کی کوشش کی۔ مگر بے سُود۔!

[دُوسرا سین ختم]

[تیسرا سین]

منگل وار۔ ۲۲ر دسمبر ۱۹۵۳ء :- پربھو درشن کی ابھلاشا میں ساری رات کروٹیں لیتے بیداری اور اختر شماری (تارے گننے) میں گزر گئی۔ مندروں کے ناقوس (شنکھ) اور شوالو کے گھڑیالوں کی آواز سُنائی دینے سے کہیں پیشتر اپنے بستر کو چھوڑ کر میں ضروری حاجات سے فراغت پانے میں مصروف ہو گیا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں شوچ۔ داتن۔ مالش اور سنان آدی ضروری فرائض سے نپٹ کر میں اپنے کھُلے مخصوص اپاسنالیہ میں کُشا کے آسن پر پرانایام کے لئے بیٹھ گیا۔ پانچ سات منٹ کی مسلسل مشق کے بعد اپنے سوانس کو رُوحانی جوت کی روشنی حاصل کرنے کے لئے اُوپر چڑھایا۔ رُوحانی بلب دماغی سیلوں میں جگمگ جگمگ کرنے لگا۔ بیرُونی دُنیا سے بے تعلق ہو کر میں اندرُونی دُنیا کے نظّارہ میں محو ہو گیا۔

اندرُونی دُنیا میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر مجھے سات سادھوؤں کی ایک منڈلی بھگوے کپڑے پہنے اور کمر سے رام نام کے پٹکے لپیٹے ایک دائرہ کی صُورت میں ایک تخت پوش پر بیٹھی نظر آئی۔ غیبی آواز کے ذریعے معلوم ہُوا۔ کہ دیوتا سرُوپ سادھو ایک گول میز کانفرنس کر رہے ہیں۔ اور کسی اہم مشن کی تکمیل کے لئے پروگرام مرتّب کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ چند منٹ میں اُن کے ممتاز لیڈر نے اِس ضرُوری کام کو اپنے چھ ساتھیوں کے سہیوگ سے سات مُناسب حِصّوں میں تقسیم کر لیا۔ اور ہر ایک مہاتما نے اپنی پراکرتی اور رُچی کے مُطابق پروگرام کی ایک ایک فہرست تکمیل و تمیم کے لئے اپنے اپنے جھولے میں سنبھال کر رکھ لی ؞

پربھو کیرتن کا آنند :- ایک آدھ منٹ کے بعد اُنھوں نے اپنے پاکیزہ اور ضروری مشن کے پروگرام کی ترتیب کی خوشی میں پربھو کیرتن کی تیاری شروع کی۔ ہر ایک مہاتما نے اپنے اپنے جھولے سے اپنا اپنا ساز نکال لیا۔ دو پربھو بھگتوں کے ہاتھ میں کھڑتالیں۔ تیسرے کے ہاتھ میں طنبورہ۔ چوتھے کے ہاتھ میں ستار۔ پانچویں کے ہاتھ میں سارنگی۔ چھٹے کے ہاتھ میں کنسیاں

اور ساتویں کے ہاتھ میں چھلّے دار چمٹا تھا۔ ساتوں تپسوی جہاتما ایک دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔ اُن کو آسمان سے کسی بلند ترین مقام سے بھگوان کرشن کی مدھر مُرلی کی دُھن کے ذریعہ اپنا اپنا ساز چھیڑنے کی در پردہ تحریک ہوئی۔ اور وہ سب کے سب اُن کی آن میں غیر معمولی وجد اور انتہائی بے خودی میں بنسی کی تانوں کی پیروی کرتے ہوئے ذیل کا بھجن گانے لگے۔ اُن کی بے حد سُریلی آواز نیز معنی خیز بھجن نے مجھے بے خود بنا دیا۔ اُن کا سُر اور تال کے مطابق قدم قدم پر جھومنا اور لحظہ بہ لحظہ زیادہ وجد (مستی) میں آنا حاضرین اور سامعین (شائقین) کو مسحور (جادو کے زیر اثر) کر رہا تھا۔ اوروں کا تو کیا ذکر، میرا دل بہشتی ہلوروں سے مسرور ہو کر سَپت رشیوں کی منڈلی کے ساتھ ساتھ بالکل اُسی سُر اور اُسی لے سے آہستہ آہستہ گانے لگا ؎

تم نیّا کے کھیون ہار!
بادل کالے رین اندھیری - دُکھ ساگر میں نیّا میری
آس لگی ہے پربھ اب تیری - تجھ بن کیسے لاگے پار
تم نیّا کے کھیون ہار!
موہ جال نے ڈالا گھیرا - بھول گیا پربھ نام میں تیرا
تم بن جگ میں کون ہے میرا - آؤ لگا دو پار
تم نیّا کے کھیون ہار!
دُنیا داری جھوٹی ساری - جھوٹے ہیں اس کے ہتکاری
پاپی - تاپی - اَنیاچاری - مطلب کے ہیں یار
تم نیّا کے کھیون ہار!

رشی منڈلی کے ہر ایک پربھو بھگت نے جس شوق اور خوش الحانی (میٹھے اور مدھر سُر) سے بھجن کے ایک ایک مصرع کو ادا کیا۔ اُسے سن کر اِندرپوری کے دیوتا وجدانی کیفیت (عالمِ مستی و بے خودی) میں اُن پر پھولوں کی وَرشا کرنے لگے۔ پُورا آدھ گھنٹہ کیرتن کا بے نظیر سماں جاری رہا۔ اور سَپت رشی گلے گلے تک پھولوں میں گِر گئے ؛:

میرا سر بے خودی کی حالت میں قدرتی طور پر اُن کے شکریہ کے لئے جھک گیا ؛:

غیبی آواز:- اے موہیال بھگت! تیری مشکل کشائی کے لئے تیری جاتی کے ساتوں رشی ۱ بھردواج ۲ دھنونتری ۳ بھرگو ۴ پراشر ۵ کشیپ رشی ۶ وشِشٹ رشی اور ۷ کوشل رشی بھیجے جا رہے ہیں - یہ تیری ساتوں ذاتوں (دت - وید - چھبر - بالی - موہن - لو اور بھمول) کے مورث اعلےٰ (سنچالک) ہیں - وہ اپنے اپنے خاندان کی ہسٹری کی مکمل تفصیل بہم پہنچا کر تجھے سُرخرو بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے - اُن کی ہدایت کے مطابق "موہیال ہسٹری" مرتب کر - اور اپنی اُجڑی و بکھری قوم کو بھارت میں نئے سرے سے آباد اور شاد کر ::

میں نے دل ہی دل میں اُن کا دھنیہ واد کرتے ہوئے سوکھشم طور پر بھگوان سے بنتی کی - "کیا میرے پوجنیہ سمپت رشی "موہیال ہسٹری" میں اپنا اپنا پارٹ ادا کرنے کے لئے وقت دینا سویکار کریں گے؟"

سمپت رشی:- ہمیں بھگوان نے اسی کام کے لئے تمہارے پاس بھیجا ہے - تو ہمارا چہیتا برخوردار ہے - ہم اس کام کو تمہارا نہیں - بلکہ اپنا اور اپنے بھگوان کا ضروری مشن سمجھتے ہیں - ہم ساتوں رشیوں نے "موہیال ہسٹری" کی ترتیب کے کام کو گول میز کانفرنس کے ذریعے آپس میں مناسب طریق سے بانٹ لیا ہے ::

میری آنکھیں بند تھیں - جسم فرطِ مسرت (خوشی کی زیادتی) سے جھوم رہا تھا - میرا سر نامعلوم طور پر جھک گیا - اُن سب نے اپنی اپنی روحانی بہیڑی سے میرے وجود پر روح پرور لائٹ پھینکی - اور جاتے ہوئے رشی بھاردواج جی نے مجھے یوں آشیرواد دی - "بیٹا! کل ہم صبح ۱/۲ ۷ بجے تجھے اپنے اپنے کاریہ کرم (پروگرام) کی سنکھشپت سوچی (مختصر فہرست) دے کر تجھ سے "موہیال ہسٹری" کی تصنیف کا کام شروع کرا دیں گے" ::

اب روحانی پلنگ میرے کانوں کے سوراخوں سے باہر نکل جاتا ہے - اور ازلی بلب کی روشنی بجھ جاتی ہے - دماغ پہلے کی طرح تنگ و تار ہو جاتا ہے - شور و شغب اور بے ربط (بے تکی و کرخت) ہا و ہو کی آوازیں دل و دماغ پر مسلط (قابض) ہونا شروع کر دیتی ہیں - میں گھر کے ایک کونہ میں خاموش بیٹھ جاتا ہوں - اور پچھلے تین روز کے متواتر روح افزا نظاروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے بار بار لا کر حقیقی لطف اٹھاتا ہوں :: (تیسرا سین ختم)

[چوتھا سبق]

بُدھ وار-۳-۲۳ دسمبر ۱۹۵۳ء :- رات بھر مجھے ایک بچّہ کی بیماری کی وجہ سے اُس کی دیکھ بھال میں مصروف رہنا پڑا - مگر پربھو درشن اور سپت رشیوں کے "موہیال ہسٹری" کی فہرست و تفصیل لانے کے دِلآویز خیال نے مجھے صبح ۵ بجے ہی ضروری حاجات سے فارغ ہونے کی ترغیب دی - شوچ - داتن - مالش - سنان آدی سے فارِغ ہو کر بجائے گھر کے اپاسنالیہ میں داخل ہونے کے میں کالکاجی نیو ٹاؤن (دہلی) کی پہاڑیوں کی طرف خوش خوش روانہ ہُوا - چاروں طرف تاریکی و خاموشی کا سنّاٹا تھا - بادِ نسیم کے رُوح پرور جھونکے ذی رُوح جانداروں کو تر و تازگی بخشنے میں ہمہ تن مصروف تھے - ساری مخلوق عالم خواب میں محو تھی - مگر کالکاجی پہاڑیوں کے دامن میں بُود و باش (رہائش) رکھنے والے مور - تیتر - چکور اور دوسرے معصوم پرند اپنے اپنے دِلآویز نغموں (گیتوں) میں اپنے خالق کی پیہم نوازشات (مسلسل یا پے در پے مہربانیوں) کا شکریہ ادا کر رہے تھے ::

یوگ آسن اور پرانایام :- اپنی مخصوص پہاڑی پر پہنچ کر میں نے لنگوٹ باندھا - اور حسب معمول یوگ آسنوں دوارا جسم کے انگ انگ میں پھُرتی - چستی اور مستعدی پیدا کی - اس کے بعد پدم آسن لگا کر پرانایام کے ذریعے رُوحانی طاقتوں کو بیدار کیا - اِسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں - کہ سُوریہ بھگوان جسے وید میں "جگت کی آتما" کہا گیا ہے - (رگوید ۱-۱۵-۱) دریچۂ اُفق (پُورب کی کھڑکی) سے میری طرف تاک رہے ہیں - میں نے نمرتا پُوروک پرنام کر کے اُنہیں آگے آجانے کی پرارتھنا کی - چنانچہ آگے سرک کر اُنہوں نے اپنی سب سے پہلی سُنہری کرنوں سے میرے جسم - دِل - دماغ - مَن اور بدھی کو پران شکتی دینے کا کام شروع کیا - میں نے سُوریہ بھگوان کی پیاری پیاری لطیف اور جیون داتا ترچھی شعاعوں کے سامنے اپنی آنکھوں کو مسلسل جھپکنا شروع کیا - چند منٹ کی لگاتار مشق کے بعد مجھے ایسا محسوس ہُوا - کہ سُوریہ بھگوان بے حد تیز رفتاری سے اپنی جگہ پر چکر لگا رہے ہیں - اور دھرتی زمین پر غم و غصہ کی حالت میں قیامت بپا کرنے کے لئے آگ کے انگارے برسا رہے ہیں - مگر اپنے روزمرّہ کے اپاسک کے وجود کو اپنی

ہفت (سات) رنگی کرنوں سے تپا کر کندن اور نکھار رہے ہیں:۔

سکون و سرور حاصل کرنے کے خیال سے میں نے ایک منٹ کے لئے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جسم کا ہر ایک عضو (انگ) ہلکا پھلکا۔ دماغ صاف و تیز فہم من شدھ و پوتر۔ آنکھیں روشن اور چہرہ بشاش ہو گیا:۔

سپت رشیوں کے پرگٹ ہونے پر قدرت کی طرف سے سواگت:۔ جونہی میں نے سوریہ بھگوان کی طرف اپنی کنکھیوں سے دیکھا۔ تو جیہ سپت رشی حسب وعدہ ٹھیک ۱/۲ ۸ بجے مجھے مشرقی جانب میں علوی (بلند) طبقہ میں اڑتے ہوئے نظر آئے۔ ہر ایک کے دائیں ہاتھ میں اوم کا سربلند جھنڈا اور بائیں میں وید کی پستک تھی میں نے نمرتا پوروک انہیں پرنام کیا۔ انہوں نے ہنستے ہوئے چہروں سے اپنے اپنے جھنڈوں سے مجھے آشیرواد دی۔ اور اپنی اپنی وید پستک سے مجھے روحانی چمتکار دیا۔

جونہی میں نے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے نظر دوڑائی۔ کالکا کی سب چھوٹی بڑی پہاڑیاں سنہری اور روپہری تھالوں۔ طشتریوں اور پلیٹوں کی صورت میں جگمگ جگمگ کرتی دکھائی دینے لگیں۔ اور ان کے پتھر سطح در سطح نہایت قرینہ اور سلیقہ سے چنی ہوئی گوناگوں طرح طرح کی مٹھائیوں کا نقشہ پیش کرنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ قدرت نے سپت رشیوں کے سواگت کے لئے طرح طرح کے میوے۔ پھل پھول اور مٹھائیاں عجیب و غریب تھالوں میں چن دی ہیں۔ اور کہیں کہیں دھوپ۔ اگربتی وغیرہ کا خوش گوار و سگندھت دھواں بھی اٹھتا نظر آ رہا ہے۔۔ کالکا کی پہاڑیوں کا ذرہ ذرہ سر اونچا کر کے سپت رشیوں کی جھانکی دیکھنے میں محو (لین) تھا۔ یکایک عالم بالا میں شہنائیاں اور باجے گاجے بجنے لگے۔ آن کی آن میں دیوتاؤں نے ان پر پھول برسانے شروع کیے۔ اور وہ علوی طبقہ (اونچے طبقہ) سے ایک شاہی جلوس کی صورت میں پرواز کرتے (اڑتے) ہوئے ہم دنیا داروں کے طبقہ میں آ پہنچے۔ ان کے رخ روشن آفتاب کی طرح چمک رہے تھے۔ لکھوکھا انسانوں نے سمجھا۔ کہ آج پورب سے ایک کی بجائے آٹھ آفتاب طلوع ہو رہے ہیں۔ اور نئے سات آفتاب بالائی (اوپر کے) طبقہ سے نیچے اتر کر روئے زمین کے بہت قریب جلوہ افروز ہو رہے ہیں۔ ہزارہا لوگوں نے میری طرح انہیں

شردھا سے نمسکار کیا ۔

یکایک غیبی تحریک ہوئی ۔ اور میں ہمہ تن گوش ہو کر سپت رشیوں کی موہیال ہسٹری کے سمبندھ میں مناسب ترتیب اور واجب ہدایات کی انتظار کرنے لگا ۔

رشی بھاردواج جی کا بھاشن :- رشی بھاردواج جی نے گایتری منتر اُچارن کرنے کے پشچات کچھ شبدوں میں کہا :-

"موہیال ہسٹری کو ہم نے سات ادھیائے میں بانٹا ہے ۔ پرتیک ادھیائے پرتیک رشی نے اپنی رچی اور اچھا انوسار تیار کیا ہے ۔ اور پرتیک ادھیائے بھی سات بھاگوں ہی میں بانٹا گیا ہے ۔ ہم نے پُستک کو ہندی بھاشا میں رکھ دیا ہے ۔ ہمارا بھگت اس کا انوواد (ترجمہ) اُردو بھاشا میں کر سکتا ہے ۔ ہمیں پُورن وشواس ہے ۔ کہ اس پُستک کے اَدھیئن (مطالعہ) سے موہیالوں کے اتیرکت (علاوہ) دُوسرے لوگ بھی لابھ اُٹھا سکیں گے ۔ کیونکہ "موہیالی" ایک سارو بھومک اندولن (عالمگیر تحریک) ہے ۔ اور اس کی وردھی (ترقی) کے لئے بھرسک یتن کرنا پرتیک موہیال و براہمن کا دھارمک کرتویہ ہے"۔

اس مختصر وِیاکھیان کے بعد پوجنیہ رشی جی نے کتاب کے سب ادھیائے یوگ بل دوارا میرے دل و دماغ پر منقش کر دئے ۔ مجھے ایسا انوبھو ہوا ۔ کہ انہوں نے موہیال ہسٹری کا اوّل سے آخر تک کا مسالہ مجھے کسی حد تک اس طرح بہم پہنچایا ہے ۔ جس طرح کہ سرشٹی کے آدی میں پرماتما نے اپنا ویدوں کا گیان آدتیہ ۔ انگرہ ۔ وایو ۔ اگنی رشیوں تک پہنچا کر دُنیا کو مالا مال کر دیا تھا ۔ سپت رشیوں نے علوی طبقہ سے جاتے ہوئے مجھے آشیرواد دی ۔ میں نے نمرتا پُورک اُنہیں پرنام کیا ۔ معاً (فوراً) رُوحانی جوت بجھ گئی ۔ یکسُوئی و محویت کا دور ختم ہو گیا ۔ فرشتہ رحمت نے اپنے نازک ہاتھوں سے رُوحانی لہریں بکھیرنے والے پلنگ کو میرے کانوں کے پیچھے سے ہٹا لیا ۔ اور اب میں رُوحانی ہلوروں سے محروم ہو کر پھر دُنیوی جھمیلوں میں آ پڑا ۔ میں نے لنگوٹ اتار کپڑے پہنے ۔ اور کالکا کی پہاڑیوں سے لاجپت نگر ۔ ڈبل سٹوری کو روانہ ہوا ۔ راستہ میں چلتے چلتے میں نے انوبھو کیا ۔ کہ سپت رشیوں کی ہر غیبی تحریک اور ہر الہامی ہدایت میری لوحِ دل پر منقش تھی ۔ اب کتاب کا تصنیف کرنا میرے لئے کیا مشکل تھا ۔ لہذا میں نے قلم برداشتہ لکھ دیا ۔

کتاب کے مسوّدہ کو دیکھ کر

شری مہنت امرناتھ جی موہن ایڈووکیٹ منشی فاضل شکتی نگر۔ دہلی لکھتے ہیں :-

۱۔ دیکھی موہیال ہسٹری کی شان – یہ ہے قومی جواہرات کی کان
۲۔ حسنِ ترتیب لاجواب اِس کا – قابلِ دید باب باب اِس کا
۳۔ سطر سطر اِس کی موتیوں کی لڑی – لفظ لفظ اِس کا اس لڑی کی کڑی
۴۔ شانِ ماضی کا ہے یہ آئینہ – شانِ حاضر کا ہے یہ گنجینہ
۵۔ نظر آتا ہے اِس میں اِستقبال – اِس میں ہنستا ہے قوم کا اقبال
۶۔ لفظِ موہیال کی یہ ہے تفسیر – اس کی عظمت کی بولتی تصویر
۷۔ اَن گنت خوبیوں کا یہ بھنڈار – سات لعلوں کا بیش قدر یہ ہار
۸۔ قوم کے فخر کا ہے سرمایہ – اِس کا اونچا ہے اِس لئے پایہ
۹۔ اِس نے تسکین کی بناء ڈالی – قوم کے رُخ پر آ گئی لالی
۱۰۔ سات جلووں کا اختصار ہے یہ – سَو بہاروں کی اِک بہار ہے یہ

۱۱۔ یہ ہے تاریخ یا کوئی دربار – جمع ہیں جس میں قوم کے سردار
۱۲۔ اِن میں موہن ہیں کشپ کی سنتان – اِن میں چھبّر ہیں بھارگو کا نشان
۱۳۔ اِن میں لَو۔ وید۔ دت سے ہیں اُبھراج – یادگارِ وششٹھ و بھاردواج
۱۴۔ اِن میں بالی ہیں اِن میں ہیں بھمّوال (ق) خاندانی شرف سے مالا مال
۱۵۔ یادگارِ پراشر و کوشل – موہیالی چمن کے ہنستے کنول
۱۶۔ گل ہیں یہ سات لالہ زاروں کے – اِن میں جلوے ہیں چاند تاروں کے
۱۷۔ اِن کی سوگندھ سے مہکے گا
تا ابد بوستاں موہیالی کا

موہیال ہسٹری کا مسالہ:-

اِس تاریخ کی ترتیب و تالیف میں مجھے اپنے قومی بزرگوں کے بیان کردہ واقعات۔ اُن کے چشم دید حالات و سبق آموز روایات۔ قومی بھائیوں سے سُنتے ہوئے بزرگوں کے معتبر سوانح حیات۔ رسائل ینگ موہیال۔ موہیال سیوک۔ موہیال ہتر اور موہیال سندیش کی کچھ فائلوں۔ انگریزی موہیال ہسٹری اور بزرگانِ قوم سے بذریعہ خط و کتابت مسالہ اِکٹھا کرنے کا موقع نصیب ہُوا ہے۔

علاوہ ازیں قومی پروانہ مرحوم بزرگ رائزادہ ہری چند جی وید آدسکھو ضلع راولپنڈی کی تصنیف "گلشنِ موہیالی" نے جو ملکی بٹوارہ نیز آؤٹ آف پرنٹ ہونے کی وجہ سے نایاب ہو رہی ہے۔ میرے لیئے لائیٹ ہاؤس کا کام دیا ہے۔ میں نے اسے نظرانداز کرنا اخلاقی جرم سمجھا۔ اور کتاب ہٰذا کے مستند تاریخی مضامین اور اس کے ضروری اقتباسات نیز تواریخی حوالجات سے فائدہ اُٹھانے کی واجب کوشش کی ہے۔ اس کے لیئے میں مرحوم مصنف و مؤلف کی پوتر روح کا بے حد شکر گزار ہوں:۔

اس تاریخ کی تیاری میں جن قومی بھائیوں یا بزرگوں نے تحریری امداد فرمائی ہے۔ اُن کا مبارک نام اُن کی تحریر کے ساتھ اصلی جگہ پر درج کر دیا گیا ہے۔ اِس مشترکہ قومی خدمت کے لیئے میں اُنہیں مبارکباد دیتا ہوں:۔

جن صاحبِ دل قومی بھائیوں و بزرگوں نے نیز جن علم دوست سجنوں نے کتاب ہٰذا کے ہمت فرسا اخراجات کے ہلکا کرنے میں میری امداد فرمائی ہے۔ میں اُن کا تاحیات ابھاری رہوں گا۔ اور جن قومی خیرخواہوں نے اس قومی امانت "موہیال ہسٹری" (جلد اوّل) کی کچھ کاپیاں خود خریدنے اور اوروں کو خریدار بنانے کا مجھے وشواس دلایا تھا۔ میں اُن کا اُن کے ایفائے عہد پر بذریعہ پریس و ڈاک ہی شکرگزار ہو سکونگا۔ اپنی مسلسل بیماری اور ناموافق حالات کے باوجود بھی کتاب کی تیاری میں ہر ممکن احتیاط برتی گئی ہے مگر سرخروئی کا نصیب ہونا صرف بھگوان کے ہاتھ ہے۔ کیونکہ۔ ۱؎ ہسٹریاں کبھی مکمل نہیں ہوتیں ۲؎ ہسٹورین کے کام کی تعریف بہت کم اور بے جا نقطہ چینی زیادہ ہوتی ہے ۳؎ ہسٹورین ہر جگہ حاضر ناظر اور ہمہ دان نہیں ہوتے۔ ۴؎ اِنسان کتنا بھی ظاہر و باطن یکساں رکھنے والا اور قربانی مجسّم ہو دو چار حریان تو ضرور اُس کی نیکی و پاکیزگی کو ختم کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ اِس لیئے پھل کی اچھا نہ رکھتے ہوئے راقم کتاب ہٰذا کی جلد دوئم کی ترتیب و تالیف میں مصروف رہے گا:۔ چونی لعل دت۔ ۲۱ جون ۱۹۵۶ء

جاتی ہتیشیوں کے

پریم اور اُتساہ سے پریرت ہو کر

جاتی رکھشکوں کے

تیاگ اور پرِشرم سے پربھاوت ہو کر

جاتی رتنوں کے

شُدّھ بھاوؤں سے پرکاشت ہو کر

اُجڑی اور اُکھڑی موہیال جاتی کی وراثت کو مُستقل طور پر محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے

چُونی لعل دت

موہیال ہسٹری

[جلد دوم]

"موہیال ہسٹری" جلد اوّل عام فہم زبان میں ناظرین کے روبرو پیش کی گئی ہے۔ جس مشنری کی سپرٹ، جس قومی جذبہ اور جس محنت سے یہ پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ اُسے پاٹھک بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اگر ہزارہا ناظرین میں سے چند ایک نے بھی اسے دل وجان سے سراہا تو میں سمجھونگا کہ میرے مشن کو تقویت پہنچ رہی ہے۔ راقم الحروف نے ۱۵ نومبر ۱۹۵۳ء سے ۲۸ فروری ۱۹۵۵ء (سوا سال سے زائد عرصہ) تک "موہیالی" اور "موہیالوں" کے ہر پہلو کو غور سے مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ سینکڑوں معزز قومی اصحاب تک بذریعہ خط وکتابت اور ہزارہا ناظرین تک بذریعہ پریس "موہیال ہسٹری" کا چرچا کیا ہے۔ اگرچہ ان ہزارہا اصحاب میں سے بہت کم بزرگوں اور بھائیوں نے میری طرف متوجہ ہونے کا خیال کیا ہے۔ مگر بایں ہمہ مجھے کسی کے خلاف کوئی گلہ یا شکایت نہیں۔ میں نے بطور ہسٹورین یا قومی لیکھک ساری برادری کو اپنا ایک بڑا کنبہ جان کر اس کے حالات فراہم کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ میرا خیال "موہیال ہسٹری" کو صحیح معنوں میں مکمل کرنے کا تھا۔ مگر عوام کی بے توجہی اور نان کوآپریشن کے کارن میں اپنے عزم میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

کسی کام کو ادھورا چھوڑنا میری فطرت میں داخل نہیں۔ میں آشاوادی اور محنت پسند واقع ہوا ہوں۔ اس لئے عوام کی کوآپریشن حاصل کرکے "موہیال ہسٹری" کی جلد دوم عرصہ ۶ ماہ میں شائع کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہوں۔ گویا جلد اوّل کی خامیوں کو جلد دوم کی اشاعت سے دور کرکے سرخرو ہونا چاہتا ہوں۔ جلد اوّل آپ کے روبرو ہے۔ اس میں جو خامیاں آپ کو نظر آئیں۔ اُن سے مجھے آگاہ فرمائیں۔ نیز جلد دوم کے لئے خاندانی شجرے۔ سروس ریکارڈز۔ قابلِ فخر سرٹیفکیٹ اور کون کیا ہے؟ .... وغیرہ وغیرہ مضمونوں کو مرتب کرکے جلد پتہ ذیل پر بھیجئے۔ مزید دریافت طلب امور کے لئے لکھئے: چونی لعل دت۔ ۴ جے بلاک ڈبل سٹوری کوارٹر نمبر ۴۵ لاجپت نگر نیو دہلی

شکریہ!

نمن لکھت معزز بھائیوں و بزرگوں نے موہیال ہسٹری (جلد اوّل) کی قیمت پیشگی ارسال فرمائی ہے۔ ان کی حقیقی قومی لگن اور بر موقع عملی سہائیتا کے لئے ان کا ہزار ہزار شکریہ ادا کیا جاتا ہے:-

۱۔ شری مہتہ امرناتھ صاحب موہن ایڈوکیٹ - شکتی نگر - دہلی قیمت ۳ کاپی ۱۵/- روپے

۲۔ " میجر ایس-ایل صاحب چھبر ٹریڈ ایجنٹ - یتنگ - تبت " ۴ " ۲۰/- "

۳۔ " بخشی ٹھاکر داس " " سپرنٹنڈنٹ تحصیلدار راجوری (جموں) ۲ " معہ محصول ڈاک ۱۱/- "

۴۔ " " لشمبر داس صاحب دت و بخشی ٹیک رام صاحب دت - دیرآبہ (پونچھ) ۲ " " " ۱۱/- "

۵۔ " کے-ایل دت مینجر بروک بانڈ انڈیا لمیٹڈ - جمال روڈ - پٹنہ قیمت یک کاپی " " ۵/۸/- "

۶۔ " جی-آر دت سیکرٹری موہیال سبھا نہرو روڈ - پونا " " " " " ۵/۸/- "

۷۔ " رگھناتھ داس بالی " " متھرا (صدر بازار) " " " " " ۵/۸/- "

۸۔ " کے-سی دت ڈاکخانہ [illegible] اسنہ اندھیری - بمبئی " " " " " ۵/۸/- "

۹۔ " مہتہ بیکھراج صاحب چھبر ال ۶-۱ اشوکا کالونی - بیگم باغ میرٹھ " " " " ۵/- "

۱۰۔ رائے صاحب بخشی سیتا رام جی دت ۱۸/۲۷E پٹیل نگر - دہلی " " " " ۵/- "

۱۱۔ شری چوہدری بھولا ناتھ جی دت [illegible] انٹرنیشنل انجنیئرنگ کمپنی بنارس قیمت ۱۰ کاپی ۵۰/- "

۱۲۔ " مہتہ این-این جی موہن مینجنگ ڈائرکٹر [illegible] میکن برادرز لمیٹڈ سولن قیمت ۱۰ کاپی ۵۰/- "

۱۳۔ " ایم-سی موہن (موہن کو) کناٹ پلیس - دہلی - قیمت ۵ کاپی ۲۵/- "

۱۴۔ " بخشی منگت رام جی چھبر او بی ای [illegible] منالی رام گڑھ الور (راجستھان) ۵ " ۲۵/- "

۱۵۔ " رائزادہ کندن لال جی بالی - پریم ناتھ موٹر ورکس - نئی دہلی (کرزن روڈ) قیمت ۶ " ۳۰/- "

۱۶۔ " بھائی [illegible] سنگھ جی چھبر کرمالوی چیف انجنیئر [illegible] (بنگال) قیمت ۳ " ۱۵/- "

ضروری پرارتھنا:- موہیال ہسٹری کی کتابت شدہ کاپیاں میری بیماری کی وجہ سے کئی ماہ تک پریس میں نہ بھیجی جا سکیں جس سے کتاب کی لکھائی اور چھپائی میں خاطر خواہ چمک اور کشش پیدا نہیں ہو سکی۔ اس قدرتی نقص کے واقعہ ہو جانے کا مجھے ناظرین سے کہیں زیادہ افسوس ہے۔

(پ-ن-د-ت)



Shri N. N. Mohan Managing Director
D. M. Breweries Ltd. Solan.

جاتی کے تین رتن

(۱)

شری مہتہ نریندر ناتھ جی موہن منیجنگ ڈائریکٹر ڈائمیکن بریوریز لمیٹڈ سولن شملہ ہلز
پیدائش و جنم بھومی | موضع بلھڑوال (امرتسر) کے مہتہ دیسراج جی موہن پنشنر انسپکٹر ڈاکخانجات اور انکی دھرم پتنی
شریمتی کرم دیوی کے لئے اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کا روز کتنا مبارک اور مسرت بخش تھا جب بھگوان نے انہیں
"نریندر" جیسا ہونہار سپوت بخشا۔ بچہ کی پیدائش پر نہ صرف موہن خاندان بلکہ سارے بلھڑوال اور گرد و نواح
کے نواسیوں نے بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ پنڈتوں اور جوتشیوں نے عزیز نومولود کی جنم کنڈلی تیار کی یہ مو
اُس کے جیون کے بہترین نکشتروں کی پیشگوئی کی۔ عوام نے اس پیشگوئی کو جلد تو محض نتیجہ کا منہ سے زیادہ وقعت نہ دی
طالب علمی کا زمانہ | وقت گزرتا گیا بچہ نے ماں کی گود سے نکل کر زمین پر قدم رکھا۔ وہ اپنی توتلی باتوں سے
اپنے بزرگوں کا دل بہلانے لگا۔ رفتہ رفتہ چلنے پھرنے اور صاف باتیں کرنے لگا۔ بالآخر ۵-۶ سال کی عمر
میں مبارک ساعت پر سج دھج کر بلھڑوال پرائمری سکول میں ماسٹر جی کے قدموں میں جا بیٹھا۔ "ہونہار
بروا کے چکنے چکنے پات" کے مصداق پیارے نریندر نے پرائمری کی جماعتوں کو بخوبی و شاندار طریقے پاس
کر لیا۔ دو تین سال بعد نیز امرتسر سے مڈل کلاسز پاس کر کے راولپنڈی پہنچا۔ جہاں امتحان میٹرک پاس کر
کے ایف اے کلاس میں داخل ہو گیا۔ نریندر کی ہونہاری نے اپنے اور بیگانے سب کے دلوں کو موہ لیا مگر
یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ بچہ کی ہونہاری مستقبل قریب میں رنگ لانیوالی ہے۔ اور وہ موہیالی بلکہ ہندو دنیا
کے مطلع پر ایک درخشاں ستارہ بن کر چمکنے والا ہے ::
کاروبار اور آریہ سماج کا کام | اب نریندر جوان ہو چکا تھا۔ اور انہی دنوں بھارت میں کانگرس کی تحریک زوروں
پر تھی۔ اس نے ملکی اپیل کو لبیک کہتے ہوئے انگریزی تعلیم کو خیرباد کہہ دیا اور کانگرس کے کام میں حصہ
لینا شروع کر دیا۔ نیز ٹھیکیداری و مال کی درآمد و برآمد کے کام کو چالو کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی
جدوجہد اور نیک نیتی پھل لائی نیز قسمت نے یاوری کی۔ بیوپار خوب چمکا۔ روشن دماغ اور دور اندیش
نونہال نے مری بروری کمپنی راولپنڈی کے بہت سے حصص خرید کر لئے سنہ ۱۹۳۹ء میں راولپنڈی میں
آپ نے زر کثیر خرچ کر کے ایک نیشنل سنٹرل بیوریز لمیٹڈ کی بنیاد ڈالی جس کے آپ منیجنگ ڈائرکٹر منتخب ہوئے۔

اس کے علاوہ آپ امپیریل لمیٹڈ راولپنڈی کے بھی منیجنگ ڈائرکٹر تھے۔ آپکی حسن کارکردگی اور نیک سلوک کے تمام حصہ داران و ملازمین بے حد مداح و قدردان تھے۔ راولپنڈی اور اس کے نواح کے لوگ "موہن صاحب" کے اوصاف حسنہ سے بہت متاثر ہوئے۔ آریہ سماج اور دیگر مقامی انسٹی ٹیوشنز نے آپکے قومی و ملکی خدمت کے جذبہ سے پورا پورا فائدہ اٹھایا یعنی آپ بطور پردھان آریہ سماج گوروکل سیکشن راولپنڈی جنرل سیکرٹری گوروکل راول اور برگزیدہ ممبر ڈی۔اے۔وی کالج منیجنگ کمیٹی راولپنڈی کا کئی سال تک شاندار کام کیا۔ سینکڑوں بیکس و بے نواؤں و بے بس یتیموں کو آریہ سماج کی معرفت نیز پرائیویٹ طور پر خاطر خواہ امداد و وظائف دئیے۔ اور آپ کی طرف سے ہندو جاتی کی مالی سہائتا کا یہ سلسلہ بدستور اب تک جاری ہے

موہیال جاتی کے دان ویر کرن آپ کو موہیال جاتی میں "دان ویر کرن" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ بیکاروں و بیروزگاروں کے دستگیر آسودہ حال بھائیوں کے ہمدرد دوست اور شرومنی بادھیرہ و لوکل سبھاؤں کے خصوصی معاون ہیں۔ آپ ہر قومی تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کرتے اور ہر معاملہ میں اپنی بے لاگ رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

کاروباری دنیا میں آپ کا درجہ ۱۹۴۷ء میں باوجود کئی رکاوٹوں کے آپ راولپنڈی سے سینڈ پیپر مل کی مشینری بھارت میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔ جو غازی آباد میں آپ کی سرکردگی میں خوب ترقی کر رہی ہے۔ آپ کو اس نیشنل سینڈ پیپر مل کے ڈائرکٹروں نے اپنا منیجنگ ڈائرکٹر منتخب کیا۔ اور پبلک نے آپ کی شبانہ روز کی محنت کی داد دیتے ہوئے پریزیڈنٹ مہتہ نند منشن ہریجن کالج غازی آباد کی پدوی آپ کے سپرد کی گئی۔ بعد ازاں مہتہ صاحب نے آرام کو بالائے طاق رکھ کر ایشور پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے کاروبار کا سلسلہ میسرز ڈائرکٹر میلین برادرز لمیٹڈ سولن کے ساتھ وسیع پیمانہ پر شروع کر دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ اس کمپنی کے جنرل منیجر و منیجنگ ڈائرکٹر چنے گئے۔ کمپنی ہذا آپ کی سرپرستی میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ آپ کی ہر دلعزیزی کو دیکھ کر ریڈکراس سوسائٹی ہماچل پردیش نے آپکو اپنا چیئرمین بنانے کا فخر حاصل کیا۔ وہاں کی ہر ایک سوسائٹی کی دلی خواہش کو پورا کرنے کے لئے آپ ریزیڈنٹ ڈائرکٹر اینڈ جنرل منیجر نیشنل سپلائی پراڈکٹس لمیٹڈ سولن اور ڈائرکٹر فوڈ پراڈکٹس لمیٹڈ سولن چنے گئے۔ آپ کی خدمات کا فخر حاصل کرنے کے لئے آپ کو ٹریڈ لنک لمیٹڈ دہلی کے چیئرمین کی پدوی پیش کی گئی جس پر اب بھی آپ براجمان ہیں۔

آپ نے سن ۱۹۵۳ء میں بسلسلہ کاروبار ساری دنیا کا دورہ کر کے اپنے تجارتی تجربہ کو فروغ دیا۔ اور



Ch. Bhola Nath Datta of Kanjrur, Prop.
National Engineering Coy. Benaras

میں آپ نے اپنے سپتر شری وید رتن جی موہن ڈپٹی جنرل منیجر سولن بروری کو کاروباری سلسلہ میں یوروپ کے ممالک میں بھیجا۔ اور عزیز موصوف اب پھر اسی سلسلہ میں ستمبر ۱۹۵۷ء میں یوروپ تشریف لے گئے۔

[آپ غالباً پہلے موہیال ہیں جنہوں نے غیر ملکی تجارتی رموز کا مطالعہ کرنے کیلئے ساری دنیا کا دورہ کیا۔ راقم]

قومی سیوا | آپ موہیال جاتی کے ہردلعزیز اور صلح کل نیتا ہونیکے کارن پارٹی سپرٹ یا دھڑا بندی سے بالاتر ہیں۔ آپ جنرل موہیال سبھا امرتسر اور اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کو باہم شیر و شکر کرنیکی پہلی اور آخری آرزو رکھتے ہیں۔ چنانچہ امرتسر کی ۱۹۵۳ء کی کانفرنس میں جب آپ نے صدارتی فرائض باحسن انجام دیکر جاتی سے داد و تحسین حاصل کی۔ تو آپ کے سپرد یہ اہم سیوا کی گئی تھی۔ آپ باوجود ناموافق حالات کے اس مبارک فرض کو انجام دینے کے لئے ایک مدت سے عملی جد و جہد کر رہے ہیں۔

[پرماتما کرے۔ کہ آپ کی کوششیں بارآور ہوں۔ راقم]

مہتہ جی کے قابل فخر بازو | شری مہتہ جی کے ایک بزرگ بھائی شری مہتہ ہری چند جی موہن اور دوسرے چھوٹے بھائی شری مہتہ بلدیو سنگھ جی موہن بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہیں۔ تینوں بھائی اس خودغرضی کے زمانہ میں بھی ایک دوسرے پر جی جان سے صدقے جاتے ہیں۔ پوجیہ مہتہ ہری چند جی نہایت حلیم طبع، دوراندیش، خوش خلق، ملنسار اور لوکل قومی تحریکوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ آپ سبزی منڈی دہلی کی موہیال سبھا کے جنرل پردھان اور شری مہتہ بلدیو سنگھ جی موہن سبھا مذکور کے ٹرسٹی ہیں۔ آپ بڑے ہنس مکھ، رحمدل اور سنجیدہ مزاج ہیں۔ فی الحقیقت ہر دو برادر سبزی منڈی سبھا کے روح رواں ہیں۔ ہر سہ برادر کے پوجیہ پتا شری مہتہ دیسراج جی موہن ایک دیوتا صفت موہیال تھے۔ جو قومی اور دھارمک امور میں گہری دلچسپی لیتے اور بھوکے ننگوں کی سیوا کرنا اپنا دھرم سمجھتے تھے۔ مہتہ برادرز کے ذاتی اوصاف یقیناً آپ کے پوجیہ پتا جی کی خوشبو اور چمک کا ظہور ہیں:۔

(۲)

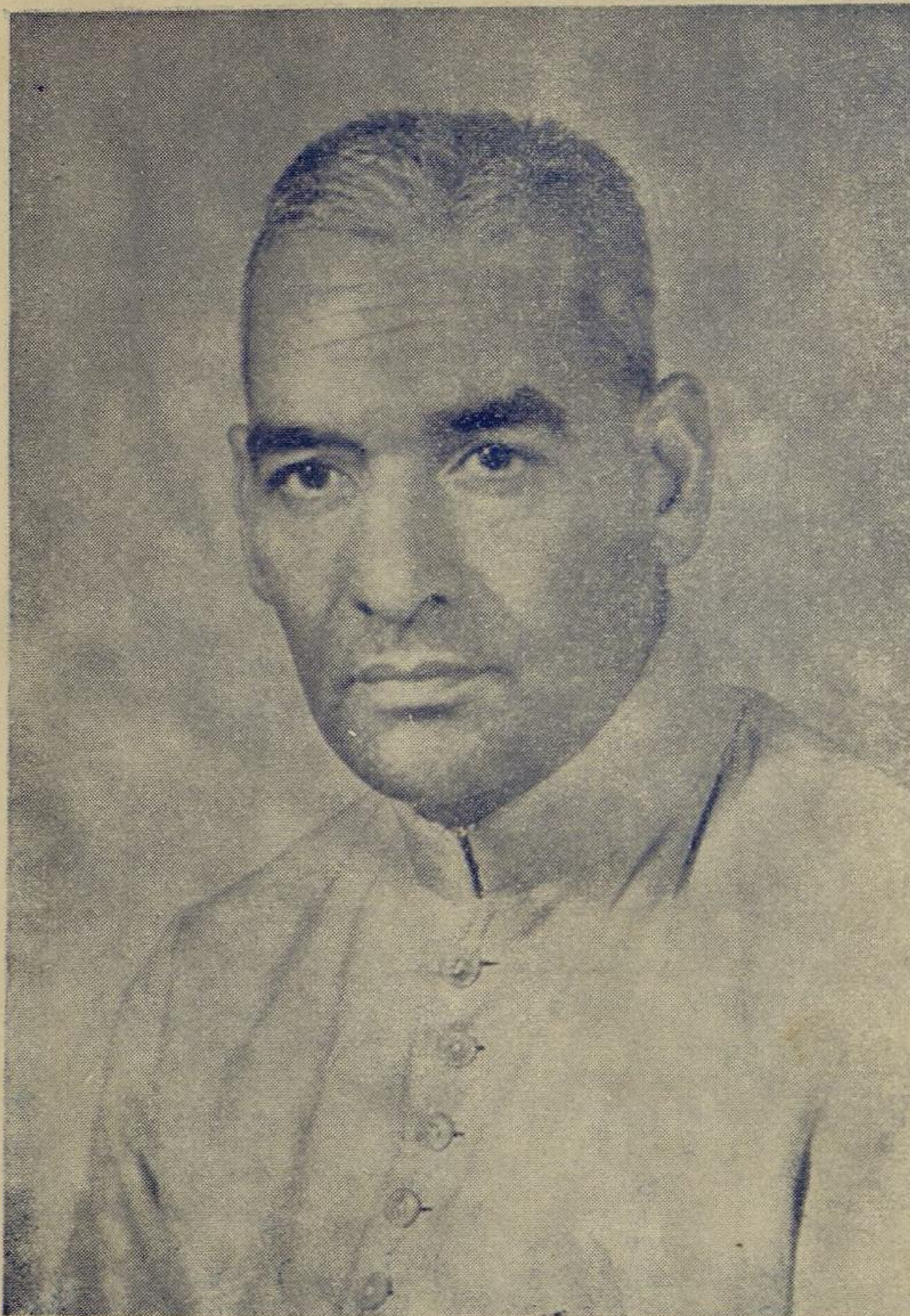
شری چوہدری بھولا ناتھ جی دت کنجروڑی پروپرائٹر نیشنل انجنیئرنگ کمپنی بنارس

قصبہ کنجروڑ دتاں کو شری چوہدری صاحب کو ۱۹۰۵ء میں پوجیہ چوہدری دینا ناتھ جی دت کے ہاں جنم دینے کا فخر حاصل ہے۔ آپ نے کنجروڑ میں ورنیکلر فائینل کا کورس پورا کیا۔ آپ بچپن میں ہر جماعت میں اول دوم اور ہر کھیل خاص کر فٹ بال میں چوٹی کے کھلاڑیوں میں شمار ہوتے رہے۔ آپ ایک حسین، صحتور اور ہونہار نوجوان تھے۔ جسے اپنے اور بیگانے سب محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے

تھے۔ آپ کے شاندار کیریکٹر کی چمک اور دلکشی نے آپ کی زندگی کی راہوں کو پُر لطف اور راحت بخش بنا دیا۔
آپ نے امتحان انٹرنیس سائنس (جموں) سے اچھے نمبروں پر پاس کیا۔ اور اس کے کچھ عرصہ بعد شہر لاہور کا رخ
کیا۔ اُن دنوں پنجاب میں آریہ سماج کا کافی زور تھا۔ جو ہونہار و دھارمک نوجوان اپنی زندگی کی ۲۰۔
۲۲ بہاریں دیکھ لیتا۔ اُسے قدرتی طور پر آریہ سماج اور رشی دیانند کے کسی دھارمک ادارہ میں آنریری
یا برائے نام عوضانہ پر خدمت کرنے کا عشق ہو جاتا۔ چنانچہ ہمارے چوہدری صاحب نے بھی
رشی دیانند کے مشن دسپرٹ کے زیر اثر ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول لاہور میں بطور ٹیچر کام کرنا
شروع کر دیا۔ آپ کا یہ سلسلہ دو سال تک جاری رہا۔ آپ اس عرصہ میں اپنے چچا ماسٹر
شری چوہدری رام بھج دت جی وکیل کی کوٹھی میں رہائش پذیر تھے۔ اس کے بعد آپ نے کچھ
عرصہ آریہ ہائی سکول لشکر (گوالیار) میں سکول ماسٹری کا کام کیا۔ چونکہ آپ کو بچوں کی فطرت سے
خاص اُنس ہے۔ اس لئے آپ نیشن بلڈنگ کے کام میں بہت حد تک کامیاب رہے۔

بھارت انجنیئرنگ کمپنی میں سروس قوم و وطن کی خدمت میں چند سال گزارنے کے بعد چوہدری صاحب
کو یہ احساس ہوا۔ کہ بنی نوع انسان کی حقیقی خدمت نیز اپنی دماغی و اخلاقی آزادی کے لئے اپنا مستقل
بزنس ہونا ضروری ہے۔ اور اس مستقل بزنس کے لئے مشینری کے کام کی ٹریننگ اور تجربہ لازمی ہے۔
چنانچہ آپ نے ۳۱-۱۹۲۴ء تک بھارت انجنیئرنگ کمپنی کانپور میں بطور منیجر ملازمت کی۔ اس عرصہ میں
آپ نے مشینری سے متعلقہ ہر پہلو میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ آخر ۱۹۳۲ء میں تجربہ کار انجنیئر لے
رسٹن انجن کی ایجنسی حاصل کر کے "نیشنل انجنیئرنگ کمپنی" کے نام سے بنارس میں اپنا کام شروع
کر دیا۔ پھر کمپنی کی دو شاخیں کانپور اور دہلی میں بھی کھول دی گئیں۔ آپ کی دن رات کی محنت اور نیک نیتی
سے آپ کا کام خوب چمکا۔ پرماتما کے فضل سے اب آپ موہیالوں میں قابل فخر بزنس مین ہیں۔

اوصاف حسنہ آپ دولت کے غلام نہیں۔ بلکہ "انسانیت" کے پجاری اور "قومیت" کے دلدادہ ہیں۔
آپ زندگی بھر ایک۔ رشی رہے۔ اور اپنے آپ کو ایک آدرش موہیال بنانے کے لئے تیاگ و تپسیا کی بھٹی میں
تپاتے رہے۔ آپ نے رشی منیوں کے نقش قدم پر چلنے کی پوری پوری کوشش کی۔ آپ کو منشی اشیاء
سے نفرت اور زمانہ حال کی رنگ رلیوں سے بیر ہے۔ آپ نے ۱۹۱۶ء میں کھدر پوشی کا پرن کیا۔ اور اسے
آج تک کامیابی کے ساتھ نبھایا۔ آپ کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ اور یہ خوبی فی زمانہ کسی بزنس مین
میں شاید ہی پائی جاتی ہو۔ آپ موہیالوں میں حاتم طائی کا سا درجہ رکھتے ہیں۔ قلیل آمدنی کے



Ch. Shyam Das Datta, Managing Director Engineering and Industrial Corporaiton Ltd., N. Delhi (Deceased)

زمانہ میں بھی آپ نے اپنے رشتہ داروں کی مالی امداد اور برادری کے یتیم بچوں کی تعلیم و پرورش کا خاص خیال رکھا۔ آپ کا یہ طرزِ زندگی فی الحقیقت ایک اعلیٰ ترین ڈگری یا سرٹیفکیٹ ہے۔ جو فیشن پرست اور پالیسی باز لوگوں کی بندق دہ ڈگریوں سے ہزار گنا مشکل و قابل قدر ہے۔

آپ نے اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی کی پہلی کانفرنس منعقدہ ۱۵-۱۶ ستمبر ۱۹۵۱ء کے صدارتی فرائض انجام دینے کا اقرار فرمایا۔ مگر طبیعت کے خراب ہو جانے کے کارن آپ کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے۔ اور آپ کا عالمانہ صدارتی ایڈریس پڑھ کر سنا دیا گیا۔ اس موقع پر آپ نے قومی فنڈرات کے لئے ۲ ہزار روپیہ کی گراں قدر رقم عطا فرمائی ۔۔۔ آپ کی ذات سے ایک بات خاص تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ بچوں کے ساتھ ہنس کھیل کر بڑے خوش ہوتے ہیں :-

(۳)

سوُرگباشی فخرِ قوم چوہدری شام داس جی ڈینجنگ ڈائریکٹر

انجنیئرنگ اینڈ انڈسٹریل کارپوریشن لمیٹڈ۔ نئی دہلی

چوہدری صاحب کا جنم ۷ مئی ۱۸۹۹ء کو بمقام ستراہ ضلع سیالکوٹ ہوا جہاں آپ کے پتا چوہدری گوربخش رائے جی دت محکمہ پولیس میں ملازم تھے۔ در اصل آپ کا وطن کنجروڑ دتاں ضلع گورداسپور تھا۔ آپ بچپن ہی میں ذہین۔ خوش شکل قد آور اور سنجیدہ مزاج تھے۔ ایف سی کالج لاہور سے بی۔ اے پاس کرنے کے بعد آپ نے بزنس کو ملازمت پر ترجیح دی۔ اور چھوٹے پیمانے پر ٹھیکیداری کا کام شروع کیا۔ آپ تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی ہمت قابلیت اور ایمانداری سے بھارت کے مشہور ترین ٹھیکیداروں میں شمار ہونے لگے۔ آپ میں کام کرنے کی انتہا شکتی تھی۔ اور اس سے نہ صرف خود انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ ہر شخص جسے بھی ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ مالا مال ہو گیا۔ آپ ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ کے بھونچال کے بعد کوئٹہ چلے گئے۔ اور اسے دوبارہ آباد کرنے کے لئے آپ نے کروڑہا روپیہ کی سکیمیں تیار کیں۔ جنہیں گورنمنٹ نے بہت پسند کیا۔ کوئٹہ کو نئے کوئٹہ کا روپ دینے میں آپ کا بڑا ہاتھ تھا۔ کوئٹہ میں آپ نے لاکھوں روپیہ کی جائداد بنائی۔ ہزارہا روپیہ دان میں دیا اور کئی سکول اور پاٹھشالائیں اپنے نام پر جاری کیں :-

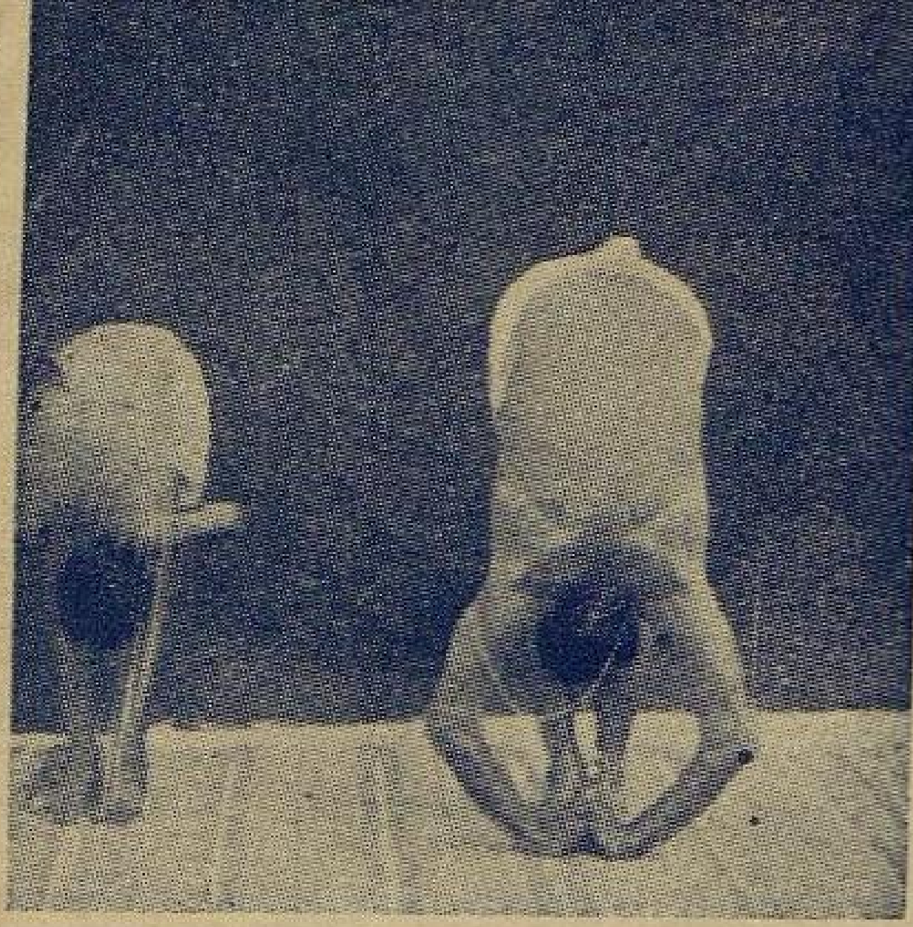
آپ شروع سے ہی دھارمک وچار رکھتے اور سادہ جیون بسر کرتے تھے۔ آپ کے جیون پر بہت

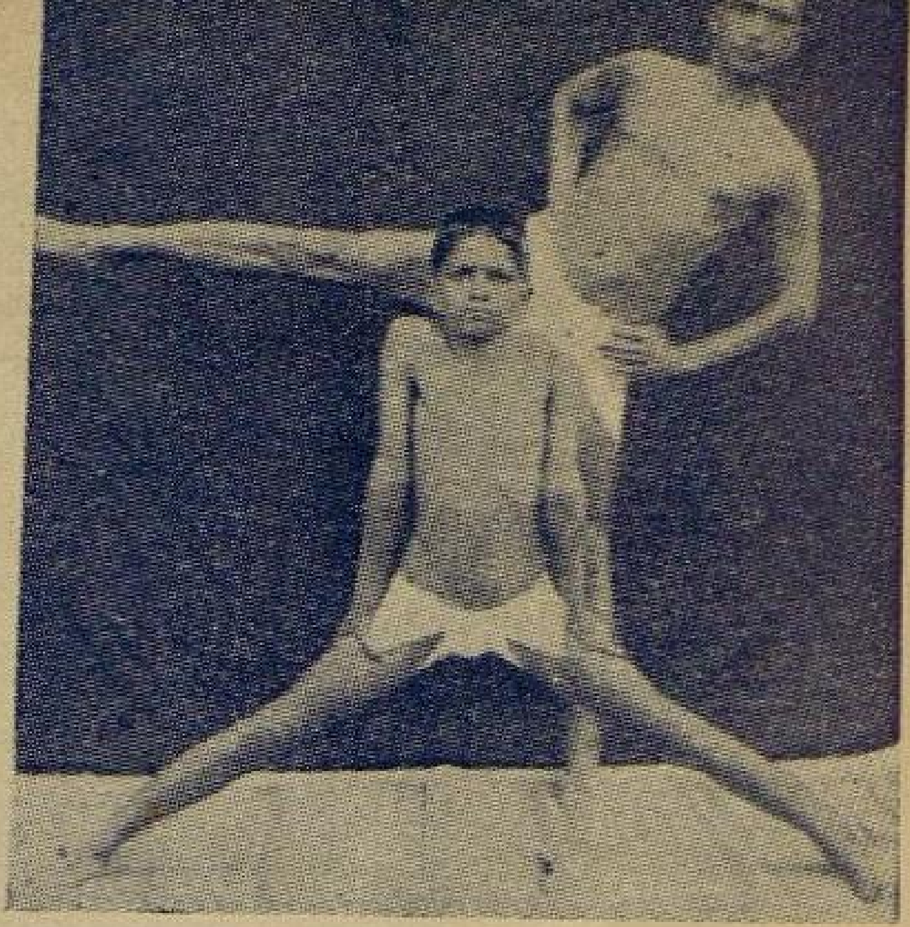
بھرت داس جی کے اُپدیش نے گہرا اثر کیا۔ اور اب آپ پربھو بھگتی کے مارگ پر چلنے لگے۔ یعنی آپ کا کافی وقت مہنت جی کے چرنوں میں گزرنے لگا۔ اور آپ اس مادی دُنیا سے ایک گونہ کنارہ کش ہو کر رُوحانی دنیا میں وِچرنے لگے۔ جب مہنت بھرت داس جی نے ۱۹۵۶ء میں شریر کا چولا چھوڑ دیا۔ تو آپ کو بہت دُکھ ہُوا:۔

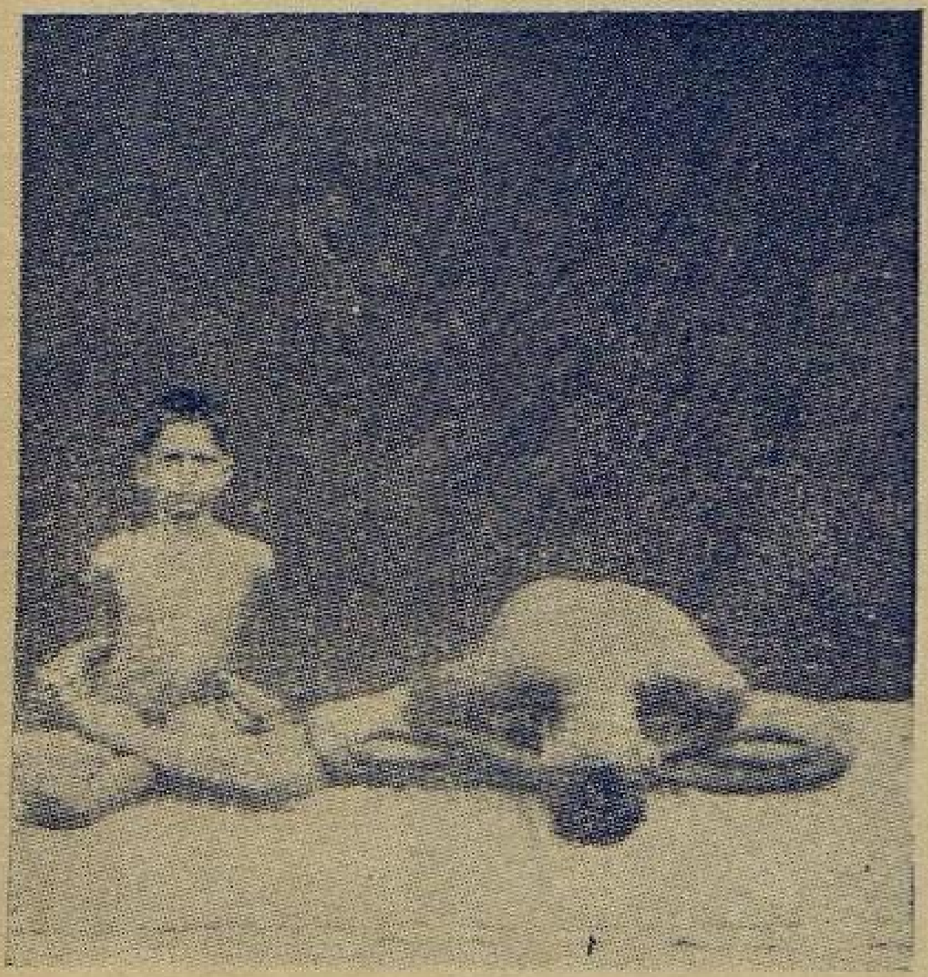
آپ نے دہلی میں "انجینئرنگ اینڈ انڈسٹریل کارپوریشن لمیٹڈ" کی بنیاد رکھی۔ جس کے آپ مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔ آپ نے اِندر پوری سکیم میں موہیالوں کی آبادکاری یعنی موہیال نگر دہلی کی قائمی کے لئے موہیال کوآپریٹو ہاؤس بلڈنگ سوسائٹی لمیٹڈ دہلی کو کارپوریشن کی طرف سے قابلِ قدر رعائتیں اور سہولتیں بہم پہنچائیں۔ یہ آپ کی فیاضی، فراخ دلی اور قومی لگن کا زندہ ثبوت ہے۔ کہ آپ نے باوجود چند ایک ممبران کارپوریشن کے اس سمجھاؤ یا اعتراض پر کہ "موہیالوں کو ایسی رعائتیں دینے سے کارپوریشن کے بزنس کو سخت ہانی پہنچے گی" انہیں نہایت واضح الفاظ میں برملا کہہ دیا۔ کہ "میں اپنے بھائیوں کو یہ رعائتیں دینے کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اگر میرا بزنس ایسا شُبھ کام کرنے کے کارن تباہ ہوتا ہے۔ تو ہونے دو۔۔۔" ۔ "شام داس زندہ باد!" ۔۔ اور "موہیال جاتی زندہ باد!"

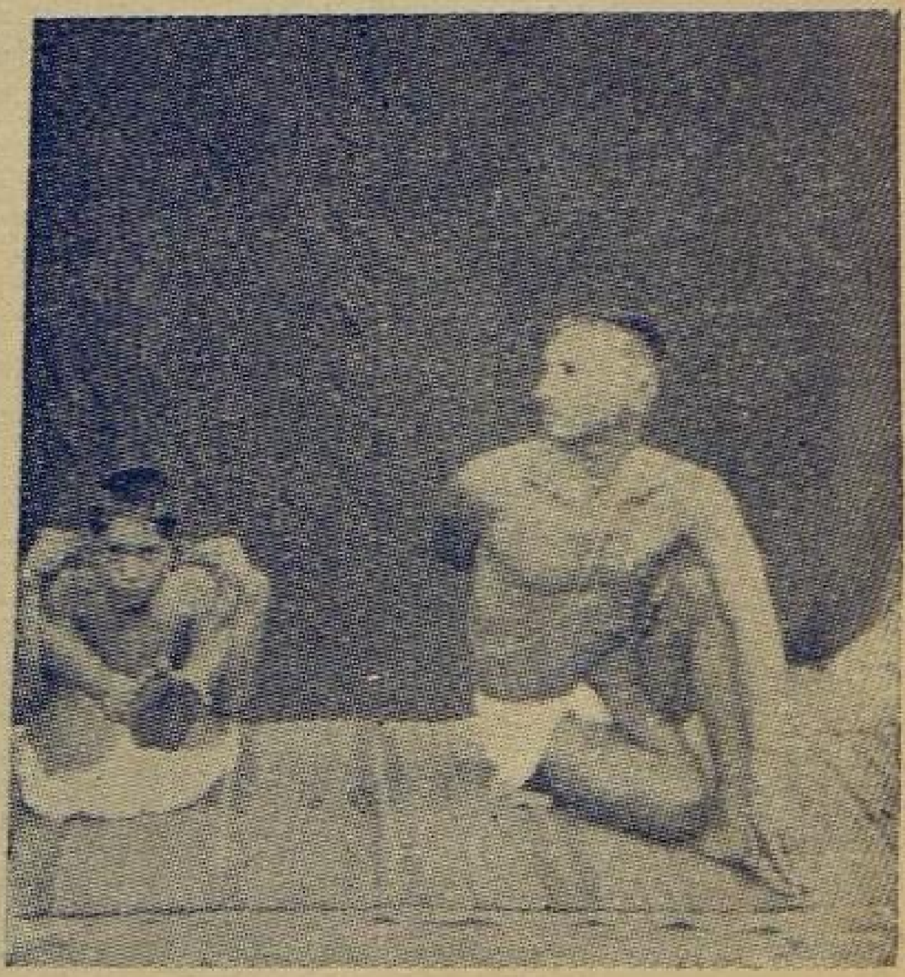
اے دیوتا صفت بھائی! تیرا دھن کتنا اجول ہے۔ تیرا جذبۂ قومیت کس قدر علمگیر ہے۔ تیرا درجہ مساوات اور رتبہ اصلاحات کتنا پیارا اور ہردلعزیز ہے۔ تیری اولاد کتنی خوش خلق اور تیرے نقشِ قدم پر چلنے والی ہے۔ تیرے معزز بزرگ برادر اور دیگر سب چھوٹے بڑے رشتہ دار کس شان سے تیرے سنہری اصولوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ تو اس دُنیا میں ایک خوش قسمت انسان تھا۔ اور یقیناً اب سورگ پُوری میں تو ایک خوش نصیب دیوتا ہے۔ کیونکہ تیری موت ٹھیک یوگیوں کی سی ۲۸-۵-۶۲ کو سمادھی اوستھا میں دہلی میں ہُوئی:۔

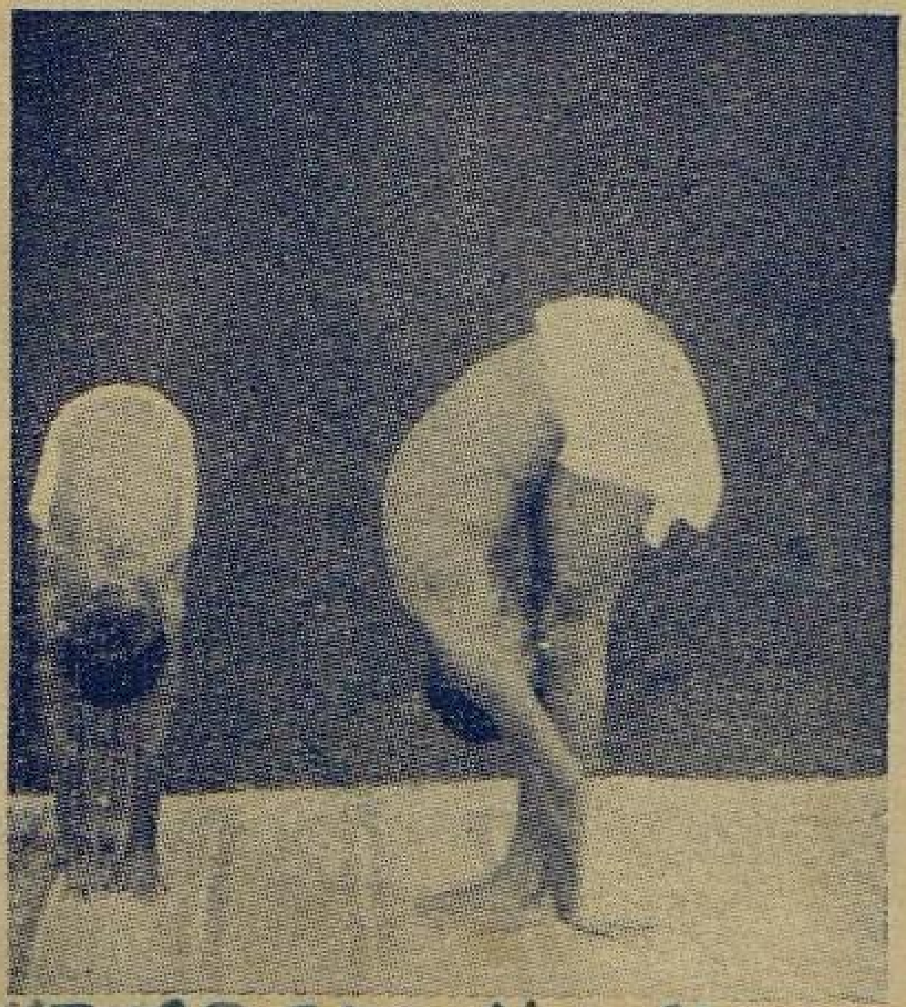
آپ کے سب سے بڑے بھائی چوہدری بھگوانداس جی دت ریلوے بورڈ میں ایک بڑے عہدہ پر ممتاز تھے۔ آپ مسلّمہ قابلیت کے مالک تھے۔ مگر عُمر نے وفا نہ کی۔ اور ۳۳ سال کی عمر میں پرلوک سدھار گئے۔ آپ کے دُوسرے بزرگ بھرا تا چوہدری ہرنام داس جی دت ریٹائرڈ چیف اکونٹنٹ ریلوے نہایت متحمل مزاج، پربھو بھگت اور خیر خواہِ قوم ہیں۔ جو چوہدری شام داس جی دت کے ہونہار سپوتوں چوہدری سُوریہ نارائن دت۔ چوہدری چاندر نارائن دت اور چوہدری بھوشنارائن دت کی ہر پہلو میں قابلِ فخر رہنمائی کر رہے ہیں:۔













ITHOR CHUNI LALL DATTA

Author Chuni Lall Datta busy in nation building work since 1934.

پہلا باب

[سات حصّوں میں]—

۱۔ موہیالی کو سات سے لگاؤ:۔

دُنیا میں سات کا ہندسہ مبارک ہے۔ اور اس ہندسہ کو ہم موہیالوں سے گہرا بلکہ قُدرتی تعلق ہے۔ دیکھئے:۔

(۱) "موہیالی" سات حروف کا مرکب ایک لفظ ہے۔ اور یہ سات حروف [م معنی مساوات ۲۔ و بمعنی وحدانیت ۳۔ ہ بمعنی ہفت اختر ۴۔ ی بمعنی یگانگت ۵۔ ا بمعنی انسانیت ۶۔ ل بمعنی لشکر (سنگھٹن و تنظیم) ۷۔ ی بمعنی یم نیم (مجموعۂ اخلاقیات و روحانیات)] انسانی اوصاف کا عالمگیر آئینہ ہے:۔

(۲) "موہیالی" سپت رشیوں (سات آسمانی ستاروں) کی طرح ہمیشہ جہان میں چمکتی رہیگی۔

چھبّر۔ بھمّوال۔ موہن۔ لَو۔ وید۔ دت۔ بالی
مطلع پہ ضوفشاں ہیں ہفت اختر موہیالی

(۳) سات برادریاں (۴) سات موہیں سات چوٹی (۵) سات پروہت سات بھاٹ سات مراسی (۶) ۵ موہیں + ۲ چھوٹی (۷) راہب کے سات بیٹے مسلم شیعہ خاندان کے ساتھ جنگِ کربلا میں شہید ہوئے:۔

(۸) ہفتہ کے سات دِن (۹) دُنیا کے سات عجائبات (۱۰) ہفت اقلیم (۱۱) سات سمندر (۱۲) گاتُن و دریا میں سات سُر ہیں (۱۳) پرانا یام کی صحیح وِدھی ۱:۴:۲ یعنی کُل سات سوانس سے تعلق رکھتی ہے۔ (۱۴) سات آسمان (۱۵) سات کثیف لوک (۱۶) سات لطیف لوک (۱۷) تاریخ ہذا کے سات باب وغیرہ وغیرہ:۔

۲۔ لفظ موہیال کی تحقیق و تشریح :-

(۱) روایت ہے۔ کہ جنگِ مہا بھارت کے خاتمہ پر جب شری درونا چاریہ کے فرزند مہابلی اشوستھاما نے جب اپنے دشمن کی سلطنت میں رہنا گوارا نہ کیا۔ اور ان کے چھ متروں نے اُن کی رفاقت کو حبِ وطن پر ترجیح دے کر سفر کے رنج و آلام کو جھیلنا قبول کیا۔ تو سب ساتھیوں نے وطن سے ہجرت کر کے دیش اور جاتی کی خاطر سپاہیانہ زندگی بسر کرنے کا تہیہ کیا۔ اس تارک الوطن جماعت نے اپنی محبت و پریم کی لڑی کو ہمیشہ مضبوط رکھنے کے خیال سے اپنا نام "موہ آل" رکھا۔

(۲) مہی (زمین) آل۔ صاحبِ زمین کو کہتے ہیں :: (۳) موہیں (گروہ) کے ساتھ "آل" ایزاد کرنے سے "موہیں آل" (موہیں کا مالک) یعنی موہیال (۴) موہ جال (محبت کے جال میں گرفتار)۔ (۵) ہندوستان کے منہ (سندھ۔ پنجاب۔ کابل وغیرہ) میں آباد ہونے کی وجہ سے موہیالوں کو مغربی حملہ آوروں سے سب سے پہلے لڑائی کرنی پڑتی تھی۔ اس لئے انہیں "موہان آل" (دشمنوں کے منہ کے سامنے رہنے والا) پکارا جاتا تھا۔ جو بعد میں "موہیال" کے نام سے مشہور ہوا ::

تواریخی کتب میں لفظ "براہمن" :- موہیال جاتی کا مخرج سارسوت براہمن ہے۔ لہٰذا تمام تواریخی کتب میں "موہیال برہمن" کی بجائے صرف لفظ "برہمن" کا ہی اندراج پایا جاتا ہے۔ چنانچہ تاریخ ہند لیتھبرج۔ تاریخ ہند پروفیسر ذکا اللہ۔ تواریخ فرشتہ۔ ٹاڈ راجستھان اور راج ترنگنی کشمیر میں موہیال راجگان جے پال۔ آنند پال۔ ترلوچن پال اور راجہ ڈاہر وغیرہ کو برہمن راجہ ہی لکھدیا گیا ہے۔ دیگر تواریخی حوالے ملاحظہ فرمائیے۔

۱؎ مہی پتی :- راجہ برہمن پت یعنی برہمن۔ زمیندار برہمن (دیکھو اتہاس سارسوت برہمن صفحہ ۱۰) :: ۲؎ بالی :- مہیل قوم کے تذکرہ میں (دیکھو ٹاڈ راجستھان) ۳؎ مہیلی (دیکھو تواریخ سیر المتقدمین) :: ۴؎ موہلی (دیکھو واقعات راجستھان جلد دوئم

صفحہ ۵۹)+ ۵ بیگالی (دیکھو سفرنامہ پلاٹینی مندرجہ کتاب آئینہ عظمت ہند)
[نوٹ - اسی کتاب میں درج ہے - کہ یہ قوم دریائے جمنا کے مغرب میں آباد تھی - اور
سنسکرت لٹریچر میں اس قوم کو ماویل لکھا ہوا ہے - جس کا راجہ ۵۰۰ ہاتھی اور بے شمار سوار
و پیادوں کا لشکر رکھتا تھا] ؛ ۶ راجپوت (دیکھو تواریخ ہند پروفیسر ذکاءاللہ
و لالہ لاجپت رائے) - [نوٹ - پروفیسر ذکاءاللہ اپنی تاریخ ہند کے صفحہ ۴۴۲ پر
لکھتے ہیں - کہ "سندھ کے راجپوتوں نے مسلمانوں کا دلیرانہ مقابلہ کیا" - سندھ میں
چھبر خاندان کے بزرگ راجہ ڈاہر اور اس کے لواحقین نے محمدؐ قاسم کا مردانہ وار مقابلہ کیا
تھا] ؛ ۷ پال بنسی (دیکھو البیرونی کا بھارت (ہندی) بحاشیہ صفحہ ۲۰) - [نیط
اتہاس سار سوت برہمناں کے صفحہ ۴۲ پر درج ہے - کہ " وید راجاؤں کے ایک خاندان
نے بنگال میں ۸۰۰ء سے ۱۲۰۰ء تک حکومت کی "] ؛ ۸ سین خاندان - راجگان
بنگال - بنبسی (دیکھو مختصر تواریخ ہند لیتھبرج صاحب صفحہ ۴۵ - تواریخ راج پرستی
و تزک ہند) ؛ ۹ بالا - کاٹھی - جھیل - داہریہ - راجپوت مشمولہ ۳۶ اقوام شاہی
مندرجہ ٹاڈ راجستھان صفحہ ۲۹۴ و ۲۹۶ ؛

ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق کے صفحہ ۳۰۵ کا اقتباس چھتیس راج بنشی (شاہی اقوام)
کی فہرست میں نمبر ۳۳ جھیل قوم کا تذکرہ ٹاڈ صاحب یوں کرتے ہیں - " بیکانیر کی
بنیاد سے قبل یہ قوم ایک وسیع خطہ ملک پر قابض تھی - وہ اپنے آپ کو اس قدیم
بالی قوم کی نسل سے بیان کرتے ہیں - جو سکندر سے مقابلہ کرتی رہی - اور جو جھیل ستھان
(ملتان) میں سکونت پذیر تھی " - تصدیق کے لئے دیکھئے کبت ؎

موہیاں ملتانیاں سب سے سرشٹ پچھان - بڑے بڑے برتن تارن کو کرت بکھان
اس کبت سے صرف پتہ چلتا ہے - کہ جھیل - میلی - مالی - موہل وغیرہ الفاظ "موہیا
یا موہیالی" کی بگڑی ہوئی صورتیں ہیں -
تواریخ صاحب نما میں درج ہے - کہ " راجگان ہند مہاراجہ پورس کی نسل سے تھے -

اور اس وقت بھی بہت سے موہیال اس نواح میں آباد ہیں۔ اس لئے بنگالی لفظ "مہیا" یا "موہیالی" کا بگاڑ ہے:۔

واقعات راجستھان جلد دوم میں مذکور ہے۔" بیکانیر: ریاست کے سمت ۱۵۴۵ کو آباد ہو اور اس علاقہ میں جسے "بیدا" کہتے تھے۔ "موہل" آباد تھے"۔ یہ اقتباس صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ "موہیال" اور "موہل" ایک ہی فرقہ ہے:۔

نوٹ:- لفظ راجپوت کے آغاز کے متعلق آگے چل کر مناسب موقع پر بحث کیجائیگی:

۳۔ "موہیالی" ایک عالمگیر تحریک ہے!:-

عام لوگوں کا تو کیا کہنا، ذمہ دار موہیال بھی "موہیالی" کو ہفت ذات برادری۔ مجوزہ پنچائتی۔ مجلسی سنگھٹن۔ پریتی بھوجن اور ملازمت فوج و پولیس وغیرہ نیک و بد مشترکہ خوبیوں کا ایک مرقع تصور کرتے ہیں۔ مگر راقم الحروف ۱۹۳۰ء سے پریس پلیٹ فارم کے ذریعہ ہر چہار آفتاب انسانی اوصاف ثابت کرتا چلا آرہا ہے۔

"موہیالی" بظاہر سات حروف (۱۔ م ۲۔ و ۳۔ ہ ۴۔ ی ۵۔ ا ۶۔ ل اور ۷۔ ی) کا مرکب ایک لفظ ہے۔ مگر اس کا ہر ایک حرف انسانی نسل کو مکمل بنانے والا اخلاقی و روحانی جوہر ہے۔ یا یوں سمجھئے۔ کہ "موہیالی" جہان کے مطلع پر ایک روحانی آفتاب کی صورت میں جلوہ افروز ہے۔ اور اس کی سات روحانی شعاعیں [۱۔ م مساوات ۲۔ و۔ وحدانیت ۳۔ ہ۔ ہفت اختر ۴۔ ی۔ یگانگت ۵۔ ا۔ انسانیت ۶۔ ل۔ لشکر (تنظیم و سنگھٹن) اور ۷۔ ی۔ یم نیم (اخلاقی و روحانی خوبیاں)] دنیا بھر کے کاروبار اور دنیا داروں کی زندگیوں کو ہر پہلو میں شاندار و کامیاب بنانے میں مصروف و کارفرما ہیں۔ میں ان سات روحانی شعاعوں کی تھوڑی سی جھلک دکھا کر پاٹھکوں کو "موہیالی ایک عالمگیر تحریک ہے" کا معتقد و پرچارک بنانا چاہتا ہوں:۔

"موہیالی" کی پہلی شعاع "م" — "مساوات" :- (سات سطروں میں)

ہم سب انسان ایک ہی بڑے کنبہ کے ممبر ہیں۔ پرماتما نے سب جانداروں کو اپنی قدرتی نعمتیں روزِ ازل سے مساوی عطا کر رکھی ہیں۔ وہ امیر کی کوٹھی اور غریب کی جھونپڑی پر ایک جیسی آفتابی اور مہتابی شعاعیں پھینکتا ہے۔ وہ دھنوان کے باغیچہ اور نردھن کے کھیت میں ایک جیسی بارش برساتا ہے۔ وہ آستک اور ناستک دونوں کی یکساں پرورش کرتا ہے۔ اس آدرش مساوات کو صحیح معنوں میں سمجھنے کے لئے "حقیقت" یا "معرفت" کی آنکھ درکار ہے جس کے بغیر انسان سوجاکھا ہوتا ہوا بھی اندھا ہے — اس آنکھ کے حصول کے لئے "موہیالی" کی دوسری شعاع "و" "وحدانیت" کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔

"موہیالی" کی دوسری شعاع "و" "وحدانیت" :- (سات سطروں میں)

"وحدانیت" کا موہیالی سے ازل سے چولی دامن کا تعلق ہے۔ بھارت ورش اوتاروں کا گہوارہ اور روحانیت کا سرچشمہ تھا۔ کوئی سمراٹ موہیال راج رشیوں کی آشیرواد لئے بغیر کوئی دینی یا دنیوی کام شروع کرنے کا ساہس نہ کرتا تھا۔ اگر کوئی راج رشی اپنے سمراٹ کے دربار میں جا نکلتا تو وہ فوراً اپنا سنگھاسن چھوڑ کر اُس کے قدموں کو چومتا۔ یہی نہیں موہیال بزرگوں کے انگ انگ میں اعجازِ مسیحائی کارفرما تھی۔ وہ ایک مریض کے جسم پر ہاتھ پھیر کر آنِ واحد میں اُسے تندرست بنا دیتے اور کسی پاپی کے چہرہ پر قہر کی درشٹی ڈال کر اُسے چشم زدن میں بھسم کر دیتے تھے۔ اگر "وحدانیت" کو "موہیالی" سے جدا کر دیا جائے۔ تو "قدرتی پھول" "کاغذی پھول" بن جائیگا۔

"موہیالی" کی تیسری شعاع "ہ" — "ہفت اختر" :- (سات سطروں میں)

موہیالی نقطۂ نگاہ کے مطابق ہفت اختر (دبِ اکبر) کو سپت رشیوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان سپت رشیوں نے موہیالی کو وجود دیا۔ ۱ رشی بھاردواج نے دت خاندان کو ۲ دھنونتری نے وید خاندان کو ۳ بھرگو نے چھبر خاندان کو ۴ پراشر نے بالی خاندان کو ۵ کشیپ نے موہن خاندان کو ۶ وششٹ نے لو خاندان کو اور ۷ کوشل رشی نے بھموال خاندان کو جنم دیا اور وہ انہیں فرش سے اٹھا کر اپنے پاس عرش پر لے گئے ہیں ۔

چھبر - بھمبوال - موہن - لَو - ویدَ - دت - بالی
مطلع پہ ضو فشاں ہیں ہفت اختر موہیالی

"موہیالی" کی چوتھی شعاع "ی" "یگانگت" :- (سات سطور میں)

جس طرح سبزہ زار پانی کے نہ ملنے سے سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی دل "یگانگت" کے بغیر سخت و بے حس ہو جاتا ہے۔ انسان بلکہ ہر ذی روح کی بہترین غذا ہی "پریم" ہے عقل و دانش کتنی ہی تیز ہو۔ دولت کے انبار جمع کر لے یا حسن و شباب سے ناظرین کو محوِ حیرت بنا دیا جائے۔ لیکن انسان کے من میں محبت کے بغیر کبھی شانتی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان کی محبت میں تمام مخلوق کے لئے یکساں حصہ نہ ہو گا۔ وہ ایشور کا محبوب کہلانے کا مستحق نہ ہو گا۔ یہی "موہیالی" کی فلاسفی کا نچوڑ ہے۔ ہمارے مشاہیر کا مسلک قابلِ غور ہے

بر خرمنِ کائنات کردیم نگاہ — یک دانۂ محبت است باقی ہمہ کاہ

"موہیالی" کی پانچویں شعاع "ا" "انسانیت" :- (سات سطور میں)

خواہشاتِ نفسانی اور فروعی اغراض کو ترک کئے بغیر انسان کے سینہ میں "انسانیت" کو سنوارنے والی پوشیدہ طاقتیں پیدا نہیں ہوتیں۔ "انسانیت" ہی ایک مسلمہ ہتھیار یا سادھن ہے جس سے وصالِ حق (پربھو درشن) ہو سکتا ہے۔ اور یہ سادھن "موہیالی" کا ضروری انگ ہے ۱۷۰۵ء کے جنگِ پینیاڑ میں دت بنس نے ایک مرواہا کھتری لڑکی کی عزت و عصمت کو بچانے کے لئے اپنا سر دسویہ دے دیا۔ جنگِ کربلا میں آل حضرت محمد صاحب کی حفاظت و سلامتی کی خاطر دت خاندان کے سرفروش مجاہد "راہب" نے اپنے سات بیٹے یکے بعد دیگرے قربان کر دئے۔ کتاب ہذا کا ایک ایک صفحہ "انسانیت" کو چمکانے والے واقعات پر مبنی ہے

"موہیالی" کی چھٹی شعاع "ل" "لشکر" (تنظیم و سنگھٹن) :- (سات سطور میں)

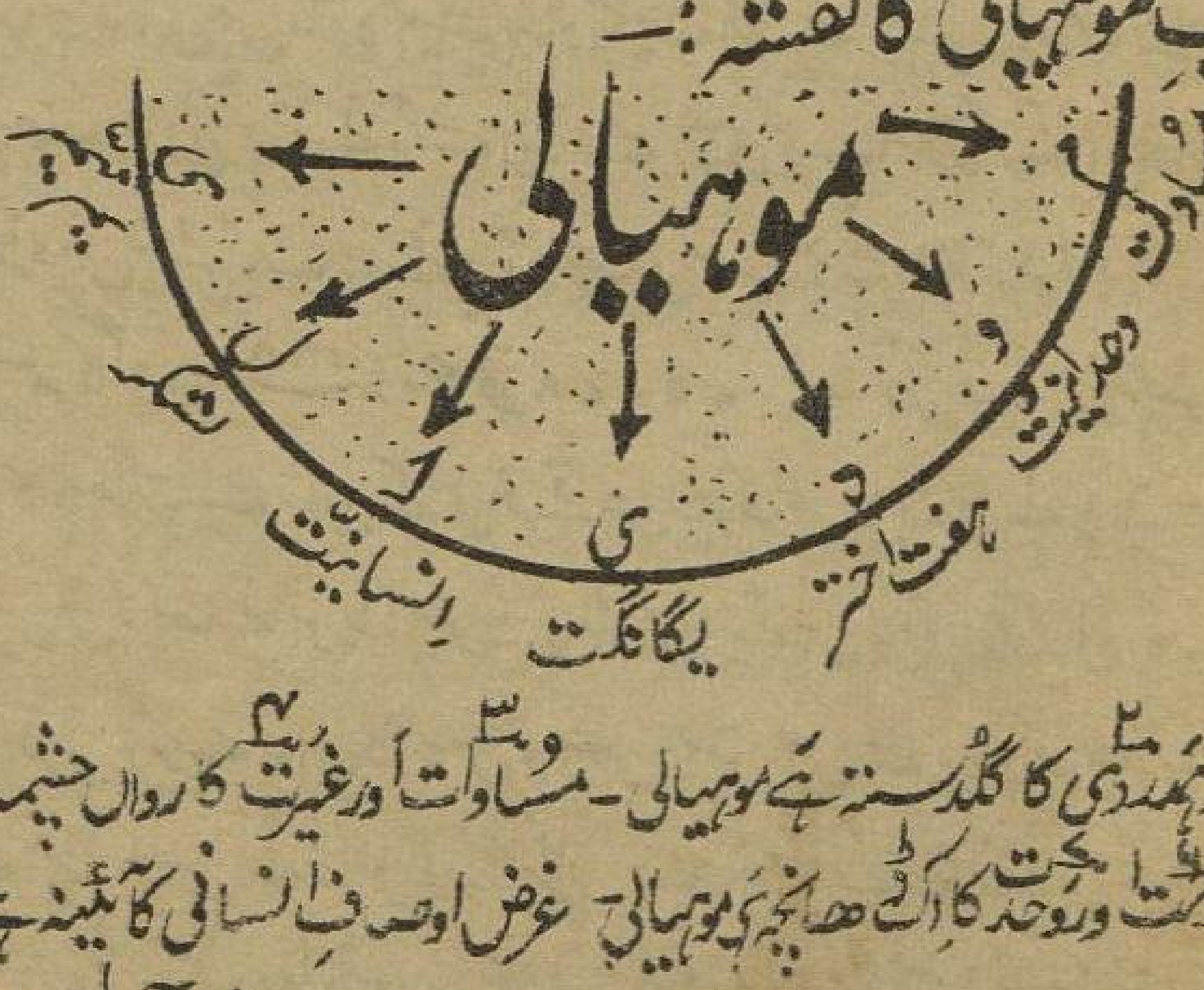
جب مہابھارت کے بعد برہمن شستر اور کھشتری شستر سے دیکھ ہونے لگے۔ تو درون آچاریہ کے شستر اشو تھاماں نے بھگوان کرشن کی غیبی تحریک سے ایک فرقہ قائم کیا جس نے "برہمنتو اور کھشاترتو" کے مشترکہ اوزار سے دھرم، کرم گیان اور سلطنتوں و حکومتوں کی ہلتی دیواروں کو از سرِ نو کھڑا کیا۔

جو بعد میں بھارت کے گیان اور وِگیان کا منبع ثابت ہوا۔ "موہیالی" میں "شکر" کا عنصر یقیناً جسم میں رُوح کی مانند کام کر رہا ہے۔ "مُردنی" کو "زندگی" میں تبدیل کرنا۔ بجھے ہوئے دیوں کو اپنی روشنی سے جگمگ بیداری بخشنا اور زندگی کے ہر شعبہ نیز کاروبار کے ہر صیغہ میں امتیازی شان حاصل کرنا "موہیال" کا فطری جوہر ہے۔ یہ تنظیم کا دلدادہ اور سنگٹھن کا شیدا ہے:-

"موہیالی" کی ساتویں شعاع ۔ "ی" ۔ "یم نیم" (سات سطور ہیں)

یوگ "آتما اور پرماتما کا ملاپ" کہلاتا ہے۔ یوگ کے آٹھ پہلو ہیں یم پہلا اور نیم دوسرا۔ "یم" پانچ پہلوؤں [۱ اہنسا ۲ ستیہ ۳ استے (چوری نہ کرنا) ۴ برہمچریہ ۵ اپری گرہ (دان نہ لینا)] پر مشتمل ہے۔ ہر موہیال ان پانچ سادھنوں سے اپنے آپ پر کنٹرول رکھنے کا ذمہ دار ہے۔ یوگ کی دوسری سیڑھی "نیم" کے بھی پانچ انگ ہیں ۱ شوچ (جسم اور من کی صفائی)، ۲ سنتوش (قناعت) ۳ تپ (ریاضت و نفس کشی)، ۴ سوادھیائے (دھارمک پستکوں کا مطالعہ) ۵ ایشور پرنی دھان (ایشور بھگتی)۔ ان یم اور نیم کے پہلوؤں کو اپنا کر ہی موہیال راج رشی زمانہ ماضی اور مستقبل کے حالات و واقعات کا پتہ بتا سکتے تھے۔ اور ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں:-

"آفتاب موہیالی" کا نقشہ:-



مُحبت۱ اور ہمدردی۲ کا گلدستہ ہے موہیالی۔ مساوات۳ اور غیرت۴ کا رواں چشمہ ہے موہیالی
مروت۵ ۔ خدمت۶ اور وحدت۷ کا اِک ڈھانچہ ہے موہیالی۔ غرض اوصافِ انسانی کا آئینہ ہے موہیالی
(پ - ل - و)

گورنمنٹ ریکارڈ میں موہیالوں کا تذکرہ :-

(۱) ضلع سیالکوٹ ۹۵-۱۸۹۴ء کا گزٹ صفحہ ۸۰ :- اکثر برہمن اور پروہتائی والی قوموں کا زمین سے بہت کم تعلق ہے۔ اس ضلع میں موہیال گو بہت کم ہیں۔ مگر وہ ایک نامور قوم سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ہر جگہ اپنی موجودگی کو جتلائے بغیر نہیں رہتے۔ موہیالوں کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ پانڈو خاندان کے جنگی اتالیق درونا چاریہ کی اولاد ہیں۔ وہ ہمیشہ مستعدی سے انکار کرتے ہیں کہ ان کا برہمنوں سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ پروہتائی کا کام بھی نہیں کرتے۔ ان کی ۷ ذاتیں ہیں جن میں سے قوم دت اس ضلع میں قابلِ ذکر ہے۔ وہ ایک خوبصورت جفا کش اور قابلِ قدر خاندان ہے۔ وہ خوشی سے جنگی ملازمت اختیار کرتے اور اچھے سپاہی ثابت ہوتے ہیں ۔ [آگے چل کر صفحہ ۸۳ پر مرقوم ہے]

ان میں سے بہتوں کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ سردار گنڈا سنگھ ایک نامور افسر ہے وہ دت قوم میں سے ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس کا وطن ظفروال دتاں تحصیل رعیہ ہے۔ اس نے ۱۹۔ بنگال لینسرز میں رہ کر غدر جنگ چین۔ افغانستان۔ سرحد پر جنگی خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ ہمیشہ بہادر ثابت ہوا ہے۔ جنرل رابرٹ صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواجِ ہند نے اسے اپنا اے ڈی کیمپ مقرر کر کے اپنے سٹاف میں بلا لیا۔ ۱۸۹۶ء میں پنشن یاب ہونے پر وہ رعیہ میں سب رجسٹرار مقرر ہوا۔

(۲) ضلع جہلم کا گزٹ ۱۸۸۳ء صفحہ ۷۸-۷۹ :- اس علاقہ میں برہمنوں کا بیشتر حصہ پروہتائی کا کام کرتا ہے۔ ان کے کئی فرقے ہیں۔ جو خاص پابندی کے سبب نہ نوکری کرتے نہ آپس میں مل کر کھاتے اور نہ آپس میں شادی کرتے ہیں۔ برہمن قوم کی ایک شاخ خاص موہیال قابلِ ذکر ہے۔ ان کا نکاس تو اصل برہمنوں میں سے بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن بہت سے رسم و رواج انہوں نے خاص کر راجپوتوں کے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ بتلانا ناممکن ہے کہ آیا وہ دراصل برہمن ہیں یا راجپوتوں سے برہمن بنے ہیں۔ وہ جہنو (جنیؤ) برہمن۔ راجپوت

اور ست بنسی کے القاب سے اس ضلع میں مشہور ہیں۔ کچھ بھی ہو وہ خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ دت۔ چھبر۔ وید۔ بالی۔ موہن۔ لو اور بھمو ال ۷ ذاتوں میں منقسم ہیں۔ اور تین باتوں سے نفرت کرتے ہیں ۱ دان لینے سے ۲ بنج بیوپار کرنے سے اور ۳ کاہلی کی زندگی گزارنے سے۔ وہ خاص کر زراعت کا کام یا جنگی ملازمت اختیار کرتے ہیں:۔

(۳) ضلع جہلم کا گزٹ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲۰-۱۲۱:۔ اس ضلع میں دو ذی اقتدار قومیں "موہیال" اور "گدھوک" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

موہیالوں کا تذکرہ:۔ اس صوبہ میں موہیالوں کی تعداد ۱۱ ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ اور وہ دور دراز تک پھیلے ہوتے ہیں۔ اس ضلع کی چاروں تحصیلوں کے مختلف دیہات میں آباد ہیں۔ خاص کر تھی۔ کریالہ۔ پنڈ دادنخان۔ بھون۔ خان پور۔ امیدوال۔ کالا۔ سید پور سنگھوئی۔ بچوالہ دتاں وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ گو تعداد میں تھوڑے ہیں۔ لیکن مستعد و دلیر ہیں۔ زیادہ تر سرکاری ملازمت کرتے ہیں۔ وہ اچھے سپاہی ہیں۔ انہوں نے خاص کر سول ملازمت میں ناموری حاصل کی ہے۔ اور وہ ہندوؤں میں بوجہ موروثی زراعت پیشہ ہونے کے بہت مشہور ہیں۔ بنج بیوپار یا صرافی کے کام میں انہیں رغبت نہیں۔ وہ عام برہمنوں کی طرح دان پر گزارہ کرنے یا کاہلانہ زندگی بسر کرنے سے نفرت کرتے ہیں۔ موہیال اس بات کو مانتے ہوئے کہ عام برہمن اور وہ ایک نسل سے ہیں۔ ان کی قوم بندی پر پُر زور اعتراض کرتے ہیں:۔

"موہیال گزٹ" کالا کا تذکرہ:۔ گزشتہ پانچ سال سے ان کا قومی اخبار کالا ضلع جہلم سے نکلتا ہے جس کا ایڈیٹر مہتہ شادلال چھبر سکنہ کالا ایک اچھے خاندان سے ہے۔ اس کا دادا مہتہ سکھا نند سکھوں کے عہد میں گورنر اور جاگیردار تھا۔ اس نے موہیال قوم کے بہت سے حالات بذریعہ ثبوت کتبوں کے بہم پہنچائے ہیں۔ جن کے اندراج کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ لفظ موہیال کی نصف درجن کے قریب وجہ تسمیہ بتلائی جاتی ہیں۔ زیادہ وجہ سات موہیوں

یا ذاتوں سے جن میں موہیال منقسم ہیں۔ بیان کی جاتی ہے۔ اور وہ ہیں دت۔ چھبڑ۔ وید۔ بالی
موہن۔ لَو اور بھمبوال ہیں۔ یہ سب ذاتیں اس ضلع میں موجود ہیں۔ موہیال اس بات کو مانتے
ہیں۔ کہ وہ دراصل سارسوت برہمن ہیں۔ لیکن اس بات کے بتلانے سے قاصر ہیں۔ کہ کس وقت
ان کے بزرگوں نے پروہتائی کا کام ترک کر کے انتظامِ ملک اور جنگی ملازمت کو اختیار کیا
ہے۔ تاہم وہ مہابھارت کے زمانہ سے اپنی علیحدگی عام برہمنوں سے بیان کرتے ہیں۔
اور اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ والمیکی وغیرہ بہت رشیوں کی اولاد ہیں۔ عموماً موہیالوں
کا دعویٰ ہے۔ کہ مختلف ملکوں کے وسیع حصہ پر انہوں نے راج کیا ہے۔ مثلاً دت کہتے
ہیں۔ کہ ان کے بزرگوں نے کسی وقت عرب میں حکومت کی۔ اور مابعد کابل میں راج
کیا۔ جیسا کہ سر کننگھم صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ ٨٣٠ء سے ٩٥٠ء تک برہمن خاندان
نے کابل میں راج کیا ہے۔ اسی طرح چھبڑ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بھیرہ میں راج
کیا جہاں اب بھی بہت سے موہیال آباد ہیں۔ اور "چھبڑاں دی راجدھانی" کے نام سے
نامزد ہے۔ اس سے بڑھ کر دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ ساتویں صدی میں چینی سیاح نے جتنے
برہمن راجاؤں کو راج کرتے دیکھا وہ سب موہیال تھے۔

بالیوں کا رقعاتِ عالمگیری میں ذکر آتا ہے۔ کہ عرصہ دراز تک وہ صوبہ گجرات میں پیشہ
سپاہگری رکھتے تھے۔ کتبوں کے ذریعے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موہیالوں نے کئی ایک معرکہ
عظیم کی لڑائیاں لڑی ہیں۔ جن کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:۔

جنگِ پنیاڑ کا تذکرہ:۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ دتوں نے پنیاڑ ضلع گورداسپور کے
ویسی راجپوت راجہ بین کو شکست دی۔ اور بابر کے زمانہ میں اپنی راجدھانی قائم کی۔
موہیالوں نے ایک (مرواہا کھتری) لڑکی کو جو ان کے زیر سایہ حمایت آ چکی تھی۔ بادشاہ
کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر بادشاہ نے چڑھائی کی۔ اور دھوکے سے تمام
موہیال جوانمردوں کو قتل کر دیا۔ اور موہیالنیاں ستی ہو گئیں۔ تاہم دو لڑکے بچ رہے۔ بابر
نے اپنے لڑکے کی بیماری کے سبب معافی مانگی۔ اور کنجرور ضلع گورداسپور نیز ظفروال ضلع سیالکوٹ

میں جہاں اب بھی سینکڑوں موہیال آباد ہیں۔ بڑی جاگیریں انہیں عطا کیں :۔

موہن خاندان کا تذکرہ:۔ پھر موہنوں کی بابت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب انہوں نے ایک شخص جئے رام نامی کو جو مسلمان ہو گیا تھا۔ واپس مانگا۔ تو محمد شاہ نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ صرف ایک شخص نسل خاندان موہن کو جاری رکھنے کے لئے بچا۔ کسی زمانہ میں موہیالوں نے مختلف ضلعوں کے علاقوں میں جہاں اب بھی وہ پائے جاتے ہیں۔ راج کیا ہے۔

موہیالوں کے رسم و رواج کا تذکرہ:۔ موہیال سب گوشت کھانے اور بہ موقع تو تراشی بکرے کی قربانی کرنے سے برہمنوں سے علیحدہ ہیں۔ ان کے اپنے پروہت ہیں جو موہیال سوائے لو۔ بھوالوں کے جو بعض اوقات برہمنوں کی لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں۔ دوسرے موہیالوں میں شادی کرتے ہیں۔ موہیال عموماً اور چھبر خصوصاً دختر کشی کے لئے مشہور ہیں:۔

موہیال اپنی ماتا کے گوت یعنی گوتر میں شادی کر لیتے ہیں۔ لیکن باپ کے گوت میں شادی نہیں کر سکتے۔ دراصل یہ بات صحیح اور قابل توجہ ہے۔ جو کہ موہیالوں کے جنگی جوہر اور لیاقت کا نمونہ ہے۔ مسلمان حکمرانوں کے وقت انہوں نے اپنے دھرم کرم کو قائم رکھتے ہوئے عزت خان۔ نواب خان مسلمانی نام اختیار کئے۔

(۴) ضلع راولپنڈی کا گزٹ ۱۹۰۷ء صفحہ ۷۸-۷۹:۔ ان میں سے موہیال خاص کر قابل ذکر ہیں۔ یہ اس ضلع کے قریباً تمام بڑے بڑے قصبوں اور گاؤں میں آباد ہیں۔ اور ان کی آبادی کافی ہے۔ اور خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ دراصل یہ سارسوت برہمنوں کی ایک شاخ ہیں۔ لیکن ان کے بزرگوں نے زمانہ مہابھارت سے پہلے پروہتائی کے کام کو ترک کر کے ملکی انتظام جنگی ملازمت و زراعت کا کام شروع کیا۔ ان میں سے بہت سے موروثی زراعت پیشہ ہیں۔ یہ سات ذاتوں میں منقسم ہیں۔ یعنی دت۔ چھبر۔ وید بالی۔ موہن۔ لو اور بھوال۔ یہ سات رشیوں کی سنتان ہیں۔ درونا چاریہ جو پانڈوں کا جنگی اتالیق تھا۔ دت بنس کا بزرگ تھا۔ یہ زراعت کا کام کرتے اور فوج میں خوشی سے

بھرتی ہوتے ہیں۔ اچھّے سپاہی نکلتے ہیں محکمۂ سول میں صاحبِ اقتدار و بارسوخ ثابت ہوتے ہیں۔ دراصل یہ ایک جنگجو قوم ہے۔ جو خاص کر تین باتوں سے نفرت کرتی ہے۔ (۱) دان لینے سے (۲) ترازو پکڑنے یعنی بنئے کا کام کرنے سے اور (۳) کاہلانہ زندگی بسر کرنے سے۔ یہ بخشی ۔ مہتہ ۔ راٹھر ادو ۔ دیوان کے خطابات سے ملقب ہیں۔ مندرجہ ذیل خاندان ضلع راولپنڈی میں صاحبِ ثروت ہیں:-

۱۔ بخشی گوبند رام دت راولپنڈی بعہدِ سکھاں صیغہ جنگی و سول کا اعلیٰ حاکم تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی چھوٹی مُہر کا انچارج یعنی (LORD OF SEAL) تھا۔ اور بخشی چھوٹی مہر والا مشہور تھا کشمیر کی سرحد بندی کے وقت یہ خاص طور پر برٹش افسروں کو امداد دینے کے لئے چُنے گئے تھے۔ مندرجہ ذیل گاؤں ان کی جاگیر تھے:- بہیر۔ رتیال پنج گراں۔ بھوکر۔ جابہ۔ ترنباری۔ ٹاور۔ اور گولڑہ ؛

۲۔ گلیانہ کے سردار حکم سنگھ دت آنریری کپتان اے ۔ ڈی ۔ سی جناب وائسرائے ہند اس وقت سب رجسٹرار اور آنریری مجسٹریٹ ہیں۔ سردار امیر سنگھ رسالدار و سردار تارا سنگھ سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی ضلع اٹک ان کے لڑکے ہیں ؛

دیوان بھیم سین دت مہاراجہ سوچیت سنگھ کا وزیر تھا۔ دیوان ہیرا چ دت سپہ سالارِ افواجِ مہاراجہ رنبیر سنگھ بہادر والئے جموں و کشمیر تھا۔ دیوان جواہر مل دت نے دو ہزار کی جمعیت سے دیوان مول راج صوبہ ملتان پر چڑھائی کی جس کے صلہ میں برٹش گورنمنٹ کی طرف سے بھاری جاگیر عطا ہوئی۔ اس خاندان میں سے دیوان رام رتن رسالہ نمبر ۱۱ بنگال لینسرز میں اور دیوان وزیر چند رسالہ نمبر ۲ بنگال لینسرز میں رسالدار ہیں۔ اور دیوان برکھی چند نائب تحصیلدار رہے۔ بخشی ہری سنگھ بھمبال گورنر گلگت تھا۔ اور ان کا لڑکا بخشی جوگدھیان پنشنر نائب تحصیلدار رہے ؛

(۳) ڈیرہ بخشیاں کا بخشی جواہر مل دید بعہدِ سکھاں اعلیٰ حاکم تھا۔ بخشی دیوان چند وید موجودہ تحصیلدار راولپنڈی ان کا لڑکا ہے۔ بخشی پریم سنگھ وید رسالدار میجر گائیڈ تھا رسالدار

میجر تیرتھ رام اُن کا لڑکا ہے :۔

(۴) ساگری کا چھنتہ وزیر چند موہن اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور سب جج تھا۔ جو رفاہِ عام کے لیے مشہور تھا۔ ان کا ایک پختہ تالاب اور بنگلہ اپنے گاؤں میں پبلک کے آرام کے لئے بنا ہوا ہے ۔ بخشی گھسیٹا داس ویدِ مخیر بال ضلع پشاور رہے ۔ اور دو تو چھوٹے برادران ریاست جموں میں تحصیلدار و نائب تحصیلدار ہیں :۔

(۵) کوہی کے بخشی ہرنام داس دت سپرنٹنڈنٹ دفتر فائنانس کمشنر صاحب بہادر پشاور ہیں :۔

(۵) ترجمہ گزٹ ضلع ہوشیار پور ۱۹۰۴ء حصہ A ضمیمہ ۲ سکے آخری صفحہ ۴ ولو ۵ کننگھم صاحب کے ہندوستان کے قدیم سکے

راجہ کومنتا پلیٹ ۸ ہندسہ (۱۰) :۔ راجہ پرشادتہ پلیٹ ۸ ہندسہ (۱۷)

راجہ جنا پدا پلیٹ ۸ ہندسہ (۱۹)

کابل کے براہمن راجاؤں کے بے تعداد سکے تمام پنجاب میں ملتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ برہمن راجاؤں کا خاندان آخری کش دکشاں) انڈسکا تھین راجاؤں کے وزیر سے شروع ہوتا ہے جس کو وزیر نے تخت سے اتار کر قید کر دیا۔ اور اس ہندو وزیر سے کابل کے براہمن راجاؤں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ۔ مگر یہ قیاسی معلوم ہوتا ہے۔ سکہ پر بیل اور گھوڑے پر سوار کے نشانات پائے جاتے ہیں یعنی اس کے ایک طرف ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہے۔ اور دوسری طرف بیٹھے ہوئے بیل کی تصویر ہے :۔

(۶) رپورٹ بندوبست ضلع گجرات ۱۸۶۸ء مرتبہ مرزا اعظم بیگ اکسٹرا اسسٹنٹ مہتمم بندوبست :۔

موہیال وت قوم نے جنگ کربلا میں حضرت حسین اور ان کی اولاد کی بمقابلہ لشکر یزید بڑی بہادری سے کمک کی۔ اس جنگ میں اُن کے بزرگ کے سات فرزند کام آئے :۔

(۷) از رپورٹ ہائے مردم شماری ۱۹۰۱ء :۔

جنگل میں راجگان ویدخاندان کی حکمرانی (از رپورٹ مردم شماری ۱۹۰۱ء جلد اول فقرہ نمبر ۴ صفحہ ۱۸۵ مصنفہ سر ہربرٹ رسلی صاحب بہادر) تحریرات ثابت کرتی ہیں۔ کہ ویدراجاؤں

نے کم از کم بنگال کے ایک حصہ پر ۱۴۰۱ء سے ۱۸۲۰ء تک حکومت کی [نوٹ - ابن خازن کا تذکرہ کتاب ہذا میں اگلے صفحوں میں دیکھئے ۔]

(۸) جنگجو برہمن :- (رپورٹ مردم شماری ۱۹۰۱ء مرتبہ ایچ - ایچ - سی - آئی - سی ایمڈ آئی - ای) موہیال قوم کا سلسلہ پرسرام سے ملتا ہے ۔ اس لئے یہ قوم برہمنوں میں جنگجو مانی جاتی ہے ۔

(۹) لارڈ رابرٹ صاحب بہادر سابق کمانڈر انچیف کشور ہند کی انگریزی چٹھی مندرجہ " موہیال گزٹ " ۲۴ جنوری ۱۹۱۳ء کا اُردو ترجمہ (بحوالہ سارسوت برہمن اتہاس حصہ اول صفحہ ۱۲۳) :- منشی رام داس چھبڑ نے جو موہیال قوم کی تواریخ مجھے بھیجی ہے ۔ میں نے اس کو بڑی دلچسپی سے پڑھا ۔ تواریخ مذکور میں جن موہیالوں کا ذکر ہے ۔ ان میں سے بہت سے اصحاب نے میرے ماتحت ہندوستان اور افغانستان میں خدمات انجام دیں ۔ اور اپنے آپ کو عمدہ سپاہی ثابت کیا ۔ جو کچھ ان سے کرانا مطلوب تھا ۔ خوشی سے اُنہوں نے کیا ۔ محکمۂ سول میں بھی بہت سے موہیالوں نے ذمہ داری کے عہدے حاصل کئے ۔ اور ان عہدوں کو قابلیت سے سرانجام دے کر اپنے آپ کو لائق ثابت کیا ۔ غرضیکہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ موہیال جیسا کہ میں نے ان کو پایا ۔ دانا ۔ عالی حوصلہ اور فرمانبردار قوم ہے :-

۴ - (ب) - مختلف تواریخ میں موہیالوں کا تذکرہ :-

(۱) منقول از تواریخ رؤسائے پنجاب جلد دوم ۱۹۱۵ء صفحہ ۲۵۴ بحکم گورنمنٹ پنجاب :-

" قوم موہیال " - اس جگہ ایک اور فرقہ کا ذکر کیا جاتا ہے جس کی سات ذاتیں ہیں یعنی دت ۔ چھبڑ ۔ وید ۔ بالی ۔ لو ۔ موہن ۔ بھمبوال ۔ موہیال ضلع راولپنڈی اور جہلم میں بکثرت پائے جاتے ہیں ۔ اور آباؤ اجداد سے ان کا پیشہ زراعت چلا آتا ہے ۔ یہ دراصل برہمن ہیں ۔ لیکن پروہتائی کا کام نہیں کرتے ۔ اور عام برہمنوں کی سی کاہلانہ زندگی بسر نہیں کرتے ۔ اس

---

[۱] اتہاس سارسوت برہمناں کے صفحہ ۱۰۹ پر مرقوم ہے کہ " وید " سے مراد " وید راجگان " ہے ۔ نیز بحوالہ آئین اکبری کھیات آریہ مسافر میں پنڈت سیکھرام نے بھی صفحہ ۴۰۹ پر " وید راجگان " لکھا ہے :-

سے انہیں نفرت ہے۔ موہیال ایک دلاور اور جانباز فرقہ ہے۔ ان کی نمک حلالی اور بجا آوریٔ فرائض ہندو، مسلمان اور سکھ حکمرانوں کے زمانہ میں مسلّمہ رہی ہے۔ جس کے صلہ میں ان کو بڑی بڑی جاگیریں عطا ہوتی چلی آئی ہیں۔ جن سے ان کی اولاد بدستور فائدہ اٹھا رہی ہے۔ انگریزی عملداری میں بہت سے موہیال اعلیٰ عہدوں پر مامور پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے عمدہ جوان فوجی سپاہی اور عہدیداران سول گورنمنٹ کے لئے بہم پہنچائے ہیں۔ موہیالوں کا دعویٰ ہے۔ کہ مختلف اوقاتِ ماضیہ میں ان کے بزرگ بہت سے علاقوں پر حکمران رہے ہیں۔ دتوں کا دعویٰ ہے۔ کہ کسی زمانہ میں ان کے بزرگوں نے عرب و افغانستان میں خاندانی عظمت حاصل کی۔ جہاں کہا جاتا ہے۔ کہ ایک برہمن خاندان نے ۸۵۰ء سے ۹۸۰ء تک حکمرانی کی۔ چھبڑوں کا دعویٰ ہے۔ کہ ان کے بزرگ بھیرہ میں حکمران تھے۔ جہاں اب تک بہت سے موہیال آباد ہیں اور وہ جگہ چھبڑوں کی راجدھانی کے نام سے مشہور ہے:

(۲) تاریخ گجرات مصنفہ مرزا اعظم بیگ اسسٹنٹ سیٹلمنٹ آفیسر صفحہ ۲۲۴:-

یہ اپنے تئیں شِب دت ولد بھاردواج پسر برہما کی اولاد سے لکھتے ہیں۔ کوئی مورث ان کا بعد واقعۂ کربلا اس ملک سے نکل کر اس طرف آیا۔ اور ضلع دینانگر میں اس کی اقامت رہی۔ وہاں سے اس کی اولاد قبل از سلطنتِ مغلیہ بمقام کنجروڑ ضلع سیالکوٹ آ کر آباد ہوئی۔ اور وہاں سے بوقت شیر شاہ افغان روہتاس میں آ کر بسے۔ پھر روہتاس سے قصبہ کریالہ، جہاں سے بہ سبب تنازعِ برادری رلئے داد جن مورث ان کے نے علیحدہ زمین زرخرید کر کے جدا گاؤں بنا کر آباد ہوا۔ کہ اب تک اس کی اولاد اس میں رہتی ہے۔

(۳) اقتباس از تاریخ ٹامسن صاحب۔ صفحہ ۸۱:- جھاج (راجہ چچ) والئی سندھ والد راجہ داہر[لہ] (برہمن و محمد قاسم جرنیل لشکرِ اسلام) برہمن راجہ نے برہمن خاندان کو تہ و بالا کر دیا۔ اس وقت لاہور میں راجہ جے پال جو ذات کا برہمن تھا۔ راج کرتا تھا (تواریخ ہند لیتھبرج صفحہ ۵۹)

لہ داہر چھبڑ قوم موہیال ہنس کی ایک شاخ کا ایک بزرگ تھا۔ (تاریخ موہیالی زتشی ریس صفحہ ۶۶)

۱۹۰۷ء ؁ ؎

(۴) اُردو ترجمہ تاریخ فرشتہ صفحہ ۷۲ جلد اوّل :- جے پال (راجہ جیپال والئے پنجاب) کو
قوم سے برہمن تھا- ولایت لاہور میں ہند کی سرحد سے ملتان اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ
و تصرّف میں رکھتا تھا [نوٹ - راجہ جیپال موہیال بنس کے ویدخاندان کا مورث تھا- اصلاح موہیال صفحہ ۲۵]

(۵) اقتباس از سارسوت برہمنان - صفحہ ۲۱ :- ویدوں (موہیال بنس کی شاخ) کے مورث
اعلےٰ راجہ جے پال و آنند پال و راجے گورکھ رائے وید- راجہ پورس کی نسل سے تھے- (راجہ
پورس جس نے سکندر اعظم سے مقابلہ کیا تھا) ؛

(۶) اقتباس از براہمن کُل دیپک مصنفہ پنڈت گنگا سہائے صفحہ ۴۳ :-
"موہیال رانی کی بہادری"- راجہ داہر (قوم چھبر) کے قتل ہونے پر اس کی رانی تین
دن تک برابر لڑتی رہی- اور محمد قاسم کا اُس نے منہ پھیر دیا ؛

(۷) اقتباس از سارسوت براہمنان صفحہ ۱۹ بحوالہ تاریخ فرشتہ :- جب مہلب نے
کابل پر چڑھائی کی- اُس وقت درہ خیبر کے قرب و جوار کے تمام ملک میں برہمنوں (مراد
از موہیال برہمنان) کا راج تھا ؛

(۸) تاریخ ہند پروفیسر ذکاء اللہ صاحب جلد اوّل صفحہ ۲۳۶ :- یہ بھی محققوں نے تحقیق
کیا ہے کہ کابل میں تبت سے ترک آئے تھے- ان کا مذہب بودھ تھا- ان ترکوں کے ہاتھ
سے برہمنوں (موہیال برہمنوں) کے ہاتھ میں سلطنت منتقل ہوئی- مہاراجہ کنشک کے خاندان
کے آخری حکمران کٹورمان کو اس کے وزیر کلر نامی نے تخت سے اتار کر سامند (سامنت)
برہمن (موہیال برہمن) کو تخت نشین کیا جس نے ۸۶۰ء میں وفات پائی ؛

(۹) تاریخ ہند پروفیسر ذکاء اللہ جلد اوّل صفحہ ۲۴۴ :- ہندوکش سے مغرب کی طرف
ایشیا اور افریقہ- جنوبی یورپ و پرتگال تک اسلام کے اعلام فتح و ظفر قائم ہو گئے- مگر
پنجاب لاہور میں جس جگہ مہاراجہ جے پال مورث اعلےٰ موہیال ہنس کی حکمرانی تھی ایک چپہ
زمین دقدم کے نیچے برابر بھی مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگا- اس بات کو تم باب سوم تاریخ ہند و سندھ

پڑھ کر بخوبی سمجھ سکتے ہو۔ کہ سندھ کے راجپوتوں نے مسلمانوں کا کیسا دلیرانہ مقابلہ کیا۔ [سندھ میں راجہ داہر (موہیال بنس) حکمران تھا۔ جسے ہر فیسر صاحب راجپوت لکھتے ہیں] ؛

(۱۰) اقتباس از اتہاس سارسوت برہمناں صفحہ ۲۴ :۔

چھبڑ قوم کا مورث اعلیٰ راجہ نرسنگھ دیو ساکن متھرا کی اولاد پنجاب میں آئی ؛

(۱۱) اقتباس از اتہاس سارسوت برہمنان صفحہ ۲۶ :۔

رائے گورکھ رائے وید (شاخ موہیال بنس کا مورث اعلیٰ) جو راجہ جیپال کی نسل سے تھا۔ ۱۱۹۳ء میں رائے پتھورا کی طرف سے محمد غوری کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہوا ؛

(۱۲) اتہاس سارسوت برہمناں صفحہ ۱۹ :۔

تحریرات ثابت کرتی ہیں۔ کہ بید لیاؤں کے ایک خاندان نے ۸۷۰ء سے ۱۰۲۶ء تک حکومت کی ؛

(۱۳) ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق :۔ فہرست (۳۶) اقوام شاہی مندرجہ صفحات ۲۹۴ تا ۲۹۶ - ۳۰۵ ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق میں حسب ذیل نام ملتے ہیں :۔ موہیں یعنی موہیال ۔ قوم بلا یعنی بالی ۔ قوم کاٹھی (بالی قوم کی شاخ) جس کا ذکر مناسب جگہ پر آئے گا) داہر یہ (غالباً اس سے مراد مہاراجہ داہر قوم چھبڑ والئے ملک سندھ ہے ؛

(۱۴) اتہاس سارسوت برہمناں صفحہ ۱۱ :۔

مہاراجہ پورس سارسوت برہمن راج رشی پنجاب راجہ دھانی سنہ عیسوی سے ۳۰۰ برس پہلے راج کرتا تھا۔ دارا نامی بادشاہ ایران سے اس کی دوستی تھی ؛

(۱۵) تاریخ فرشتہ :۔ کیدار نامی برہمن راجہ نے کوہ شوالک سے بڑھ کر قنوج کو فتح کیا ؛

(۱۶) تواریخ صاحب نما :۔ سمت ۲۹۶۵ کلجگی (۸۴۵ سال قبل بکرم) ایک راجہ کنور پال نے قنوج سے بڑھ کر پنجاب فتح کر لیا ۔ راجہ پورس اس کی نسل سے تھا ؛

(۱۷) تواریخ تزک ہند :۔ تواریخ تزک ہند میں ان تانبے پتروں کے حوالہ سے جس کا ترجمہ افق صاحب نے کیا ہے۔ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ بھیی راجگان نے سمت ۲ سے سمت ۱۵۵ تک ...

دیش میں حکومت کی؛

(۱۸) اتہاس تمرناڈنک نمبر اکھنڈ صفحہ ۷۹ :-

سمت ۲۷۷ بکرمی (۳۱۹ء) میں گپت خاندان کو بلبھی راجگان نے گجرات سے نکال دیا ؛

(۱۹) تواریخ صاحب نما :- مہاراجہ سجن پال نے سرہند سے اٹھ کر پنجاب فتح کر لیا۔

(یہ مہاراجہ راجگان جیپال و آنند پال کا مورث اعلیٰ تھا) ؛

(۲۰) تواریخ ہند مصنفہ پروفیسر ذکاء اللہ صاحب جلد اول نیز راج ترنگنی کشمیر :-

راجہ درلبھ وردھن جس نے سمت ۶۵۵ بکرمی میں تخت کشمیر حاصل کیا مہاراجہ بچ کا داماد تھا ؛

(۲۱) ملوح ترنگنی کشمیر :- کشن قوم کے راجگان میں سے راجہ یشکرہ ولد پربھاکر درمن نے سمت ۹۷۶ بکرمی (۹۱۹ء) میں تخت حکومت کشمیر حاصل کیا ؛

(۲۲) اخبار "زمیندار" لاہور (روزانہ) مورخہ ۵ نومبر ۱۹۱۴ء میں مسلمان ایڈیٹر رقمطراز ہے کہ حضرت یحییٰ ابن حسن بن علی بن ابو طالب کو اس موقع پر جبکہ کوئی مسلمان بھی اس کو مدد نہیں دیتا تھا۔ ایک ہندو راجہ (فراداز ساہب) نے بخوبی امداد کی جس کے لئے مسلمان اس کے نہایت ممنون و مشکور ہیں (یہ جنگ سمت ۷۳۱ بکرمی میں رونما ہوئی) ؛

(۲۳) تواریخ ہند مصنفہ پروفیسر ذکاء اللہ جلد اول و کننگھم صاحب کی تواریخ میڈیول انڈیا صفحہ ۴۶ :- راجہ سامند (سامنت) تے جس کا سنہ وفات ۹۳۵ بکرمی (۸۷۸ء) ہے۔ خاندان کشاں کے راجاؤں کا راج حاصل کیا ؛

(۲۴) ایک ہندی اتہاس :- جس کے شروع کے ورق پھٹ جانے کی وجہ سے اس کے نام کا پتہ نہیں چلا) کے صفحہ ۵۶ پر درج ہے :-

"محمود غزنوی کی چڑھائی سے کچھ وقت پیشتر ادے سور نے جو بنگال کے وید راجگان کی نسل سے تھا۔ بیرا سنگھ قنوج کے راجہ سے ایسے برہمنوں کے بھیجنے کی درخواست کی جو مذہب کی رسوم سے بخوبی واقف ہوں" ؛

(۲۵) تواریخ ہند پروفیسر ذکاء اللہ جلد اول صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۵ میں بحوالہ ہیون سانگ چینی

لکھا ہے۔ کہ اس زمانہ (۳۱۶ء) میں کشمیر اور پیگ میں برہمن راجے راج کرتے تھے۔ اور
چین میں بھی برہمنوں کا ہی رواج تھا ؛

(۲۶) تواریخ مذکور صفحہ ۶۵ :- جب محمود غزنوی آیا تھا۔ قنوج میں برہمنوں کی سلطنت تھی ؛

(۲۷) "آریہ گزٹ" (ہفتہ وار) لاہور مطبوعہ ۲۴ پھاگن سمہ ۱۹۶۹ء صفحہ ۹ :-
برہمنوں کی اس جنگی قوم نے عرب میں ہی حکمرانی نہیں کی۔ بلکہ روم شام اور مصر وغیرہ ممالک
پر بھی حکومت کی ہے۔ ہمارے پاس کافی ثبوت موجود ہیں۔ کہ موہیال کابل میں بھی حکمران
رہے ہیں ؛

(۲۸) پروفیسر بال کرشن کی تواریخ ہند حصہ اوّل :- سنگ خاندان سے برہمن خاندان
کنو دستی نے ۷۲ برس قبل مسیح پاٹلی پتر کا راج پراپت کیا ؛

(۲۹) ٹاڈ صاحب کی رائے :- چھتیس اقوام شاہی کی فہرست میں ٹاڈ صاحب نے
نمبر ۳۳ پر اس قوم موہیال بنام مہیل کا یوں ذکر کیا ہے۔ کہ مہیل قوم کو مؤرخین نے جو
مرتبہ دیا ہے۔ اُس کی نسبت تحقیقات ہم نہیں پہنچ سکی۔ اس کے زمانہ ماضیہ کی تاریخ
سے جو کچھ واقفیت حاصل ہوتی ہے سو وہ یہ ہے کہ بیکانیر کی بنیاد سے قبل یہ قوم ایک
وسیع خطہ ممالک پر قابض تھی۔ قوم موہیل اپنے آپ کو قدیم بالی قوم کی نسل سے بیان کرتی
ہے جس نے سکندر اعظم سے مقابلے کئے۔ جس کی سکونت مہیل استھان (ملتان)
میں تھی ؛

(۳۰) اقتباس از کتاب ویرودھش جلد اوّل صفحہ ۸۳ :-
مالو (موہیال) کاٹھی[1] بہادروں کی تعریف :- مالو دلاوروں کی تلوار جس سے سکندر نے بھی
امان چاہی تھی۔ آج یون (مراد اہل یونان) سینا کو کاٹ رہی تھی۔ جو سامنے آیا بچ کر نہیں جا سکا
کاٹھی بہادر آج اپنی روایات کو پورے طور پر زندہ کر رہے تھے۔ انکی تلواریں آج سانگھ کو تباہ و برباد کر نیوالے
یونانیوں سے انتقام لینے پر تلی ہوئی تھیں۔ ان کے دلوں کے اندر آج آگ سی جل رہی تھی۔ یہی سبب تھا

[1] کاٹھی قوم بالی قوم کی اک شاخ تھی۔ جس کا ذکر کتاب ہذا میں "بالی خاندان کے تذکرہ" میں آ چکا ہے ؛

کہ اس وقت ان کے حملوں کی تُندی کو روکنا اِنسانی طاقت سے باہر تھا۔ ان کی تلواروں میں غضب کی روانی تھی۔

۵۔ موہیال ہنس کی حکومت و شجاعت کے متعلق پراچین کبت

(۱) دت عرب میں راج کرتے تھے :۔

سِدھ جھوجا کی اَنش میں دت نام سُلطان ۔۔۔ سِدھ دیوگ جو بیرجی عرب کیو اسفان
عرب کیو اسفان میر سدّھا فی ہو لیو! ۔۔۔ تُنج بہو بہت بھٹے برہم آد گورو جانکا دھیو
بھادواج جو رکھی جی جن کی یہ سنتان ۔۔۔ سِر دیجے نام حسین کے عرب کیو اسفان
سدّھ دت کے نند جی سہسر ایرمان ۔۔۔ ہر سر لیے جو دت جی کھیں ٹیک جو مید ان
رکھیں ٹیک میدان شیر جوں شستر دھائی ۔۔۔ رام شبیہ بلوان بھڑیں برچھی جو کٹاری
راٹے پچی جن آلمی کریں دلیں جو دھیان ۔۔۔ دھارو میرو جو دت ہیں عرب کیو اسفان
چڑھے عرب سے دت بڑے جو دھے بلکاری ۔۔۔ نبجے ہے شستری بھیر نالی فوجاں اسواری

(۲) جنگِ کربلا میں دتوں کی قابلِ فخر شجاعت :۔

سب برکار جو لشکری دیش بیچ سب چھا گیئو ۔۔۔ چڑھیو دت بادشاہ جو لوگ یکھ اچرج بھیئو
جتے دت جو بیر سارہ دو لوک مچائی ۔۔۔ سب شترو کو مار بیچ رن بچھری دُہائی
سب کاہر گیے بھاگ جانے نظر نہ آویں ۔۔۔ مدد دی حسین قدم پیچھے نہ پاویں

(۳) دار السلطنت کوفہ پر دتوں کا حملہ :۔

لڑیو دت دل کھیت جی تین لوک منشا کا لیو ۔۔۔ چڑھیو دت دل گاہ جی گڑھ کوفہ جا لیئو
بجی بھیر کو چوٹ فتح میدان جو پائی ۔۔۔ بدلہ لیا حسین دھن دھن کرے لوکائی
راہب کی جو جد نسل حسین جو آئی ۔۔۔ دِئے سات فرزند بھی قبول کمائی

(۴) راہب دت کی عرب میں تخت نشینی :۔

جو حسین کی جد سے دت نام سے دھیائیو ۔۔۔ عرب ملک کے بیچ راہب تخت بٹھائیو

(۵) مختلف علاقوں کو دتوں نے بزورِ شمشیر فتح کیا :-

ہریا بندر چھوڑیا تاں پکڑ لئی تلوارا ۔ آئے وڑے پھر روم شام بجائے نقارا
پھر غزنی لیا آن کے پھر بلخ بخارا ۔ گئے کنارے سندھ دے سہت قندھارا
پھر آئے چڑھے اٹک بھیں تک پنجاب سدھارا

نوٹ :- مندرجہ بالا کبتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دتوں کے بزرگوں نے ایک وقت عرب میں حکومت کی ہے۔ اور زمانہ کی گردش یا شومئے قسمت سے اُنہیں وہاں سے نکل کر غزنی۔ روم۔ شام۔ بلخ۔ بخارا کے حکمرانوں کو بزورِ شمشیر زیر کرتے ہوئے نیز سندھ اور قندھار کے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے بالآخر پنجاب میں آنا پڑا۔

(۶) ساتوں ذاتوں کا ایک ایک کبت :-

جہاں سات بنس موہیالاں
تو کھیے کرتوتی بھارے
چھبر چھب کے دھنی گھنیرے
باکی بل کے بلی کہاویں
ویداں ہتھ کٹاری سوہے!
دت دلتے دان کے پورے
بھموال سرس سبھوں جو ہودن
موہن بیٹھے مسند لاکے!

راج بنس برہمن بھوپالاں
سخی ستی سنتوکھی سارے
جاں کی سوبھا کریں چنگیرے
رن میں جھوجھیں پیچھاں نہ جاویں
چڑ تل شیراں رن وچ سوہے
ہاتھ کے سخی تیغ کے سورے
جہاں ہاتھ کریں دردر دھودن
سرس موہیالی نند بھٹ آکھے

(۷) راجہ داہر والئے سندھ کی موروثی شجاعت :-

دوہا :- نارسنگھ کی انش بھئے راجہ داہر سپوت ۔ سندھ کے بادشاہ ہوئے مارے سب دوت

کبت

مارے سب دوت اور آدی راجپوت ! جاں کے دولے کرتوت کھڑے یدھا ہیں ڈکار جو
ولیسو بلوان جیو جاں ہند خراسان ! نام جیو چار و خاں اور دیش جیتے سار جو

شترو بہو چھیس ہزار جو ڈلکار مار چھد کیتے ۔ دیویں للکار جویں بھگے سگھہ بار جو
راجن پت راج مہاراجہ داہر ال لڑیو ۔ بھون ۔ جگو ۔ جام سپچھوٹ ماریں تلوار جو
دوہا :- لڑیو ساتھ سلطان کے داہر بل بلوان ۔ جب پچکار یدھ کریں ان میں کریں جیبان

کبت

یدھ کریں دھیان مار بان دوت بچھو کریں ۔ ایسو راجپوت فوج رہیں سب تیار جی
برچھی بندوق جو کٹار نال وار کریں ۔ بھری ندی رکت دی شترو سب مارے جی
مار ایسی تلوار جو ہزار مار چور کینے ۔ دوت جو بھگائے جائے ندی کے کنارے جی
راجے چھورا بھوپ دلی ماہیں بھلو ۔ رتن کو دیو سنجوگ سیس نئو گیو
بھاٹ جیہے ربدیں بپر سبلایو ۔ سات برس کی برہمی سنگ لیایو
رن پال سے چھیو سو آستھل تھاپیو ۔ اردھ راج سنگھاسن راجے سو پیو

(۸) موہیالوں کے اوصاف :-

موہیال کہاوے جو اپنا آپ موہاوے ۔ موہیال کہاوے سو مگل سمان مناوے
موہیال کہاوے سو کرے کرتوت چنگیری ۔ موہیال کہاوے سو دان جس کرے دلیری

موہیال کہاون کٹھن ہے مکھ کہے نہ ہو موہیال ۔ دیوے دلاوے رن بھڑے تب کہیے موہیال

ایک موہیال بکٹ دل بھنجو جتے جنگ ہتھیار بجاون
ایک موہیال سگھڑا مندر ملکان من بھاون
ایک موہیال کرنی کے چھے دیس دیس لاگی جس گاون
ایک موہیال لال سنگرہ کے سنگتیں دیکھ خوش ہو جاون

[نوٹ :- ان کے علاوہ کتاب ہذا میں اور موہیال گیت بھی درج ہیں ۔ راقم]

لے بھٹیر جہاں مہاراجہ آنند پال کی اولاد رہتی تھی ۔

(۶) موہیال بنس کی پرانی اور جدا شدہ جاتیاں :-

سکندر اعظم کے حملہ کے وقت موہیالوں میں جبکہ اُن کی قدیم راجدھانی ملتان شہر میں تھی۔ بہت سی جاتیاں شامل تھیں۔ دیکھئے ذیل کے قدیمی کبت :-

موہیال ملتانیاں سب سے سرشٹ پہچان ! بڑے بڑے برترن تاریخ کو کرت بکھان
دت[۱] دلپت چھبر[۲] چھب لون ! تو[۳] بکھیئے لکھ برس کہون
وید[۴] ویدال - بالی[۵] وردا تک ! بھوال[۶] ذلدار دھون
موہن[۷] منڈے مجھو[۸] ہنستی[۹] منڈل[۱۰] ! جس اجاگر بھوگ[۱۲] بھوپ جیت متی
کوئی نند بھٹ کہے برن اٹھاراں ! موہیال بڑے برہمن متی

موہیال بنس نے جہاں دریائے برہم پتر سے بحیرۂ قلزم تک اپنی سلطنت کو وسعت دی۔ وہاں بالآخر اپنے زوال میں بھی کمال کر دکھایا۔ زمانۂ عروج و اقبال میں ناگ، ذناگر، کھش، بیتھے (بمبے)، گگوبڑ کا تھی بہت سی راجپوت جاتیاں اور کئی ایک برہمن جاتیاں اس میں شامل تھیں۔ جو وقتاً فوقتاً اس سے علیحدہ ہو گئیں۔ دسیر یا ہی غیر دسیر یا ہی وغیرہ دھڑوں۔ شادیٔ بیوگان کی زبردست مخالفت اور موہیالی اصولوں کی کڑی پابندی سے تنگ آ کر مندرجہ ذیل جاتیاں موہیال بنس سے الگ ہو گئیں :-

(ل) عام برہمنوں میں شامل شدہ موہیال جاتیاں :- ست بنسی - بھوہیار برہمن یعنی تیاگی عرف تگے - ہنسلے اور جھنڈ ھرہ

(ب) موجودہ موہیال ذاتوں سے الگ شدہ جاتیاں :- (۱) بھوگ (۲) جھنڈال (۳) بیگیال (۴) بین گمت (۵) ابستیر (۶) پال (۷) لکھن پال (۸) جے تھریا (۹) بجگنی (۱۰) بیت پال (۱۱) ساسنی (۱۲) لسیر (۱۳) بگنیال (۱۴) بلونترے (۱۵) بالھیہ (۱۶) لودھر (۱۷) اسید (۱۸) اردلے (۱۹) بھنوت (۲۰) وسدیو (۲۱) شاموپوترے (۲۲) بھجد (۲۳) نبولا (۲۴) ابیگمن (۲۵) وحولے (۲۶) شودرن (۲۷) کھوجہ پوترے (۲۸) دھن پوترے (۲۹)

تخت للاڑے (۳۰) چھنگو پوترے (۳۱) للاڑے (۳۲) بالا پوترے (۳۳) بھگلال
(۳۴) کلاّلے (۳۵) پاسی ؛

ان جاتیوں کے علاوہ :- نو فرقوں میں سے لوہانہ اور لانگا نامی برادریاں مسلمان ہو گئیں۔
سینی برہمن گگھڑ۔ کھکھے مذہب۔ بعض راجپوت جاتیوں کے افراد اسلام قبول کر گئے۔

بھاٹوں میں شامل شدہ :- وید۔ بالی۔ نو۔ بھموال ؛

گجرات۔ دکن اور مہاراشٹر وغیرہ میں اناول، اگر۔ راول۔ بھانوشالی قومیں موہیال جنس سے الگ ہو کر آباد ہیں۔ اور اپنے مخرج وغیرہ کو بالکل بھول چکی ہیں ؛

فرقہ "ست جنسی براہمن" اور "موہیال" ایک ہی چمن کے دو شجر ہیں :-

سمت ۲.. بکرمی میں اروڑ جنس کے بزرگوں کو ان کے کھتری بھائیوں نے اپنی برادری سے خارج کر دیا تو انہوں نے اروڑ کوٹ میں ستھ جا جک جی سے کھتریوں کی بدسلوکی کے متعلق شکایت کی۔ سدھ جی نے ان کی دادرسی کے لئے ملتان میں ایک بھاری جلسہ منعقد کیا جس کے صدارتی فرائض کی ادائیگی کے لئے گوسائیں بھوج راج جی وید کو ٹلا سے خاص طور پر بلایا گیا۔ گوسائیں جی نے جلسہ میں اروڑ بنس کی جاتیاں اور نیم و بولچ قائم کئے۔ معززین اروڑ بنس نے گوسائیں بھوج راج جی وید کے علاوہ شام لو۔ دھنپت دت سیت پال چھبڑ۔ تخت مل بھموال۔ چھانگی رام موہن اور للا تومل بالی کو مظلوم اروڑوں کو اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ دینے پر مجبور کیا۔ اروڑ بنسیوں کے شرادھ ترپن اور رسوم شادی وغیرہ کی ادائیگی کے لئے کوئی برہمن کھشتری ونش کی منشا کے خلاف آگے نہ بڑھتا تھا۔ اس لئے گوسائیں جی کی فرمائش پر مذکورہ بالا موہیالوں نے (اصول موہیالی کے خلاف) ان کا پروہت بننا سویکار کر لیا۔ اور ان کے نام پر ان کی اولاد بھوج پوترے شامو پوترے۔ سوہن پوترے۔ سیت پال۔ تخت ملے۔ چھنگو پوترے۔ للو پوترے المعروف للاڑے ناموں سے مشہور ہوئی۔ جسے فرقہ "ست جنسی برہمن" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

لے ملاحظہ ہو دی گلوسری آف دی ٹرائبس اینڈ کاسٹس آف دی پنجاب اینڈ نارتھ ویسٹرن فرنٹیئر جلد دوم صفحہ ۱۳۲

۷-(ا) موہیالوں اور بھومیار برہمنوں کا نسبتی تعلق :-

بھومیار (بھومی + آر) مالکِ زمین کو کہتے ہیں۔ اور برہمن قوم میں سے سب سے پہلے اس فرقہ نے "پیشۂ زمینداری" اختیار کیا۔ اس لئے مالکان زمین ہوتے ہوئے یہ صحیح معنوں میں "بھومیار" کے نام سے موسوم ہوئے ::

"بھومیار" کی دوسری وجہ تسمیہ :- بھومی ہار[1] (بھومیار ایک اہم و پُر تعداد ہے جس میں علاقۂ بہار کے خاص زمیندار شامل ہیں) ذات کے متعلق چند مروجہ روایتوں میں سے ایک یہ ہے۔ کہ راجہ کنشک نے بہت سا حصۂ ملک بدھ وہاروں کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ بدھ دھرم کے زوال پذیر ہونے پر اس رقبہ پر جن براہمنوں نے پہلے قبضہ کیا۔ وہ "بھومیار" کہلائے ::

"موہیال" اور "بھومیار" یک جدی ہیں :- "کاسٹ ہینڈ بک انڈین آرمی نیوڈ" مصنفہ کپتان ایک بینگلی صاحب مطبوعہ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ :-

"ہندوستان میں ایک قوم بھوہار (بھومیار) برہمن مشہور ہے۔ یہ قوم از روئے تمام رواج و رسم بالکل موہیالوں کی طرح ہے۔ دراصل "بھوہار" اور "موہی پال" کے ایک ہی معنی ہیں۔ اس علاقہ میں بھوہار برہمنوں کی طرح ہرگز دان نہیں لیتے۔ بلکہ عام طور پر "زمینداری" پر گزارہ کرتے ہیں۔ گورنمنٹ ہر قسم کی مُلازمت یا تو راجپوتوں کو یا اس قوم کو دیتی ہے۔ یہ لوگ رسم موتراشی بھی بعینہ موہیالوں کی طرح کرتے ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ لفظ سنگھ یا رائے ضرور آتا ہے۔ یہ لوگ بنارس۔ مرزاپور۔ جون پور۔ غازی پور۔ بلیہ۔ گورکھپور۔ اعظم گڑھ اور شاہ آباد کے ضلعوں میں پائے جاتے ہیں۔ گاؤں کے گاؤں ان کی ملکیت ہیں۔ اب بھی اچھے اچھے تعلقہ دار اس قوم میں پائے جاتے ہیں چنانچہ مہاراجہ صاحب بنارس اِسی قوم سے ہیں۔ ان کی آبادی ایک لاکھ اکسٹھ ہزار ہے۔ اس قوم کی علیحدگی عام برہمنوں سے

---

[1] ملاحظہ ہو ضلع مظفر پور بنگال کا گزٹ صفحہ ۳۸-۳۹ مصنفہ مسٹر ایل ایس ایس او میلی آئی۔ سی۔ ایس

جہلم کے زمانہ سے بتلائی جاتی ہے۔ یہ بات قرینِ قیاس ہے۔ کہ موہیالوں نے بھی مثل بھومیاروں کے عام براہمنوں سے پرسرام جی کے وقت علیحدگی اختیار کی ہے۔ اور اپنا لقب بھومی پال اختیار کیا۔ جو بعد ازاں موہیال بن گیا ہو:

بھومیاروں کے مورث اعلیٰ پرسرام جی سے موہیال بنس کے چھبر خاندان کی اُتپتی ہوئی۔ موہیال برہمنوں میں سے وید۔ راجوتشی برہمنوں میں سے پل۔ یکھس پال اور بعض بھومیار برہمنوں کا بنس راجہ جیپال والئے پنجاب سے ملتا ہے۔ (دیکھئے سارسوت برہمن اتہاس۔ صفحہ ۳۰) ؛

درون ونشی کہلانے والے "بھومیار برہمن" ویدوں اور دتوں کے یک جدی ہیں:-

"بھومیار پترکا" میں ایک دفعہ شری بھگت سنگھ جی نے لکھا تھا۔ کہ "یہ ونش یعنی درون ونشی بہت پراچین ثابت ہوا ہے۔ یہ بھومیار برہمنوں کی تیرہ آتم ونشوں میں سے ہیں۔ پنجاب میں بھی دہلی کے اندر درون آچاریہ کی اولاد کے برہمن پائے جاتے ہیں۔ پر کم تعداد میں ...... ان پرمانوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ درون ونش کے بڑا گورو درون آچاریہ ہی ہیں۔ اور یہ ونش اندرپرستھ سے پچھم اور دکھن پورب کی طرف پھیلا ہوا ہے" ؛

قدیمی بستی :- اتہاس سارسوت برہمناں بحوالہ صفحہ ۲۱/۳ تواریخ بھومیار برہمناں مرقوم ہے۔ کہ جب کسی خاندان کے لوگ قنوج سے باہر جا کر آباد ہوئے۔ تو ان کا نام اسی گاؤں سے موسوم ہوا۔ جب کبھی قنوج سے باہر برہمنوں کی آبادی ہوتی رہی۔ تو ہر بار یہی بات مستوجم ہوتی رہی۔ آخر کار ایسا وقت آ گیا۔ کہ برہمن اور بھومیار قوم کی جو ایک ہی نسل سے تھے بہت سی ذاتیں ہو گئیں۔ قنوج میں راجہ کیدار برہمن بقول تواریخ فرشتہ حکمران رہا ہے۔ اور قنوج سے ہی اٹھ کر موہیال بنس کا چندرگپت راجہ کنور پال جد جہاراجہ پورس نے پنجاب کو بقول تواریخ صاحب نما فتح کیا۔ قنوج سے ہی اٹھ کر بید خاندان کے راجہ ادے سین نے بنگال کو فتح کیا۔ پس مذکورہ بالا اسباب اور مستند تواریخی واقعات سے ہم اس

بات کو تسلیم کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ بھومیدار اور موہیال ہر دو کی قدیمی نسل ایک ہی ہے ؛

اقتباس از برہمن سماچار سہارنپور :۔ "ہماری معزز بھومیدار جاتی ......
بنگال کے مشرقی کنارے اور اڑیسہ سے لے کر پشاور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور تین مختلف حصوں میں تقسیم ہو کر یعنی پنجاب میں "موہیال برہمن"۔ ممالک متحدہ میں "ڈان تیاگی برہمن" اور بہار اور بنگال میں "بھومیار برہمن" کے ناموں سے موسوم ہو کر ایک دوسرے سے اس طرح الگ تھلگ ہو گئی ہے۔ کہ ہر سہ جاتیوں کا آپس میں کوئی تعلق یا رشتہ نہیں رہا باہم کھانا پانی تو درکنار ایک دوسرے کے دکھ درد کو محسوس کرنا بھی مفقود ہو رہا ہے۔ اپنی زبردست مجموعی طاقت کو اس طرح منقسم دیکھ کر یا پوسیدہ نراشن سنگھ جی کی خواہش ہے۔ کہ بھومیار سبھا کے آئندہ جلسہ پر جو تیرتھ راج پریاگ والہ آباد میں ہونے والا ہے ان تینوں جماعتوں کے بچھڑے ہوئے بھائی ایک ہو جائیں۔ اور اتفاق کے پرستاؤ کو جو ہر سال بھومیار مہا سبھا کے اجلاس میں پیش ہوتا ہے۔ عملی جامہ پہنایا جائے" ؛

"تان تیاگی" موہیالوں کے حقیقی و یک جدی بھائی ہیں :۔

کتاب ہذا میں ناظرین کو دوسرے باب میں وید وں کے مورثِ اعلیٰ بابا آستک دیو کے لاثانی تیاگ کا تفصیلی حال پڑھنے کا موقع ملے گا۔ یہاں ہم صرف اتنا بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ جب شہنشاہ دہلی (اندرپرست) مہاراجہ جنمیجہ نے بابا آستک دیو کے علاج معالجہ سے اپنے مرضِ جذام سے نجات حاصل کی۔ نیز مہاراجہ کو بیک بہ شاندار فتح پائی ۔۔۔ تو تندرست و فاتح مہاراجہ نے بابا موصوف کو لاکھوں روپیہ دان دینا چاہا مگر درویش صورت اور شاہ سیرت موہیال نسل کے مورثِ اعلیٰ نے "موہیالی اصول" کے مطابق اسے لینے سے انکار کر دیا۔ اس وقت سے بابا آستک کی اولاد "دان تیاگی" کے لقب سے ملقب ہوئی۔ اور موہیالوں کی نسل ہونے کے کارن دونوں یک جدی و حقیقی بھائی شمار ہوتے ہیں۔ دان تیاگی بھائی زیادہ تر صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ نیز دہلی کے نواحی علاقوں میں آباد ہیں۔ اور کہیں کہیں انہیں "تگہ برہمن" کے نام سے بھی پکارتے ہیں ؛

جے تھریا بھومیار حکمران اور اُن کی ریاستیں :-

مہاراجہ جیپال کی سنتان میں سے گنیش دیو کو مہاراجہ پرتھی راج کی گرفتاری کے بعد دیگر بہی خواہانِ مہاراجہ مذکور کے ساتھ جلاوطنی اختیار کرنی پڑی۔ چنانچہ وہ گھومتے گھومتے موضع جے تھریا (متصل لکھنؤ) میں سکونت پذیر ہوگئے۔ ان کی نسل میں سے ایک شخص نے اس مقام پر جہاں بیتا راج کا صدر مقام ہے۔ بینتوں کا جنگل صاف کرا کے رہائش اختیار کی۔ اس کی اولاد سے بیتا راج کے بانی راجہ اگر سین جی ہوئے :

جے تھریا کی وجہ تسمیہ :- جے تھریا گاؤں میں پہلے پہل رہائش اختیار کرنے کے باعث ان کے خاندان کی ذات "جے تھریا" - مالکِ زمین ہونے کے باعث بھومیار اور اصل منبع سارسُوت ہونے کی وجہ سے "سارسُوت بھومیار جے تھریا برہمن" مشہور ہوئی :

موہیال بنس سے نسبتی تعلّق رکھنے والے بھومیار حکمران :-

شجرہ نسب بیتا راج

- راجہ اگر سین
  - راجہ گجال سنگھ بہادر
    - راجہ دلیپ سنگھ
      - راجہ دھرب سنگھ بہادر
    - بابو پرتھوی سنگھ (موضع سوہارہ میں آباد ہوئے)
    - بابو شتروجیت سنگھ (موضع سادھو بلنی میں آباد ہوئے)

راجہ گجال سنگھ بہادر کو بادشاہ شاہجہان نے سنہ ۱۶۰۹ء میں خطاب راجہ و سند ریاست کی دے کر ۵۰ ہزار روپیہ خراج سالانہ مقرر کیا۔ بعدہٗ راجہ نے بینتوں کے جنگل کو اور زیادہ صاف کرا کے جابجا گاؤں آباد کر دئے۔ اور یہ ایک بارونق ریاست بن گئی۔ چونکہ آخری راجہ دھرب سنگھ کے ہاں اولادِ نرینہ نہ تھی۔ لہذا انہوں نے اپنے دختر زادہ جُگل کشور کو اپنا بیٹا بنا کر ریاست کا راج اس کے حوالے کر دیا :

راجہ جُگل کشور کا باپ اور میر قاسم صوبیدار بنگال :- راجہ جگل کشور کا باپ موضع مجھو ضلع مرزاپور کا گوتم بنسی صاحبِ اقتدار برہمن تھا۔ میر قاسم صوبیدار بنگال نے اس ریاست کے

خراج کو ۵۰ ہزار سے ۲ لاکھ روپیہ تک کر دیا۔ اور اس کی وصولی کے لئے شاہی محاصل کو مع فوج روانہ کیا۔ راجہ نے محاصل کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور خراج کی جلد ادائگی کا یقین دلایا۔ دورانِ قیامِ محاصل ایک دن ایک مسلمان سپاہی نے راجہ کا دامن پکڑ کر خراج کا مطالبہ کیا۔ راجہ کے محافظ سپاہی نے حملہ آور مسلم سپاہی کے دونوں ہاتھ اپنی تلوار سے کاٹ ڈالے جس پر راجہ اور محاصل کے سپاہیوں میں جنگ چھڑ گئی۔ مسلم فوج بہت جلد موت کے گھاٹ اتار دی گئی۔ اور محاصل بھاگ نکلا۔ جب راجہ کو پتہ لگا کہ مسلم شاہی فوج ان پر حملہ کرنے والی ہے تو انہوں نے اپنی فوج کا خونِ ناحق کرانا مناسب نہ سمجھ کر وہاں سے مع عیال و اطفال موضع چین پور علاقہ سرکی کی طرف کوچ کیا۔ وہاں سمت ۱۸۳۲ تک راجہ کا خاندان برسرِ اقتدار رہا۔ پھر ایسٹ انڈیا کمپنی نے ملک بہار پر قبضہ کر کے اس ریاست کی سند مع اختیاراتِ حکومت مکرر راجہ جگل کشور کو عطا کی۔ جو سمت ۱۸۵۵ بکرمی میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا ؛

راجہ دیبا کشور سنگھ بہادر :- اپنے باپ راجہ جگل کشور کا جانشین ہونے پر راجہ دیبا کشور سنگھ نے اپنی خداداد ذہانت اور حسنِ کارکردگی سے اپنی رعیت کو اپنا گرویدہ اور حکومتِ وقت کو اپنا قدر دان بنا لیا جب سرکار انگریزی نے نیپال پر چڑھائی کی۔ تو آپ نے فوج۔ رسد اور سامان کے علاوہ بذاتِ خود جنگ میں شریک ہو کر سرکار انگریزی کی مدد کی۔ کرنل اختر لونی صاحب سپہ سالار افواج گورنمنٹ ہند ان کی کارکردگی سے بہت خوش ہوئے۔ گورنمنٹ انہیں کرنل موصوف کی سفارش پر اس خیر خواہی کا کچھ صلہ دینا چاہتی تھی مگر ملک الموت نے اس نیک اور بہادر فرمانروا کی زندگی کا پہلے ہی خاتمہ کر دیا ؛

مہاراجہ آنند کشور سنگھ بہادر :- اپنے باپ راجہ دیبا کشور سنگھ کی مرتیو پر سمت ۱۸۷۶ بکرمی میں لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل سے مہاراجہ بہادر کا خطاب پا کر تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ مگر تھوڑا ہی عرصہ کی حکومت کے بعد راہی ملکِ عدم ہوا ؛

مہاراجہ نول کشور سنگھ بہادر: - لارڈ ایلن برا گورنر جنرل بہادر نے ان کو راج تلک کیا انہی مہاراجہ صاحب کی سپتری سے مہاراجہ بنارس مہاراج ادھیراج کاشی نریش سر پربھو نارائن سنگھ بہادر جی سی ایس آئی پیدا ہوئے ؛

سری مہاراجہ راجندر کشور سنگھ بہادر: - اپنے باپ نول کشور سنگھ کی وفات پر مہاراجہ راجندر کشور سنگھ بہادر تخت نشین ہوئے - آپ بے حد سخی تھے - اور اپنا وقت پوجا پاٹھ میں وتیت کرتے تھے - اس لئے ریاست پر ۴۰ لاکھ روپیہ قرض چڑھ گیا ۱۸۶۷ء میں سرکار انگریزی نے ریاست کے انتظام کے لئے امدادی طور پر مسٹر ٹی - ایم - گبس صاحب سی - آئی - ای کو مقرر کیا - اس مہاراجہ نے غدر کے دنوں میں سرکار انگریزی کو کافی امداد دی - نیز اپنی ریاست میں ریلوے کو خوب وسعت دی - جس سے ۱۸۷۴ء کے قحط میں اُن کی رعیت کو چنداں نقصان نہ ہوا - ۱۸۸۹ء میں سادھو سوبھاؤ مہاراجہ کے وفات پانے پر اُن کا نابالغ فرزند تخت نشین ہوا - مگر ریاست کا انتظام زیر تحت کورٹ آف وارڈس رہا - ۱۸۸۹ء میں مہاراجہ ہرمندر کشور سنگھ کو خطاب کے سی - ایس - آئی دیا گیا - اس نے ۴ سال حکومت کرکے ۱۸۹۳ء میں وفات پائی - آپ ۱۸۹۲ء تک کلکتہ کونسل کے ممبر رہے - آپ کی یاد میں بیتا میں ایک گرل سکول قائم ہوا - یہ ریاست دریائے گنڈک کے شمال کی طرف صوبہ بہار کے ضلع چمپارن میں واقع ہے ؛

ریاست بنارس: - ریاست ہذا کے حکمران شری مہاراجہ پربھو نارائن سنگھ بہادر جی - سی - ایس - آئی کاشی نریش گوتم بھنی براہمن نے ۱۸۷۹ء کی ... قحط سالی میں رعیت پروری کا ثبوت دیکر نام حاصل کیا - اور گورنمنٹ سے جی - سی - ایس - آئی کا خطاب پایا - ان کے سپوت مہاراج ادیت نرائن سنگھ بڑے اداچنت برہمن کل بھوشن ہیں ؛

ریاست تمکوہی: - یہ ریاست ضلع گورکھپور میں ہے - والئے ریاست اندرجیت پرتاپ سنگھ جی بڑے دانی، پر اپکاری اور علم دوست ہیں ؛

ریاست بریارپور :- یہ بھی بھومیاروں کی ایک شاخ ہے جو قوم انت بنسی کہلاتی ہے۔ فرخ سیر بادشاہ دہلی نے راجہ مرلی دھر شتر پنڈت بنسی دھر کو ۱۷۱۸ء میں اعلیٰ خدمات کی بدولت 'راجہ' کا خطاب دے کر ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کی ریاست بریارپور عطا فرمائی۔ پہلے یہ خاندان علاقہ مہاراشٹر میں بمقام کوکن (متصل بمبئی) رہتا تھا۔ ۱۷۲۰ء میں پنڈت بنسی دھر اصلی سکونت ترک کر کے یہاں آگئے تھے۔ بعد ازاں ایسٹ انڈیا کمپنی نے ریاست پر قبضہ کر لیا اور اس کے عوض دس لاکھ سالانہ کی جاگیر اور ایک ہزار روپیہ نقد پنشن دینا منظور کیا۔ (ملاحظہ ہوں احکام ایسٹ انڈیا کمپنی مجریہ ۱۵ اکتوبر ۱۷۷۱ء ۲ جولائی ۱۸۳۱ء۔ محکم ۲۰ دسمبر ۱۸۶۵ء گورنمنٹ ہند)۔ اس خاندان میں سے شریمتی کرشنا دنتی بیوہ راجہ جواہر لال شہر پٹنہ (کچہری گلی) سالانہ ۱۶ ہزار روپیہ دان کرتی رہی ہیں۔

بھومیاروں کی ریاستیں :- ریاست بھتور۔ ریاست ٹکاری۔ ریاست شوہار۔ ریاست سلیم گڑھ۔ ریاست مقصود پور۔ ریاست دھنیالہ۔ ریاست لال گولا۔ ریاست سونگڑ۔

۷۔ (ب) موہیالوں اور راجپوتوں کے تعلقات پر ایک نظر :-

"راجپوت" لفظ کی اختراع :- لفظ "راجپوت" پراچین کتابوں میں نہیں ملتا۔ گمان غالب ہے کہ قدیم کشتری راجاؤں کا راجیہ ختم ہونے پر بقول "وشنو پوران" نئے حکمرانوں نے اپنا نیا نام "راجپوت" اختراع کیا ہو۔ مختلف محققین کی آراء ملاحظہ فرمائیے :-

(۱) تاریخ ہند مارسڈن صاحب مترجمہ جیا لال جلد اوّل صفحہ ۹۴ :- بعض عالموں کا خیال ہے کہ "راجپوت" "سکتھین" یا "سکا" قوم کی اولاد ہیں۔

(۲) اتہاس سارسوت برہمناں صفحہ ۱۱۱ بحوالہ تاریخ ہند مسٹر ونسنٹ سمتھ صفحہ ۵۷ :-

راجپوت زیادہ سے زیادہ آٹھویں صدی تک اپنا نسب نامہ چلا سکتے ہیں۔ آٹھویں صدی سے یکایک راجپوت راجاؤں کا ظہور ہونے لگا۔ اس تعجب انگیز معاملہ نے بڑے بڑے تواریخ دانوں کو حیرت میں ڈال رکھا ہے۔

(۳) تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے۔ صفحہ ۱۱۳ :- راجپوت قوم کی اصلیت کی بابت مختلف روایات ہیں۔ خود راجپوت اور اُن کے بھاٹ اُن کو قدیم کھشتری نسل سے اور یوروپین مؤرخ اُن کو قوم شاک کی نسل سے بتلاتے ہیں ؛

(۴) ابوالفضل علامہ لکھتا ہے :- رانا (والیان میواڑ) کا خاندان اپنے آپ کو اولادِ نوشیرواں ظاہر کرتا ہے۔ دیکھو کتاب حیرت انگیز واقعات (یعنی مہارانا اودے پور کی اولاد کا حال) صفحہ ۱۲ — اِس سے آگے چل کر وہی مؤرخ لکھتا ہے۔ کہ کتاب معاصر الامراؔ و بساط الغنائم جو ۱۱۹۳ھ میں بذریعہ معاصر الامرا تصنیف ہوئی ہے۔ میں تحریر ہے۔ کہ آباؤ اجدادِ شاہانِ میواڑ ایرانی شہنشاہوں کی نسل سے ہیں ؛

(۵) ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق صفحہ ۲۶۴ :- تاریخی تحقیقات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ رانا خاندان اپنے آپ کو کھتری رامچندر کی اولاد بتاتا ہے۔ ممکن ہے سھتیا قوم کا جزو ہوں ؛

(۶) ٹاڈ راجستھان صفحہ ۲۶۰-۲۶۱ :- راٹھور قوم اپنا حسب نسب تاجدارانِ کوشل عرف اجودھیا سے ملاتے ہیں۔ مگر یہ بات محتاجِ ثبوت ہے۔ اِس فرقہ کی اصل و نسل مشکوک ہے۔ بعض شجرہ نویسوں نے اِسے کو شک بنسیوں میں شامل کیا ہے ؛

(۷) تواریخ ہند مصنفہ پروفیسر ذکا اللہ جلد چہارم صفحہ ۱۱ :- چاورا (چھدا) راجپوت نہ تو سورج بنسی ہیں نہ چندر بنسی کھشتری ہیں۔ مگر ٹاڈ راجستھان کے صفحہ ۲۸۱ پر درج ہے کہ اِس فرقہ کے مخرج کا نشان نہیں ملتا۔ نہ یہ سورج بنسی ہیں۔ نہ چندر بنسی کا جزو ہیں۔ غالباً یہ سھتیا قوم کی نسل سے ہونگے ؛

(۸) ٹاڈ راجستھان صفحہ ۲۷۲ :- دلائلِ معقول سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس ترکشک قوم نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ وہی بر تبدیل چوہان کہلاتے ہیں ؛

(۹) ٹاڈ راجستھان صفحہ ۲۶۷ :- چندر گپت موریا خاندان کا راجہ تھا۔ مورخان ماضی اسے تاشک نسل سے بتاتے ہیں۔ پرمار فرقہ کے جو قدیم کتبے دستیاب ہوئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ موری قوم پرمار کی ایک شاخ ہے ؛

(۱۰) تواریخ کشمیر صفحہ ۳۴ نیز واقعات ہند مصنفہ منشی کریم الدین ۱۸۶۹ء کا صفحہ ۸:-
آج سے ۷۷ ۴۲ برس پہلے تکشک قوم نے جو ناگ بنشی تھے سگدھ دیش میں راج کیا ہے۔ (گویا تکشک بنشی اور ناگ بنشی ایک ہی قوم کے دو جدا جدا نام ہیں) ؛

(۱۱) ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق صفحہ ۲۹۷ :- "جھالا مکواہن" راجپوت نہ تو سورج بنشی ہیں نہ چندر بنشی اور نہ اگنی کل میں شامل ہیں۔ مگر وہ اپنے تئیں "راجپوت" بتاتے ہیں؛
مندرجہ صدر مستند حوالجات سے صاف عیاں ہے۔ کہ راجپوت اقوام کا مخرج تلاش کرنے میں مورخین کی انتہائی جدوجہد ناکام رہی ہے۔ اور قدیم کتب میں لفظ "راجپوت" کا نہ ملنا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ نام زمانہ حال میں اختراع ہوا ہے؛

(۱۲) اگنی کل راجپوتوں کا مخرج :- ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق کے صفحہ ۳۴۳-۴۹ میں مندرج ہے:- "برہمنوں نے اگنی کل راجپوتوں کے چار فرقوں پرمار۔ پرہار چالوک عرف سولنکھی اور چوہان کو راکھشسوں سے جنگ کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔"

(۱۳) چوہان راجپوت بحوالہ ٹاڈ راجستھان تکشک کی نسل سے ہیں۔ اور تکشک ناگ بنشی ہیں۔ جنہیں کتاب ہذا کے آئندہ صفحوں میں موہیال برہمن ثابت کیا گیا ہے؛

(۱۴) پرمار راجپوت :- جنگ چنوڑ میں پرمار قوم نے کشمیر سے آ کر مامون رشید کے مقابلہ میں راجہ کھمان کی امداد کی۔ اور سفرنامہ ہیون سانگ کی رو سے کشمیر کے راجگان کا برہمن ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کی تصدیق کتاب ہذا میں راجگان موہن خاندان کے مطالعہ سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ نیز تاریخ ہند پروفیسر ذکاء اللہ جلد اول کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے۔ کہ مہاراج چھاج برہمن (موہیال چھبڑا) کا دختر زادہ کشمیر میں راج کرتا تھا۔ تمام مورخین اجین (مالوہ) میں پرمار راجپوتوں کا راجیہ تسلیم کرتے ہیں۔ مگر چینی سیاح ہیون سانگ اپنے سفرنامہ میں اجین میں برہمن راجہ کا اندراج کرتا ہے؛

متذکرہ صدر حوالجات کی بناء پر وثوق سے یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اگنی کل راجپوت جنگجو برہمن یعنی موہیال شوربیر تھے۔ چند اور تاریخی حوالجات اپنے اس دعویٰ

کی تصدیق میں پیش کئے جا سکتے ہیں :-

(۱) گھلوٹ راجپوت :- راجہ سلادنیہ والئے گجرات دیودت برہمن کا نواسہ تھا۔ دیکھو کتاب حیرت انگیز واقعات کے صفحہ ۱۰-۱۱- مگر ٹاڈ صاحب نے اس راجہ کو رانائے میواڑ کا مورث تسلیم کیا ہے ؛

(۲) رسالہ سرسوتی مطبوعہ انڈین پریس الہ آباد دسمبر ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۱۷۱ پر مرقوم ہے۔ کہ ایک قدیمی کتبہ (شلالیکھ) اجونت میں ملا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ باپا راول رانا میواڑ کے مورث برہمن تھے۔

(۳) راجہ جے پال و آنند پال کی نسل سے سلہریا راجپوت ہوئے۔ (دیکھئے مخزن پنجاب صفحہ ۵۴۹) - مگر کتاب ہذا میں تاریخی اقتباسات سے راجگان موصوف یہ خاندان (موہیال بنس) کے مورث اعلیٰ ثابت کئے گئے ہیں ؛

(۴) کالیٹی آدو بالا راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر کتاب ہذا میں انہیں آئیندہ اوراق میں "موہیال بنسی" ثابت کیا گیا ہے ؛

مندرجہ بالا مستند واقعات سے صاف عیاں ہے۔ کہ موہیال بنسی یا جنگجو براہمن اور موجودہ راجپوت ایک ہی شجر کی شاخیں ہیں۔ مندرجہ ذیل پراچین کبت اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ کسی زمانہ میں موہیال بنسی برہمن "راجپوت" کے لقب سے ملقب رہے ہیں :-

۱؎ مہان ست بنس موہیالاں - راج بنس برہمن بھوپالاں

۲؎ مارے سب دُوت ہیں آدی راجپوت - جانکے دوارے کرتوت کھرے تو ہا ہیں دُنکار جیو

۳؎ یودھے کریں دھیان ہما ربان دُوت چور کریں - ایسو راجپوت رہیں سب تیار جو

از جنگ نامہ موہن قوم ہمراہ حشمت خان سپہ سالار :-

۱؎ کہیو نے وکیل تُوں جا آکھ حشمت خان - جانیں راجپوت تاں جے تیغوں پکڑ بیٹھان کہند جا کے خان تُوں سب کچھ ہمارے پاس - موہن نُوں تب جانئیں جے تجھے کڈاویں گھاس موہن آکھن لگی جو محل سُن لیجو کنتی !!! - ران سوہے راجپوت نیغ بہادر دھنی

۵۔ رن سور کے راجپوت سوت نیتاں منھ پاٹے ۔ دھونسے خوب نشان آن رن اگے آئے سدھے گئے میدان یدھ کو سمکھ دھائے ۔ رن سور کے راجپوت توپ لے مرتے آئے

موہیالوں کے "راجپوت" پکارے جانے کے ثبوت میں چند قومی قدیمی کبت پیش کئے گئے ہیں ۔ اب کچھ تواریخی ثبوت بھی ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں :۔

۱۔ تواریخ مارسڈن مترجمہ جیا لال صفحہ ۹۹ :۔ اس وقت افغانستان کا بڑا شہر غزنی تھا۔ یہاں کا بادشاہ ترک محمود اور اس کا باپ پنجاب کے راجپوت راجہ جیپال سے کئی دفعہ لڑے ؛

۲۔ تواریخ ہند پروفیسر ذکا اللہ جلد اول صفحہ ۲۴۴ :۔ پنجاب اور سندھ کے راجپوتوں نے مسلمانوں سے ایسے دلیرانہ تاریخی معرکے لڑے ۔ کہ مدت تک ان کی چپہ بھر زمین پر بھی وہ لشکر اسلام جس نے جنوبی یوروپ ۔ شمالی افریقہ اور بہت سا ایشیا کا حصہ مسخر کر لیا تھا ۔ قابض نہ ہو سکا ؛ [نوٹ :۔ موہیال راجگان جیپال و جھلج اور داہر پنجاب و سندھ میں اسلامی حملوں سے پہلے قابض و حکمران تھے]

۳۔ ٹاڈ راجستھان کے چھتیس اقوام شاہی راجپوتوں میں موہیل (موہیال) ۔ بالا ۔ کاٹھی ۔ داہر یہ وغیرہ کی شمولیت صاف عیاں ہے ؛

راجپوتوں سے موہیال بنس کی رشتہ داریاں :۔

مسمی اننگ دیو پوگل کا سرغنہ اور جیسلمیر کا فرمانروا تھا ۔ اس کے وارث سادو نے دیپالپور سندھ کی وادی سے مشرقی حصۂ ناگور تک اپنی ہمت سینہ زوری اور لوٹ مار کی وجہ سے لوگوں کو ہراساں کر رکھا تھا ۔ علاقہ بھر میں کوئی شخص اس سے مزاحم ہونے کی جرأت نہ رکھتا تھا ؛

راجہ مانک راؤ موہیال بیٹی ولمٹی لوئی بیٹ :۔ راجہ مانک راؤ موہیال بنس کا سرغنہ تھا جو ۱۴۰ گاؤں کا مالک تھا ۔ ایک دن سادو کا ادھر سے گزر ہوا ۔ مانک ۔ راؤ کی دعوت پر سادو بخوشی تمام اس کے ہاں ضیافت کھانے آیا ۔ اتفاق سے اس کی نگاہ موہیال راجہ کی

حسین بیٹی کے چہرہ پر پڑھی۔ اور دل ہی دل میں اُس کا عاشقِ صادق ہو گیا۔ اُدھر
موہیال لڑکی بھی سادو کے جرأت آمیز کارناموں کا تذکرہ سن کر بے خود ہو گئی۔ مگر اس کی
منگنی راجہ چونڈا والئے منڈور کے ولی عہد ارن مل راٹھور سے طے پا چکی تھی۔ اس عجیب
اُلجھن کو سلجھانے میں طرفین کے گن کرم اور سوبھاؤ نے رنگ دکھایا۔ چنانچہ راٹھور
خاندان سے تعلق قطع کر کے موہیال راجہ نے اپنی بیٹی کا ولی عہد جیسلمیر سے ناطہ جوڑ دیا۔
اور شبھ لگن و مہورت کے مطابق دونو کا وواہ کر دیا گیا۔ اور راجہ نے جہیز میں زیورات۔
جواہرات۔ سونے کی گئو اور بہت سی روشن دماغ نوکرانیاں دیں۔ یہ سب سامان اور دولہن
لے کر نوشہ مع ۷۰۰ موہیال نوجوانوں کے اور ٹھاٹ سے جیسلمیر کی جانب روانہ ہوا:

ولی عہد ارن مل راٹھور والئے منڈور کا حملہ :-

جب یہ قافلہ راستہ میں بمقام چونڈن فروکش ہوا۔ تو ارن مل اپنی منگیتر کو سادو کے
قبضہ میں دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ وہ جھٹ ۷۰۰ جانباز راٹھوروں کا لشکر لے کر وہاں آ
پہنچا۔ ادھر منگل مہاراج نے بھی اپنے بیٹے کے قاتل سادو سے انتقام لینے کے لیئے ارن
مل کو کمک بھیجی۔ طبلِ جنگ بجنے لگا۔ سادو کے رشتہ دار جے تنگ قوم پامر نے میدان
جنگ میں نکل کر اپنے مقابلہ کے لیئے کسی بہادر راٹھور کو طلب کیا۔ لشکرِ منڈور کا سپہ سالار
چوہان سامنے آیا۔ وار پر وار ہونے لگے۔ آخر چوہان مغلوب ہوا۔

اسی اثناء میں سادو گھوڑے پر سوار ہو کر راٹھوروں کے لشکر میں گھس گیا۔ اور
اس کی دلہن کرم دیوی (موہیال سپتری) اپنے رتھ میں بیٹھی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی
وہ توصیفی کلمات اور ہمت افزا نعروں سے اپنے پران پتی کا حوصلہ بڑھا رہی تھی۔
جب حریف کے ۴۰۰ اور اپنی سپاہ کے ۷۰۰ جوان میدانِ جنگ میں کام آ چکے۔ تو
کرم دیوی نے اپنے مہندی والے ہاتھوں سے اپنے پتی سادو کو اشارہ کر کے کہا۔ پیارے
پتی! میرا سہاگ۔ میرا سکھ اور میرا جیون آپ کی فتح میں مضمر ہے۔ اگر آپ خدانخواستہ شہید
ہو گئے۔ تو میں آپ کی جلتی چتا میں بیٹھ کر ستی کے فرائض ادا کروں گی۔ آپ میری طرف سے

بالکل بے فکر ہو کر دشمن کو زیر کرنے کی کوشش کریں"۔

سادو نے اپنی دھرم پتنی کے حوصلہ افزا الفاظ سن کر ارن مل پر تلوار کا تلا ہُوا وار رسید کیا۔ اور اُدھر سے ارن مل نے بھی ایک کاری وار کیا۔ ہر دو رقیب بستر خاک پر خون میں لت پت ہو گئے۔ سادو تو اسی آن راہی ملکِ عدم ہو گیا۔ مگر ارن مل عرصہ چھ ماہ بعد انتہائی دُکھ و عذاب کے ساتھ فوت ہُوا :۔

کرم دیوی (دلہن) کا ستی ہونا :۔ موہیال شیرنی کرم دیوی نے اپنے شوہر پتی کی بہادرانہ موت کو دیکھ کر اپنا بایاں بازو تلوار سے کاٹ کر اپنے سسر کی خدمت میں جیسلمیر بھیج دیا۔ اور دایاں بازو مع زیور موہیال کیشر (بھاٹ) کو عطا کیا۔ اور خود جلتی آگ کے شعلوں میں مردانہ وار بیٹھ کر ستی ہو گئی۔ جہاں یہ دیوی ستی ہوئی۔ وہاں اب تک ایک تالاب بنام "کرم دیوی کی جھیل" موجود ہے ؎

ہیچ ہندو زن کسے در عاشقی مردانہ نیست
سوختن بر شمع مردہ کار ہر پروانہ نیست

اس واقعہ کے بعد مدتوں راجپوتانہ میں جنگ و جدال ہوتے رہے۔ جن میں موہیال راجیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اور رانک راؤ مع خاندان و تباہ برباد ہو گیا۔ [اس تمام واقعہ کا ذکر ٹاڈ راجستھان مترجمہ اردو کے صفحہ ۱۰۲۳ لغایت ۱۰۲۸ میں درج ہے] :۔

موہیالوں اور راجپوتوں کے دیگر رشتوں کے متعلق تاریخی حوالجات :۔

(۱) مہاراجہ شلادتیہ بزرگ خاندان رانا صاحب میواڑ کا دیو دت برہمن کی لڑکی سو بھگنا کا فرزند ہونا۔ ملاحظہ ہو کتاب حیرت انگیز واقعات۔ اور شلادتیہ کی شادی پرمار خاندان کی راجکماری پشپاوتی سے ہونا ٹاڈ راجستھان میں صاف درج ہے :۔

(۲) مہاراجہ چچ برہمن والئے سندھ کی لڑکی کا ملک بھٹی راجپوت راجہ والئے قنوج سے بیاہا جانا :۔

(۳) راجہ دہر والئے سندھ کی ہمشیرہ مائی کا راجہ جے سنگھ خلف مہاراجہ داہر چچ سے شادی کے لیے درخواست کرنا۔ مگر چچ راجکمار کا انکار کرنا۔ (ملاحظہ ہو "حالات راجگان سندھ" "تواریخ ہند" پروفیسر ذکا اللہ جلد اول) :۔

۷ - ج - موہیالوں اور گکھڑوں کے تعلقات :-

سارسوت برہمن اتہاس صفحہ ۵۹ پر درج ہے کہ چھبر خاندان کے بانی مہانی پرسرام جی کی اولاد میں سے راجہ سگھر نے اجودھیا سے نقل مکانی کر کے کشمیر میں سکونت اختیار کی۔ جہاں اُس کے ہاں ایک بیٹا ہمین شاہ پیدا ہوا۔ ہمین شاہ کے نرکھن شاہ ہوا۔ اور نرکھن شاہ کے تین بیٹے ۱۔ شاہ سلوچن ۲۔ ہری لوچن اور ۳۔ گگے لوچن پیدا ہوئے۔ ہری لوچن کی اولاد افغانانِ ہزارہ اور گگے لوچن کی نسل سے گکھڑ قوم شروع ہوئی۔ اور شاہ سلوچن کے فرزند شاہ ساسن کی اولاد ساسن برہمن ہیں۔

گکھڑ قوم کو موہیال راجگان کی شجاعت و عظمت میں خاص عقیدت تھی۔ لہٰذا گکھڑوں نے موہیال راجاؤں کی طرف سے متعدد بار مغربی حملہ آوروں سے مردانہ وار مقابلے کئے۔ اُن کی شجاعت و یگانگت کا مختصر تذکرہ خالی از دلچسپی و اہمیت نہ ہوگا :-

۱۔ مسلمانِ زابلستان کی کمک کے بھروسہ پر افغانوں نے ۲۶۸ھ میں پنجاب پر ستره حملے کئے۔ جن میں کبھی تو راجہ لاہور اور کبھی افغان غالب ہوتے رہے۔ آخری مرتبہ جب راجہ لاہور نے اُن پر بڑے زور کا حملہ کیا۔ تو افغان شکست کھا کر بہ عجز و انکسار صلح کے خواہشمند ہوئے۔ راجہ لاہور نے دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر سرحد ہند کو محفوظ رکھنے کے لئے گکھڑوں کو آباد کیا۔ اور درۂ خیبر میں ایک مستحکم قلعہ بنا دیا۔ اس طرح مدت تک مغربی سرحد محفوظ رہی۔ تاریخ مبو اطمیں لاہور کے راجہ کی قوم کا نام "برسا" درج ہے مگر تواریخ فرشتہ میں لاہور کے راجہ کو "براہمن راجہ" لکھا ہے (دیکھئے ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق کا صفحہ ۵۱۰)۔

۲۔ جب مہاراجہ آنند پال والئے پنجاب نے سلطان محمود غزنوی پر پشاور کے نواح میں حملہ کیا۔ اس کا ذکر پروفیسر ذکاء اللہ تاریخ ہند جلد اوّل کے صفحہ ۲۶۳ پر بایں الفاظ کرتے ہیں "صحرائے پشاور میں یہ لشکر سلطان محمود کے قریب آیا۔ چالیس روز تک ہر دو لشکر آمنے

سامنے خیمہ زن رہے۔ مگر کسی نے پیش دستی نہ کی۔ ہندوؤں کا لشکر زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ محمود پہلے کی طرح بے خوف دشمنوں میں نہیں گھسا۔ بلکہ اس نے اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھدوا دی۔ تاکہ دشمن اس کے خیموں کے اندر گھس نہ سکے۔ باوجودیکہ سلطان نے بہت احتیاطیں کیں۔ مگر بیس ہزار گکھڑ مرو با برہنہ ہاتھوں میں طرح طرح کے ہتھیار لئے سلطان کے لشکر میں خندقوں سے آخر کر گھس آئے۔ تلوار کٹار نیزوں سے گھوڑوں اور سواروں کو مار مار کر نیچے گرانا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر میں تین چار ہزار مسلمانوں کو مار ڈالا۔ ان کی بہادری دیکھ کر سلطان نے لڑائی موقوف کرنے کا ارادہ کیا"۔

تواریخ افغانستان میں اس جنگ کا ذکر یوں درج ہے:۔

"محمود کی صفوں کو چیرتے ہوئے گور کھے (گکھڑ) بہادری سے دست بدست لڑائی کرتے ہوئے محمود کی فوج کے اندر گھس گئے۔ اور تین چار ہزار پٹھانوں کو ڈھیر کر دیا۔ اور وہ اس بہادری سے لڑے۔ کہ محمود نے اپنی فوج کو ان کے مقابلہ کے ناقابل سمجھ کر میدان چھوڑنے کا خیال کیا۔ غرض اس قدر کبھی شکست کے قریب نہ ہوا تھا۔ شہاب الدین غوری نے ان کے سرداروں کو جنہوں نے اس کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ بطمع زر و حکومت پھسلا کر مسلمان بنا لیا۔ اور پھر ان کی امداد سے باقی ماندہ طبقہ کو جبراً حلقۂ اسلام میں شامل کر لیا"۔

گکھڑوں کے اسلام قبول کرنے کا ذکر کرتے ہوئے مصنف "اصلاح موہیالی" رقمطراز ہے:۔

"آہستہ آہستہ موہیال بنس کا یہ زبردست حصہ مگر مچھ نے سڑپ کر لیا"۔

اسلام قبول کرنے کے بعد بھی گکھڑوں کا موہیالوں سے رابطۂ اتحاد قائم رہا:۔

مسلمان ہو جانے کے بعد بھی گکھڑوں کا خطاب راجہ چلا آتا ہے۔ وہ اپنے قدیم برہمن پروہتوں کی عزت کرتے ہیں۔ انہیں دان دیتے اور بیاہ شادی میں اکثر رسوم قدیم کے بدستور سابق پابند ہیں۔ سارسن برہمنوں کے خاص لاگ مقرر ہیں۔

موہیالوں کے ساتھ ان کا رابطۂ اتحاد عہدہ رہا ہے۔ گذشتہ دنوں بخشی رام لال جی چھبر راجہ جہانداد خان صاحب مرحوم کے مملوکات وجاگیرات کے مختار رہے ہیں۔ ایک دفعہ راجہ موصوف نے راٹزادہ نرائن سنگھ صاحب بالی کو مجمع عام میں سنایا تھا کہ "ہمارا خانگی انتظام ہمیشہ سے موہیال ہی کرتے رہے ہیں۔ ان کے بغیر ہمارا کسی قوم کے آدمی پر اعتبار نہیں ہے"۔ راٹزادہ رتن چند جی مرحوم گلیانوی کا "کیگوہر نامہ" گکھڑوں اور موہیالوں کے قابلِ قدر تعلقات پر روشنی ڈالتا ہے:۔

راٹزادہ تولراج جی وید کو ۲۵ گاؤں بطور جاگیر دئے گئے:۔ سکھوں کی عملداری سے پہلے دو آبہ سندھ ساگر کے شمال میں گکھڑوں نے اپنی سلطنت قائم کرلی تھی۔ موضع تخت پڑی متصل تھانہ روات اُن کا صدر مقام تھا۔ سلطان لشکری خان گکھڑ جس نے سمت ۱۷۹۶ بکرمی میں وفات پائی۔ وہاں حکمران تھا۔ اُس نے مہاراجہ جموں سے استدعا کرکے راٹزادہ تولراج وید کو مانگ کر اپنا خاص منشیر مقرر کیا۔ اور ۲۵ گاؤں انہیں جاگیر میں دئے۔ سمت ۱۹۴۷ تک ان میں سے کسی قدر حصہ ترکوال (گوجر خان) کے ویدوں کے قبضہ میں رہا ہے:۔

۷۔ د۔ ریاست کشمیر کی کھکھ (کھش) و بمبہ اقوام:۔

راج ترنگنی کشمیر جلد دوم اردو ترجمہ از ٹھاکر اچھر چند کے صفحہ ۱۷۷-۱۷۸ پر درج ہے کہ "وادئ وتستہ کے شمال میں کھشوں کے ہمسایہ بمب آباد ہیں۔ جو اُن سے بالکل قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ پنڈت کلہن نے انہیں کھش قبیلہ ہی میں داخل کیا ہے"۔ چونکہ بمب توم کھش قوم کا جزو ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں کھش قوم کا ذکر کرنا ہی کافی ہوگا:۔

تواریخ راج ترنگنی میں مندرج ہے۔ کہ یہ قوم زمانہ قدیم سے اس وسیع علاقہ میں آباد ہے۔ جس کے ایک حصہ کو آجکل پچیاری کہتے ہیں۔ اور جو کبھی دریائے چناب سے بانہال تک پھیلا ہوا تھا۔ کشمیر سے جنوب مغرب کی طرف کے کوہستانی علاقے کھشوں کے

قبضہ میں تھے۔ اور راجپوری اور لوہر کوٹ کی پہاڑی ریاستوں پر کھش لوگ حکمران تھے۔ راجہ لیشنکر۔ راجہ کشیم گپت وغیرہ والیان ریاست کشمیر اسی قوم کے سرمایہ ناز تھے ::

کھش قبیلہ کے موہیالوں سے تعلقات :-

(۱) مہاراجہ سنگرام راج والئے کشمیر کی جو سمت ۱۰۷۹ میں حکمرانی کرتا تھا لڑکی لوہکا کی شادی پریم نامی برہمن سے ہوئی تھی (ملاحظہ ہو کتاب "سری کشمیر" کا صفحہ ۱۱۹) ::

(۲) موہیال مہاراجہ بھیم (بھیم پال) والئے کابل و قندھار کی جس کی راجدھانی و ہنند متصل اٹک تھی۔ لڑکی کھش قوم کے راجہ سنگرام سنگھ راج والئے لوہر کوٹ سے بیاہی ہوئی تھی جس کے بطن سے رانی وددا پیدا ہوئی۔ اور مہاراجہ کشیم گپت کی وہ منکوحہ تھی جس نے ۹۵۰ء میں تخت کشمیر کو زینت بخشی۔ رانی وددا نے خود بھی خاوند کے بعد کشمیر میں حکومت کی ::

(۳) مہاراجہ ترلوچن پال خلف مہاراجہ آنند پال والئے تخت پنجاب کے خاندان کی ایک لڑکی گندھرب سین پسر متنگ وزیر اعظم کشمیر سے بیاہی ہوئی تھی۔ جو کہ قوم کھش کا بہادر سپوت گزرا ہے ::

(۴) مہاراجہ بھیم خلف مہاراجہ ترلوچن پال آخری ہندو فرمانروائے پنجاب کا فرزند راجکمار ردرپال مہاراجہ سنگرام راج (کھشی) والئے کشمیر کا ہم لف اور راجہ اندو چندر والئے جالندھر کا داماد تھا ::

موہیال بنس اور کھش قوم کی باہم رشتہ داری اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ کھش و مبہ قوم کے لوگ برہمن الاصل موہیال بنسی تھے ::

فہرست فرمانروایان کھش قبیلہ جنہوں نے کشمیر میں سمت ۹۹۶ سے سمت ۱۳۹۸ تک حکومت کی :-

۱ مہاراجہ لیشنکر خلف پربھاکر وردھن ۲ کشیم گپت ۳ ابھیمنو ۴ بھیم گپت ۵ تربھون گپت ۶ ننھی گپت ۷ مہارانی وددا ۸ سنگرام راج ۹ ہر راج ۱۰ اننت دیو ۱۱ کلش دیو ۱۲ اتکرش ۱۳ ہرش دیو ۱۴ اچل ۱۵ سسل ۱۶ بھکشاچر ۱۷ راجہ جے سنگھ ۱۸ پرمانو ۱۹ ودنتی دیو ۲۰ آیہ دیو وغیرہ

پنجاب کے موہیالوں اور برہمنوں کے رشتہ ناطہ پر ایک سرسری نظر

(از پنڈت چھوٹی لعل پنشنر صوبیدار میجر آو کونتریلیہ (راولپنڈی))

یہ بات سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔ کہ موہیال برادری کیوں دیگر برہمن جاتیوں کے اندر زیادہ عزت حاصل کر گئی۔ جن صفات سے موہیال برہمنوں کا درجہ اونچا ہو گیا وہ بھارت میں ہمیشہ اونچے درجہ کے طبقہ کے لئے مخصوص ہیں۔ برہمن جن کے اندر ایسے مہاپرش ہو گئے جنہوں نے اپنے آپ کو پرمیشور کے ارپن کر دیا۔ انکی بدھی اور آتما پوتر تھی۔ وہ آتما کو امر اور شریر کو ناشوان جانتے تھے۔ اور موت سے بےخوف ہو گئے تھے۔ انکا ویوہار اپنی پرکرتی کے بموجب سچائی اور انصاف کی رکھشا کے لئے وقف ہو گیا تھا۔ وہ اُس زمانہ کے مقرر کردہ برہمنوں کے عام فرائض سے الگ ہو کر دیش کے سول اور ملٹری محکموں میں حاکم وقت کی سیوا میں اعلیٰ افسران کے زمرہ میں پیش پیش ہو گئے۔ انکی سنتان پیچھے بعد دیگرے اسی پیشہ کو اختیار کرتی گئی۔ بعد ازاں انکی سنتان موہیال نام سے منسوب ہوئی۔ موہیال برہمنوں کے گروپ کا جنم صرف پنجاب اور پرانے شمال مغربی سرحدی صوبہ ہی میں ہوا۔ بھارت ورش میں اور کہیں نہیں۔ پنجاب میں خاص خاص ذات کے برہمن خاص خاص برہمنوں کے ہاں اپنی لڑکیاں دیتے تھے۔ مثلاً سیدھر جاتی کے برہمن الیستر سیگن اور سودن وغیرہ جاتی کو اپنی لڑکی دیتے تھے۔ مگر ان سے لڑکی کا دان لینا پاپ سمجھتے تھے۔ یہ رواج پوترتا کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ مگر انگریزی حکومت نے فوج کے ہر ایک یونٹ کے علاوہ گروپ بنا دئے یعنی سکھوں کے اندر جاٹ سکھ۔ سرحدی سکھ۔ لوبانا وغیرہ اور برہمنوں کے اندر موہیال برہمن پنجابی برہمن اور پوربی برہمن کا امتیازی سلوک پیدا کر دیا۔ اور یہ گروپ صرف اپنے گروپ کی بہتری کے لئے ہمیشہ انگریز افسروں کی خیر خواہی میں لگے رہتے تھے:۔

بدقسمتی سے ۱۹۰۰ء اور ۱۹۰۵ء کے درمیان ایک موہیال افسر نے رواج کے مطابق اپنے گروپ کے ایک جوان کی ترقی کے لئے کوشش کی۔ اور اپنے افسر کو ایک برہمن سینیئر جوان کے خلاف یوں کہنا شروع کیا۔ "یہ ایک کمتر برہمن ہے۔ اس کا پیشہ دان لینا ہے۔ مگر میرا پیش کردہ جوان خود دار موہیال ہے"۔ ان دنوں انگریز افسر ترقی کے سلسلہ میں ذات پات کا خاص لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ اُس برہمن جوان کی ترقی کا حق چھین لیا گیا۔ اس نے اپنے گاؤں میں رخصت پر آ کر برہمن برادری کے اندر موہیالوں کے خلاف پروپیگنڈا کیا۔ کئی برہمنوں کو ذاتی رنج تھا۔ کہ انکی لڑکیوں سے اُن کے داماد یا اُنکے ساس سسر اچھا سلوک نہیں کرتے۔ لہذا وہ موہیالوں کو رشتہ ناطہ کے بارے میں برابری کے پلیٹ فارم پر لانے کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ ضلع راولپنڈی میں ان دنوں خاص خاص براہمن ذاتوں کے رشتہ ناطہ کے رواج کے علاوہ ایک اور جغرافیائی مسئلہ بھی چالو تھا۔

یعنی علاقہ پونچھ اور دیگر پہاڑی علاقہ کے برہمن اپنی لڑکیاں علاقہ قاروں (کہوٹہ) کے علاقہ کے برہمنوں کو دیتے تھے۔ قاروں وغیرہ کے برہمن اپنی لڑکیاں تحصیل گوجر خان کے برہمنوں کو دیتے تھے۔ جو اپنی لڑکیاں تحصیل چکوال اور اس کے ساتھ کے علاقہ پٹھوہار میں دیتے تھے۔ بعض زمانہ کے رواج کے مطابق پونچھ اور دیگر پہاڑی برہمنوں کو جہاں سے وہ لڑکی لیتے تھے۔ کوئی جہیز وغیرہ نہیں ملتا تھا۔ مگر جب وہ اپنی لڑکیاں مقرر کردہ علاقہ کو دیتے تھے تو جہیز بھی ساتھ دیتے تھے۔ اسی طرح جوں جوں آگے بڑھتے جاؤ جہیز میں زیادہ دھن دینے کا رواج بڑھتا ہوا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اوّل الذکر برہمنوں کی مالی حالت شادی کے لین اور دین میں زیادہ خرچ ہونے سے کمزور ہو چکی تھی۔ ضلع راولپنڈی میں برہمنوں کی تعداد دیگر اقوام کی نسبت زیادہ تھی۔ عام برہمنوں کو دکانداری سے نفرت تھی اور اُن کا گزارہ کاشتکاری پر تھا۔ لہٰذا عام برہمنوں کی مالی حالت کمزور تھی۔ وہ رفتہ رفتہ برٹش فوج میں کچھ منکر راجپوت یا دیگر برہمنوں کی کلاس کمپوزیشن میں جہاں کہیں بھی موقعہ ملا بھرتی ہونے شروع ہو گئے۔ اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو گئے۔ یہ فوجی افسر زیادہ تر ان برہمن ذاتوں سے تعلق رکھتے تھے۔ جو اپنی لڑکیاں علاقہ پٹھوہار یا علاقہ دھنی کو دیتے تھے۔ مگر انہیں لڑکیاں صرف پونچھ یا دیگر پہاڑی علاقہ ہی سے مل سکتی تھیں۔ ساری برہمن ذاتوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کا انہیں موقع مل گیا۔

۱۹۰۵ء میں ضلع راولپنڈی کے برہمن بمقام گوجر خان اکٹھے ہوئے۔ اور جلسۂ عام میں سوشل سدھار کے چند ریزولیوشنز کے علاوہ یہ ریزولیوشن بھی متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ کہ "چونکہ موہیال برہمن فوج میں اپنے آپ کو دیگر برہمنوں سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے انہیں جھکانے کے لئے ہر ذات کے برہمن پر لازم ہے کہ وہ اپنی لڑکی کا ناطہ اُس موہیال کو دے۔ جو اپنی لڑکی کا ناطہ دیگر برہمن ذاتوں میں دینے پر رضامند ہو۔ ۱۹۰۶ء میں بمقام جہلم اور ۱۹۰۸ء میں بمقام گجرات برہمن برادری کے شاندار جلسے ہوئے جن کے انتظام کے لئے سرکاری افسران نے خاطر خواہ امداد بہم پہنچائی۔ ان مقامات پر بھی متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ ذات پات کی بنا پر پرانے رشتہ ناطہ کے سسٹم کو توڑ دیا جائے۔ برہمنوں کے اندر گھٹیا بڑھیا ذات کا امتیاز نہ رکھا جائے۔ جس علاقہ سے لڑکیاں لینے کا رواج تھا۔ وہاں رشتہ دینے کا رواج شروع کیا جائے ... وغیرہ وغیرہ

اس کے بعد کئی جگہ ماہوار اور سالانہ جلسے ہوتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جہلم کے رائے برہمن۔ ڈنگوت اور اجارج گروپ کے لائق۔ دولتمند اور برسر اقتدار خاندانوں کو رشتہ ناطہ لینے دینے میں کوئی دقت نہ رہی۔ بلکہ برہمنوں کو اپنے نزدیکی رشتہ داروں کے اندر رشتہ ناطہ کی سہولت ہو گئی۔ نیز ان کے اندر جھگڑے کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ہر ذات والوں کے لئے نیک اور قابل لڑکے تلاش کرنے میں آسانی ہو گئی۔ باقی صفحہ پر

موہیالوں کا ماضی اور حال

شری نوبت رائے صاحب بالی شوخ کربالوی

تمہارے دیدۂ عبرت میں موہیالو نظر بھی ہے؟ تمہاری گردنوں پر شانِ موہیالی کا سر بھی ہے؟
رگوں میں خاندانی خون کا باقی اثر بھی ہے؟ وہ سینہ بھی وہ دل بھی وہ کلیجہ وہ جگر بھی ہے؟
گریباں میں ذرا منہ ڈال کر دیکھو کہ کیا تھے تم
جری تھے، نیک تھے، فیاض تھے شیرِ خدا تھے تم

تمہارا بول بالا تھا جہاں میں ذکر گھر گھر تھا تمہارا نام روشن صورتِ مہرِ منور تھا
تمہارا پرچمِ اقبال رفعت میں فلک پر تھا شجاعت جس کو کہتے ہیں تمہارا ہی وہ جوہر تھا
زمیں کو تم ہلا دیتے تھے رکھ کر پاؤں ہمت کا
تمہارے سر رہا کرتا تھا سہرا فتح و نصرت کا

اُلوالعزمی میں تم یکتا تھے جرأت میں یگانہ تھے تمہارے طور اور انداز جو تھے غازیانہ تھے
گرو تھے بھیم و ارجن کے تم استادِ زمانہ تھے تمہارے ناوکوں کے عرش کے تارے نشانہ تھے
تمہارے آگے اک عالم ادب سے سر جھکاتا تھا
تمہاری تیغِ بُرّاں کی نہ کوئی تاب لاتا تھا

سراپا دھرم تھے مجسّم رحم تھے غیرت تھے یکسر تم پناہِ کشتگانِ جور تھے اے ہند پرور تم
دلِ بے رحم میں پیوست کر دیتے تھے خنجر تم ستمگاروں کا خوں پی لیتے تھے سینہ پہ چڑھ کر تم
تمہارا دامنِ شفقت اناتھوں کا سہارا تھا
وطن کا ذرّہ ذرّہ جان سے بھی تم کو پیارا تھا

عرب بھی موہیالی فیض کا لذت چشیدہ تھا شہِ راہب تمہارا اک بزرگ برگزیدہ تھا
زبانِ ہر بشر پر اُس کی مدحت کا قصیدہ تھا کہ آلِ مصطفےٰ کا غمزدہ وہ حق رسیدہ تھا
حسینِ پاک باطن کا شمر نے سر اُتارا جب
جفا کا ہاتھ معصومانِ آنحضرت پہ مارا جب

گرفتاروں کے شیون سے ہوا ہے اب یہ غم طاری　　امڈ آیا لہو آنکھوں میں اشکِ خوں ہوئے جاری
خدا ترسی نے کھایا جوش سنکر غم بھری زاری　　کٹاری درد کی ایسی جگر پر کچھ چلی کاری

تپ غم سے کلیجہ بھن گیا دم ہونٹوں پہ آیا!
ہتھیلی پر وہ سر رکھ کر صفِ اعدا میں در آیا!

لگے کشتوں کے پشتے چل گئی شمشیرِ موہیالی　　پڑی جس دل پہ اس کو دل گئی شمشیرِ موہیالی
رگوں میں پارہ بنکر دھس گئی شمشیرِ موہیالی　　غنیموں کے لہو سے پل گئی شمشیرِ موہیالی

کئے قربان اپنے جنگجو فرزند راہب نے
چھڑائے غم نصیبوں کے جگر پیوند راہب نے

ادھر دیکھو اے موہیالو! ذرا آنکھیں ملاؤ تو　　قدم ایک ایک رکھتے ہو اکڑ کر کیوں بتاؤ تو
یہ تن آسانی کس برتے پہ کچھ جوہر دکھاؤ تو　　ذرا تم قوم کو سختیٔ دوراں سے چھڑاؤ تو

غضب ہے بھائی کے سر پہ بنے اور بھائی تکتا ہو
تمہیں کیا کوئی روتا ہو، بلکتا ہو سسکتا ہو

تمہیں خود غرضیوں نے اوجِ قومی سے گرایا ہے۔　　تمہاری کشمکش نے قوم کو نیچا دکھایا ہے
تمہارے دیدۂ بینا میں آج اپنا پرایا ہے　　کبھی اپنے بزرگوں کا چلن بھی تم کو بھایا ہے

خطائیں بخش دیتے تھے نگاہوں میں بساتے تھے
شرن آئے عدو کو بھی سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے

لڑائی دھرم کی لڑتے تھے وہ انصاف کے جویا　　صداقت کو نہ ہاتھوں سے کسی حالت میں بھی کھویا
لہو روتے تھے گر کوئی عزیز غم زدہ رویا　　دیئے خونِ عدو سے اپنے دستِ پاک کو دھویا

بپھرتے تھے کئی اکشونیاں برباد کرتے تھے
مرادی بھی وہ حالت دیکھ کر فریاد کرتے تھے

کہاں ہیں اب وہ رونا چاہیے جو دھانش دھاری تھی　　جن کے دھرم بل کے قبضہ میں خود قدرتِ باری
شجاعت ان کا پیشہ تھا چلن تھا راست کرداری　　تھے ان کے جوہروں کے قائل و مداح گردھاری

قیامِ دھرم کی خاطر لٹا دیتے تھے جان اپنی
مثالِ مہرِ تاباں رکھتے تھے روشن وہ شان اپنی
تھے اِک وہ بھی کہ ہر دل کو سمجھتے تھے خود اپنا دل
ہو اِک تم بھی کہ آپس میں کٹے مرتے ہو لاحاصل
تمہیں اغیار پا کر یوں پریشاں حال اور غافل
گلے کا ہار ہوتے ہیں برنگِ خنجرِ قاتل
تڑپتے ہو بہ شکلِ مرغِ بسمل تلملاتے ہو
تم اپنی قوم کا خود آپ ہی خاکہ اڑاتے ہو
کہاں سے آ گئے ہیں آہ! تم میں باہمی جھگڑے
کراتے ہیں تمہاری غیر قوموں سے ہنسی جھگڑے
روا بہرِ خدا رکھو نہ آپس میں کبھی جھگڑے
سنبھل جاؤ نہ یوں کر دیں تجھے حالت قوم کی جھگڑے
ہمہ تن گوش ہو گر آہِ شوخِ دل دریدہ پر
کرو مائل طبیعت اپنی اوصافِ حمیدہ پر

شانِ موہیالی

مہتہ سری رام صاحب چھبر الفت

کبھی ممنونِ دوراں تھا وجودِ شانِ مہیالی
تھا عالمتاب یکسر جلوۂ تابانِ مہیالی
تھا اونچا عرش سے قصرِ رفیع الشانِ مہیالی
فلک دہلیز تھا جس کی تھا وہ ایوانِ مہیالی
اسی ایوان میں تھے چاند سورج کے دیئے روشن
اسی کے جگمگاتے نور نے عالم کئے روشن
گرا اب اوجِ عظمت سے وہی ایوانِ مہیالی
تہ تحت الثریٰ ہے جلوۂ تابانِ مہیالی
ہوا اب کیسا ظلمت آشنا رخسارِ مہیالی
بجھا کر رکھ دیا ہم نے چراغِ شانِ مہیالی
نہیں اس نور کی اب پاس اپنے اک کرن باقی
وہ اوصافِ حمیدہ ہیں نہ ہے اب وہ چلن باقی

ہمیں دورِ زماں نے روند ڈالا اپنی چالوں سے — زمانہ کس قدر ہے برسرِ کیں پسنے والوں سے
تڑپتا دل نہیں کوئی کسی بیکس کے نالوں سے — محبت موہیالوں کو نہیں اب موہیالوں سے

یہ جلسے سب دکھاوے کے نمائش کی یہ باتیں ہیں
چھپی ہمدردی کے پردے میں خودغرضی کی گھاتیں ہیں

ہمیں خودغرضیوں نے موہیالی سے گرایا ہے ۔ ہمیں خودغرضیوں نے خاکِ ذلت میں ملایا ہے
ہمیں خودغرضیوں نے پاپ کی رَو میں گرایا ہے ۔ ہمیں خودغرضیوں نے اِس قدر بے حس بنایا ہے

فغانِ قوم کا ہم پر نہیں ہوتا اثر ہرگز
نہیں جاتی ہے حالِ قوم پر اپنی نظر ہرگز

خدارا موہیالو ہوش میں آؤ سنبھل جاؤ — اگر موہیال کہلانا ہے عزت سے مچل جاؤ
محبت دل میں لاؤ نور کے سانچے میں ڈھل جاؤ — ہو جس سے سرخروئی چال کوئی ایسی چل جاؤ

اٹھو پستی سے تم ہاں اوجِ رفعت آشنا ہو کر
دوائے قوم بن جاؤ محبت آشنا ہو کر

(بقیہ صفحہ ۷۵) برہمن قوم کے سنگٹھن سے ان کے اندر طاقت آ گئی اور انہوں نے اپنے ضلع راولپنڈی کے اندر گورنمنٹ سے اپنی قوم کو مارشل اور کاشتکار قوم قرار کرا لیا نیز ڈسٹرکٹ بورڈ میں اپنا نمائندہ بھی منظور کروا لیا مگر اس قوم کے اندر بلحاظ رشتہ ناطہ تین گروپ بن گئے ہر ایک گروپ اپنے خیالات کا اظہار اپنے ماہوار رسالہ میں کرنے لگا یعنی برہمن "برہمن گزٹ" موہیال "موہیال گزٹ" اور سکھ برہمن "برہمن سکھ سدھار گزٹ" میں رشتہ ناطہ اور رسم و رواج کے بارے میں ایک دوسرے کے خلاف کڑی نکتہ چینی کرتے تھے مگر برہمن ماترکی امداد اور برہمن قوم کی ترقی کے لئے سب ایک ہی پلیٹ فارم پر تھے ۔ اب جبکہ سارے بھارت ورش میں برابری کا پرواہ چل پڑا ہے ملک کے چند چند منشیوں نے ورن کے بندھن تک کو توڑ کر اپنی لڑکیوں کے ناطے کرنے شروع کر دیئے ہیں مجبوراً برہمن قوم کو بھی وقت کے مطابق رشتہ ناطہ کے سوال کو سلجھانا ہوگا ۔ ورنہ برہمن ورن کی یکجہتی میں زیادہ کمزوری پیدا ہونے کا اندیشہ ہے :

موہیال بنس کو شاعر کا پرنام

(از شری مہتہ امرناتھ جی موہن ایڈووکیٹ شکتی نگر۔ دہلی)

موہیال بنس جس نے یہ بخشا مجھے وقار ۔ یہ منزلت۔ یہ شان ۔ یہ رتبہ۔ یہ اقتدار
یہ حوصلہ۔ یہ عزم ۔ یہ جذبہ یہ اختیار۔ جس کا چکا سکوں گا نہ مَیں عمر بھر اُدھار
اُس بنس کو مَیں کرتا ہُوں پرنام بار بار

ماتا کی گود سے سُنیں جس کی کہانیاں ۔ پیشِ نظر ہیں جس کے حَشم کی جوانیاں
تاریخ داں کی کاوشیں تاریخ دانیاں ۔ جس کی ثنا میں کر رہی ہَیں گُل فشانیاں
اُس بنس کو میں کرتا ہوں پرنام بار بار

جس کی دیا نے زندگی میری سنوار دی ۔ جنموں کی میل رُوح مری سے اُتار دی
دی گرمی مجھ کو جذبوں کی اَور پائیدار دی ۔ دی مایا مجھ کو خوشیوں کی اور بے شمار دی
اُس بنس کو میں کرتا ہوں پرنام بار بار

یودھاؤں کا سا جس نے مجھے دِل جگر دیا ۔ ہمت کی تیغ اَور وفا کا تبر دیا
عزمِ بلند و حوصلۂ شیرِ نَر دیا ۔ غیرت کا جس نے خوں مری رگ رگ میں بھر دیا
اُس بنس کو میں کرتا ہُوں پرنام بار بار

پرمیشر کا جس نے مجھ کو خزانہ دِکھا دیا ۔ کیشب۔ کشِن سے سِلسلہ میرا مِلا دیا
وِرثہ دروناچارج کا مجھ کو دِلا دیا ۔ میراث بھاردواج کا وارِث بنا دِیا
اُس بنس کو میں کرتا ہوں پرنام بار بار

حُبِّ وطن کی جس نے دِکھا کر رہِ عمل ۔ آدرش میرے جینے کا بالکل دِیا بدل
جس نے عطا کیا یہ مجھے آتما کا بَل ۔ غرضیکہ جس نے میرا جنم کر دیا سپھل
اُس بنس کو میں کرتا ہوں پرنام بار بار

اگلے صفحہ سے ۔ پراچین موہیال ہسٹری ۔ شروع ہوتی ہے

مہابھارت کا زمانہ

[سات حصّوں میں]

۱- رشی بھردواج کا گوروکل :-

رشی بھردواج جو زمانہ مہابھارت کے ایک بہت مشہور گوروکل آچاریہ ہو گزرے ہیں۔ آپ کے گوروکل کا مختصر سا نظارہ اور طریقِ کار پیش کیا جاتا ہے :-

غالباً دریائے گنگا کے کنارے اونچی سطح اور سایہ دار وسیع زمین پر ایک محفوظ چار دیواری میں چھاؤنیوں اور دریوں کے اوپر تقریباً ۵۰۰ صحت ور۔ صاف ستھرے اور ہونہار بچے و نوجوان ودیارتھی اپنے آچاریہ جی کا پربھاو شالی بھاشن سن رہے ہیں [ہندی سے اردو میں ترجمہ]

پیارے بچو! آج ہمارے گوروکل کے نئے سال کا پہلا دن ہے۔ بھارت ورش کے امیر غریب سب بچے ایک ہی فرش پر میرے سامنے بیٹھے ہیں ہیں تمہیں چند ضروری اور کارآمد باتیں بتا کر یہ آخر میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ "گوروکل کا نصب العین بھارت کی شان و عظمت کو بلند تر کرنا ہے" ۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں اپنے بچوں کے اندر صحت و اخلاق کا حقیقی جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ "صحت" "اخلاق" کی پیداوار ہے۔ اس لیے اس وقت میں "کیریکٹر" کے متعلق ہی چند اشارات پیش کروں گا۔ اور "صحت" کے بارے میں تو تمہیں ہر روز یوگ آسن شالہ میں سوامی سومانند جی سے عملی اپدیش ملتے رہیں گے :۔

سداچار :- سداچار کے معنی جان لینا یا اس کی خوبیوں کا دلچسپ پیرایہ میں دل و زبان کے افراد سے تذکرہ کرنا کسی انسان کو عالم باعمل نہیں بنا سکتا۔ اس کی حالت تو ٹھیک اس انسان کی مانند ہے۔ جو اپنے ہاتھ میں لیمپ رکھنے کے باوجود آنکھیں بند کر کے چلتا ہے۔ گوروکل ہی نہیں بلکہ سارا جہان ایک مدرسہ ہے۔ جہاں ہم ہر لمحہ کسی نہ کسی شے سے کوئی نہ کوئی سبق

سیکھ سکتے ہیں۔ روشن ضمیر انسان کو لازم ہے کہ وہ تکبر و خودی کو ترک کر کے صحیح معنوں میں اونچے جیون یا سداچار کی شکشا پانے کا یتن کرے۔ جس انسان نے سداچار کا انادر یا اپمان کیا۔ وہ لازمی طور پر اس جہان سے اپنا نام و نشان مٹانا چاہتا ہے۔ سورگ کا سُکھ بہت راحت بخش اور سرور دہ مانا جاتا ہے۔ مگر یہ بات بھی پتھر پر لکیر سمجھنی چاہئے۔ کہ بیکنٹھ تک پہنچنے کے لئے پہلی سیڑھی "سداچار" یا "نیکی کا جیون" ہے۔ سنسار کی بہت سی نایاب نعمتیں دھن بابل سے نہیں بلکہ "کیریکٹر" سے حاصل کر سکتے ہیں۔ کیریکٹر کوئی بازاری شے نہیں جسے ہم سستے یا مہنگے داموں کسی مارکیٹ سے خرید سکیں۔ یہ تو ہمارے کئی جنموں کے شبھ کرموں کا پھل ہے۔ کسی دیش یا جاتی کا اصلی خزانہ اس کی تعداد آبادی۔ زرخیز زمین فوجی طاقت یا ملکی دولت شمار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے مردوں عورتوں اور نوجوانوں کا سداچار شمار ہوتا ہے۔ اور جو شخص روئے زمین پر اوشواس کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ درحقیقت ایک چلتا پھرتا مردہ ہے۔ اندریوں کو دمن کرنا اور نفس پر قابو پانا ہی سداچار کی اصلی چابی ہے۔ بچو! یہ گوروکل تمہاری اخلاقی کمزوریوں کو دور کرنے کا ایک سادھن ہے۔ آج تم سب ایک بڑے کنبے کے ممبر ہو گئے ہو۔ اور ہم ادھیاپک لوگ تمہارے سرکشک اور شبھ چنتک تمہاری تعلیم۔ تمہاری صحت۔ تمہاری خورد و نوش۔ تمہاری سندھیا اپاسنا۔ تمہاری زندگی کی باقاعدگی اور تمہاری حرکات و سکنات کی دیکھ بھال کے لئے آدرش ادھیاپک مقرر ہیں۔ ان کے زیر سایہ مقررہ عرصہ میں اپنے آپ کو ایک آدرش انسان بنانے کا یتن کرو۔

آچاریہ جی کے اپدیش کا اثر: — پانصد ودیارتھیوں نے رشی بھردواج جی کے پربھاوشالی ویاکھیان کو سن کر دل ہی دل میں اپنے آپ کو بہترین ودیارتھی اور مکمل انسان بنانے کا پرن کیا۔ اور مختلف مقامات کے راجکماروں نے گوروکل کے غریب و نردھن ودیارتھیوں سے شیر و شکر ہو کر دیکشا گرہن کرنے کا عملی ثبوت دیا۔

گوروکل آشرم میں ودیارتھیوں کی بات چیت: — ایک روز صبح سملت سندھیا و پرارتھنا کے بعد ایک ہی شرینی کے دو ودیارتھی ہری دیو اور گوپال کرشن گوروکل آشرم میں باہم بات

چست کر رہے تھے :-

ہری دیو - گوپال بھئی! بھلا یہ تو بتاؤ ہمارے گوروکل میں کتنے راجکمار تعلیم پاتے ہیں اور وہ کون کون سے ہیں؟

گوپال کرشن - راجکماروں کی مکمل فہرست تو آشرم کے سپرنٹنڈنٹ صاحب سے مل سکتی ہے۔ مجھے تو اپنے ایک ہم جماعت راجکمار دروید کا پتہ ہے۔

ہری دیو - (قدرے بے دلی سے) یار! یہ کیسی خصوصیات کا مالک ہے؟ دل کا غنی ہے یا ہم مفلس ودیارتھیوں کی طرح کنجوس ......؟

گوپال کرشن - راجکمار دروید پنچال دیش کے راجہ پرتھم کا صاحبزادہ ہے۔ اور ہمارے پوجیہ آچاریہ رشی بھردواج جی کے سپوت درون آچاریہ کا پرم متر ہے۔ وہ دونو ہمارے ہم جماعت ہیں۔ اور گوروکل بھر میں ان کے متعلق یہ شعر وقتاً فوقتاً سنا جاتا ہے ؎

دروید درونا ہم دوشت ہیں - حقیقت میں وہ مغز اک پوشت ہیں

ہری دیو - بھئی! درون کو تو میں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ برسوں لائبریری روم میں اس نے مجھے اپنے حسب نسب کا بھی پتہ دیا۔ وہ تو مجھے ایک غیر معمولی ویکتی دکھائی دیتا ہے۔ اوّل درجہ کا خوددار سوت برہمن اور بے حد صابر و شاکر ماتا گھرتا دیوی اور پتا رشی بھردواج کا ہونہار سپوت۔ راجکمار دروید بھی جی جان سے اس پر نثار ہے۔ اس نے ایک دن ویایام شالہ میں ہم سب کے سامنے درون سے ہمدردانہ اور متانت آمیز لہجہ میں کہا تھا۔ "جب میں راج سنگھاسن پر بیٹھوں گا۔ اپنا آدھا راج تمہیں دوں گا"۔

گوپال کرشن - درون کو دنیوی امور میں دلچسپی نہیں۔ اس کی دماغی جینئس اور جسمانی شجاعت غالباً (اپنے پتا بھردواج جی کی طرح) دیش اور جاتی ہی کے کام آئے گی۔ اسے سلطنت سے پیار ہوگا نہ عیالداری سے۔ وہ تو اب بھی گھنٹوں پربھو درشن کے لئے سمادھی اور تپسیا میں لین رہتا ہے۔ [کپڑے دھونے کی گھنٹی بجاتی ہے]

گوروکل کے سب ودیارتھی اور ادھیاپک گنگا ندی پر اپنے کپڑے دھونے چلے جاتے ہیں۔

اور آچاریہ جی تو آمیز ودیارتھیوں کو کپڑوں کو صابن لگانے کا ڈھنگ اور میل نکالنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ کہیں کہیں لنگوٹ اور جنجو کی صفائی کا بھی سہل طریقہ پیش کرتے ہیں۔ کپڑوں کی صفائی و شہ کھائی کے بعد ودیارتھیوں کو جنگل میں سے سوکھی لکڑیاں اور ساگ پات چننے کا حکم ہوتا ہے۔ اس کے بعد شام کے کھانے کی تیاری نیز گئوشالہ کی گئوؤں کا دودھ دوہنے کا پروگرام شروع ہوتا ہے۔ [سندھیا کی گھنٹی بجتی ہے] سب کے سب ودیارتھی اور ادھیاپک گن شام کی سندھیا میں شامل ہو کر منتروں دوارا وایومنڈل کو گونجا دیتے ہیں۔ اور ودیارتھیوں کے سریلے اور مدھر بھجنوں کو سن کر اس دنیا کے ہی نہیں بلکہ اندرپوری کے دیوتا لوگ بھی عش عش کر اٹھتے ہیں [صبح اور شام دونوں وقت گورو کل سے بھجنوں اور پربھو کیرتن کا پروگرام براڈکاسٹ ہوتا تھا]

رات کو مقررہ وقت پر بھوجن شالہ میں ساتوک بھوجن ودیارتھیوں کو دیا جاتا ہے۔ بھوجن کے دو گھنٹے بعد ہر ایک ودیارتھی کو مناسب مقدار میں گئو ماتا کا امرت روپی دودھ پلایا جاتا ہے۔ اور اس کے آدھ گھنٹے بعد سب ودیارتھیوں کی حاضری لگا کر انہیں ۹ بجے گہری نیند سلا دیا جاتا ہے۔ جب صبح ۴ بجے پہلی گھنٹی بجتی ہے۔ تو سب یوگ اور ادھیاپک اپنے اپنے جل کے لوٹے لے کر جنگل کی طرف نکل جاتے ہیں۔ اور وہاں سے گنگا کے تٹ پر پہنچ کر داتن۔ مالش یوگ آسن۔ پرانایام اور سنان آدی سے فارغ ہوتے ہیں۔ اور ٹھیک ۵ بجے سندھیا پرارتھنا کے لئے مخصوص اپاسنا گرہ میں حاضری کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ ۸ بجے تک پربھو بھگتی اور پربھو کیرتن کا سورگیہ نظارہ جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد ناشتہ (ایک چھٹانک تازہ مکھن اور ایک گرم پرونٹھی) ہر ایک ودیارتھی کو کھلایا جاتا ہے۔ پھر ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک گورو کل میں نہایت باقاعدگی و ڈسپلن سے پڑھائی ہوتی ہے۔

[الغرض گورو کل کے آچاریہ جی کی کرپا سے بھارت کے لوگوں کا جیون سنہری ہو جاتا تھا]

سوال - گوروکل سے نکل کر درون آچاریہ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب - مہرشی بھردواج اور شریمتی گھرتا دیوی کا اکلوتا بیٹا درون گوروکل کے امتحانات پاس کر کے دن رات پربھو بھگتی میں محو رہنے لگا۔ انہیں اپنی آئندہ نسل کے قطع ہونے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ انہوں نے بصد مشکل اپنے بیٹے کو شادی کرنے پر رضامند کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایک معزز برہمن کی سپتری کرپی سے اس کا وواہ کر کے دلی مراد حاصل کی۔ دو تین سال گرہست ہو گئے کے بعد درون کے ہاں اشوتھاماں نے جنم لیا۔ گرہستی ذمہ داریاں بڑھ جانے سے اس نے ماتا پتا کی آگیا سے پردیس چلنے کا عزم کیا۔ درون جی کی طبیعت میں علوم محاربہ و فنونِ رزم کا اشتیاق کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اور ان دنوں راجرشی پرسرام جی کے جنگی فنون کی شہرت تمام بھارت ورش میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ فوراً گرودیو پرسرام جی کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔ کامل استاد نے ہونہار جگیاسو کی لیاقت اور خواہش سے پریت ہو کر اسے اپنے شاگردوں کے زمرہ میں شامل کر لیا۔ درون جی نے تھوڑے ہی عرصہ میں جملہ رموز جنگ اور فنونِ حرب پر عبور پا لیا۔ مگر افسوس انہی دنوں آپ کے پوجیہ ماتا پتا کا دیہانت ہو گیا۔ اور گرہست کا سارا بوجھ آپ کے سر پر آ پڑا۔

سوال - درون آچاریہ کے گھریلو حالات کا خاکہ کھینچو۔

جواب - رشی درون آچاریہ کا جنم استھان ڈیرہ دون تھا۔ آپ کا مختصر سا کنبہ ایک جنگل میں کبھی کٹیا میں کند مول کھا کر گزارہ کرتا تھا۔ حق حلال کی معمولی کمائی پر صابر و شاکر رہنا اور کسی کے آگے کبھی دستِ سوال دراز نہ کرنا آپ کا شعار تھا۔ بھارت کے بہترین گوروکل کے آچاریہ رشی بھردواج کا سپوت ہوتے ہوئے بھی درون جی کو ہمیشہ تنگدستی کا شکار ہونا پڑا۔ مہابھارت میں لکھا ہے۔ کہ اشوتھاماں نے ایک دفعہ اپنے ہمجولیوں کو اُبلا دودھ پیتے دیکھ کر اپنی ماتا جی سے بھی دودھ مہیا کرنے کی ضد کی۔ گھر میں دودھ کہاں تھا۔ ماں نے رنج و غم کے آنسو بہاتے ہوئے حکمت عملی سے چاولوں کے آٹے کو پانی میں گھول اور قد سے

میٹھا ملا کر اُسے دے دیا۔ بچّہ بھولے پن سے اُسے دُودھ سمجھ کر پی گیا جب شام کے وقت درون آچاریہ جی کو اس دردناک واقعہ کا پتہ لگا۔ تو آپ اپنی تنگدستی اور بے زری پر لعنت برسانے لگے۔

سوال ۔ درون آچاریہ جی نے اپنے مالی حالات کو درست کرنے کے لئے کیا تدبیر اختیار کی؟

جواب ۔ درون آچاریہ کو رہ رہ کر دل میں خیال آیا " راجہ درو پد نے بحیثیت ہم جماعت مجھ سے گورکل میں یہ عہد کیا تھا کہ وہ تخت و تاج کا مالک ہونے پر مجھے نصف راج دے کر حقِ رفاقت ادا کرے گا۔ اِن دنوں وہ برسرِ حکومت اور ہر لحاظ سے آزاد و مختار ہے۔ اس کی خدمت میں حاضر ہونا غالباً اپنی آسودہ حالی و خوش بختی کا سامان ہو سکتا ہے۔

دھرم اور غیرت کی مورتی درون آچاریہ اپنے بچّہ و بیوی سمیت پنچال دیش کو روانہ ہو گیا۔ جب یہ بے سروسامان قافلہ شاہی دربار میں پہنچا۔ تو راجہ درو پد نے نہایت بے رُخی سے اس کا سواگت کیا۔ اور آمد کی وجہ دریافت کی ظاہر و باطن یکساں رکھنے والے مہمان نے سارا ماجرا بے کم و کاست کہہ سُنایا۔ مگر حکومت کے نشہ میں مخمور راجہ نے اپنے بچپن کے دوستانہ عہد کو " بازیچۂ اطفال " (بچگانہ کھیل) سے تعبیر کر کے دھرم مورتیوں کے آبگینۂ دل کو پاش پاش کر دیا۔ چنانچہ مغموم و تھکا ماندہ مہمان کنبہ دوسرے ہی روز بجانب ہستناپور روانہ ہو گیا۔ جہاں درون آچاریہ جی کا سالا کرپا چاریہ (اتالیق شاہزادگان) کورو و پانڈو مقیم تھا۔ اس نے اپنی بہن اور اپنے بہنوئی و بھانجا کا پریم پُورک سواگت اور سَتکار کیا۔

سوال ۔ آفت رسیدہ درون آچاریہ کے اقبال کا ستارہ کیوں کر چمکا؟

جواب ۔ ہستناپور کے شاہزادے ایک کنوئیں کی منڈیر پر اُداس بیٹھے تھے۔ اُن کی ایک قیمتی انگوٹھی اور ایک گیند اس میں گر گئی تھی ۔۔۔ اتفاقاً رشی درون آچاریہ جی کا وہاں سے گزر ہوا۔ حقیقتِ حال سے آگاہ ہونے پر رشی ور نے فرمایا۔ " تم تو نامور تیر اندازوں کی سنتان ہو۔ تم سے یہ معمولی سا کام بھی نہیں ہو سکتا۔ لاؤ تیر کمان مجھے دو " ۔۔۔

پر آ ناسمر تیہ درون آچاریہ جی نے تیر کمان کو جائے مخصوص پر سنبھل کر نیز شست باندھ کر ایسا نشانہ لگایا۔ کہ تیر گنبد کے عین وسط میں جا پیوست ہوا۔ دوسرا تیر اس طریق سے چھوڑا۔ کہ اُس نے پہلے تیر کے سرے کو بیندھ دیا۔ علیٰ ہذا القیاس متواتر تیروں کے باہم جُڑنے سے آخری تیر منڈیر تک آ پہنچا۔ اور رشی درون نے اُسے آہستگی سے باہر نکال کر تیر انداز شہزادوں کو گد گد کر دیا۔ اسی طرح ایک آدھ منٹ میں رشی ورنے اُن کی سنہری انگوٹھی بھی باہر نکال دی ؛

جب شہزادوں نے رشی موصوف کے فنِ تیر اندازی کے کمال کا تذکرہ بھیشم پتامہ جی سے کیا۔ تو بمجرد ہی کے سویرا اور "انسانیت" کے پُجاری نے کرپاچاریہ جی کے گھر سے درون آچاریہ جی کو دربار میں بُلوا بھیجا۔ دربار میں پہنچنے پر تمام اراکین نے آپ کے قدموں کو چُوما۔ اور بھیشم پتامہ جی نے انہیں اپنے پاس خاص آدر ستکار سے بٹھایا۔ چنانچہ چند روز کے بعد راجہ دھرت راشٹر نے بھیشم پتامہ کی سفارش پر درون آچاریہ جی کو راجکماروں کا جنگی اتالیق مقرر کر کے علاقہ گوڑگانواں میں خاص جاگیر عنایت فرمائی۔ آپ نے جاگیر مذکور میں جو شہر آباد کیا۔ اُس کا نام راجکماروں کا اتالیق ہونے کے باعث گورو گرام مشہور ہوا۔ جو بعد میں بگڑ کر گوڑگانواں میں تبدیل ہو گیا ؛

۲۔ کورو پانڈو شہزادوں کی جنگی ٹریننگ اور گورو دکھشنا وغیرہ:۔

ان شہزادوں میں کرن دشاہی رتھبان کا بیٹا بھی شامل تھا۔ آچاریہ جی نے ہر شاگرد کو اُس کی دماغی خوبی اور طبعی میلان کے مطابق مختلف جنگی فنون اور علوم حرب کی تعلیم دے کر ماہر بنا دیا۔ مثلاً ارجن کو جو گورو جی کا محبوب ترین شاگرد تھا فنِ تیر اندازی۔ بھیم سین کو تیغ رانی۔ دریودھن کو کُشتی و گدا بازی۔ یدھشٹر کو برہم وِدّیا۔ نکل کو اسپ رانی اور سہدیو کو دیگر علوم کے علاوہ جوتش میں خاص مہارت بخشی۔ نیز درون آچاریہ جی کے اکلوتے بیٹے اشو ستھاماں۔ کرن اور ارجن نے فنون محاربہ میں وہ نام پیدا کیا۔ کہ بھارت

درشن کئے ہی نہیں دُنیا کے بڑے بڑے تجربہ کار جرنیل ان کی جنگی لیاقت کا لوہا ماننے لگے:

راجہ درُوپد کا پتر لشٹھی یگیہ :- مہا بھارت میں درج ہے۔ کہ رشی درون آچاریہ جب راجہ درُوپد سے توہین و تذلیل برداشت کرکے ہستناپور چلے آئے۔ تو اُس نے تیاگ مُورتی درون آچاریہ کے رعب و وقار اور جذبۂ انتقام کو دل ہی دل میں احساس کرتے ہوئے اپنی حفاظت و سلامتی کی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ آپ نے ودّوان برہمنوں کے ذریعے ایک پتر لشٹھی یگیہ رچایا۔ جس سے اُس کے ہاں دھرشٹ دیومن نامی فرزند پیدا ہوا۔ جو اپنے باپ کے ناپاک خیال کے مطابق رشی درون آچاریہ اور ان کے ساتھیوں کی جان لینے کا یقینی سادھن ہوگا:

راجرشی درون آچاریہ کی اصول پرستی :- جب دھرشٹ دیومن بعمر بچہ آشرم میں داخل ہونے کے قابل ہوا۔ تو اُس کے پتا راجہ درُوپد والئے پنچال نے اُسے فنونِ جنگ سکھانے کے لئے اپنے حریف درون آچاریہ کے قدموں میں کھڑا کرنا پسند کیا۔ رشی جی اپنے دھرم اور اصول کے پابند تھے۔ انہوں نے دھرشٹ دیومن کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے کر سانپ کے بچّہ کو دُودھ پلانا شروع کر دیا۔ [دھرم اور اصول کی پرستش کی یہی سچّی مثال ہے۔ جس کی نظیر تواریخ عالم میں بہت کم مل سکتی ہے] چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اپنے کامل اُستاد کی آکشیوا اور بہترین توجہ سے علوم و فنون محاربہ میں دسترس حاصل کر گیا۔ اور بعد میں پانڈوں کے لشکر جرار کا فیلڈ مارشل متعین ہوا:

راجکماروں کی جنگی لیاقت کا امتحان :- شہزادوں کی جنگی ٹریننگ ختم ہو چکنے پر بھیشم پتامہ کی سرکردگی میں ہستناپور کے وسیع میدان میں شاہی خیموں کے سامنے اُن کے جنگی کرتبوں کا مظاہرہ شروع ہوا۔ دریودھن اور بھیم نے جنگ آزمائی شروع کی۔ اُنکے فلک شگاف نعروں سے آسمان لرزتا تھا۔ اور زمین تھرّانے لگی۔ دورانِ کُشتی داؤ پیچ کرتے کرتے وہ ایک دُوسرے کے خُون کے پیاسے ہو گئے۔ مگر گورو جی نے درمیان میں آکر آتشِ فتنہ کو بجھا دیا۔ ارجن کے تیر اندازی شمشیر زنی اور نشانہ بازی کے بے نظیر جوہر دیکھ کر چار

دھرت راشٹر - رانی گندھاری - رانی کنتی - ماتحت راجگان - رئیسانِ گرد و نواح اور عوام عش عش کر اُٹھے -

دریودھن کینہ و حسد کی آگ میں جلنے لگا :- ارجن کی لاثانی تیراندازی اور موروثی بہادری کی تعریف زبانِ زدِ خلائق سُن کر دریودھن کے سینہ پر حسد کا سانپ لوٹنے لگا - اور میدانِ مقابلہ میں آ کر ارجن سے باآوازِ بلند کہنے لگا - " ارجن ! اگر تو واقعی بہادری اور جنگجوئی میں لاثانی ہے - تو کرن سے زور آزمائی کر کے دکھا " - کرن شاہی نسل سے نہ تھا - بلکہ رتھ بان کا بیٹا تھا - اس لئے ارجن نے اُس سے مقابلہ کرنا قبول نہ کیا - مگر دریودھن نے اُسی آن اپنے باپ دھرت راشٹر سے کرن کو خطابِ راجہ مع جاگیر جلسۂ عوام میں عطا کرا کر ارجن کے پیش کردہ اعتراض کو بھی رفع کر دیا -

اب ارجن نے کرن سے مجمع کے سامنے اُس کا حسب نسب دریافت کیا - کرن نے اپنے آپ کو " رتھ بان " کا بیٹا ظاہر کرنے سے جھجک کی - اور شرم سے اپنی گردن نیچے جھکا لی - اس حسد کو فساد کا پیش خیمہ سمجھ کر گورو جی نے دونو شاگردوں کو وہیں روک دیا -

اس کے بعد دیگر راجکماروں نے بھی اپنے اپنے فن اور اپنی اپنی لیاقت کے جوہر دکھائے - جنہیں دیکھ کر سب حاضرین انگشت بدنداں ہو گئے - اور گورو درون جی کی حسنِ کارکردگی اور بے نظیر لیاقت کی ہر طرف تعریف ہونے لگی ؛

گورو دکھشنا :- زمانہ کے دستور کے مطابق گورو جی نے راجکماروں سے گورو دکھشنا طلب کی - سب سے پہلے دریودھن نے منہ مانگی دکھشنا دینے کا اقرار کیا - اس پر شری درون آچاریہ جی نے اُسے راجہ دروپد پر چڑھائی کر کے اُسے گرفتار کر لانے کا مطالبہ پیش کیا - چنانچہ دریودھن نے گورو آگیا پالن کرنے کے لئے دروپد کے پنچال دیش پر دھاوا بول دیا مگر اُسے ناکام واپس آنا پڑا ؛

دریودھن کی ناکامی کو خاطر میں لاتے ہوئے ارجن نے اپنی گورو دکھشنا کے عوض دروپد کو زیر کرنے کا عہد کیا - چنانچہ اس نے دروپد کے علاقہ پر چڑھائی کر کے نہ صرف اُسے بُری

طرح مغلوب کیا۔ بلکہ اُسے گرفتار کر کے گورو جی کے چرنوں میں حاضر کیا۔ گورو جی نے خوش ہو کر ارجن کو آشیرواد دی:۔

رحم کے دیوتا درون آچاریہ کا درو پد سے سلوک :۔ جب راجہ درو پد بحالت اسیری گورو جی کے قدموں میں کھڑا ہوا۔ تو آپ کے دل میں ہم مکتب و ہم جماعت کی پہلی دوستی نے جوش مارا۔ اُسے گلے لگا لیا۔ اور درو پد اپنے اُس سنگدلانہ سلوک کو جو اُس نے درون جی اور اُن کے کنبہ سے پنچال دیش میں کیا تھا محسوس کر کے سرنگون ہو گیا۔ اُس کے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور دوسرا جاتا تھا۔ اُس کا سارا جسم عرقِ ندامت سے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا:۔

رشی درون آچاریہ :۔ درو پد اُتم! تم نے پینی برت؟ کا دم بھرتے ہوئے تم گورو کل کے زمانہ میں، مجھے برسرِ حکومت ہو کر اپنا آدھا راج دینے کا بچن دیا تھا۔ تمہاری بے رخی اور وعدہ شکنی کے زیرِ اثر ارجن نے تمہارا سارا علاقہ فتح کر کے مجھے گورو دکھشنا میں دے دیا ہے۔ بتاؤ اب تمہاری کیا پوزیشن ہے۔ اور تم کس سلوک کے مستحق ہو؟

راجہ درو پد شرم سے پانی پانی ہو کر درون جی کے قدموں پر گر پڑا۔ سیر چشم راج رشی کا دل پسیج گیا۔ آپ نے فرمایا۔ "ہمیں راج اور دھن کی کوئی خواہش نہیں۔ ہمیں تو فقط تجھے راہِ راست دکھانا مطلوب تھا۔ تمہارا راج و تخت اور مال و متاع سب تمہیں بخش کر پھر تمہیں آزاد کیا جاتا ہے۔ جاؤ اپنی دار الریاست میں نیکی اور امن کی زندگی بسر کرو" دیوتاؤں نے موہیال بنس کے پیشوائے اعظم کی سیر چشمی۔ اولوالعزمی اور رحمدلی سے پریت ہو کر گورو جی پر پھولوں کی امرت ورشا کی۔ اس روز سے یقیناً روئے زمین پر "موہیالی" کا ڈنکہ چہار دانگِ عالم میں بجنے لگا:۔

۳۔ مہابھارت کی جنگِ عظیم :۔

بھارت ورش کے عروج و کمال نیز بلندیٔ اقبال کو صفحۂ ہستی سے نابود و بے وجود کرنے والے

گھور سنگرام میں جب بال برہمچاری بھیشم پتامہ ۱۰ دن تک جنگ و جدل کرتے ہوئے زخموں سے نڈھال ہو کر بستر مرگ پہ دراز ہو گئے۔ تو دریودھن نے رشی درون آچاریہ جی سے شاہی افواج کا کمانڈر انچیف بننے کی پرینا کی۔ اور آپ نے اس اہم ذمہ داری کے بوجھ کو اپنے کندھوں پر زندگی بھر جس اولوالعزمی۔ ایمانداری اور نیک نیتی سے اٹھائے رکھا۔ اس کی قابلِ فخر شہادت مہابھارت کے اوراق سے مل رہی ہے۔ آپ کی "چکر ویوہ" کی اختراع آپ کے فنونِ حرب اور علومِ رزم کا بہترین نمونہ ہے۔ عوام اسے ایک خطرناک بھول بھلیاں گورکھ دھندا شمار کرتے ہیں جس کے اندر اوّل تو گھسنا محال۔ اور اگر کوئی صاحبِ ہمت سپاہی یا جرنیل جرأت کر کے اس کے اندر داخل ہو جائے۔ تو اس کا وہاں سے زندہ و سلامت نکل آنا ہرگز ممکن نہ تھا۔ چنانچہ ضیغم صفت ارجن کا بیٹا ابھیمنیو اس کے اندر بکمال جرأت و دلیری سے داخل ہو کر جیدرتھ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔

درون آچاریہ کی دھرم اور اصول کی پرستش

:- ایک روز دریودھن نے فیلڈ مارشل درون جی سے کہا۔ "گورو دیو ابنگ میں تو آپ کو اندر اور کوبیر بھی شکست نہیں دے سکتے۔ مگر اب تک مجھے فتح کا نصیب نہ ہونا میری پشیمانی کا باعث ہو رہا ہے آپ کے بغیر کسی شخص کو بھی یہ حوصلہ نہیں۔ کہ لشکر کے قلب میں گھس کر میرے غنیم کو اسیر کر سکے۔ اگر میری فرمائش پر آپ راجہ یدھشٹر کو بوقتِ خواب گرفتار کر لیں۔ تو یقیناً ہمارا بیڑا پار ہو سکتا ہے"۔

"موہیالی اوصاف" کا علمبردار درون آچاریہ دریودھن کے نازیبا الفاظ سن کر یوں گویا ہوا:-

"ارجن! میرا یہ شریر آپ کی عنایات کا ضرور پروردہ ہے میں نے آپ کا نمک کھایا ہے۔ اگر میدانِ جنگ میں موقع ملا تو میں یدھشٹر کو بالضرور پکڑنے کی کوشش کروں گا مگر خلافِ دھرم سوئے ہوئے دشمن کو چوروں کی طرح گرفتار کرنا مجھے ہرگز ہرگز مرغوب نہیں ہے میرا دھرم اور میرا اصول مجھے ایسے کمینہ فعل کا خواب لینے کی بھی اجازت نہیں دیتا میں آپ کا زر خرید غلام نہیں ہوں مجھے آپ کا عطا کردہ جلیل القدر منصب راہِ راست سے کبھی نہیں پھینک سکتا"۔

رشی درون آچاریہ کی بہادری کا بہترین ثبوت: - سوا جیوت شور بیروں کے سلسلہ میں درون آچاریہ جی کی ایک تصویر چھپی ہے۔ جس پر ذیل کی عبارت آپکی شجاعت کا زندہ ثبوت ہے:-

"درون آچاریہ اپنے زمانہ کے بے مثل سورما تھے۔ آپ نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے۔ کہ مخالفوں کے ہوش پرّاں تھے۔ جس شخص سے بھی پالا پڑا اُسی کو کاٹ گرایا۔ سینکڑوں ہی تنوں کو خاک و خون میں ملایا۔ مخالف لشکر میں ہلچل مچا دی۔ کوئی شخص بھی انہیں مغلوب نہ کرسکا۔ آخر مخالفوں نے انہیں دھوکہ سے قتل کرایا"۔

غل فوج عدو میں تھا قضا آتی ہے بھاگو — منہ کھولے ہوئے کالا بلا آتی ہے بھاگو
سر اڑتے ہیں جس سے وہ ہوا آتی ہے بھاگو — بھاگو ارے بھاگو ارے بھاگو ارے بھاگو

کیا دھاک تھی درونا کی کیا پُرزور تھی تلوار
ایک ایک کے دو دو کٹے دو دو کے کٹے چار

پانڈو لشکر پر رشی درون آچاریہ ٹوٹ پڑا: - ایک روز شجاعت مجسم درون آچاریہ نے پانڈوں کے لشکر پر حملہ کرکے ہنگامۂ محشر بپا کر دیا۔ شمشیر آبدار لئے بوڑھے جرنیل نے نوجوانوں کو بہادری کے جوہر دکھائے۔ جدھر رخ کیا، صفوں کی صفیں صاف کر دیں۔ کشتوں کے پشتے لگا دئے۔ اور لہو کے دریا بہا دئے:۔

راجہ درو پد اور راجہ ورآٹ کو ایک ایک ضرب کاری سے ہمیشہ کے لئے تہ خاک سلا دیا۔ راجہ درو پد کے تینوں پوتے کیکس رشیدی اور میتا کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پانڈوی لشکر میں ایسے شجاع اور دلاور تاجداران کے مرنے سے ماتم کی صف بچھ گئی یہ تباہی خیز منظر دیکھ کر بھگوان کرشن چندر، یدھشٹر، بھیم اور ارجن آدی سب اپنی فتح و نصرت سے مایوس ہو گئے۔ اور کوئی بھی یودھا درون کے مقابل آنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔

اس جنگ کا تذکرہ لالہ دولت رائے نے اپنی تصنیف "دربار یدھشٹری" حصہ دوم کے صفحہ ۱۰۰ پر یوں کیا ہے:-

"درون کا حملہ اس قدر تند اور مہیب تھا کہ پانڈوں کی فوج میں سے جو سامنے آیا اس کا سر

بھبھوکے کی طرح اُڑ گیا۔ گھنٹوں میں بوڑھے جرنیل نے میدانِ جنگ کو دشمنوں کے خون سے شنگرفی بنا دیا۔ درونا کی اس خونریزی سے پانڈوؤں کی فوج کے پاؤں اُکھڑتے نظر آئے.....
جب شری کرشن جیندر نے بنظرِ دُور اندیشی اپنا بنا بنایا کھیل بگڑتے دیکھا۔ تو انہوں نے بھانپ لیا۔ کہ آج درونا چاریہ کے ہاتھوں سے ارجن اور بھیم وغیرہ کا بچنا بھی مشکل ہے۔ اور پیچھے ہٹنا مرنے سے بدتر فعل۔ اس لیئے آپ نے حکمتِ عملی سے درون آچاریہ کی جیوتی شکتی کو کمزور اور ان کے دست و بازو کو بے کار کرنے کا تہیہ کیا۔

راجہ شتی درون آچاریہ کو قتل کرنے کی سازش

:- شری کرشن جیندر جی نے بھیم اور ارجن سے کہا کہ "اس بوڑھے جرنیل درون آچاریہ نے ہماری سب اُمیدوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اس کی بے انداز طاقتوں کو زائل کرنے کے لیئے ہمیں میدانِ جنگ میں بذریعہ حکمتِ عملی اشوسنھاماں کی موت کا شور وغل بپا کر دینا چاہیئے۔ اپنے اکلوتے بیٹے کی حسرتناک موت کی خبر سُن کر وہ حواس باختہ ہو جائے گا۔ اور یقیناً اُس کی سب طاقتیں سلب ہو جائیں گی۔ اور اگر اس مرحلہ پر یدھشٹر اس واقعہ کی بزبانِ خود تصدیق کر دے۔ تو فتح لازمی طور پر ہمارے قدم چومے گی۔ ورنہ بصورتِ دیگر پانڈو ہونگے نہ پانڈوؤں کی فتح"۔

ارجن اور بھیم کی مختلف رائیں

:- ارجن نے کرشن جی کی اس تجویز سے اتفاق نہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا دھرم پتر یدھشٹر فتح یابی اور چند روزہ جاہ و حشم کے لالچ میں آج اپنا ضمیر اور دھرم بیچنے پر تیار ہونگے؟ یہ فعل اُن سے اور مجھ سے ہرگز نہ ہو سکے گا"۔
مگر بھیم نے شری کرشن کی تجویز کو عین حسب حال قرار دیکر اُن کی پیروی کا دم بھرا۔ چنانچہ شری کرشن اور بھیم دونو دھرم پتر یدھشٹر کے پاس پہنچے۔ تجویز کو سُن کر یدھشٹر نے کہا۔ "اے کرشن! ستیہ وادی اور دھرم پتر کہلاتا ہوا میں عمر بھر کے یش اور کیرتی کو ناپائدار جاہ و حشم اور فانی سلطنت کی آرزو و حرص سے داغدار نہ بناؤں گا"۔
بالآخر شری کرشن چندر نے یدھشٹر کے سامنے ایک عجیب حکمتِ عملی پیش کی۔ آپ نے کہا۔ "راجہ کا نشی کے ایک ہاتھی کا نام اشوستھاماں ہے بھیم اسے ہلاک کر کے "اشوسنھاماں" کی

موت کا شور و غل درون آچاریہ کے کانوں تک پہنچا دے گا۔ آپ درون آچاریہ کے پوچھنے پر انہیں کہہ دیں۔ کہ "ہاں! اشوتھاماں مارا گیا ہے"۔ اس طریقہ سے سانپ بھی مر جائے گا۔ اور لاٹھی بھی بچ جائے گی"۔

یدھشٹر اس تجویز پر غور کر رہا تھا۔ کہ بھیم نے معاً اپنی تیز تلوار سے "اشوتھاماں" ہاتھی کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اور وہ اچھلتا کودتا درون آچاریہ کے کانوں میں بلند آواز سے یہ خبر گونجنے لگا۔ "گورو جی! آپ کا اکلوتا بیٹا اشوتھاماں شجاعت و مردانگی کے جوہر دکھاتا ہوا یدھشٹر میں کام آیا۔ آپ ابھی تک جنگ و جدال میں مصروف ہیں اب شہرت کے خیال سے خونریزی ترک کر کے صفِ ماتم بچھائیے۔ تاکہ اپنے و بیگانے آپ کے رنج و غم میں شریک ہو سکیں۔ نیز آپ سے اظہارِ افسوس و ہمدردی کر سکیں"۔

منظوم مہابھارت صفحہ ۱۹۲ :-

سری کرشن جی نے کہا اس گھڑی ۔۔۔ بلا شک پڑی ہے لڑائی کڑی!
نہ بولے گا جب تک یدھشٹر دروغ ۔۔۔ لڑائی میں حاصل نہ ہو گا فروغ
درونا کا یوں قتل دشوار ہے
یہی اس کی تدبیرِ لاچار ہے

بھیم نے "اشوتھاماں" ہاتھی قتل کرنے کے بعد شری درون آچاریہ جی سے یوں دردناک لہجہ میں پیغام دیا ؎

جونہی بھیم نے ہاتھی مارا وہاں ۔۔۔ کیا یوں درونا سے جا کر بیاں
"جو تھا اشوتھاماں تمہارا پسر! ۔۔۔ کٹا آج میداں میں ہے اس کا سر
لڑائی ہے بے فائدہ آپ کی
کہ ہے بے پسر رائیگاں زندگی"

درونا نے کچھ بھی نہ کی اِلتفات ۔۔۔ وہ سمجھا کہ یہ بات ہے واہیات
اسی طرح سرگرم خونریز تھا! ۔۔۔ اسی طرح خنجر کا دم تیز تھا

برابر صفوں کی صفیں صاف کیں   شفق گوں ہوا خوں سے ٹوٹے زمیں
گری لاش پر لاش میدان میں
کیا صاف لشکر کو اک آن میں

اپنے سپتر اشوستھاماں کی موت کی یدھشٹر سے تصدیق :- رشی وراسی طرح قتل عام کرتا دھار اجہ یدھشٹر تک جا پہنچا۔ اور اُس سے اپنے سپتر اشوستھاماں کی رنجیدہ موت کی تصدیق چاہی۔ آپ نے کہدیا "ہاں! اشوستھاماں مارا گیا" ابھی یدھشٹر نے بعد کا لفظ "ہاتھی" منہ سے نہ نکالا تھا کہ پانڈو لشکر نے شنکھ گھڑیال اور شہنائیاں وغیرہ بجانی شروع کر دیں۔ تاکہ اصل واقعہ کا راز درون آچاریہ جی پر نہ کھل سکے :۔

اپنے سعادت مند بیٹے کے قتل کی خبر سن کر باپ کے دل میں بیٹے کے انتقام کی آگ شعلہ زن ہوئی۔ اور وہ پانڈوں پر پہلے سے بھی زیادہ خوفناک وار کرنے لگا۔ اس کے آتشین تیروں سے دشمن کی فوج کا کثیر حصہ تباہ ہو گیا۔ خون کی ندیاں بہہ گئیں نعشوں کے انبار لگ گئے ہر طرف صدائے الامان بلند ہونے لگی :۔

درون آچاریہ جی کا سمادھی اوستھا میں اپنے شاگرد کے ہاتھوں قتل ہونا :۔

بقول مہابھارت اس قدر تباہی وخونریزی دیکھ کر کئی ایک رشیوں نے پانڈوں کے ملک الموت درون آچاریہ جی سے عزت پوروک پرارتھنا کی۔ کہ "اس بردھ اوستھا میں جبکہ موت کا عقاب آپ کے سر پر منڈلا رہا ہے۔ آپ اس قتل عام کو چھوڑ کر بھگوان کی یاد میں لین ہوں۔ عاقبت کی فکر از بس ضروری ہے۔" ایک طرف اشوستھاماں کی "خیالی موت" کا غم اور دوسری طرف رشیوں کے "تیاگ" اور "پربھو درشن" کے اُپدیش کے زیر اثر شجاعت مجسم درون نے ہتھیار پھینک دئے۔ اور وہ آٹھوں پہر پربھو بھگتی میں محو رہنے لگے۔ ایک روز آپ یوگ ابھیاس میں پربھو پریم کے مزے لے رہے تھے۔ کہ آپ کے کمینہ اور بے حیا شاگرد دھرشٹ دیومن نے اپنی تلوار سے اُن کا سر تن سے جدا کر دیا۔ بقول لالہ دولت رائے مصنف "دربار یدھشٹر" ۸۵ برس کے بوڑھے اُستاد کے سر کو نیزہ پر

ٹھگا کر اس خبیث شاگرد نے اپنی خباثتِ طبع کا ثبوت دیا ؛
جب ارجن اور ساتکی کو اس ناپاک حرکت کا علم ہوا۔ تو اوّل الذکر دھرشٹ دیومن کے خون کا پیاسا اور موخر الذکر اس کی جان کا دشمن ہو گیا۔ مگر شری کرشن چندر جی نے ارجن اور ساتکی دونو کو سمجھا بجھا کر دھرشٹ دیومن کی جان بچائی ؛

آہ! جس فرشتہ سیرت رشی کے سامنے بڑے بڑے سمراٹ سر جھکاتے تھے۔ جس ضیغم صفت جرنیل کا نام سن کر دلاورانِ روزگار کے پتّے پانی پانی ہو جاتے تھے۔ اور جس مہاپرش کے اوصافِ حمیدہ و خصائلِ پسندیدہ نے وہ معجزہ دکھایا۔ کہ برہمن جاتی کے ایک خاص انگ میں جنگجوئی کی روح پھونک کر اس کو دستِ نگر سے دستگیر۔ محکوم سے حاکم۔ رعایا سے راجہ اور محتاج سے داتا بنا کر بڑی بڑی سلطنتوں کا والی بنا دیا۔ آج وہ ایک بدکردار سفّاک اور گرگ صفت شاگرد کے ہاتھوں فرشِ خاک و خوں پر بے سر پڑا کورو اور پانڈو دونو لشکروں کی گریہ وزاری اور بھارت واسیوں کی نوحہ خوانی کا موجب بن رہا ہے۔ اس ہوش ربا واقعہ کی صحیح تصویر کھینچنے کا کس مؤرخ کو یارا ہے؟

اشوتھاماں کو پتا کے قتل کی خبر :- جب مہابلی اشوتھاماں نے اپنے پوجیہ پتا راجرشی درون آچاریہ کے دھرشٹ دیومن کے ہاتھوں بے رحمانہ قتل کئے جانے کی خبر سنی تو وہ آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس کا کمسن بیٹا امربھوان بھی مخالفین سے اپنے دادا کے قتل کا بدلہ لینے کو تیار ہو گیا۔ ہر دو باپ اور بیٹا اپنے شہید بزرگ کی روح کو شانتی دینے کے لئے پانڈو لشکر پر بھوکے بھیڑیے کی طرح ٹوٹ پڑے۔ دونو نے وہ ہاتھ دکھائے۔ کہ دشمن بھی ان کی دادِ شجاعت دئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس سلسلہ میں منظوم مہابھارت کے جادو بیان مصنف کی تحریر دیکھئے :-

پسر نے یہ حالِ پدر جب سنا ! بدن آتشِ غم سے جل کر بھنا
وہ غصہ میں کھاتا تھا دل پیچ و تاب بنا کھن کے سینہ تھا مثلِ کباب
کہا گر درونا کا فرزند ہوں ——— دھرشٹ دیومن کا بہاؤں گا خوں

یہ کہہ کر لیا ناوکِ شعلہ بار | نشانے پہ چھوڑا اُسے ایک بار!
کماں سے چھٹا تیرِ شعلہ فشاں | ہوئی گرمیٔ مہر محشر عیاں!
وہ گرمی ترقی پہ تھی دمبدم | سری کرشن نے تب کیا یہ کرم
کہا یہ بگوشِ یدھشٹر سخن | ترقی پہ ہے آتشِ شعلہ زن
جو تم سر برہنہ ہو پانچوں جواں | اُتارو لباسِ شہی اب یہاں۔
کرو آگ سے اس گھڑی اِلتجا | ٹلے سر سے آئی ہوئی یہ بلا!

یدھشٹر نے فوراً یہ تدبیر کی!
سب آتش کی گرمی فرو ہو گئی

روانہ کیا اور اُس نے خدنگ | ہوا صاف اِک بار میدانِ جنگ
ہزاروں کی اِک فوج کشتہ ہوئی | زمیں بھر کے لاشوں سے پُشتہ ہوئی

یدھشٹر کا لشکر ہُوا بدحواس!
نمایاں ہُوئی رزمگاہ میں پیاس

درون آچاریہ کا ماتم کورو اور پانڈو دونو لشکروں نے مشترکہ منایا:-

آخرکار اِنتہائی خونریزی اور پانڈوں کی حالتِ زار دیکھ کر سوریہ بھگوان کو بھی ترس آگیا۔ اُس نے اپنے چہرے پر نقاب اوڑھ لی۔ تاریکی کے کارن یدھ کے شوربیروں نے گھوڑوں کی باگیں موڑ لیں۔ رات بھر کورو اور پانڈو کے سب مصاحبین نیز ہر دو خاندان کے چھوٹے بڑے رشتہ دار غیرت و خودداری کے مجسمہ اور شجاعت و مردانگی کے پیشوا کی نعش کے پاس بیٹھے اُس کے اوصافِ حسنہ کا تذکرہ کرتے اور اس کی دائمی جدائی پر آٹھ آٹھ آنسو روتے رہے:۔

درون آچاریہ جی کا انتیشٹی سنسکار: دوسرے روز جرگ موصوف کے اعزاز میں جنگ بند رہی۔ کورو اور پانڈوں نے دھرم مریاد انوسار چندن و خوشبویات وغیرہ ڈال کر آپ کا انتیشٹی سنسکار کیا۔ اور روئے زمین کے چپہ چپہ پر اس نامور شہید کے اوصاف حسنہ

کی سگندھی پھیل گئی۔

یُدھشٹر کے ایک بار جھوٹ بولنے کا نتیجہ:۔ مہابھارت میں لکھا ہے۔ کہ راجہ دروپد ارجن کا سسر اور دھرشٹ دیومن کمانڈر انچیف افواج پانڈو کا باپ تھا۔ نیز راجہ براٹ پانڈوں کا خاص محسن بلکہ رشتہ دار تھا۔ یہ سب رتھی درون آچاریہ جی کے ہاتھوں میدان جنگ میں بہادرانہ طریق سے شہید ہوئے۔ اور اُن کی وفات پر پانڈو دل میں کورو دل کے خلاف کسی قسم کا اظہار نفرت نہ کیا گیا۔ مگر رشی درون آچاریہ کے قتل کے واقعہ سے اُن کے فرزند اشوتھاماں کا آگ بگولہ ہو کر اس قدر خونریزی کرنا اور دھرشٹ دیومن کو اُس کی غداری اور پدر کُشی کا مزا چکھانے کا پرن کرنا صریحاً پانڈوں کی سازش اور دھوکہ دہی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

نیز مہابھارت میں درج ہے۔ کہ راجہ یدھشٹر ستیہ وادی تھا۔ اُس نے عمر بھر جھوٹ نہ بولا۔ مگر رشی درون آچاریہ کے قتل کے مشورہ میں دھرم پتر کو بھی اپنا اصول راستبازی ترک کرنا پڑا۔ جس کا نتیجہ قتل و خونریزی کے علاوہ یہ ہوا۔ کہ آپ کا رتھ جو ستیہ کے جوہر کے طفیل زمین کی سطح سے تقریباً ایک فٹ اوپر چلا کرتا تھا۔ اب جھوٹے لوگوں کی زمین پر چلنے لگا۔

اشوتھاماں کا پانڈوی کیمپ پر رات کو چھاپہ:۔ جب کوروی فوج کے جرنیل یکے بعد دیگرے مارے گئے۔ تو کرپاچاریہ۔ اشوتھاماں اور ستانکی اپنے زخمی سردار دریودھن کی خدمت میں اُس کی مزاج پرسی کے لئے پہنچے۔ وہاں دوران گفتگو اشوتھاماں نے جس کے سینہ میں دھرشٹ دیومن اور پانڈوی سینا سے انتقام لینے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ آج رات کو پانڈو کیمپ پر چھاپہ مارنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ کرپاچاریہ اور ستانکی تو اس رائے سے متفق نہ ہوئے۔ مگر دریودھن نے جسے کامیابی کی مدھم سی جھلک اب بھی دکھائی دے رہی تھی۔ اسے دل و جان سے سراہا۔ اور اشوتھاماں جی کو اس سلسلہ میں ہر قسم کی امداد بہم پہنچانے کا وشواس دلایا۔ اسی رات عالم تاریکی میں وقت مقررہ پر تینوں جرنیل اشوتھاماں کرپاچاریہ

اور تساتکی پانڈو کیمپ کی طرف روانہ ہوئے۔ کرپاچاریہ اور تساتکی کو باہر پہرہ پر کھڑا کر کے اشوستھاما جی کیمپ کے پہریداروں کو قتل کر کے اندر جا گھسے۔ پہلے دھرشٹ دیومن کے خیمہ میں داخل ہوئے۔ اُسے پاؤں کی ٹھوکر سے بیدار کیا۔ اور لڑائی کے لئے تیار ہونے کی چیتاونی دی۔ پہلے تو وہ اپنے سر پر حریف کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔ مگر دوسرے ہی لمحہ اُسے چیلنج منظور رکھ کے مقابلہ میں آ کھڑا۔ دونوں میں کشتی ہوئی۔ سوہیال شوہیر نے ملک الموت کی طرح آنِ واحد میں اپنے باپ کے قاتل (گورو دہشتیار ے) کو جہنم رسید کیا۔ دھرشٹ دیومن کا کام تمام کرنے کے بعد اشوستھاماں بھوکے شیر کی طرح پانڈوؤں کے اُن لوگوں پر جو کہ مقتول مذکور کے شور و غل سے جاگ پڑے تھے۔ ٹوٹ پڑا۔ اور بہت سے دشمنوں کو خاک و خون میں ملا دیا:۔

پانچوں پانڈوؤں کی بجائے مہارانی دروپدی کے پانچوں پُتر ہلاک:۔

اس کے بعد اشوستھاماں نے پانڈوؤں کے ایک خاص خیمہ پر یہ سمجھ کر کہ اس میں پانچوں پانڈوں سو رہے ہیں حملہ کر دیا۔ مگر بھگوان کرشن چندر نے اُس رات انہیں کیمپ مذکور میں نہ سونے دیا تھا۔ اور وہاں مہارانی دروپدی کے پانچ بیٹے سو رہے تھے۔ لہٰذا اشوستھاماں نے اُنہیں پانچوں پانڈو سمجھ کر کاٹ گرایا۔ اور ان کے سر لے کر صحیح و سالم واپس دریودھن کے پاس آ پہنچا۔ پہلے تو کوروی خیمہ میں پانچوں پانڈوں کے قتل کی خبر پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ مگر دوسرے روز صبح دروپدی کے پانچ معصوم بیٹوں کے سر دیکھنے پر سب لوگ اس قدرتی سہو پر اظہارِ افسوس کرنے لگے۔ خود اشوستھاماں اپنے اس فعل پر بے حد پریشان و شرمندہ ہوئے۔ اُنہوں نے سب رشتہ داروں۔ دوستوں اور دنیوی نعمتوں کو ترک کر کے تن تنہا جنگل کی راہ لی۔ چلتے چلتے کہیں گنگا کے کنارے جا پہنچے۔ وہاں تپسیا دکھ دے۔ اسنان کیا۔ اور اپنے خاص آسن پر بیٹھ کر پرماتما کی بھگتی میں مشغول ہو گئے:۔

سری کرشن ارجن اور بھیم اشوستھاماں کے تعاقب میں:۔

ادھر بوقت صبح پانڈوی کیمپ میں یدھشٹر۔ ارجن اور کرشن چندر جی لاشوں کے ڈھیر دیکھ کر صم بکم ہو گئے رانی دروپدی اپنے پانچوں جگر کے ٹکڑوں کے انتقال پر ملال کے باعث چھاتی پیٹتی اور آہ و فغاں

کرتی ہوئی سارے میدانِ کورو کھشیتر کو ماتم کدہ بنا رہی تھی جب پتہ لگا۔ کہ یہ سب کشت و خون اشو ستھاماں نے کیا ہے۔ تو سری کرشن جی ارجن اور بھیم کے ساتھ اشو ستھاماں کو پکڑنے اور ڈنڈ دینے کے لئے روانہ ہو گئے :

اشو ستھاماں کا بھیم و ارجن سے مقابلہ :- اشو ستھاماں گنگا کے کنارے پر بھو بھگتی میں تمکن تھے۔ قدرے کھوج و تجسس کے بعد کرشن بھیم اور ارجن نے انہیں وہاں ڈھونڈھ پایا۔ اور اشو ستھاماں کو سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ عزت کے پتلے کو چیلنج کا اشارہ ہی کافی تھا۔ فوراً ہتھیار سنبھال کر تینوں کے مقابلہ پر آ ڈٹا۔ تیر اندازی اور نشانہ بازی میں ارجن اور اشو ستھاماں دونو گورو بھائی مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ دیر تک ایک دوسرے پر آگ برسانے والے تیروں کی بوچھاڑ ہوتی رہی۔ کسی ایک کے استقلال و ہمت میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ ممکن تھا۔ کہ جلد ہی دونو میں سے کوئی ایک فرشِ خاکی پر گر کر دایۂ اجل کی گود میں ہمیشہ کے لئے سو جاتے۔ مگر رشی ویاس جی نے درمیان میں آ کر دونو کی حسد اور انتقام کی آگ کو فرو کر دیا۔ نیز اشو ستھاماں جی سے نایاب اور قیمتی الماس ارجن کو دلوا کر جنگ کا آخری فیصلہ کرا دیا :

۴ - آغازِ موہیالی :-

اشو ستھاماں جنگ و جدل سے فراغت پا کر اپنے گھر چلا آیا۔ اب اپنے باپ کے قاتلوں کے راج میں رہنا اس کی خوددار طبیعت کے قطعی خلاف تھا۔ اس لئے بموجب "گشو موہیالی" اس کے چھ گورو بھائیوں (رشی درون آچاریہ کے شاگردوں) ۱ ویدیادھر ۲ برہمو ۳ کرشنو ۴ ہری رام ۵ درونا اور ۶ موہن نے اپنے حبِّ وطن کو اپنے گورو بیر کی رفاقت پر قربان کر کے وطن سے ہجرت اختیار کی۔ اور یہ تارک الوطن قافلہ منزل بہ منزل پنجاب کی سرزمین سے گو کلو (موجودہ چشمہ ویری ناگ کے گرد و نواح) ناگ لوک میں جا بسا۔ ان ساتوں ہم خیال برہمن بیروں نے اپنے گزشتہ واقعات زندگی سے عبرتناک سبق حاصل کرتے ہوئے ایک غیر معمولی

جتھہ قائم کیا۔ جس کے حسب ذیل بنیادی سنہری اصول متحدہ و متفقہ طور پر ہر ایک ممبر نے اپنے دل و دماغ پر منقش کئے:۔

۱۔ ہمارا اتحاد و پریم کا سلسلہ دنیا بھر کی اقوام کے لئے باعث فخر و موجب تقلید ثابت ہوگا۔

۲۔ گورو درون آچاریہ جی کی ہدایت اور خواہش کے مطابق دان لینے سے پرہیز کریں گے ؞

۳۔ کھشتریوں کے پیشۂ جنگجوئی یا بشرط ضرورت پیشۂ کاشتکاری سے گزر اوقات کرینگے؞

۴۔ دختری ناطہ آپس میں ہی کرینگے بشرط ضرورت دیگر برہمن کی لڑکی سے شادی کرنا معیوب ہوگا۔

۵۔ دیش۔ جاتی اور دھرم کی رکھشا کرنا ہمارا دھرم ہوگا؞

غرضیکہ ان سات بزرگوں نے کھشتریوں اور برہمنوں کے اعلےٰ صفات کے مجموعہ سے "موہیال بنس" یعنی طرفہ معجون تیار کی۔ ایک ہاتھ میں شستر اور دوسرے میں شاستر دے کر اپنی آئندہ نسلوں کو غیروں کی محتاجی و محکومی سے چھڑایا۔ نیز غیرت، شجاعت اور سچی خدمت کے ذریعے کئی ایک سلطنتوں کا مالک بنایا۔ اور پرجو بھگتی کا صحیح طریق بتا کر انہیں دینی و روحانی نعمتوں سے مالامال کر دیا۔ یقیناً ہم موہیال اپنے ان پراچین بزرگوں کے احسانات کے بار تلے دبے ہوئے ہیں؞

ان بزرگوں نے اپنے بھاٹ مقرر کئے تا کہ وہ اپنے موثر اور جوشیلے کبتوں کے ذریعے جہاں "موہیال بنس" میں جوش مردانگی کی روح پھونکتے رہیں۔ وہاں اس کے نسب نامے بھی مرتب کرتے رہیں؞

[نوٹ:۔ تحقیقات کی رو سے مصنف راج ترنگنی نے سمت ۶۵۳ کل یگی میں راجہ یدھشٹر کا تخت نشین ہونا لکھا ہے۔ اور اب کل یگی سمت ۵۰۵۵ ہے۔ اس لئے سمت ۲۰۱۱ بکرمی تک ۴۴۰۲ برس "موہیال بنس" کی قائمی کو گزر چکے ہیں]

ناگ لوک کا محل وقوع:۔ مہابھارت آدی پرب۱ دھیائے بارھواں ترجمہ اگنی ہوتری صفحہ ۳۷ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اشوستھاماں مع چھ رفقاء کے ناگ لوک میں پہنچا۔ اور کشمیر کی معتبر تواریخ راج ترنگنی میں درج ہے کہ ناگ ایک انسانی قوم تھی جو شمالی

ہند کے پہاڑوں اور میدانوں میں رہتی تھی۔ اور اسے ناگ آم اور ناگ رام دونو ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ یہ عریض خطہ ملک کشمیر میں واقع تھا [دیکھو جوزیج کی راج ترنگنی بمبئی ایڈیشن کا صفحہ ۱۶۶۔ اور سر یو کی راج ترنگنی کا ترنگ دوم شلوک ۱۰ و ترنگ سوم کا شلوک ۲۴]

علاقہ ناگ آم (ناگ رام) میں جالدورہ۔ کرالہ پورہ۔ کاتر۔ وری گام۔ پکھر پورہ۔ پچھوارہ۔ اچھ گام اور ٹیہ مانو مشہور قصبہ جات ہیں (دیکھو گلدستۂ کشمیر کا صفحہ ۳۴) اس علاقہ کی شمالی حد پر ہاری[1] پربت واقع ہے۔ پورانوں کی تحریر کے اثر نے اس پہاڑ کو ہاری پربت سے کوہ ماراں (سانپوں کا پہاڑ) کا نام مسلمانوں سے دلوایا۔

اکبر بادشاہ نے اس پہاڑ پر سمت ۱۶۴۷ بکرمی (۱۵۹۰ء) میں ایک قلعہ بنوایا جس کے کاٹھی نامی دروازے پر یہ شعر کندہ کرائے گئے تھے ؎ (دیکھو گلدستۂ کشمیر صفحہ ۴۶)

بنائے قلعہ ناگر مگر شد — بحکم بادشاہ داد گستر
سر شاہانِ عالم شاہِ اکبر — تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر

ملک کشمیر کا تاریخی ماخذ ایک کتاب بنام نیل مت پوران بھی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ کشیپ رشی کا فرزند نیل ناگ چشمہ ویری ناگ کے پاس رہتا تھا۔ بس یہی علاقہ ناگ قوم کا جو نیل ناگ کی اولاد تھی مسکن ہونے کے باعث ناگ لوک کہلاتا تھا۔

مہابھارت میں درج ہے۔ کہ جرت کارو رشی نے باسکی ناگ کی ہمشیرہ جرت کارو سے شادی کی۔ جس کے بطن سے رشی آستیک جی پیدا ہوئے۔

ناگ قوم کی لڑکی چندر لیکھا ایک برہمن سے بیاہی گئی (راج ترنگنی مترجمہ ٹھاکر اچھر چند جلد اول۔ صفحہ ۱۲۴)۔

آج سے تقریباً ۲۵۰۰ برس پہلے تکشک قوم نے جو ناگ بنسی تھی سگدھ دیش میں راج کیا۔ (دیکھو تواریخ کشمیر حصہ اول صفحہ ۳۔ اور ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق کا صفحہ ۳۵)۔

---

[1] راج ترنگنی مترجمہ ٹھاکر اچھر چند کے مشمولہ نقشہ ملک کشمیر میں اس پہاڑ کا نام ناگ پہاڑ صاف درج ہے۔ نیز سرکاری مدارس کے نقشہ پنجاب میں بھی ناگ پہاڑ حدود کشمیر میں صاف لکھا ہے۔

سنسکرت میں ناگ اور تکشک کے ایک ہی معنی ہیں۔ چنانچہ تکشک سے مراد ہی ناگ بنس ہے۔ جس کا ذکر مہابھارت میں درج ہے۔ یہ امر واقعی ہے۔ کہ تکشک نے راجہ پریچھت کو قتل کیا۔ (دیکھو ٹاڈ راجستھان کا صفحہ ۲۵۴)

تخمیناً ۶۰۰ برس حضرت مسیح سے پہلے ایک اور خاندان کے راجہ ..... ہندوستان میں داخل ہوئے۔ جس کو ہندو لوگ تکشک کا خاندان یعنی سانپوں کی اولاد بتاتے ہیں۔ اُن کے بادشاہ کا نام بھی شیش ناگ تھا۔ دیکھو واقعاتِ ہند کا صفحہ ۸۔ تکشک بنس سے مراد ناگ بنس ہے۔ دیکھو ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق کا صفحہ ۲۸۵۔ جب سے تکشک (ٹنگ) قوم مسلمان ہوئی۔ اس کا نام راجپوتانہ کی قوموں سے علیحدہ ہو گیا۔ (ٹاڈ راجستھان افق صفحہ ۲۵۴) سرحد آسام اور تمک برہما میں ناگا قوم کی پہاڑیاں موجود ہیں جن میں ناگا لوگ وحشیانہ حالت میں رہتے ہیں۔ ناگ قوم اور راکھشس لوگوں کے اب بھی کئی ہزار آدمی لنکا کے جنگلوں میں آباد ہیں (دیکھو رامائن مترجمہ ٹھاکر اچھر چند کا حاشیہ صفحہ ۱۰۱)۔

۵۔ اشو ستھاماں اور اُن کی اولاد :۔

درون آچاریہ
|
اشو ستھاماں
|
امر بھوان عرف جے جے — گج بھوان عرف گجن

امر بھوان عرف جے جے ← (محدثِ وید خاندان)
امر بھوان عرف جے جے ← جرت کارو ← آستیک رکھا
گج بھوان عرف گجن ← (موہنِ دت خاندان)

درون آچاریہ کے سپوت اشو ستھاماں کے ہاں دو بیٹے امر بھوان عرف جے جے اور گج بھوان عرف گجن پیدا ہوئے۔ اوّل الذکر کا ایک سپوت جرت کارو تھا۔ جو دنیاوی تعلقات سے آزاد ہو کر پربھو بھگتی میں جیون وتیت کرنے کا عادی ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ بیاہ شادی کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھرتا تھا۔ امر بھوان سے وید اور گج بھوان سے دتوں کی نسل شروع ہوئی ۔

ویدخاندان کے مورثِ اعلیٰ جرت کارو کی شادی: - جرت کارو کے ماتا پِتا اُسے دُنیوی بندھنوں میں جکڑنے کے لیئے اُس کی شادی کرنے کے درپئے رہتے تھے۔ مگر وہ تیاگ اور دیراگ کا دِلدادہ ہونے کی وجہ سے اُن کے ہر فرمان کی نافرمانی کرتا رہا۔ ایک رات سوتے میں اُسے ایسا معلوم ہُوا کہ اُس کے بزرگ ایک کنوئیں میں اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ جرت کارو کے دریافت کرنے پر اُنہوں نے بتایا۔ کہ تُو ہماری نسل کو قطع کرنے کے درپے ہے تیری کجروی اور نافرمانی نے ہمیں عذاب میں ڈال رکھا ہے ہماری گتی تیرے شادی کرنے سے ہی ہو سکتی ہے "۔

اس سوپن سے پریرت ہو کر جرت کارو نے اپنے ماتا پتا کے سامنے ایک شرط پر سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اور وہ شرط یہ کہ لڑکی اُس کی ہم نام ہونی چاہیئے۔ چنانچہ بہت کوشش اور تلاش کے بعد باپ مہودے آن، باسکی ناگ کی ہمشیرہ جرت کاری سے اپنے بیٹے جرت کارو کی شادی کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ (دیکھو مہابھارت مترجمہ افق صفحہ ۶۱-۶۲-۶۳- آدی پرب ادھیائے ۱۲) ؛

جرت کارو کا سپوت آستیک دیو: - جرت کاری کے بطن سے ایک ہونہار فرزند آستیک دیو پیدا ہُوا۔ اس کے پیدا ہونے سے کچھ عرصہ پہلے ہی جرت کارو نے بان پرستھ لے لیا تھا۔ معصوم جرت کاری خاوند کی اس حرکت سے سخت دُکھی ہوئی۔ اور اپنے معصوم بیٹے کو مجبوراً اپنے والدین کے ہاں لے کر چلی گئی ؛

ویدک کے یکتائے روزگار طبیب آستیک دیو: - مہابھارت میں درج ہے۔ کہ ناگ لوک میں آستیک بابا کی تعلیم چھ مشہور رشیوں دوارا ہوئی۔ تمام مروجہ علوم کے علاوہ آستیک بابا نے علم طب میں سب سے زیادہ مہارت حاصل کی۔ روایت ہے۔ کہ رشی دھنونتری جی نے خود آستیک دیو کو علمِ طب سکھایا تھا۔ اُن کی بدولت ہی وہ زمانہ بھر میں ویدک کے ابے مثال طبیب ہوئے۔ عام لوگ غلطی سے ویدوں کو دھنونتری کی نسل ظاہر کرنے لگ گئے ہیں۔ درحقیقت آستیک بابا کے کامل وئید (طبیب) ہونے

کے کاسن ہی اُن کی اولاد وید کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور پیشۂ طبابت بھی اس خاندان میں مدت تک موروثی بنا رہا ہے۔ [غالباً آستیک دیوجی نے اپنے لاثانی گورو دھنونتری کے پرتی اپنی عقیدت دشردھا کا اظہار کرنے کے لیئے انہیں وید خاندان کا مورثِ اعلےٰ ہونے کا فخر بخشا۔ راقم] ہندوستان کے آخری شہنشاہ پرتھوی راج جب ایک مہلک مرض میں مبتلا ہوئے۔ تو انہیں راجے گورکھ راجے نے اپنے فیضِ طبابت سے فرخندہ فال بنا دیا۔ راجے آؤ دیو اور راجہ اوہ مولراج وید کے فنِ طبابت کا قابلِ فخر تذکرہ کتاب ہذا میں مناسب موقع پر درج کیا گیا ہے ؛

پانڈوؤں کا تخت و سلطنت کا تیاگ :- جب سمت ۴۵ کلجگی میں پانچوں پانڈوؤں نے دنیا کی بے ثباتی کے زیر اثر تخت و تاج نیز انتظام سلطنت ارجن کے پوتے پریکھشت کے سپرد کر کے خود گیان دھیان اور پربھو بھگتی کی خاطر ہمالیہ کی راہ لی۔ تو شمالی ہند کے ناگ بنسی حکمران راجہ تکشک نے میدانِ ہند کو بھیم و ارجن جیسے لاثانی شورویروں سے خالی پا کر اندرپرست کے تخت پر قابض ہونے کا سنہری موقع پایا چنانچہ وہ اپنی دار السلطنت تکشلا (ٹیکسلا) سے ایک بھاری فوج لے کر دوآبہ سندھ ساگر کی طرف بڑھا اور اس کے بہت سے علاقہ کو قبضہ میں لا کر دریائے جہلم سے پار اتر گیا۔

مہاراجہ پریکھشت اور تکشک کے مابین جنگ :- تکشک کی چڑھائی کی خبر سُن کر مہاراجہ پریکھشت کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس کے جسم کی رگ رگ اور نس نس میں اپنے دادا ارجن کا خون جوش مارنے لگا چنانچہ وہ ایک جرّار فوج لے کر حریف کے مقابلہ کے لئے پنجاب کی طرف بڑھا سمت ۵۷ کلجگی میں دونوں لشکروں میں گھمسان کا رن پڑا۔ ناگ بنسیوں نے بہادری کے وہ جوہر دکھلائے کہ ہند کے لشکر کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ جب ہندی فوج دل چھوڑ بیٹھی۔ اور اس کے بہادروں کا پائے استقلال ڈگمگانے لگا۔ تو مہاراجہ پریکھشت جوشِ شجاعت میں اپنے شاہی لشکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "اے مردان! بکوشید و جامۂ زنان مپوشید" (بہادر نوجوانو ہمت و کوشش کرو۔ اور عورتوں کا لباس مت پہنو)

"ہمت کا حامی خدا" کے مصداق دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑو۔ اپنی شجاعت و مردانگی کا ثبوت دے کر اپنے آباؤ اجداد بھیم۔ ارجن اور یدھشٹر کی روحوں کو لطف و شانتی دو۔ اگر تم دشمن کے ہاتھوں میدانِ جنگ میں مارے گئے۔ تو سیدھے سورگ جاؤ گے۔ اور اگر دشمن نے تم کو پچھاڑ دیا۔ تو تمہارا اور تمہارے خاندان کا بول بالا ہوگا۔ نیز آئندہ آنے والی نسلیں تمہاری بہادری اور جانفشانی پر ہزار ہزار فخر و ناز کریں گی"۔

پریچھت کی حوصلہ افزا تقریر نے اس کی جی بہ ہاشتہ فوج کے دل و جگر میں ہمت و جوش کا ایسا ولولہ پیدا کر دیا۔ کہ اس نے ناگ بنسی لشکر پر یکبارگی ہلہ بول دیا۔ اور اپنی تلوار کے وہ جوہر دکھائے۔ کہ میدانِ جنگ لاشوں سے پٹ گیا۔ پریچھت مخالف لشکر کے عین قلب میں جا دھمکا۔ اور مہاراجہ تکشک سے دو دو ہاتھ کرنے لگا۔ تکشک بھی گاجر مولی نہ تھا۔ شجاعت و دلیری میں اپنی نظیر آپ تھا۔ لوہے سے لوہا بجنے لگا۔ مہاراجہ اندپرست آخر کار زخموں سے نڈھال ہو کر حریف کے ہاتھوں میدانِ کارزار میں کام آیا۔ لشکرِ ہند نے قرار پر فرار کو ترجیح دی۔ ناگ بنسیوں نے ہزاروں کا صفایا کر دیا۔ بچا کھچا شکست خوردہ لشکر راجدھانی میں لوٹ آیا۔

۶- مہاراجہ جنمیجہ کا عہدِ حکومت:-

جب ارجن کا پوتا پریچھت تکشک کے ہاتھوں میدانِ جنگ میں شہید ہوا۔ اس کے دو نابالغ بیٹے جنمیجہ اور ہرن دیوسمنت کلجگی میں بچپن کے مزے لے رہے تھے۔ انہیں سلطنت یا تخت و تاج سے کیا رغبت ہو سکتی تھی۔ مگر باپ کا قاتل قدرتاً بیٹوں کا دشمن ہوتا ہے۔ چنانچہ بڑا بھائی جنمیجہ جب ولی عہدِ تختِ شاہی مقرر ہوا۔ تو اپنے گورو دھومیہ سے اپنے آباؤ اجداد بھیشم بھیم اور ارجن کے بہادرانہ کارنامے سن کر اپنے باپ کے قاتل کو موت کے گھاٹ اتارنے نیز ناگ بنسیوں کے نام و نشان کو صفحۂ عالم سے مٹانے کا دعویدار ہوا۔

راجکمار ہرن دیو کی بغاوت:۔ مہاراجہ جمنیجہ ناگ بنبیوں پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا کہ ایلچی نے اطلاع دی "حضور! آپ کے چھوٹے بھائی ہرن دیو نے آپ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا ہے"۔ مہاراجہ یہ خبر سُن کر چونک اٹھا۔ اور سرد آہ بھر کر کہنے لگا "جس پھوٹ اور خود غرضی نے راون جیسے بزنامی راجہ کا گھرانہ بے چراغ بنا دیا۔ جس نفاق نے مہابھارت کی شکل میں اقوامِ عالم کو خون کے آنسو رلایا۔ سو ادوں پانڈو کوروں چیلوں اور بھائی بھائی کو دشمن بنا کر نہ فقط بھارت کو غارت ہی کیا۔ بلکہ عروج و کمال کی بلند ترین منزل سے گرا کر ایسے تنزل تک پہنچا دیا۔ وہی ملعون حسد اس شاہی خاندان کی تباہی و بربادی کے درپے دکھائی دیتا ہے۔ پربھو! رحم کرو۔ رحم کرو۔ اور آریہ ورت کو نفاق اور حسد کے مزید واروں سے محفوظ رکھو"۔

جنمیجہ نے ہرن دیو کو مار بھگایا:۔ مہاراجہ جنمیجہ نے اپنے ناعاقبت اندیش چھوٹے بھائی کو ہر چند حملہ آوری کے خیال سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ مگر بے سود۔ "آخر قہرِ درویش بر جانِ درویش" کے مصداق مہاراجہ جنمیجہ کو بھی اُس کی گوشمالی و سرکوبی کے لئے میدانِ مقابلہ میں آنا پڑا۔ ہرن دیو اس کے پہلے ہی وار کی تاب نہ لا کر دم دبا کر پنجاب کی جانب بھاگ نکلا۔ مہاراجہ کے تعاقب کرنے پر کوہ شوالک کی پہاڑیوں میں جا پناہ گزین ہوا۔ اور اُس کا سارا لشکر دو روز نزدیک منتشر ہو گیا۔ اب ہرن دیو بے یار و مددگار رہ گیا اور تلاشِ روزگار میں ریاست چمبہ کے گرد و نواح میں بھٹکتا ہوا بالآخر شاہی دربارِ کشمیر میں جا ملازم ہوا۔

مہاراجہ تکشک سے مہاراجہ جنمیجہ کا مقابلہ:۔ جب مہاراجہ جنمیجہ نے اپنے بدسرشت بھائی کی مزید رخنہ اندازی یا بغاوت وغیرہ سے فراغت پالی۔ تو اُس نے اپنے پتا کے قاتل تکشک کے علاقہ پر فوج کشی کی۔ تکشک اپنی پہلی فتح پر مغرور و نازاں ہو کر "ہمچو ما دیگرے نیست" کی جھانی رٹ رہا تھا۔ اُسے جنمیجہ کی طرف سے کسی حملہ یا چھیڑ خانی کا خیال تک نہ تھا۔ لہٰذا اُس کی فوج کے سپاہی اور جرنیل سب غفلت اور آرام

طلبی کی زندگی بسر کر رہے تھے جب بھارت کا شہنشاہ جمنیجہ بھاری فوج کے ساتھ اُس کے علاقہ میں آ خیمہ زن ہوا۔ تو تکشک ہکا بکا رہ گیا۔ "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" کے مصداق اسے حوصلہ کر کے میدانِ مقابلہ میں اُترنا پڑا۔ ہر چند اُس کی فوج نے ہمت و شجاعت سے کام لیا۔ اور جوہرِ فنونِ حرب و رزم دکھایا۔ مگر قسمت نے یاوری نہ کی کیونکہ تربیت یافتہ اور آزمودہ کار شاہی فوج کے سامنے اُس کی کچھ پیش نہ گئی۔ مہاراجہ جمنیجہ تکشک کی راجدھانی پر قابض ہو گیا۔ تکشک خود تو جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف بھاگ نکلا۔ مگر تقریباً ۲ ہزار ناگ بنسی موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ (راٹاڈ راجستھان اُفق صفحہ ۳۵)

مہاراجہ تکشک کی گرفتاری کا اعلان:- مہاراجہ جمنیجہ اپنے باپ کے قاتل تکشک کو زندہ گرفتار کرنے کی تڑپ رکھتا تھا۔ اُس نے اپنے لشکر کے تمام وفادار سرداروں سے پُر اثر لہجہ میں یوں اپیل کی:-

"اس میں کوئی شک نہیں کہ دشمن پر تمہاری فتح ہو چکی ہے۔ اس کا ملک اور خزانہ بھی تمہارے قبضہ میں آ چکا ہے مگر تمہارے دیش، دھرم اور عزت کے محافظ شہنشاہ پریچھت کا ظالم قاتل ابھی تک اس دنیا میں دندناتا پھر رہا ہے۔ اگر تمہارے دل میں کچھ بھی اپنے مرحوم شہنشاہ کے لئے عقیدت و پریم ہے۔ تو بدبخت تکشک کو جہاں کہیں بھی وہ روپوش ہو، گرفتار کر کے جلد از جلد دربارِ شاہی میں پابجولاں حاضر کرو"؞

تکشک اسیری کی حالت میں:- وفادار اہلکاروں کی کھوج و تجسس کارگر ثابت ہوئی۔ انہوں نے چند ہی یوم میں تکشک اور اُس کے کئی ایک ساتھیوں کو گرفتار کر کے مہاراجہ جمنیجہ کے دربار میں بیڑیوں میں جکڑ کر پیش کیا۔ تکشک کا سر شرم کے مارے نیچے جھکا ہوا تھا۔ مہاراجہ جمنیجہ نے اپنے باپ کے قاتل کو سر سے پاؤں تک قہر آلود نگاہ سے دیکھا۔ اور فی الفور اُس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا؞

۷- راج رشی آستیک دیو:-

راجرشی آستیک دیو مہاراجہ جنمیجہ کے دربار میں :- جب مہاراجہ تکشک کے قتل کی خبر اُس کے رشتہ داروں تک پہنچی۔ تو اُنہیں سخت ملال ہوا۔ ماتا جرت کاری نے اپنے سپتر آستیک دیو کو بلا کر حکم دیا۔ "تمہارے بزرگوار جدامجد راج رشی درون آچاریہ پانڈو خاندان کے گورو تھے۔ اِس لئے شہنشاہ جنمیجہ کے دل میں تمہارے خاندان کی عزت ضرور ہوگی جس خاندان کے زیر سایہ تمہارے خاندان کی پرورش و تربیت ہوئی ہے۔ اُس سے وفاداری کرنے کا سنہری موقع تمہیں نصیب ہوا ہے۔ اپنے محسن کی جان بخشی کے لئے جنمیجہ کے دربار میں جلد از جلد پہنچنا تمہارا فرض بلکہ دھرم ہے" :

ماتا کا حکم پاکر اور بھاتما کو دل میں یاد کرتے ہوئے آستیک جی راج دربار میں بمقام ٹیکسلا ٹھیک اُس وقت جا پہنچے۔ جبکہ تکشک پھانسی کے تختہ پر چڑھایا جانیوالا تھا۔ دربان نے مہاراجہ کو راجرشی آستیک بابا کے آنے کی اطلاع دی۔ مہاراجہ نے تعظیماً اُٹھ کر آستیک دیو جی کو بہت عزت و احترام سے اپنے ساتھ سنگھاسن پر بٹھایا۔

مہاراجہ جنمیجہ اور آستیک دیو میں بات چیت :-

جنمیجہ :- گورو ور! آج آپ نے یہاں پدھار کر میرا جیون سپھل کر دیا ہے۔ واقعی میں ایک خوش قسمت انسان ہوں۔ کرپا کر کے اپنے آنے کا کارن بتائیے۔ کیا میں آپکی کسی سیوا کے یوگیہ ہو سکتا ہوں؟

آستیک (انتہائی مسرت کے ساتھ راجہ کے چہرہ کی طرف دیکھ کر) :- دھرم مورت! تکشک رشتہ میں میرا نانا اور بھاری کل کا راجہ ہے۔ اُس کی جان بخشی کے لئے آیا ہوں۔ بس یہی میرا مدعا ہے :

جنمیجہ :- گورو دیو! مجھے آپ کے حکم کی تعمیل کئے بنا کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ ورنہ پوجیہ پتا جی کے قاتل کی جان بخشی کا سوال یا خیال تک پیدا ہونا قطعی ناممکن تھا :

آستیک بابا (آشیرواد دیتے ہوئے) :- راجن! پرماتما تمہیں اس شبھ کام کا نیک ثمرہ دے۔ تیری آل اولاد اور تیرا ستارۂ اقبال روز افزوں ترقی پر ہو۔ تیرا کام اور نام رہتی دنیا تک

روشن رہے ❊

{ شاہی حکم سے راجہ تکشک مع دیگر ساتھیوں کے فی الفور رہا کر دیا گیا
دیکھو مہابھارت آدی پرب کا ہم اوال دھیائے مترجم افق۔ صفحہ ۷۰ }

سب اسیران بلانے آستیک بابا اور مہاراجہ جنمیجے کی کرم فرمائی کا ہزار ہزار دھنیہ واد کیا۔ اور سب کے سب رہا ہو کر اپنے اپنے گھروں کو خوش خوش روانہ ہوئے۔ بھارت ورش کے کونہ کونہ میں آستیک اور جنمیجے کی نیک دلی کا چرچا ہونے لگا ❊

مہاراجہ جنمیجے مرض جذام میں مبتلا تھا۔ آستیک بابا کی آمد فی الحقیقت مہاراجہ جنمیجے کے لئے ایک گونہ چشمۂ آبحیات ثابت ہوئی۔ آپ مرض جذام (کوڑھ) میں بے طرح مبتلا ہونے کے باعث زندگی اور موت کی حد فاصل پر لٹک رہے تھے۔ آپ نے مشہور ترین ویدا آستیک بابا، سے مرض مذکور کے دفعیہ کے لئے پرارتھنا کی۔

راج رشی آستیک دیوجی نے محبت بھرے لہجہ میں فرمایا۔ "راجن! مجھے ایسا پرتیت ہوتا ہے۔ کہ میرے پربھو نے مجھے یہاں دو انسانوں کی جان بخشی کے لئے طلب کیا ہے۔ یعنی ۱۔ راجہ تکشک کو آپ (مہاراجہ جنمیجے) کے چنگل سے اور ۲۔ آپ (جنمیجے) کو مہلک مرض جذام کے پنجہ سے نجات دلانے کے لئے۔ اے والئے ملک و ایمان! یقین رکھ جس طرح تو نے میری بنتی کو سن کر میرے بزرگ کو زندہ و سلامت کر دیا۔ اسی طرح میرا پربھو میری پرارتھنا کو سویکار کر کے تجھے صحت و تندرستی کی دولت سے مالا مال کر دیگا۔ اور تجھے "جان بخشی" کا صلہ "جان بخشی" میں نصیب ہوگا"

ہمارے نامور موہیال ویدا آستیک دیو نے پربھو پر پورا وشواس رکھ کر مہاراجہ کا علاج شروع کر دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ مرض جسے ہندوستان بھر کے حکیم اور وید دور نہ کر سکے تھے۔ جڑ سے جاتا رہا ❊

آستیک بابا کا لاثانی تیاگ:۔ مرض جذام سے کلی طور پر نجات پا کر مہاراجہ جنمیجے نے مفلس اور محتاج لوگوں میں زر و مال۔ اناج۔ پارچات اور دیگر ضروریات زندگی نہایت

فیاضی و فراخ دلی سے تقسیم کیے۔ اور آستیک دیو کی عزت مہاراجہ موصوف کے دل میں پہلے سے کہیں زیادہ ہو گئی۔ آپ نے بہت سے قیمتی تحائف رشی جی کی بھینٹ کیے۔ مگر غیرت و خودداری کے پتلہ نے وہ سب دھن پدارتھ مستحقین میں دریا دلی سے تقسیم کر دیا۔ مہاراجہ جنمیجہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ اس تیاگی تپسیا کی مورتی کو جس کے اندر دنیا کی کسی عزیز ترین نعمت کی بھی خواہش نہیں ہے۔ کس طرح خوش کیا جائے؟

مہاراجہ جنمیجہ نے شاہی جشن منانے اور یگیہ رچانے کا اعلان کیا: - مہاراجہ جنمیجہ نے بیماری سے چھٹکارا اور تکشک پر فتح پانے کے اعزاز میں اپنی راجدھانی ٹیکسلا میں ایک شاندار شاہی جشن اور برہدیگیہ رچانے کا اعلان کیا۔ انھی آستیک[1] مہاراج نے مہاراجہ کی درخواست کے مطابق جشن اور یگیہ کے انصرام کی ذمہ داری اپنے اوپر لی۔ آستیک جی مہاراجہ کے دربار میں ہر روز بیسیوں راجے مہاراجوں کو دست بستہ کھڑے اور رعیت کو اس پر جی جان سے فدا ہوتے دیکھتے تھے۔ انھیں دل میں قدرتاً احساس پیدا ہوا۔ کہ مہاراجہ غالباً ایک ایسا جشن منانے کی اچھا رکھتا ہے جس کی نظیر چشم عالم نے نہ دیکھی ہو:

آستیک دیوجی نے تمام والیانِ ریاست ہا کے نام شاہی فرمان دربارہ شرکتِ جشن و یگیہ جاری کیے۔ تاریخ مقررہ پر اطراف و جوانب سے ماتحت راجگان نہایت شان و دھوم سے شاہی جشن میں شریک ہوئے۔ سب نے مہاراجہ جنمیجہ کے روبرو سرِ تسلیم خم کیا۔ بیش بہا نذرانے پیش کیے۔ ٹیکسلا کے گرد و نواح میں میلوں تک ہر طرف شامیانے لگا دیے گئے۔ ہر ایک مہمان کے سواگت و سنکار میں کوئی کسر نہ رکھی گئی۔ جو شے جسے پسند تھی۔ وہی اسے مہیا کی گئی:

سب مہمانوں کو اپنے مناصب کے مطابق انعام و اکرام پراپت ہوئے:-

شاہی جشن اور برہدیگیہ کے سمپورن ہونے پر سب مہمانوں کو ان کے مناصب کے مطابق

[1] دیکھو اتہاس درپن صفحہ ۲۳ جہاں لکھا ہے۔ آستیک بن جرت کار سے مہاراجہ جنمیجہ نے یگیہ کرایا۔

انعام واکرام تحفے اور بیش قیمت خلعتیں دے کر رخصت کیا گیا۔ جب مہاراجہ نے شری آستیک بابو جی کے قدموں میں بہت ساز روجواہر اور ملبوسات خاص پیش کئے۔ تو ہمارے سیر چشم بزرگ نے انہیں سویکار کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اب مہاراجہ مغموم بلکہ مایوس سا ہو گیا۔ اور آپ نے دبی زبان میں گورو جی سے انکار کی وجہ دریافت کی۔ موہیال امیر نے فرمایا۔ "ہمارے بزرگوں نے جنگی پیشہ اختیار کر کے دان لینا ترک کر دیا ہوا ہے۔ اس لئے میرے لئے دان لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

مہاراجہ جنمیجہ:۔ "رشی ور! آپ سے یہ بات تو پوشیدہ نہیں۔ کہ آپ کے جد امجد درون آچاریہ جی نے بھی جاگیر تو برائے گزارہ لی ہوئی تھی۔"

آستیک باباجی سے مہاراجہ کی اس بات کا کوئی جواب نہ بن آیا۔ چنانچہ "الخاموشی نیم رضا" کے زیر اثر مہاراجہ جنمیجہ نے ۴۴ گاؤں آستیک جی اور اُن کے ساتھیوں کے مستقل گزارہ کے لئے بطور جاگیر دے دئے۔ جو اُن کی اولاد کے پاس نسل در نسل رہے (دیکھو اخبار "آریہ گزٹ"۔ ۷ دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۹ بحوالہ ایک قدیمی تاریخ)۔

دان تیاگی لقب کا اجراء:۔ راج رشی آستیک کی اولاد کا نام "دان تیاگی" سے موسوم ہوا جو ان دنوں صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں بنام "تگہ برہمن" مشہور ہیں۔ جاگیر پانے کے بعد موہ پہاڑی علاقہ سے ہندوستان کے میدانی علاقہ میں آ کر "زراعت" اور "فوج" سے روزینہ حاصل کرنے لگے۔

درون وار ونشی:۔ تیاگی بھائیوں کا ایک طبقہ "درون وار ونشی" کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ درون آچاریہ جی کی نسل سے ہیں۔

بھومیار برہمن:۔ موہیال بنس کا وہ بڑا طبقہ جو زمیندار و جاگیر دار ہونے کے کارن صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ۔ صوبہ بہار اور بنگال میں رہائش پذیر ہے۔ "بھومیار برہمن" کے لقب سے ملقب ہوتا ہے۔

دُوسرا باب

[سات حصّوں میں]

ویدِ خاندان کا مفصّل بیان

ابتدائی تواریخی کلمات:۔ قدیم مُلکی تواریخ کے مُطالعہ سے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کہ اس خاندان کا سب سے پہلا حکمران کس زمانہ اور کس مقام میں ہوا ہے۔ ہاں" گلشن موہیالی" کے مطابق وشنو پوران میں یہ تو صاف طور پہ درج ہے۔ کہ "کھشتری بنس کی حکومت کے زوال پذیر ہونے پر برہمن وغیرہ اقوام نے حکمرانی و مُلک گیری پہ کمر باندھی۔ مگر اس میں زمان و مقام حکومت کا کوئی اندراج نہیں۔ ہاں تواریخ فرشتہ میں اس قدر لکھا ہے۔ کہ" کیدا نامی برہمن راجہ نے کوہ شوالک سے نکل کر قنوج کے تخت پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اسی نے کالنجر شہر آباد کیا تھا۔ یہ برہمن راجہ بلاشبہ موہیال راجہ تھا۔ کیونکہ برہمنوں میں فقط موہیال بنس ہی کو فخر حاصل تھا۔ کہ اس نے پوہتائی اور دان گیری کے کام کو تیاگ کر سپاہگری و جنگجوئی کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ اور اس میں بھی شک نہیں۔ کہ وید قوم ہی کے بزرگ ہی مدّت مدید و عرصۂ بعید سے علاقۂ قنوج میں آباد تھے ؞

۱۔ مہاراجہ کنورپال ویدِ گوت پال وید، سجن پال وید، بودھ پال وید کے مکمل حالات

ایک قلمی تواریخ موسومہ بہ صاحب نماہیں لکھا ہے۔ کہ مہاراجہ کنور پال نے قنوج سے اٹھ کر پنجاب میں سلطنت کی بُنیاد بکرمی سمت سے ۵۲۸ برس پہلے ڈالی۔ مگر وہاں راجہ مذکور کے والد بزرگوار کا کوئی ذکر نہیں۔ اور بھی کسی تاریخ میں اس مہاراجہ کا ذکر نہیں پایا جاتا ؞

(۱) مہاراجہ کنور پال کا عہد:۔ راجہ کنور پال نے اپنی شجاعت۔ دانشمندی اور حکمت عملی سے پنجاب کے بدمعاش، ڈاکوؤں اور باغیوں کو مغلوب کر رعایا کو امن و خوشحالی کی چین نصیب کرنے

کا موقع بہم پہنچایا ۔ ان دنوں دریائے ستلج سے دریائے جہلم تک کا علاقہ "مدر دیش" ۔ دوآبہ سندھ ساگر "سندھوا ریہ" اور ضلع کانگڑہ کا نواحی پہاڑی علاقہ "ترگرت دیش" کہلاتا تھا ۔ اس نامور راجہ نے ۴۸ برس کی حکومت کے بعد وفات پائی ۔ اس کے عہدِ سلطنت میں موہیال کثیر تعداد میں پنجاب میں آباد ہوئے ۔ اور یہ سرزمین موہیالوں کی ہر قسم کی ترقی و خوشحالی کا باعث بنی ۔ اس پوتر بھومی میں موہیالوں کی تعداد بھارت کے باقی صوبوں و علاقوں سے ہمیشہ زیادہ رہی ہے ::

نوٹ :- چونکہ مہاراجہ کنور پال نے قنوج سے اٹھ کر پنجاب پر اپنا تسلط جمایا ۔ اور مہاراجہ کیدار اس راجہ سے پہلے قنوج میں حکمران تھا ۔ اس لئے گمان غالب ہے کہ وہ ویدخاندان کا سب سے پہلا مہاراجہ تھا جس نے قنوج میں سلطنت کی بنیاد ڈالی ::

(ب) نمبر ۲ موہیال راجہ گوت پال :- سمت ۲۵۸۰ کلجگی یعنی ۴۶۴ سال قبل از بکرم اپنے مہاراجہ کنور پال کی وفات پر پنجاب کے تخت پر جلوہ افروز ہوا ۔ ان دنوں دوآبہ سندھ ساگر کے شمالی اور وسطی حصہ میں مختلف اقوام رہائش پذیر تھیں ۔ جن پر ٹیکسلا کا راجہ حکومت کرتا تھا ۔ اس لئے ہمارے موہیال راجاؤں کی حد پنجاب میں دریائے جہلم تک ہی تھی ۔

دارا گشتاسپ شہنشاہِ ایران کا حملہ :- دارا گشتاسپ کے برسرِ حکومت ہونے سے پہلے ہی افغانستان و بلوچستان کا بیشتر حصہ سلطنت ایران میں شامل ہو چکا تھا ۔ اس کا ثبوت غزنی کے گردو نواح کے کتبہ جات سے مل رہا ہے ۔ دارا گشتاسپ نے سمت ۲۵۹۴ کلجگی میں تخت پر متمکن ہو کر اپنی عنانِ توجہ مشرقی سرحدی اقوام کی طرف پھیری ۔ اور انہیں تھوڑے ہی عرصہ میں مغلوب کر کے وہ دریائے سندھ پر آپہنچا ۔ امیرالبحر سائی لیکس نے دریا پر کشتیوں کا پل باندھا ۔ ایرانی لشکر دوآبہ سندھ ساگر میں داخل ہو گیا اور تھوڑی جنگ و جدل کے بعد سندھ ساگر کے پایۂ تخت ٹیکسلا کو اس نے فتح کر لیا ::

ہندی اور ایرانی فوجوں میں رابطۂ اتحاد قائم :- جب مہاراجہ گوت پال کو ایرانیوں کے دوآبہ سندھ ساگر میں داخل ہونے کا حال معلوم ہوا ۔ تو اس نے ایک لشکر تیار کر کے اپنی

مغربی سرحد کی طرف کوچ کیا۔ ایرانی لشکر دریائے جہلم کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔ اس لئے راجہ گوت پال نے مناسب حفاظتی تدابیر اختیار کر کے اپنی بہادر سپاہ کے ساتھ دریائے جہلم کے مشرقی کنارے پر ڈیرے ڈال دئے۔ اور ایرانی فوج نے مغربی کنارے پر اپنے خیمے نصب کر لئے۔ ہر دو لشکر کے سرداروں کی باہمی گفت و شنید سے طرفین میں رابطہ اتحاد قائم ہو گیا جس کی رو سے فریقین نے دوستانہ عہد نامے تحریر کر دئے۔ اور دریائے جہلم دونو سلطنتوں کی حدِ فاصل قرار پایا :.

ایرانی لشکر سندھ دیش سے ہوتا ہوا اپنے وطن کو واپس لوٹ گیا۔ اور ساتی لیکس بحری راستہ سے ایران پہنچا :.

راجہ گوت پال نے اپنے نام پر شہر گوتی پال آباد کیا: شاہ ایران سے صلح و آشتی ہو جانے سے دریائے ستلج سے دریائے جہلم تک کا علاقہ پنجاب موہیال راجہ گوتپال کی طاقتور اور زرخیز سلطنت ظاہر ہونے لگا۔ اس نے اپنے نام نامی پر دریائے جہلم کے کنارے ایک وسیع اور پر رونق شہر گوتی پال آباد کیا جس کی لمبائی ۱۲ کوس اور چوڑائی سہیل کے قریب تھی۔ سرائے اورنگ آباد اور دریائے جہلم کے درمیان اور آس پاس کی زمین کھودنے سے اس شہر کی بڑی بڑی اینٹیں نکلتی ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ موضع کھوہار سے موضع بیسوال تک بارہ کوس میں یہ شہر آباد تھا جس میں مہاراجہ نے کئی قلعے اور چھاؤنیاں مناسب جگہوں پر تعمیر کرا کے اس کی شان اور رونق کو چار چاند لگا دئے۔ مدت تک کسی حملہ آور کو اس سلطنت کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ شہر گوتی پال کا نام بگڑ کر کوٹی پائی اور پائی کوٹی مشہور ہو گیا تھا۔ اس شہر کی نسبت ذیل کا شعر زبان زدِ خلائق تھا۔

پائی کوٹی بیسوال ٹھک ٹھکر سنیار
جے شوہ لوڑیں آپنا جہلم گھاٹ سنوار

اس شہر کی سر بفلک عمارتیں عظیم الشان محلات۔ قابلِ دید شاہی قلعہ عالی شان چوڑے بازار دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی طرف کھینچنے کی شکتی رکھتے تھے۔ ان دنوں یہ شہر پنجاب کا صدر مقام تھا :.

دارا گستاسپ کے دربار میں موہیالی اوصاف کا فخریہ تذکرہ: جب ایرانی سپہ سالار اپنے شاہی دربار میں پہنچا۔ تو اس نے موہیال راجہ گوت پال اور اس کی قوم کے قابلِ فخر حالات کا یوں تذکرہ کیا:۔

"یہ لوگ آدابِ سلطنت و فنونِ جنگ سے خوب واقف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدرت اُن کے بچوں کو شجاعت اور بہادری کا نوشدارو ہاں کی گھٹی ہی میں پلا دیتی ہے۔ وہ ہمت۔ بے باکی۔ ریاضت اور قربانی میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ اپنے عہد میں کبھی لغزش نہیں کھاتے۔ لالچ و غرض کے بندوں کو پاس نہیں پھٹکنے دیتے۔ اتحاد و رفاقت کے دلدادہ، ہمدردی و سخاوت کے پتلے اور انصاف و حقیقت کے سچے نمونہ ہیں۔ الغرض یہ برہمن موہیال صحیح معنوں میں قابلِ فخر بلکہ قابلِ تقلید انسان ہیں"۔

شہنشاہِ ایران کے موہیال راجہ سے زیادہ گہرے تعلقات: شاہِ ایران دارا گستاسپ کے دل و دماغ میں موہیالی اوصاف نے گھر کر لیا۔ اسی وقت ایک محبت بھرا مراسلہ بدستخطِ خاص تحریر کر کے ایک معتبر مشیر کے حوالے کیا۔ نیز بہت سے قیمتی نذرانے اور تحفے دے کر اسے مہاراجہ گوت پال کے دربار میں بھیجا۔ سفیر کے پنجاب کی راجدھانی میں پہنچنے پر اس کا خوب آدر ستکار ہوا۔ اور اس کی واپسی پر بھی مہاراجہ موصوف نے بیش قیمت نذرانے اور غیر معمولی سوغاتیں دے کر شاہِ ایران کے تئیں خلوص و عقیدت کا اظہار کیا۔ اس طریق سے نہ صرف شاہِ ایران اور مہاراجہ گوت پال کے درمیان اتحاد و رفاقت کو مزید پختگی نصیب ہوئی۔ بلکہ ایرانیوں اور پنجابیوں کو اخلاص آمیز تعلقات قائم کرنے کا فخر نصیب ہوا۔

دارا گستاسپ کی وفات اور جرکسس (زرکسیز) کی تخت نشینی: سنہ ۴۸۵ ق م میں شاہِ ایران دارا گستاسپ کا پیمانۂ حیات لبریز ہو گیا۔ اور اس کا بیٹا جرکسس عرف زرکسیز جسے بعد میں بہمن دراز دست کے نام سے بھی شہرت حاصل ہوئی۔ ایران کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ مہاراجہ پنجاب نے شاہِ ایران کی حسرتناک موت پر ایک خاص سفیر ماتم پرسی و اظہارِ افسوس کے لئے دربارِ ایران میں بھیجا۔ جو مہاراجہ کی طرف سے تخت نشینی کے جشن میں بھی

شریک ہوا۔ ایران کے نئے بادشاہ نے سفیر مذکور کو قیمتی ملبوسات اور طرح طرح کے تحفوں سے ممتاز و سرفراز کیا۔ نیز ایک خاص مراسلہ کے ذریعے مہاراجہ کو اپنی دوستی و ہمدردی کا پیغام ارسال کیا:۔

ایران کے لشکر میں موہیال شوربیروں اور پنجابیوں کی بھرتی:۔ ایران اور پنجاب کے آپس کے خوش گوار تعلقات کے مدِ نظر شاہ ایران زرکسیز کی استدعا و فرمائش پر مہاراجہ گوت پال نے بہت سے جفاکش موہیالوں اور شوربیر پنجابی نوجوانوں کو ایرانی فوج میں بھرتی کرایا۔ جنہوں نے ۴۸۱ سال قبل مسیح شاہِ ایران کے ہمراہ یونان میں فتح و نصرت کے ڈنکے بجائے میدانِ جنگ میں پنجاب کے جیالے سپاہیوں اور جرنیلوں نے وہ ہاتھ دکھلائے کہ ایرانی لوگ حیران و ششدر رہ گئے:۔

ایران میں بدنظمی و بدامنی:۔ اس شاندار تاریخی فتح کے بعد شاہِ ایران کاہلی و آرام طلبی کا شکار ہو گیا۔ عیاشی اور بدچلنی نے منہ دکھایا۔ اپنے اور بیگانے سب دشمن ہو گئے۔ ان ہنگامی حالات میں شاہ زرکسیز کو اس کے بیٹے کسر کس نے ۴۶۵ سال قبل از مسیح موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور ملک میں سخت ابتری و بدامنی پھیل گئی:۔

مہاراجہ گوت پال کی مرتیو:۔ سمت ۲۶۵۶ کلجگی میں مہاراجہ گوت پال بردھ اوستھا میں اس جہان سے پرلوک سدھار گئے۔ اور ان کا سپوت سجن پال تختِ پنجاب کا والی ہوا:۔

(ج) چوتھا موہیال راجہ سجن پال:۔ مہاراجہ سجن پال کا دورِ حکومت سمت ۲۶۵۶ کلجگی سے سمت ۲۷۲۶ کلجگی تک رہا۔ اس کے عہدِ حکومت میں پنجاب میں بدھ دھرم کا بڑا زور ہو گیا۔ شاہی خاندان نے بھی بدھ دھرم گرہن کر لیا۔ یہ حکمران منصف مزاج اور بودھ دھرم کا کٹر معتقد ہونے کے کارن فقیرانہ جیون وتیت کرتا تھا۔ اگر ان دنوں اس کی بجائے کوئی غرض و نفس کا راجہ برسرِ حکومت ہوتا تو وہ ملک ایران کی بدامنی و بغاوت سے فائدہ اٹھا کر اسے آسانی سے اپنے قبضہ میں کر لیتا۔ مگر ہمارے "وبہاگ اور ونیاگ" کی موتی راجہ سجن پال نے اپنے بزرگوں کے شاہِ ایران سے اتحاد و رفاقت کے عہد ناموں نیز چند روزہ زندگی کا

احساس رکھتے ہوئے اپنی "موہیالی شان" کو داغ نہ لگنے دیا۔ اس سادھو سوبھاؤ حکمران کے عہد میں پنجاب بہت سی ریاستوں (جمہوری اور خودمختار سلطنتوں) میں بٹ گیا۔

(۴) پانچواں موہیال راجہ بودھ پال عرف پورس :- مہاراجہ بجن پال کے بیٹے کا نام بودھ پال تھا۔ جسے بعد میں پورس کے نام سے شہرت حاصل ہوئی۔ بدھ دھرم کے اثرات نے پورس کو بھی سادگی اور ریاضت کی زندگی بسر کرنے کا عادی بنا دیا۔ اس پارسا راجہ کے تخت سنبھالنے سے پہلے ہی پنجاب مختلف حکومتوں میں بٹ چکا تھا۔ صرف دوآبہ جات رچنا اور چج کا سارا علاقہ اس کے قبضہ میں تھا۔ ممکن ہے دریائے راوی اور دریائے جہلم سے پرے بھی اس کے کچھ مقبوضات ہوں۔ مگر تواریخ اس سلسلہ میں گنگ ہیں۔ اس بہادر راجہ نے سمت ۲۷۶۷ کلجگی سے سمت ۲۷۸۶ کلجگی تک حکومت کی :-

سکندر اعظم کا ایران پر حملہ و قبضہ :- سکندر اعظم نے ملک ایران میں بدنظمی و بغاوت دیکھ کر نیز ایرانیوں اور پنجابیوں کی مشترکہ فوج کے ہاتھوں اپنے ملک یونان کی پامالی و بدحالی کو دل ہی دل میں محسوس کر کے سمت ۲۷۷۰ کلجگی میں ملک ایران پر حملہ بول دیا۔ شاہ ایران کے باڈی گارڈ کے دو سپاہیوں نے سکندر اعظم سے رشوت لے کر دارا کو ایسے کاری زخم لگائے۔ کہ وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اور معمولی جنگ و جدل کے بعد سارا ایران سکندر کے قبضہ میں آ گیا

دارا نے حالتِ نزع میں مہاراجہ پورس کو یاد کیا :- جب دارا کسرکش سکندر سے شکست کھانے کے بعد بستر مرگ پر دم توڑ رہا تھا۔ تو سکندر اس کے سر کو اپنے زانو پر رکھ کر بطور ہمدردی اظہار افسوس کرنے لگا۔ دارا نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "سکندر نی اٹل ہے میری عقل پر پردہ پڑ گیا۔ میں اپنے دوست مہاراجہ پورس کو اگر اپنی کمک کے لئے بلاتا تو ایران پر قبضہ کرنے کی تیری کیا مجال تھی۔ مجھے اور میرے متعلقین کو یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اے میرے مہربان اور شجاعت مجسم دوست مہاراجہ پورس! افسوس میں تجھے بروقت اطلاع نہ دے سکا۔"

مہاراجہ پورس کی موروثی جرأت و شجاعت کی تعریف سن کر سکندر کے دل میں اُس کو اپنی آنکھوں دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا چنانچہ جب وہ ایرانی سلطنت کے انتظام سے کُلی طور پر فراغت پا چکا۔ تو اُس نے پنجاب کی طرف کوچ کیا۔ وہ ایک لاکھ بیس ہزار پیادہ اور پندرہ ہزار سواروں کی جرار فوج لے کر خیبر کی راہ سے پنجاب کی جانب بڑھا۔ (دیکھو تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے کا صفحہ ۸۴)۔

راجہ ہستی والیٔ پشکلاوتی کی سکندر سے جنگ :- خیبر اور اٹک کے درمیانی علاقہ پر راجہ ہستی حکمران تھا۔ سکندر درۂ خیبر کو پار کر کے پنجاب کی طرف بڑھ رہا تھا۔ راجہ نے اس کی مزاحمت کی۔ طرفین میں معرکہ کی لڑائی ہوئی۔ مگر بدقسمتی سے راجہ ایک سرحدی قلعہ میں گھر گیا۔ اور جنرل چیفائش نے ۳۰ دن کے محاصرہ کے بعد اُسے قتل کر دیا۔

[نوٹ :- کتاب ویرورشن جلد اوّل صفحہ ۱۳ میں (جسے مشہور پنڈت لیکھراج نے بہت سی مستند تواریخ کی مدد سے تصنیف کیا تھا) درج ہے کہ راجہ ٹیکسلا کا راج دشمن ملک اور دیش گھاتک ششی گپت کو دیا گیا۔ جو شروع سے یونانی راجہ (سکندر) کو سب بھید بتاتا رہا۔ اور اُس کے اور اُس کے جرنیلوں کے ساتھ خط و کتابت کرتا رہا تھا۔]

راجہ ہستی کے مرنے کے بعد مرحوم راجہ کی ماں نے فوج کی کمان سنبھالی۔ بذاتِ خود مردانہ وار لڑتی رہی۔ اس بیر رانی نے فتحِ عالم کا خواب دیکھنے والے حکمرانِ عظیم کو آگے بڑھنے نہ دیا۔ (دیکھو تاریخ ہند ڈنکر صاحب کا صفحہ ۲۹۳)

چنانچہ سکندر کو ایک سال کا عرصہ لڑتے لڑتے یہاں ختم ہو گیا۔ سکندر نے دو دفعہ اس نیک باطن، شریف اور بہادر عورت کے ساتھ دھوکہ کیا۔ اور منگلور اور مہابن دو نہایت مضبوط اور مشہور قلعے فتح کر لئے (گلشنِ موہیالی صفحہ ۶۲)

راجہ ابھی سے سکندر کا گٹھ جوڑ :- سکندر نے دوآبہ سندھ ساگر کے ابھی یا آمبھی نامی حکمران کو جو مہاراجہ پورس سے عداوت رکھتا تھا حکمتِ عملی سے اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ناعاقبت اندیش دشمن لڑو لشکر کے ساتھ سکندر کے اقبال کو آگے بڑھا یعنی

ہوتا ہے۔ کہ رانی شملا کی فوج جو سال بھر سے لڑتے لڑتے تھک چکی تھی۔ بالآخر دشمن کی بے انداز سپاہ و طاقت کی تاب نہ لا کر تباہ ہو گئی یا بھاگ گئی :۔ (گلشنِ موہیالی صفحہ ۶۲)

۲ — (ا) مہاراجہ پورس اور سکندر اعظم کی لڑائی :۔

مادرِ ہند کے بے وفا بیٹے امبھی والئے ٹیکسلا کے ہمراہ سکندر دریائے اٹک سے بلا روک ٹوک ٹیکسلا میں آ گیا۔ وہاں پر ایرانی فوج نے مہاراجہ پورس کے خلاف پورے تین ماہ سامانِ جنگ اور لشکر کی تیاری میں گزارے :۔

سکندر اعظم اور راجہ امبھی کی بے انداز فوج سامانِ جنگ کے ساتھ پوری تیاری سے ایک دوآبہ کے موہیال راجہ کو زیر کرنے کے لئے ٹیکسلا سے روانہ ہوئی۔ گو سکندر کے پاس مہاراجہ پورس سے دو چند فوج تھی (دیکھو تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے صفحہ ۴۸)۔ مگر جب وہ دریائے جہلم کے مغربی کنارے پر پہنچا تو دریا کے دوسرے کنارے مہاراجہ کا لشکر مقابلہ کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اس نے سکندر کی ناکہ بندی کے لئے تقریباً سب گزرگاہوں پر ہاتھیوں کی قطاریں کھڑی کر رکھی تھیں۔ دریا کا پاٹ بھی موسم برسات کی وجہ سے ایک میل کے قریب نظر آتا تھا۔ سکندر نے دریا کو پار کرنے کے لئے کوئی راستہ نہ پا کر جاسوسوں کو ادھر ادھر دوڑایا۔ انہوں نے جلد واپس آ کر خبر دی۔ کہ شاہی کیمپ سے ۱۵ میل شمال کی طرف دریا کے اندر ایک جزیرہ ہے۔ جہاں سے رات کو فوج کا گزر ممکن ہو سکتا ہے۔ (دیکھو واقعاتِ ہند کا صفحہ ۱۴-۱۵)

ل مہاراجہ پورس سارسوت برہمن اور وید خاندان کا مورثِ اعلیٰ نیز مہاراجہ جے پال کا بزرگ تھا (دیکھو اتہاس سارسوت برہمن کا صفحہ ۹ تا ۱۲ و کتاب مخزنِ پنجاب کا صفحہ ۹۴۵) یہ نوٹ اُن مصنفین کی تسلی کے لئے دیا گیا ہے جو مہاراجہ پورس اور مہاراجہ جے پال کو وید خاندان کا مورث تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ جیسا کہ ٹاڈ صاحب نے بھی اس مہاراجہ کو چندر بنسی درج کر دیا ہے۔ (دیکھو ٹاڈ راجستھان مترجمہ مفتی کا صفحہ ۱۴۷)

سکندر نے کھرڑی (منگلامائی) کے قریب دریائے جہلم کو عبور کیا:۔ اتہاس سار ستو پر ہمن میں درج ہے۔ کہ کھرڑی کے مشہور مقام (رند منگلامائی) سے سکندر نے دریائے جہلم کو عبور کرنے کا عزم کیا۔ اس نے کھوڑی کے میدان کے بہت سے درختوں کو کٹوا کر آگ لگوادی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آگ کے شعلے اور چنگاریاں تو چند گھنٹوں کے بعد بجھ گئیں۔ مگر زمین گھنٹوں تپتی رہی۔ رات اندھیری تھی۔ آسمان ابر آلود تھا چنانچہ طوفانِ بادوباراں میں سکندر گیارہ ہزار آزمودہ کار نوجوانوں کو ہمراہ لے کر راتوں رات مخصوص گھاٹ سے دریا پار ہو گیا۔ اور باقی فوج سردست وہیں چھوڑ گیا:۔

مہاراجہ پورس کا فرزند میدانِ جنگ میں شہید:۔ مہاراجہ پورس کو جو بے خبر دشمن پر حملہ کرنے یا شبخون مارنے کو خلافِ تہذیب و مردانگی خیال کرتا تھا۔ حقیقتِ حال سے واقفیت ہوئی۔ تو اس نے اپنے بیٹے کو کسی قدر فوج دے کر مقابلہ کے لئے بھیجا جو بہادری سے لڑتا ہوا شہید ہوا:۔

مہاراجہ پورس اور اس کی فوج تپی ہوئی زمین پر:۔ اب مہاراجہ پورس خود فوج لے کر دشمنوں کے سر پر بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑا۔ یونانی لشکر اپنے سپہ سالار کے حکم سے پیچھے ہٹتا ہٹتا دریا سے پار اُتر کر اس تپیدہ (تپتے ہوئے) مقام کے دو طرف ہو گیا۔ اور راجہ کا بے خبر لشکر درمیان میں اس آتش زدہ مقام پر آپہنچا۔ ہاتھیوں۔ گھوڑوں اور انسانوں کے پاؤں جلنے لگے۔ فوجی ترتیب قائم نہ رہ سکی۔ اِدھر اُدھر منتشر ہونے کے باوجود فوج کئی گھنٹے تک میدانِ مقابلہ میں ڈٹی رہی۔ سخت ناموافق حالات کے پیدا ہونے سے جہاں راجہ کے دو فرزند میدان میں کام آئے (دیکھو لیتھبرج صاحب کی تاریخ ہند کا صفحہ ۴۸) وہاں اس کی فوج کے پاؤں بھی اُکھڑ گئے۔ مگر مہاسورما اپنی فوج کے بھاگ جانے اور زخموں سے نڈھال ہونے پر بھی میدانِ جنگ میں برابر تیر اندازی کے کمال دکھاتا رہا:۔

تاریخ ہند تھامسن کے صفحہ ۲۰-۲۷ میں لکھا ہے۔ کہ مہاراجہ پورس کی شجاعت دیکھ کر سکندر نے اپنے دلیر غنیم کو بچانے کی آرزو کی۔ اس کی استدعا پر مہاراجہ پورس نے سکندر سے ملاقات کی۔

ایرین نامی یونانی مؤرخ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے:

مہاراجہ پورس کے وفادار ہاتھی کی دانشمندی:۔ مؤرخ پلوٹارک مصنف "لائف آف دی الیگزینڈر" میں لکھتا ہے کہ "مہاراجہ پورس کے ہاتھی نے دورانِ جنگ اپنے آقا کی نہایت عقلمندی اور وفاداری سے جان بچائی جب تک سوار مہاراجہ دشمن کی فوج سے لڑتا رہا۔ ہاتھی نے کسی حملہ آور کو راجہ کے نزدیک نہ پھٹکنے دیا۔ مگر جب وہ تیروں کی بوچھاڑ اور زخموں کی کثرت سے مدہوش ہو کر نیچے گرنے لگا۔ تو اس نے نہایت آہستگی و دانشمندی سے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر راجہ کے جسم میں سے اپنی سونڈ کے ذریعے ایک ایک تیر باہر نکال پھینکا"۔

مہاراجہ پورس کی سکندر اعظم سے ملاقات:۔ سکندر اپنے مصاحبین کے ہمراہ گھوڑا بڑھا کر لشکر سے باہر نکل آیا۔ اور دیر تک پورس کے خوبصورت بدن اور پُرکشش قدوقامت کو دیکھتا رہا۔ زیادہ حیرت اُسے اس بات پر ہوئی۔ کہ پورس کے چہرے پر ہزیمت و شرمندگی کا کوئی اثر ہویدا نہ تھا۔ بلکہ وہ بہادرانہ انداز سے اُسے (سکندر کو) ملنے کے لئے آگے بڑھا۔

دورانِ ملاقات سکندر نے پورس سے پوچھا "تمہارے ساتھ کیسا سلوک ہونا چاہیئے؟" مہیپال ہیرو نے جواب دیا "جیسا سلوک ایک بادشاہ کو دوسرے بادشاہ سے کرنا زیبا ہے"۔ سکندر اس موزون و برجستہ جواب سے بے حد خوش ہوا۔ اس نے خندہ پیشانی سے پورس کا سب ملک و مال اس کے حوالے کر دیا۔ اس طرح دونوں حکمرانوں میں مستقل طور پر رابطۂ اتحاد قائم ہو گیا۔ [دیکھو تاریخ ہند لالہ من موہن لعل صفحہ ۸۰۔ جو کہ مصنف نے ایرین نامی یونان کے ایک سچے مؤرخ کی کتاب سے اخذ کیا ہے]

سکندر نے برلبِ دریائے جہلم دو شہر آباد کئے:۔ سکندر اعظم نے پنجاب میں اپنی یاد کو قائم رکھنے کے لئے دریائے جہلم کے کنارے پر دو گاؤں "نیکایا" اور "بیوسفیلا" آباد کئے۔ نیکایا کا محلِ وقوع تو موجودہ موضع مونگ سمجھ لیجئے۔ اور بیوسفیلا کا محلِ وقوع جسے سکندر نے اپنے بیوسفیلس نامی گھوڑے کے مقامِ وفات کی یاد میں آباد کیا مشکوک ہے۔ پلائینی اور پلوٹارک کے خیال میں یہ وہ مقام ہے جہاں سکندر نے جہلم کو عبور کیا تھا۔ ایرین کے خیال میں بیوسفیلا

وُہ مقام ہے جہاں سکندر نے دریائے جہلم کے مغربی کنارے کیمپ لگایا تھا۔

کیتھی یا کھتوی قوم پر یونانیوں نے بمقام سانگلہ ہاتھ صاف کیئے:۔ اس کے بعد سکندر کا کیتھی یا کھتوی المعروف کاٹھی قوم سے جو کھش عرف کھ نام کا بگاڑ ہے بمقام سانگلہ معرکہ عظیم ہوا۔ اس میں قومی غداروں نے رات کے وقت سکندری فوج کے لئے قلعہ کے دروازے کھول دئے۔ یونانیوں نے کاٹھی قوم پر خوب ہاتھ صاف کیئے۔ مردان کارزار بید ردی سے قتل کیئے گئے۔ اور شہر سانگلہ اور اس کے قلعہ کو آگ لگا کر تباہ و ملیا میٹ کر دیا گیا۔

پھر شہر امرت سر کے نواح میں بقول مؤرخین مالوہ قوم (موہیالوں) سے سکندر کا خونریز مقابلہ ہوا۔ آج کل تو اس علاقہ کو ماجھہ کہتے ہیں۔ دریائے ستلج کے پار کا علاقہ مالوہ کے نام سے مشہور ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وُہ موہیال قوم جس کے نام پر یہ علاقہ "مالوہ" مشہور ہوا ہے۔ پہلے یہاں آباد تھی۔ بعد ازاں جاٹ قوم کے آباد ہونے سے یہ ماجھہ نام سے موسوم ہوا۔ یہاں موہیال سورماؤں نے بڑے زور شور سے یونانیوں کا مقابلہ کیا۔ مگر رائی اور پہاڑ کا کیا مقابلہ؟ کہاں ایک مختصر و محدود قوم اور کہاں یونان سے دریائے راوی تک کے ممالک کا شہنشاہ۔ [واقعات ہند کے صفحہ ۱۳ میں درج ہے۔ کہ "آخر سولہ ہزار جوانمرد و شہسوار موہیال میدانِ جنگ میں کام آئے۔ ہزارہا قید ہوئے۔ اور باقی پہاڑوں کی طرف چلے گئے اگرچہ موہیالوں کو شکست ہوئی۔ اور وہ تباہ ہو گئے۔ مگر اس جنگ نے یونانیوں کے دل و دماغ پر موہیالوں کی شجاعت، مردانگی اور فنِ جنگجوئی کا سکہ منقش کر دیا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ "ایشیا میں جس قدر قوموں سے ہم کو واسطہ پڑا۔ ان سب میں سے یہ لوگ زیادہ بہادر و جنگجو تھے"]۔

لیتھبرج صاحب اپنی تاریخ ہند میں رقمطراز ہیں کہ "پنجاب فتح کرنے میں یونانیوں کو اس قدر دقت پیش آئی۔ کہ سکندر کی فوج نے دریا سے پار اترنے سے کانوں پر ہاتھ رکھا۔ اور آگے بڑھنے سے صاف انکار کر دیا۔ بعض مؤرخین نے سکندر کا دریائے ستلج سے واپس لوٹنا لکھا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ وہ دریائے بیاس سے بمجبوری اپنے ارادہ کے برخلاف لوٹا تھا"۔

سکندر کی واپسی :- پنجاب میں قریباً دو سالہ جنگ و جدل کی زندگی سے تنگ آکر سکندر نے مقام بیوسفیلا میں اپنے یونانی ہموطنوں و مفتوحات کی محافظت کے لیئے یوڈیموس نامی صوبیدار متعین کر دیا۔ نیز اُسے اپنے دلی رفیق مہاراجہ پورس والیئے پنجاب کے صلاح و مشورہ سے مستفیض ہونے کی ہدایت کی۔ اور ممتاز مہاراجہ نے اپنی پرتگیا کے انوسار یونانی صوبیدار اور اُس کے ہموطنوں سے زندگی بھر نیک سلوک روا رکھا ٭

سکندر کے ہمراہ یونان جانے والا "دت" نامی موہیال :- سکندر کی واپسی پر ایک فیلسوف و شنواسی برہمن "کلیان شرمن" جسے یونانیوں نے کلانوس لکھا ہے۔ اپنی پرتگیا انوسار اُس کے ہمراہ ہو لیا۔ اور دوسرا شخص دت نامی موہیال جس کے نام نامی پر اُس کی اولاد بھی "دت" برادری سے موسوم ہوئی۔ مہاراجہ پورس کے سفیر کی حیثیت میں مع بال بچوں کے سکندر کے ہمراہ پنجاب سے روانہ ہوا۔ وہ سکندر کی وفات کے بعد وہاں ہی رہنے لگا۔ اُس کی اولاد مدت تک عرب میں آباد و حکمران رہی ٭

سکندر کی موہیالوں سے خونی جنگ : کتاب ہذا میں یہ پہلے درج ہو چکا ہے۔ کہ موجودہ ملتان اُن دنوں "موہیال ستھان" (موہیالوں کی بستی) کہلاتا تھا۔ اور انہی دنوں دوآبہ سندھ ساگر کا بیشتر حصہ یونانیوں کے قبضۂ اقتدار میں تھا۔ جب شاہی لشکر ملتان کے قریب پہنچا تو وہاں کے جیالے موہیالوں نے انتہائی جوش و خروش سے اس کا مقابلہ کیا۔ مگر سکندر نے حسب عادت ان چار قوموں کا جن کا نام یونانی مورخ نے بگاڑ کر ملوئی۔ یسلوئی۔ اگلاسلوئی اور کسیڈاکوئی لکھا ہے۔ باہم اتفاق نہ ہونے دیا۔ لہٰذا ملوئی کو جو سوائے موہیال بنس کے اور کوئی قوم نہیں ہو سکتی۔ اکیلے لڑنا پڑا۔ غیور بہادر موہیالوں نے مردانگی کے وہ جوہر دکھلائے کہ جہاں سکندر کی فوج بری طرح پسپا و زخمی ہوئی۔ وہاں وہ خود نرغہ میں آگیا۔ اور اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹنے والا تھا۔ مگر آقا کی سلامتی کی غرض سے یونانیوں نے کثیر تعداد فوج سے حملہ کر کے میدانِ جنگ کا نقشہ ہی بدل دیا۔ اقبالِ سکندری نے یاوری کی۔ اس کی جان بچ گئی ــــ اُس کا قہر شاہی سارے ملتان پر نازل ہوا۔ سب نومرد تہ تیغ بے دریغ ہوئے۔ اور ملتان

شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی ؛

<u>سکندر اعظم کی عراق عرب میں وفات</u> :- ۳۲۴ ق م میں سکندر اعظم عراق عرب میں بابل کے مقام پر پہنچ کر سخت بیمار تھا - ہوسِ ملک گیری اور خواہش تاج و تخت جس نے اسے زندگی بھر بے چین بنائے رکھا - اب اُس کے بستر کے گرد "ملک الموت کی صورت میں چکر" لگا رہی تھی - اُس کی دہشتناک صورت کو دیکھ کر اُس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور اُس کی رُوح لرز اُٹھی - بالآخر دایۂ اجل نے اُس پر کرم کیا - اور اُسے ہمیشہ کے لئے اپنی گود میں لیا ؛

<u>مہاراجہ پورس کے قتل کی سازش</u> :- سکندر کی وفات کے بعد پنجاب کے یونانی صوبیدار یوڈیمی موس نے دل ہی دل میں محسوس کیا - کہ مہاراجہ پورس کا مخلص رفیق سکندر تو اس جہان سے کوچ کر گیا - کیوں نہ وہ بھی سکندر کے دیگر جرنیلوں کی طرح جو اپنے اپنے علاقوں پر قابض ہو گئے ہیں - صوبہ پنجاب میں حکمران بن کر اپنے نام کا سکہ جاری کرے ؟ مگر اس روباہ (لومڑی) صفت انسان کے اندر شیر دل والئے پنجاب پورس سے جنگ کرنے کی جرأت و مردانگی کہاں ؟ اس نے ایک کمینہ اور انسانیت سوز حرکت کام میں لانے کا تہیہ کیا - اُس نے ایک چٹھی مہاراجہ موصوف کی خدمت میں لکھی جس کا مضمون یہ تھا :-

" عالیجاہ مہاراجہ بہادر !

میری طرف سے ٹیکسلا میں فلاں تاریخ کو ایک جشن منعقد ہو رہا ہے جس میں گرد و نواح کے امراء و رؤساء کے علاوہ آپ کی مبارک ذات کا شریک ہونا ازحد ضروری ہے براہِ کرم مقررہ تاریخ پر مع خیل و حشم تشریف لا کر ذرّہ نوازی فرمائیں " ؛

—— خاکِ پا :- یوڈیمی موس ——

<u>مہاراجہ پورس کا ٹیکسلا میں شاہانہ استقبال</u> :- نیک دل اور صاف باطن مہاراجہ سکندر کی پہلی دوستی و ہمدردی کو نگاہ میں رکھتے ہوئے مکار صوبیدار کے فریب میں آ گیا - چنانچہ وُہ جشن میں شریک ہونے کے لئے تھوڑی سی فوج کے ہمراہ مقررہ تاریخ اور وقت پر ٹیکسلا میں جا پہنچا - صوبیدار نے بڑے کروفر سے آپ کا استقبال کیا - اور شاہی محل میں رہائش کیلئے ٹھہرایا ؛

مہاراجہ پورس کو رات سوتے میں ہلاک کر دیا گیا:۔ رات کے وقت بدکردار صوبیدار زرہ بکتر اور آہنی خود (فولادی ٹوپی) پہن کر چور کی طرح مہاراجہ کے کمرے میں داخل ہوا۔ انہیں گہری نیند سوتے دیکھ کر صوبیدار نے پیچھے سے اُن کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ اور آپکی آنتیں باہر نکل آئیں — اس قدر تکلیف کے باوجود شیر نر موہیال اُسی آن تلوار لے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور آہنی لباس میں ملبوس صوبیدار کو سامنے دیکھ کر یوں گرجنے لگا:۔

"او بدکردار۔ بے شرم اور غدار صوبیدار! تُو نے گھر بُلا کر اپنے دوست مہمان پر ظالمانہ حملہ کیا۔ ٹھیر! تجھے تیری بدباطنی کا ابھی مزا چکھاتا ہوں" — یہ کہہ کر مہاراجہ نے اُس کے سر پر تلوار کا وار کیا۔ مگر آہنی ٹوپی کے کارن وہ بال بال بچ گیا۔ مہاراجہ کے جسم سے لہو پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔ ایک دو منٹ میں اُس کے پاؤں لڑکھڑانے لگے۔ دشمن گھاتی جلاد نے موقع پا کر دوسرے وار سے مہاراجہ کا کام تمام کر دیا۔—

یہ جانکاہ واقعہ فی الحقیقت موہیالی عروج کے زوال کا پیش خیمہ تھا جو سنہ ۳۲۶ کلجگ میں رُونما ہوا:۔

مہاراجہ پورس کی مرتیو پر سارے بھارت میں ماتم:۔ دھرم مورت۔ شجاعت مجسم اور رعایا پرور مہاراجہ کی حسرتناک موت کا دہشت انگیز واقعہ سُن کر نہ صرف بھارت کے کونہ کونہ میں بلکہ یونانیوں کے مقبوضات میں بھی یونانی قاتل کے بزدلانہ فعل کے خلاف غصہ و نفرت کی لہر دوڑ گئی۔ کروڑہا انسانوں نے اپنے ہر دل عزیز حکمران کی دائمی جدائی پر محبت و عقیدت کے آنسو بہائے — آخر حسب وصیت مہاراجہ موصوف آپ کا انتیشٹی سنسکار موجودہ مقام مانکیالہ سٹوپ میں نہایت شان و عقیدت سے انجام پایا:۔

۲۔ (ب) مہاراجہ مانک رائے برادر زادہ مہاراجہ پورس

مہاراجہ مانک راؤ کی تخت نشینی:۔ مہاراجہ پورس کے دونو بیٹے اُن کی آنکھوں کے سامنے سکندر سے جنگ کرتے شہید ہو گئے تھے۔ اس لئے اب اُن کا برادر زادہ مانک راؤ

(چھٹا موہیال راجہ) سلطنت کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ یونانیوں نے ملک میں بے حد بدنظمی اور دھڑا بندی پیدا کر رکھی تھی۔ نیز موہیالوں کا باہمی رابطۂ اتحاد و سنگھٹن بھی حسد اور نفاق میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کم عمر اور ناتجربہ کار حکمران کی بے بسی و کمزوری سے فائدہ اٹھا کر راجہ بجے سنگھ والئے جموں نے اس کے علاقہ پر حملہ کر دیا۔ گو اس نے بہت دیہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر رائی کا پہاڑ سے کیا مقابلہ؟ بجے سنگھ تخت و تاج کا مالک ہوا۔ اور مانک راؤ بال بچوں کے ساتھ جلاوطن ہو کر بمقام بستی (موجودہ علاقہ سرہند) جا آباد ہوا۔ اس طرح سمت ۲۷۷۰ کلجگی مطابق ۲۶۶ قبل سمت بکرمی میں موہیالی راجیہ کا خاتمہ ہوا۔

مانک راؤ نے اس جگہ جہاں مہاراجہ پورس کی نعش سپرد آتش کی گئی تھی شہر مانکیالہ آباد کیا۔ جو اب تک ستوپ مانکیالہ کے نام سے ضلع راولپنڈی میں موجود ہے۔

سرہند میں مانک راؤ کے خاندان نے عروج پکڑا:۔ علاقہ سرہند "مالوہ" کے نام سے موسوم ہے۔ پہلے بھی یہاں موہیالوں کی حکومت قائم تھی۔ مانک راؤ نے بھی موہیالی شان اور عظمت کو قائم رکھنے کے لئے ایک ریاست قائم کر لی۔ اور جلد ہی اس کا خاندان فارغ البالی اور آسودگی سے گزارہ کرنے لگا۔

یونانی مؤرخ نے بھی اس علاقہ کی میگالی جاتی کے ایک راجہ کا ذکر اپنی تصنیفات میں کیا ہے۔ یونانی تحریر میں مالوہ اور میگالی کا نام صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ موہیالوں کا علاقہ تھا۔ آج کل بھی وہاں جابجا موہیال بستے ہیں جن میں سے اکثر عام برہمنوں سے رشتہ کا لین دین کرتے ہیں۔ گویا اب وہ اپنے اصلی نام اور موہیالی صفات سے ناآشنا ہو چکے ہیں۔

یونانیوں کے خلاف موہیالوں اور کاٹھیوں کا اتحاد:۔ مہاراجہ پورس کو دھوکے سے قتل کر کے بدباطن یونانی صوبیدار نے اپنے خلاف ہر ایک پنجابی کے دل میں نفرت کا بیج بو دیا۔ مہاراجہ چانکیہ برہمن نے جو بعد ازاں سلطنت مگدھ کے وزیر اعظم ہوئے۔ اور جنہوں نے چانکیہ نیتی نامی مستند پستک تصنیف کی ستم دیدہ اور آفت رسیدہ موہیال جاتی کی امداد پر کمر ہمت باندھی۔ نیز ورشل نامی راجکمار نے بھی جو بعد میں مہاراجہ چندر گپت

کے نام سے مگدھ کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ موہیالوں کی امداد کے لئے شفقت کا ہاتھ بڑھایا۔ مہاراجہ پورس کا دھوکہ سے قتل۔ شہر سانگلہ و ملتان نیز دوآبہ باری میں موہیالوں کے قتلِ عام کا نقشۂ ستم دیدہ موہیالوں کی آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ اور اُن کے سینہ میں اِنتقام (بدلہ) کی آگ بھڑک اُٹھی۔ "ویرورشل" مصنفہ پنڈت لیکھرام حصّہ اوّل صفحہ ۹ پر درج ہے :-

"یونانیوں پر پے در پے حملے ہوئے۔ اور وُہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ کاٹھی دلاوروں نے بھی خوب دادِ شجاعت دی۔ موہیالوں اور کاٹھیوں نے مل کر یونانیوں سے اُن کے ظلم و ستم کا بدلہ لیا۔ اور گاجر مُولی کی طرح انہیں کاٹ گرایا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یونانی صوبیدار ۱۲۵ ہاتھی۔ تین ہزار پیادہ اور پانسو سوار اپنے ہمراہ لے کر وطن کی طرف بھاگا۔ چنانچہ وُہ راتوں رات دریائے سندھ سے پار ہو گیا"۔

<u>شہر مانکیالہ و سٹوپ پر ایک تواریخی سرسری نظر</u>:- مرے صاحب اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:- "سٹوپا کے چاروں طرف اوپر جانے کو سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ جن پر پختہ پلستر تھا۔ مگر اب وہ گر جانے کے کارن کہیں دکھائی نہیں دیتیں۔ البتہ گرے ہوئے پتھروں کے اوپر سے گزر کر انسان سٹوپ کے اوپر جا سکتا ہے۔ ۲۳ اپریل ۱۹۱۶ء کو جب میں نے اسے جا کر دیکھا۔ تو خستہ حال پایا۔ اس سٹوپ کے متصل مانکیالہ نامی گاؤں ہے۔ جس میں کل آبادی مسلمانوں کی ہے۔ اِس گاؤں کے نیچے قدیمی شہر کے کھنڈرات دبے پڑے ہیں۔ یہ گاؤں بعہدِ گکھڑاں (موجودہ گوجر قوم کے بزرگوں سے) آباد ہوا تھا۔ سابقہ شہر کی دیواروں کے نشان گاؤں کی گلیوں میں صاف نظر آتے ہیں۔ کھدائی کے وقت اِرد گرد کی زمینوں سے بڑے بڑے پتھر تراشیدہ و ناتراشیدہ نکلتے ہیں جس سے اس قدیم شہر کی وسعت کا پتہ ملتا ہے۔ یہاں ایک مسجد کی بنیادیں کھودتے ہوئے ایک قدیم مندر کی دیواروں کے نشان ملے تھے جس کے پتھر اکھاڑ لیے گئے تھے۔ ایک قدیمی تالاب بھی ہے جس کے پتھروں سے اس مشہور سٹوپ کی کسی قدر مرمت ہوئی ہے۔

اس گاؤں کے لوگ بتاتے ہیں۔ کہ جو شخص یہاں مکان بنانا شروع کرتا ہے۔ اس کو زمین میں سے پرانے سکے ضرور دستیاب ہوتے ہیں۔ اور وہ مکان کی لاگت کو پورا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ مجھے بھی ایک امام مسجد کی عنایت سے ایک چھوٹا سا پیسہ ملا جس پر ایک شورما کی تصویر ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے نظر آتی ہے۔ اس پر تو کبھی راجہ کا نام یا سنہ وغیرہ پڑھا جاتا ہے۔ باشندگانِ دیہہ (گاؤں) کو سونے چاندی کے سکے عموماً ملتے رہتے ہیں۔ جنہیں انگریز لوگ اچھے داموں خرید لیتے ہیں۔

زمینوں میں سے کئی ایک پرانے کنوئیں برآمد ہوتے ہیں۔ جو کافی پانی دیتے ہیں۔

مانکیالہ سٹوپ کی تاریخی تحقیقات کے لئے کھدائی:۔ ۱۸۰۸ء میں سٹارٹ الفنسٹن صاحب نے اس سٹوپ کے تاریخی حالات شائع کئے ۱۸۳۰ء میں جنرل ونٹورا صاحب نے بعہدِ مہاراجہ رنجیت سنگھ کھدائی کرا کر سکے برآمد کئے جن سے کسی قدر تاریخی حالات پر روشنی پڑتی۔ اس کے بعد جنرل کنگھم صاحب نے ۱۸۶۳ء میں کھدائی کا کام جاری کیا۔ مگر باوجود محنت و زرِ کثیر صرف کرنے کے پورے طور پر یہ بھی پتہ نہ چل سکا۔ کہ یہ مینار کب اور کس نے تعمیر کیا تھا؟

دو آرین کتبے برآمد ہوئے جن کی صحیح تاریخ پڑھی نہ جا سکی سہاں کنز کے ہنوز کے سکے شروع سنہ عیسوی کے برآمد ہوئے۔ مہاراجہ یسودرما کے جس نے ۷۲۰ء میں راج کیا ہے۔ اور اس کے ہمعصر سس نو عربی کے سکے نکلے نیز عبداللہ بن ہاشم کا جو ۷۴۷ء میں بمقام مرو قتل کیا گیا تھا) ایک سکہ دستیاب ہوا تھا یہ سب سکے جنرل ونطورا نے ۲۵ فٹ کی گہرائی کے اندر پتھر کی ایک صندوقچی میں سے پائے تھے جب مزید کھدائی شروع رکھی گئی تو ۵۰ فٹ کی گہرائی پر تانبے کا ایک بڑا برتن ملا جس کے اندر پیتل کا ایک برتن تھا۔ اس میں بھورے (گندمی) رنگ کی کوئی سیال شے دھات پڑی تھی۔ اس برتن کے ڈھکنے پر ایک کتبہ کندہ پایا گیا۔ جو پڑھا نہ جا سکا۔ اس کے اردگرد راجہ کنشک کے سکے ایک سونے کا اور چھ تانبے کے برآمد ہوئے۔

۳ - وید خاندان کا پنجاب میں دوبارہ عروج و اقبال

قسمت کے کرشمے دیکھیے۔ کبھی تو وہ شاہانِ روئے زمین کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی دے کر انہیں دربدر ذلیل و رسوا کراتی ہے۔ اور کبھی کسی گدائے بینوا کے کاسہ کو توڑ پھوڑ کر اُس کے سر پہ زرّیں تاج رکھ دیتی ہے۔ اوراقِ تواریخ کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ "ہر کمالے را زوالے و ہر زوالے را کمال" پورے ۱۱۳۸ برس کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد مہاراجہ پورس کی نسل کے نحوس دن ختم ہو گئے۔ اور اُن کا سویا ہوا نصیبہ پھر جاگ اُٹھا۔

(۱) ساتواں موہیال راجہ بچن پال ۸۱۰ء سے ۸۶۶ء تک — کی تواریخ صاحب نما میں مذکور ہے۔ کہ راجیانِ سرہند نے زور پکڑا۔ اور اُن میں سے راجہ بچن پال نے جاہ و جلال کے ساتھ پنجاب کی حکومت کی باگ ڈور اپنے قبضہ میں لی۔ اور قلعہ بہنڈ[1] کو اپنی راجدھانی بنایا"۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ تحریر کی غلطی سے "بھیرہ" کی بجائے "بہنڈ" لکھا گیا ہے۔ ورنہ دریائے اٹک کے مغربی کنارے پر جو اس نام کا قلعہ اور صدر مقام شاہانِ مابعد رہا ہے سو وہ اس وقت کنشک خاندان کے راجگان کے قبضہ میں تھا۔ مگر ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق میں جھنڈا (واقع ریاست پٹیالہ) بحوالہ تاریخ فرشتہ لکھا ہے (دیکھو ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق صفحہ ۱۸۴) چنانچہ خاندانِ مذکور کا آخری راجہ جس کا نام تاریخ ہند پروفیسر ذکاء اللہ میں کٹھوہان درج ہے۔ حکمران تھا۔ خیر! مہاراجہ بچن پال کے سر پر آرائے تخت ہونے کے بعد اہل

[1] ٹالمی صاحب نے اس شاہی خاندان کے مقام رہائش اوہنڈ کو گندھار قدیم کی دار السلطنت کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اس کا ذکر البیرونی نے بھی اپنی کتاب انڈیا جلد اوّل کے صفحہ ۲۰۶-۲۵۹ اور ۳۱۷ بیہوی آہنبہ کے نام سے کیا ہے۔ دیکھو راج ترنگنی مترجمہ ٹھاکر چند جلد دوم کا صفحہ ۱۷۶ ضمیمہ نوٹ ہائے راج ترنگنی۔ سدلیجہ بھیم والئے ویہند کا ذکر بھی اسی راج ترنگنی میں درج ہے۔

پنجاب کو مغربی حملہ آوروں کے جور و ستم سے رہائی نصیب ہوتی۔ اور ملک کے اندرونی ٹھگوں اور ڈاکوؤں سے بھی خلقِ خدا کو امان حاصل ہوا۔

ابھی مہاراجہ کے عہد میں موہیال بنس کی ایک اور سلطنت آگرو سے دریائے اٹک قائم ہوئی۔ جو کابل کے برہمن راجے کہلاتے تھے۔ اور جنہیں بعض مورخوں نے گندھار کے حکمران بلکہ کر ان کا صدر مقام ویہند بر لب دریائے سندھ بتایا ہے۔ اس خاندان کا پہلا راجہ سامند تھا۔

راجہ بچن پال نے ۱۵ سال کی شاندار حکومت کے بعد تخت و تاج اپنے فرزند راجکمار رن سنگھ کے حوالے کیا۔ اور خود عالمِ عقبےٰ کو سدھارا۔

(ب) آٹھواں موہیال راجہ رن سنگھ — ۸۶۶ء سے ۸۹۱ء تک — اس کے دورِ حکومت میں ہر طرح سے امن و امان رہا۔ اور کوئی واقعہ قابلِ اندراجِ تاریخ پیش نہیں آیا۔

(ج) نواں موہیال راجہ بیر سنگھ — ۸۹۱ء سے ۹۳۶ء تک — راجہ بیر سنگھ مہاراجہ رن سنگھ کا فرزند اسم با مسمیٰ تھا۔ اس کے عہد میں خراسان میں مسلمانوں کا بڑا زور ہو گیا تھا۔ اس کی سرحدِ غزنی پر ایک زبردست موہیال بھیم شاہی حکمران تھا جس کی سرحد مسلمانوں سے ملتی تھی مگر کوئی دشمن اس کے رعب و دبدبہ کی تاب لا سکتا تھا۔ اسی وجہ سے پنجاب اس کے عہد میں بیرونی حملہ آوروں سے بالکل محفوظ رہا۔

(د) دسواں موہیال راجہ پرتھی پال — ۹۳۶ء سے ۹۵۱ء تک — مہاراجہ بیر سنگھ کے اکلوتے بیٹے پرتھی پال نے نہایت جرأت اور دانشمندی سے اپنے مرحوم باپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ۱۵ سال تک پنجاب میں حکومت کی۔ اگرچہ سارے خراسان میں مسلمان پھیلے ہوئے تھے مگر کسی کو بھی اس کے علاقہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ تاریخ ہند کے غیر ملکی مورخوں نے بیر سنگھ کو "اسپنال" کے نام سے پیش کیا ہے۔ اور یہ ان کی ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اس مہاراجہ نے

بعہم شاہی والئے افغانستان کی ریاست کو اُس کے ہاں اولادِ نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے بزورِ شمشیر اپنی سلطنت میں شامل کر لیا:۔

(۱۱) گیارھواں موہیال راجہ جیپال ۹۵۱ء سے ۱۰۰۲ء تک

اتہاس سارسوت براہمن کے صفحہ ۱۲۱ میں مرقوم ہے۔ کہ ویدوں کا مورثِ اعلیٰ جیپال۔ آنندپال اور گوکھ رائے راجہ پورس کی نسل سے تھے۔ ایسا ہی "مخزنِ پنجاب" مطبوعہ نولکشور پریس ۱۸۷۷ء کے صفحہ ۵۴۹ سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ راجہ جیپال راجہ پورس کی اولاد میں سے تھا۔ تواریخ فرشتہ کے اردو ترجمہ کے صفحہ ۲۷ جلد اول میں درج ہے۔ کہ راجہ جیپال برہمن تھا۔ اور اس کی ملکی سرحد ہند کی سرحد سے لمغان اور کشمیر سے ملتان تک تھی۔ اس کا صدر مقام قلعہ وی ہند میں تھا جو قلعہ اٹک سے پندرہ میل شمال رو دریائے اٹک کے مغربی کنارے پر آج کل ایک معمولی گاؤں کی شکل میں موجود اور پٹھانوں کی بستی ہے۔ اس قلعہ کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جس کو سلطان محمود کے تباہ کن ہاتھوں نے مسمار کر دیا تھا۔ یہ گاؤں اب ہنڈ کے نام سے مشہور ہے (دیکھو ٹاڈ راجستھان ترجمہ افق صفحہ ۴۸۱) بعض مؤرخوں نے اس کو غلطی سے بٹھنڈا (واقع ریاست پٹیالہ) لکھ دیا ہے (دیکھو واقعات ہند مصنفہ مولوی کریم الدین کا صفحہ ۲۲۳):۔

مہاراجہ جیپال کے عہدِ حکومت کے واقعات:۔

(۱) امیر سبکتگین سے پہلی جنگ:۔ مہاراجہ پرتھی پال کی وفات کے بعد اس کا بہادر بیٹا جے پال تختِ سلطنت پر متمکن ہوا۔ ۲۵ سال تک تو اس کا دورِ حکومت خوب امن و امان سے گزرا۔ مگر ۹۷۶ء میں الپتگین کے مرنے پر اس کا غلام سبکتگین غزنی کے تخت پر بیٹھا۔ اُس نے سندھ پر حملہ کر دیا قتل و غارت کرتا اور ہندوؤں کو مسلمان بناتا ہوا وہ ملتان تک چلا آیا۔ مہاراجہ جیپال کو بھی غنیم کی حرکات و سکنات کی برابر اطلاع برابر پہنچتی رہی۔ ملتان اُن کے قبضہ میں نہ تھا۔ بلکہ صوبہ سندھ میں شامل تھا۔ اس لئے مہاراجہ

لے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے افغانستان سے مارچ کر کے پنجاب میں قیام کیا۔ چونکہ امیر سبکتگین ملتان سے لاہور کی طرف لوٹ مار کرتا ہوا آگے بڑھا مہاراجہ جیپال خود اس کے مقابلہ پر آ پہنچا۔ اس جنگ کا حال تاریخ صاحب نما کے قلمی نسخہ میں فارسی زبان میں یوں درج ہے :۔

"از غزنی تاخت آوردہ حدود ملتان و لاہور را بغارت داد۔ اکثر مردم ہند مسلمان کردو بسیارے را از جان کشت۔ ازیں طرف رائے جیپال بمقابلہ پرداخت۔ سلطان تابِ جنگ نیاوردہ بغزنی شتافت۔ رائے مسطورہ تعاقب کردہ تا حدیکہ قلعہ غزنی را محاصرہ انداخت۔ قلعہ قریب الفتح بود۔ کہ برف و باراں بارید و لشکرِ ہند سختی کشیدہ آخر بصلح گرد محاصرہ گذاشتہ بہند آمد" ؛

ترجمہ :۔ سلطان (امیر سبکتگین) نے غزنی سے فوج کشی کر کے ملتان اور لاہور کی حدود میں لوٹ مچادی۔ اکثر ہندوؤں کو مسلمان بنا لیا۔ اور کئی ایک کو جان سے ہلاک کر دیا۔ اِدھر سے راجہ جیپال مقابلہ کے لیئے بڑھا۔ تو سبکتگین مقابلہ کی تاب نہ لا کر غزنی کی طرف بھاگ نکلا۔ راجہ موصوف نے اس کا غزنی تک پیچھا کیا۔ مگر سبکتگین نے غزنی کے قلعہ میں محصور ہو کر دروازے بند کر لیئے۔ قلعہ فتح ہونے کے قریب تھا۔ کہ برف اور بارش کی بارش شروع ہو گئی۔ اہل ہند (گرم ملک کے باشندے) سردی کی شدت سے تنگ آ گئے۔ راجہ صلح کر کے خود محاصرہ چھوڑ کر ہندوستان کو لوٹ آیا" ؛

اوپر کے تاریخی اقتباس سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ

(۱) مہاراجہ جیپال ایک منتظم، مدبر اور بہادر مہاراجہ تھا۔ اور سبکتگین اس کے مقابلہ کی تاب نہ رکھتا تھا ؛ (۲) امیر سبکتگین نے پنجاب کے علاقوں میں لوٹ مار مچا کر راجہ جیپال کو جنگ کے لیئے آمادہ کیا ؛ (۳) محاصرہ اٹھاتے یا صلح کرتے وقت طرفین میں تاوان یا جنگ کے اخراجات کے لین دین کا بالکل ذکر نہیں ؛

اکثر مورخین کی غلط بیانیاں یا قیاس آرائیاں :۔ اکثر مورخین نے ایک دوسرے کی دیکھا

دیکھی اس جنگ میں مہاراجہ جے پال کی طرف سے صلح کی درخواست کرتے ہوئے پچاس اونٹ دے کر اور رقم کثیر لاہور پہنچ کر ادا کرنے کا "وعدہ" لکھ دیا ہے۔ اور یہ بھی درج کر دیا ہے۔ کہ لاہور پہنچ کر راجہ نے عہد شکنی کی۔ اور تاوان ادا نہ کیا۔ بلکہ امیر سبکتگین کے امراء کو جو رقم موعودہ (وعدہ شدہ رقم) لینے آئے تھے۔ برہمنوں کے ورغلانے سے کھشتری لوگوں کی رائے کے خلاف، خود قید کر لیا۔ اس لئے سبکتگین نے اس پر دوبارہ فوج کشی کی۔ [ان واقعات کے لئے دیکھو قصص ہند و واقعات ہند و تواریخ افغانستان وغیرہ]

واقعات ہند میں راجہ جیپال کا مسلمانوں کے ملک میں جا کر لڑنا تواریخ صاحب نما کے بیان کی صداقت پر کسی قدر روشنی ڈالتا ہے ؛

تاریخ سیر المتاخرین کی مندرجہ ذیل عبارت بھی ہمارے مذکورہ بالا دعویٰ کی تائید کرتی ہے۔

"اکثرے از طرفین جنگ مردانہ کردہ و بر خاک ہلاک افتادند۔ گویند کہ سلطان چوں غلبہ از طرف دشمناں دید۔ بعضے از چشمہ ہائے کہ دراں نواحے بودند۔ اگر از قاذورات چیزے دراں افتادے۔ برف عظیم باریدے۔ سلطان فرمود۔ کہ تا دراں چشمہ ہائے اندکے قاذورات بیندازند حسب اللامر عمل آمد۔ برف سخت پیدا گردید۔ از دویدن باد تند و غرّیدن رعد و باریدن برف بسیار لشکریان راجہ را دل از دست رفت"۔

ترجمہ:۔ طرفین میں سے بہتوں نے مردانہ وار جنگ کر کے راہ عاقبت اختیار کی۔ کہتے ہیں۔ کہ جب بادشاہ نے دشمن کا غلبہ دیکھا۔ تو بعض چشمہ ہائے آب جن میں بہت گندگی ڈالنے سے برف عظیم برسنے کا غالب یقین تھا گندگی ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ اور جیسا کہ یقین تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ سخت برف باری ہوئی۔ اور سرد ہوا کا طوفان آگیا۔ بجلی کڑکنے لگی۔ یہ حالت دیکھ کر راجہ کی فوج گھبرا گئی ؛

تاریخ سیر المتاخرین کے علاوہ اس برف باری وغیرہ کا تذکرہ قصص ہند میں بھی درج ہے۔ تحریر مندرجہ سے بھی مہاراجہ پنجاب کا غلبہ اور مسلم بادشاہ کے مقابلہ کی تاب لانے

برعکس روشنی پڑتی ہے۔ اور جنگ کا محلِ وقوع بھی غزنی کے راج ہی میں ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس طرف پشاور یا لاہور یا ملتان کے نواح میں کوئی ایسا چشمہ نہ سنا گیا ہے نہ ان علاقوں میں برف باری ہوتی ہے ؛۔

اگر مسلمان بادشاہ کو تابِ مقابلہ ہوتی۔ تو وہ مردانہ وار جنگ کرتا۔ نہ کہ ناجائز حیلوں سے کام لیتا۔ ہاں مؤرخین نے سبکتگین کے بھاگنے اور قلعہ غزنی میں محصور ہو جانے اور قلعہ کے قریب الفتح ہونے کا ذکر تک نہیں لکھا ہے۔ بقول مؤرخ تواریخ واقعاتِ ہند یہ جنگ ۹۷۶ء مطابق سمت ۱۰۳۳ بکرمی میں ہوئی تھی۔ تواریخِ افغانستان کے صفحہ ۱۰۴ پر اس جنگ کا میدان پشاور اور جمرود کے درمیان لکھا ہے۔ ایسا ہی اور بھی چند ایک مؤرخوں نے اوٹ پٹانگ لکھ مارا ہے ؛۔

مہاراجہ جے پال کی امیر سبکتگین اور سلطان محمود سے دوسری و تیسری جنگ :۔

اِن دو لڑائیوں کے سمبندھ میں چند مسلّم تواریخی اقتباسات پر ایک سرسری نظر ڈالی جاتی ہے :۔

(۱) عام طور پر مسلم مؤرخین نے دوسری جنگ کا کارن مہاراجہ جے پال والئے پنجاب کا جنگ کے اخراجات (تاوان) وصول کرنے والے غزنی کے امراء کو قید کرنا ظاہر کیا۔ لیکن اس سے پہلے معقول دلیلوں سے مسلم مؤرخین کی غلط بیانیوں کی تردید کی جا چکی ہے وہ لکھتے ہیں۔ کہ اس دفعہ قنوج۔ کانگڑہ۔ اجمیر بلکہ دہلی تک کے راجاؤں نے والئے پنجاب کو امدادی لشکر بھیجے۔ بھلا جس والئے پنجاب نے سبکتگین کو اپنے علاقہ سے نہ صرف مار بھگایا۔ بلکہ اس کے وطن غزنی تک تعاقب کر کے اسے قلعہ غزنی میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا۔ کیا اسے اب دوسرے راجاؤں سے کمک حاصل کرنے کی ضرورت لاحق ہو گئی تھی؟ کیا اب اس کی فوج کم ہو گئی تھی؟ نہیں ایسی کوئی بھی وجہ نہ تھی۔ بلکہ ان مؤرخوں کا مدعا محض یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ سبکتگین کی تھوڑی سی فوج نے مہاراجہ جے پال کی بے انداز فوج کو شکست دی۔ اور اُن کا ملک و مال چھین لیا۔ نیز اٹک اور جمرود کے درمیانی علاقہ پر قبضہ

کر کے اپنے ایک معتمد سردار کو ۱۰ ہزار فوج دے کر پشاور میں صوبیدار مقرر کر دیا۔

(۲) اگر مہاراجہ جے پال نے اپنی مردانگی و تہور سے پشاور تک کا علاقہ بزور شمشیر مسلمانی لشکر سے چھین لیا۔ تو سلطان محمود کیوں چپ رہا۔ کیوں مقابلہ کے لیئے سامنے نہ آیا؟

(۳) پشاور چھاونی کے دس ہزار سوار اپنا ملک تو دشمن سے چھڑا نہ سکے۔ سلطان نے دس ہزار سوار لے کر کیونکر مہاراجہ جے پال کے ۱۲ ہزار سوار۔ ۳۰ ہزار پیادہ اور ۳۰۰ زنجیر فیل کے لشکر کو مغلوب کر لیا۔ حالانکہ اس لشکر کے علاوہ بقول مصنف "واقعاتِ ہند" افغانوں نے بھی مہاراجہ کو مدد دی تھی (دیکھو واقعاتِ ہند صفحہ ۲۳) جن کو فتح کے بعد امیر نے قتل کر دیا۔ باوجود اس قدر کثیر فوج کے جے پال کو مع عزیزان کیونکر محمود نے قید کر لیا ہوائی جہاز تو محمود کے پاس تھے نہیں۔ جن کے ذریعے وہ مہاراجہ کو قلب لشکر سے پکڑ کر لے جاتا؛

(۴) سلطان نے بھٹنڈہ کو جو بقول مصنف "واقعاتِ ہند" مہاراجہ پٹیالہ کی عملداری میں واقع ہے۔ دورانِ جنگ باوجود سینکڑوں میل کی دوری کے کیونکر تباہ کیا۔ اور اس کی تباہی کی کیا ضرورت تھی؟ پروفیسر ذکا اللہ نے لکھا ہے۔ کہ قلعہ بھٹنڈہ کو مسمار کر کے محمود راجہ کو غزنی میں لے گیا۔ کیا سارے پنجاب کو تماشا دکھلاتے ہوئے اُسے اہلِ ملک و لشکریانِ ہنود کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ محسوس نہ ہوا؟

(۵) محمود غزنوی جس نے اپنے سگے بھائی کو شاہی تخت کے لالچ سے صرف قید ہی نہیں کیا۔ بلکہ دونو آنکھوں سے اندھا بھی کر دیا۔ ہندوستان میں جہاں کہیں بھی پہنچا۔ انسانی نسل کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے میں ہرگز نہ ہچکچایا۔ مگر اُس نے مہاراجہ مذکور کو مع عزیزان قید کر کے اُن کو مسلمان بنا یا نہ قتل کیا۔ اور نہ اُن کا راج چھینا۔ کیا اس کی فطرت و ذہنیت سے ایسی ہمدردی کی توقع ہو سکتی ہے؟

معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو یہ واقعہ سر تا پا غلط و بے بنیاد ہے۔ یا اگر اس میں کچھ اصلیت ہے۔ تو یقیناً محمود نے جے پال کے ساتھ کوئی فریب کھیلا یا شبخون وغیرہ مارا ہو گا۔ افسوس اسلامی تعصب نے تواریخی حقیقت کو پس پردہ ڈال کر طالب راستی کیلئے عقدہ لاینحل بنا دیا ہے؛

مہاراجہ جیپال کے خلاف انوکھا فتویٰ :- آگے چل کر واقعاتِ ہند کا مسلم مؤرخ لکھتا ہے۔ کہ "راجہ جےپال نے بعد از رہائی بے عزتی کا جینا گوارا نہ کیا۔ اور چِتا بنا کر زندہ جل مرا"۔ یہ واقعہ بھی اپنی نوعیت کا دُنیا سے نرالا معلوم ہوتا ہے۔ ہندو عورتیں تو اپنی عصمت کو حملہ آور وحشیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے بہت دفعہ جل کر راکھ ہو گئیں۔ چتوڑ۔ جیسلمیر۔ بہمن آباد اور بھٹنیر وغیرہ کے جوہر کے واقعات تو تاریخ دانوں سے مخفی نہیں ہیں۔ مگر کسی والئے ملک کا شکست پانے پر زندہ جل مرنا تاریخ کے صفحات میں غالباً سب سے پہلا واقعہ اور ناقابلِ یقین فتویٰ ہے۔

۴۔ مہاراجہ آنندپال کا عہدِ حکومت

بارھواں موہیال راجہ ۔ ۱۰۰۲ء سے ۱۰۱۳ء تک

مہاراجہ آنندپال فرزند ارجمند مہاراجہ جیپال ۱۰۰۲ء میں تختِ پنجاب پر جلوہ افروز ہوا۔ اسلامی مؤرخوں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے مصنفوں نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ "سلطان محمود غزنوی نے ملتان کے مسلمان صوبہ دار پر خراج نہ ادا کرنے کے الزام میں فوج کشی کی۔ جب وہ پشاور کے قریب پہنچا۔ تو راجہ آنندپال اُس سے برسرِ پیکار ہوا۔ مگر محمودی لشکر سے پسپا ہو کر وہ کشمیر کے پہاڑوں کو بھاگ گیا۔ مگر ذیل کی وجوہ سے یہ واقعہ بھی بعید از قیاس و راستی معلوم ہوتا ہے۔

(۱) مہاراجہ جےپال کے عہد میں ہی دریائے سندھ کا مغربی علاقہ بقول مسلم مؤرخین سلطان محمود نے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ قلعہ وی ہند جس کو بعض مؤرخوں نے بھٹنڈا لکھ دیا ہے تباہ کر دیا تھا۔ تو بمقام پشاور سلطان کا مہاراجہ سے مقابلہ کیونکر ہوا؟

(۲) جب سلطان محمود نے ملتان پر چڑھائی کی۔ تو پشاور کی طرف سے آنے کی اُسے کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ درہ گومل ملتان جانے کا سیدھا راستہ ہے۔ خواہ مخواہ لمبے راستہ سے لاؤلشکر کے ساتھ جانے کے کیا معنی؟

(۳) مہاراجہ آنندپال کا کشمیر کے پہاڑوں میں بھاگنا شاید اس صورت میں ٹھیک ہوتا

جبکہ سلطان راجہ پر چڑھائی کرتا۔ مگر چڑھائی تو اُس نے کی ملتان پر۔ اور راجہ آنند پال جو بقول اسلامی مورخین اُس کا باجگزار بھی تھا۔ "آ بیل مجھے مار" کے مصداق خواہ مخواہ اسلامی عملداری میں جاکر سلطان سے کیوں لڑا؟ اگر یہ مانا جائے۔ کہ ملتان کے مسلم صوبیدار سے راجہ کی دوستی تھی۔ جیسا کہ بعض مورخوں نے لکھا ہے۔ تو ملتان میں جاکر راجہ کو اُس سے مل کر سلطان سے برسرِ پیکار ہونا چاہئے تھا۔ مگر بجائے ملتان جانے کے وہ خلافِ عقل و قیاس غنیم کی عملداری (پشاور) میں جاکر لڑا۔ حالانکہ مورخوں نے اِس جنگ میں کسی راجہ حکمران کی کمک بھی مہاراجہ پنجاب کو دستیاب ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اِتنی تھوڑی فوج کو لے کر وہ غنیم کے گھر پشاور میں کیسے جا پہنچا؟ (منقول از گلشنِ پنجاب)

امورِ بالا کو مدِ نظر کوئی روشن دماغ انسان بھی مہاراجہ آنند پال کی اِس شکست و فرار کے واقعہ کو مسلم مورخین کی دماغی اختراع سے زیادہ اہمیت نہیں دے سکتا۔

مہاراجہ آنند پال اور محمود غزنوی کے مابین جنگ :۔ ۱۰۰۸ء میں موروثی بہادر اور دھرم و انصاف کی مورتی آنند پال نے قنوج۔ کالنجر۔ اجین۔ گوالیار اور اجمیر وغیرہ کے راجگان کو سلطان محمود غزنوی کے سندھ اور ملتان کے ہندوؤں پر انسانیت سوز مظالم۔ تبدیلِ مذہب۔ مندروں دشوالوں کی توہین۔ بہو بیٹیوں کی بے حرمتی اور گئو کشی کے دردناک واقعات کا صحیح خاکہ کھینچ کر جس دلآویز طریق سے اِتحاد و تنظیم کی دعوت دی۔ اور جس موثر لہجہ میں اس اسلامی سیلابِ عظیم کی روک تھام کی تحریک کی۔ اُس نے ہاتھوں پر سرسوں جما دی۔ یعنی سب کے سب ہندو راجاؤں نے میدانِ عمل میں اُترنے اور مہاراجہ آنند پال کے جھنڈے تلے جمع ہو کر ملک و مذہب اور جان و مال کے دشمن محمود غزنوی اور اسلامی طاقت کو کچلنے کا تہیہ کر لیا۔

سب راجگان کی جرار فوجوں کو پنجاب میں فراہم کرکے مہاراجہ آنند پال نے بڑے کرّ و فر کے ساتھ کمان اپنے ہاتھ میں لے کر سرحد کی طرف کوچ کیا۔ دریائے سندھ سے پار اُتر کر اس نے حریف کے لشکر کو جو سدِّ راہ تھا۔ مار بھگایا۔ منزل بمنزل جنگ و جدل

کرتے کرتے اُس نے پشاور تک کے علاقہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ ادھر سلطان محمود نے بھی اسلامی لشکر کی فراہمی کے لئے "جہاد" کا اعلان کر دیا۔ مفلس و بے روزگار پٹھان بہ نیتِ غذا بھاری تعداد میں اسلامی جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ مُلّاؤں اور مولویوں نے حور و غلمان بہشت اور ہندوؤں کے زن و مال کے خوب لالچ دیئے۔ نیز اسلام کے نام پر مر مٹنے کے وعظ کئے۔ چنانچہ اسلامی فوج نے جمرود کے مقام پر کیمپ لگا دیا۔ اور سلطان نے اپنے لشکر کے گرد ایک گہری خندق کھدوا دی۔ تا کہ دشمن اندر داخل نہ ہو سکے۔ گویا وہ قلعہ بند ہو بیٹھا:۔

محمود اپنے حواس باختہ لشکر کے حوصلے بڑھاتا رہا:۔ اسلامی فوج کے بالمقابل ہند کا لشکرِ فروکش تھا۔ ۴۰ روز تک متواتر دونو فوجیں اپنے اپنے مقام پر ڈٹی رہیں کسی نے بھی پیش قدمی و پیش دستی نہ کی۔ سلطان نے اِس دفعہ اتنی لمبی مدت تک کس طرح "صبر و تحمل" کیا۔ پہلی لڑائیوں کی طرح جرأت کر کے اس نے کیوں لڑائی شروع نہ کی؟ کیا وہ خاموش بیٹھا رہا؟ نہیں بلکہ اپنے بچاؤ کی کوشش میں مصروف رہا اور اپنے حواس باختہ لشکر کے حوصلے دِل خوش کُن الفاظ سے بڑھاتا رہا۔ حقیقتاً اب محمود کی شیخی کرکری ہو چکی تھی:۔

بالآخر موہیالی خونی جوش زن ہوا:۔ چونکہ غنیم کا ملک نزدیک اور اہلِ ہند کا دور تھا۔ بروقت کمک و غیرہ کا پہنچنا بھی مشکل دکھائی دینے لگا لہٰذا جمیّت نے شورِ بیر مہاراجہ آنندپال کی رگوں میں جوش مارا۔ اُس نے اپنے جانباز سپاہیوں اور سرفروش جرنیلوں کو دشمن پر یکبارگی ٹوٹ پڑنے کا حکم صادر فرمایا:۔

"اے شجاعانِ ہند کے سپوتو! اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرو۔ بھارت ماتا کی لاج اور ہندو دھرم کی عزت تمہارے ہاتھ ہے۔ سینہ سپر ہو کر مردانگی کے وہ جوہر دکھاؤ کہ چشمِ فلک نے آج تک نہ دیکھے ہوں۔ بڑھو۔ آگے بڑھو اور دشمن کے سینہ پر سوار ہو جاؤ۔" مہاراجہ کے آدیش نے ہندویوں پر بجلی کا سا اثر پیدا کیا۔ موہیال بیر گکھڑوں نے ننگے

بجا کر ہلہ بول دیا۔ تیر و تفنگ کے برستے مینہ میں خندقوں سے کود تے پھاندتے مسلمانی لشکر میں گھس گئے۔ سب کو تلواروں پر رکھ لیا۔ دشمن ٹکٹکی دیدم دم نہ کشیدم کے مصداق ہکے بکے رہ گئے۔ بعد مو ہیالی لشکر نے پٹھانوں اور اُن کے گھوڑوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ مؤرخ تاریخ فرشتہ اور تاریخ افغانستان رقمطراز ہیں:۔

"باوجود سلطان کی بہت سی احتیاطوں کے گکھڑوں نے خندقوں سے اُتر کر طرح طرح کے ہتھیاروں سے سواروں اور گھوڑوں کو کاٹنا شروع کیا۔ چند منٹ میں تین چار ہزار مسلمان مارے گئے۔ اُن کی یہ دلیری دیکھ کر سلطان نے لڑائی موقوف کرنے کا ارادہ کیا۔"

[نوٹ:۔ لڑائی کا موقوف کرنا سلطان کی مرضی پر منحصر نہ تھا۔ بلکہ حملہ آوروں کی منشا پر تھا۔ غالباً متعصب مسلم مؤرخین کو یہ حقیقت قلمبند کرتے شرم محسوس ہوئی۔ کہ سلطان جان بچا کر بھاگنے کا ارادہ کر رہا تھا:]

"واقعاتِ ہند" کا اقتباس:۔" اس جنگ میں ۴ ہزار مسلمان مارے گئے۔ مہاراجہ آنند پال شیر ببر کی طرح گرج گرج کر غنیم کی صفحہائے لشکر کو صاف کر رہا تھا۔ مسلمانی لشکر کے پائے استحکام متزلزل ہو گئے۔ میدانِ جنگ لاشوں سے پٹ گیا۔ خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ سلطان بھاگنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ کہ بقول مؤرخین خارِ قضا سے ایک تیر مہاراجہ آنند پال کے ہاتھی کی سونڈ پر آ لگا۔ اور وہ بے قابو ہو کر اپنی فوج کو روندتا ہوا مہاراجہ کو بھگا کر لشکر سے باہر لے گیا"۔

؎ قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند۔ دو چار ہاتھ جبکہ لبِ بام رہ گیا

وہ مہاراجہ جو چند منٹ کے بعد اپنے قابلِ فخر لشکر کی فتح کے شادیانے بجایا چاہتا تھا۔ اور اپنے نصیبہ کی یاوری پر نازاں ہوا جاتا تھا۔ اب اپنے زخمی ہاتھی کی بدولت ناکامی و ہزیمت سے ہمکنار ہو رہا ہے۔ اس وقت مہاراجہ کی زبان سے بے اختیار یہ شعر نکلا

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جب لشکرِ پنجاب نے اپنے سپہ سالار کو لشکر سے باہر جاتے دیکھا۔ تو اُن کے پائے استقلال میں لغزش آنے لگی۔ سُلطان نے موقع کو غنیمت جان کر ہندی فوج پر حلہ بول دیا۔ اور لشکرِ ہند میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ .... اِس جنگ میں ہندو مسلمانوں سے دوگنی تعداد میں مارے گئے۔ اس کے بعد محمود نے ہندوؤں کو باہم متحد و متفق ہونے کا موقع ہی نہ دیا [دیکھو "واقعاتِ ہند" کا صفحہ ۲۶]

مُسلم مؤرخین کی ساؤل کا لُبِ لباب :- مُسلم مؤرخوں نے لکھا ہے۔ کہ مہاراجہ آنند پال بھاگ کر جموں چلا گیا۔ اور سُلطان محمود نے اُس کا دُور تک تعاقب کرنے کے بعد نگر کوٹ (کانگڑہ) کا مندر لوٹا۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں کا مال لے کر غزنی چلا گیا۔ اس نے تین دن تک وہاں جشن کیا۔ مُلک کے سب سرداروں کو بلوا کر انہیں مال کا مُلاحظہ کرایا۔ گویا ہندوستان کی بے اندازہ دولت بھوکے مُفلس پٹھانوں کو دکھا دکھا کر انہیں لوٹ مار کرنے کی ترغیب دلائی ؛

[نوٹ :- تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ کہ محمود کی شکل دیکھتے ہی مُجاریوں نے قلعہ نگر کوٹ اور مندر کی چابیاں اُس کے حوالے کر دیں۔ محمود امراء کو ساتھ لے کر اندر داخل ہُوا۔ سارے خزانہ پر جو راجہ بھیم کے وقت سے وہاں جمع تھا۔ قبضہ کر لیا۔ ساٹھ لاکھ دینارِ طلائی۔ سات سو من سونے چاندی کی اینٹیں۔ خالص سونا ..۲من۔ چاندی غیر خالص ...۲۰من۔ ..۳۰من جواہرات جن میں موتی۔ مونگا۔ ہیرا وغیرہ شامل ہوئے تھے۔ محمود کے ہاتھ آئے ؛]

مُسلم مؤرخین کی تحریروں پر وچار :- مُسلم مؤرخین کی تحریروں کے مطابق جب آنند پال کا محمود نے تعاقب کیا۔ تو وہ جموں میں جا پناہ گزین ہوا۔ اُس وقت لازمی طور پر پنجاب پر لشکرِ محمود ہی قابض ہوگا۔ پھر آنند پال نے اپنا سارا مُلک مسلمانوں سے کس طرح واپس لے لیا۔ اس جنگ کے بعد تو ولئے پنجاب ٹھیک ۱۰ برس تک پنجاب پر حکمرانی کرتا رہا۔ مگر محمود اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھ سکا۔ اس کی کیا

وجہ ہے؟ ہندوستان پر محمود دور تک اس کے لوٹ مار کرنے کے حالات تواریخ میں درج ہیں۔ مگر مہاراجہ آنندپال کے ساتھ اس کی چھیڑ چھاڑ تک کا کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ہے۔ بعض مؤرخوں کا خیال ہے۔ کہ مہاراجہ پنجاب سلطان کو باقاعدہ خراج دیتا رہا۔ اور وہ پورے طور پر اس کا مطیع و باجگزار تھا۔

پروفیسر ذکاء اللہ کی مستند شہادت:۔ جن متعصب مؤرخین نے انتہائی دیدہ دلیری سے صداقت کی گردن پر کند چھری پھیر کر مہاراجہ آنند پال کو محمود غزنوی کا مطیع اور باجگزار لکھا ہے۔ انہیں اپنے ایک مسلم مؤرخ پروفیسر ذکاء اللہ کی مستند شہادت کو اپنی آنکھوں سے ہٹ دھرمی کی پٹی اتار کر بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔ مؤلف مذکور اپنی تاریخ ہند۔ جلد اوّل صفحہ ۲۳۴-۲۳۵ میں رقمطراز ہے:۔

"یہ راجے بڑی بڑی وسیع سلطنتیں اور اس کے ساتھ خصائل بھی بڑے اچھے نیک رکھتے تھے۔ اور چھوٹوں پر بڑی کرپا اور دیا کرتے تھے۔ آنند پال نے اس حال میں کہ اُسے امیر محمود والئے خراسان سے عداوت تھی۔ یہ خط لکھا ہے جو نہایت قابل تحسین و آفرین ہے:۔

[ترجمہ خط]۔ "میں نے سنا ہے۔ کہ تمہاری سلطنت پر ترکوں نے حملہ کیا ہے۔ اور وہ سارے خراسان میں پھیل گئے ہیں۔ اگر تم چاہو۔ تو میں خود پانچ ہزار سوار اور دو ہزار پیدل نیز ایک سو ہاتھی ہمراہ لے کر تمہارے ساتھ لڑائی میں شریک ہو سکتا ہوں۔ اگر تمہیں یہ پسند ہو۔ کہ میں اپنے بیٹے کو دو چند لشکر دے کر بھیجوں۔ تو وہ بھی مجھے منظور ہے۔ یہ کام میں اس خیال سے نہیں کرتا۔ کہ آپ کی نظر التفات مجھ پر ہو۔ بلکہ اس خیال سے کہ میں نے آپ کو مغلوب کر لیا ہے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ میرے سوائے کوئی دوسرا شخص اس امر میں فوقیت حاصل کرے"۔

ناظرین! یہ رقعہ نہ جانے کیونکر مسلم مؤرخ نے اپنی مصنفہ کتاب میں درج کر دیا۔ جو اس کے ہم نوالہ و ہم اصول مؤرخوں کے تعصب اور جھوٹ کی ساری قلعی کھول رہا ہے۔

ان مسلم مورخوں کی تحقیق و واقفیت کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے نامور حکمران مہاراجہ آنند پال کے ولی عہد تر لوچن پال کو "جیپال دوم" "دیورجیپال" اور "جیپال ثانی" کے خود ساختہ ناموں سے یاد کیا ہے۔ اور چند ایک نے آپ کو "نروجن پال" سے موسوم کیا ہے [دیکھو واقعات ہند کا صفحہ ۳۸ و تاریخ فرشتہ)۔ اسی طرح مصنف تاریخ فرشتہ نے راجہ جیپال کے باپ کا فرضی نام "اسنپال" اختراع کیا ہے۔ گویا اسے اس کے صحیح نام "ہرمتی پال" کا علم تک نہ تھا۔ [دیکھو سیر المتاخرین فارسی و تاریخ ہند پروفیسر ذکاء اللہ) ؛

مہاراجہ آنند پال کے عادات و خصائل:۔ یہ فرمانروا اول درجہ کا منتظم۔ نکتہ رس۔ مدبر۔ رعیت پرور اور شجاعت و سخاوت کا پتلا تھا۔ ہمسایہ سلطنتوں سے اس کے تعلقات زندگی بھر دوستانہ رہے۔ مسلم مورخین نے بھی اس کی شجاعت۔ رعیت پروری اور دیگر اوصاف حسنہ کا ان زوردار الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ اس کے عہد میں پنجاب محمودی حملوں سے محفوظ رہا۔ اور رعایا امن چین سے زندگی بسر کرتی رہی۔ اگر ۱۰۰۸ء کی جنگ مندرجہ تواریخ صحیح تسلیم کر لی جائے۔ تو بھی اس کے دس برس بعد جبکہ اس شیر بیشہ شجاعت کا پیمانہ حیات لبریز ہوا۔ محمود جیسے حریص اور جری حکمران کا پنجاب کی طرف آنکھ اٹھانے کا ساہس نہ ہوا ؛

مہاراجہ آنند پال کی وفات:۔ ۱۰۱۹ء میں اس نیک نہاد راجہ نے وفات پائی ؛

۵۔ مہاراجہ ترلوچن پال کا عہد حکومت

تیرھواں موہیال راجہ۔ ۱۰۱۹ء سے ۱۰۲۶ء تک

مہاراجہ آنند پال کی وفات پر اس کا سعادتمند بیٹا ترلوچن پال پنجاب کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اگرچہ اس نامور حکمران کا عرصۂ حیات بہت قلیل ہے۔ مگر اس کے کارہائے نمایاں سے تواریخ کے اوراق کو ایک طویل مدت تک واجب فخر و ناز نصیب رہے گا ؛

مسلم مؤرخوں نے اس مہاراجہ کی زندگی کے واقعات بہت ہی قلیل اور مہمل سے لکھے ہیں۔ جن سے اُس کی شجاعت و تدبّر کا ناظرین کو علم نہ ہو سکا۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کو اس فرمانروا کے صحیح نام تک کا پتہ نہ تھا۔ وہ اس کی زندگی کے حالات و واقعات کی تصویر کیونکر کھینچ سکتے تھے۔ بعض مؤرخوں نے ہندو حکومتوں کے زوال کا باعث اُن کے حکمرانوں کی بُزدلی و نااہلیت قرار دیا ہے۔ مگر یہ سراپا غلط ہے۔ ہندو سلطنتیں باہمی حسد۔ نفاق اور خود غرضی کے باعث تباہ ہوئیں۔ ذیل کا تاریخی واقعہ ہمارے اس دعویٰ کی سو فی صدی تصدیق کرتا ہے:۔

راجہ چندر رائے والئے شروا کی کرتوت :۔ راجہ چندر رائے والئے شروا مہاراجہ ترلوچن پال کی شہرت و عظمت کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مگر نیک نہاد اور قوم و وطن پرست مہاراجہ اتحاد و سنگٹھن کے فوائد کے زیر اثر چندر رائے کی بد باطنی اور خباثت طبع پر چشم پوشی کرتا رہا۔ نیز اُسے عبرتناک سزا دینے سے قصداً گریز کرتا رہا۔ مگر بد کردار چندر رائے کتے کی دم کی طرح ہمیشہ ٹیڑھا ہی رہا۔ اُس کی کجروی کو دور کرنے کے خیال سے مہاراجہ نے اپنے فرزند بھیم کی سگائی اُس کی بیٹی سے کرنے کا عزم کیا۔ چنانچہ سگائی منظور ہو گئی۔ اور پروہت واپسی پر شادی کا پیغام لے آیا۔ مدبّر اور دور اندیش مہاراجہ ترلوچن پال نے راجکمار بھیم پال کو مع برات شروا بھیج دیا۔ مگر خود پنجاب کو خالی چھوڑنا مناسب نہ سمجھ کر پایۂ تخت میں مقیم رہا۔

راجکمار بھیم پال کی نظر بندی :۔ جب مگھر سمت ۱۰۷۵ بکرمی (نومبر ۱۰۱۸ء) میں نہایت دھوم دھام سے ولی عہد پنجاب کی برات شروا میں پہنچی۔ تو دھوکہ باز اور ننگِ خلائق رئیس چندر رائے نے اپنے داماد بھیم پال اور براتیوں کو حراست میں کر لیا۔ آخر مہاراجہ کے کانوں تک بھی یہ دہشت ناک خبر پہنچی۔ اور وہ دل ہی دل میں کہنے لگا ؎

ہیچ صیقل نکو نخواند کرد۔ آہنے را کہ بد گہر باشد

ترجمہ:۔ بری جنس کے لوہے کو کوئی صیقل (ریتی) بھی درست نہیں کر سکتی ہے۔

۶- راجہ بھیم پال کا عہدِ حکومت :-

چودھواں موہیال راجہ - ۱۰۲۲ء سے ۱۰۲۶ء تک -

جب ۱۰۲۲ء میں جاسوسوں نے محمود کو نامور مہاراجہ ترلوچن پال کی وفات کی خبر بہم پہنچائی - تو اس نے ایک گونہ پرماتما کا شکریہ ادا کیا - راجہ بھیم پال قلعہ لوہر کوٹ میں جسے محمود زندگی بھر ہزار کوشش و کلوش کے باوجود فتح نہ کر سکا - تخت پر بیٹھا

موہیال بیر راجہ بھیم پال نے محمود کو ناکوں چنے چبوائے :- ۱۰۲۲ء مطابق سمت ۱۰۸۰ بکرمی میں محمود نے کشمیر پر دسواں حملہ کیا - اور اب بھی وہ ناکام ہی رہا (مختصر تاریخ ہند لیتھبرج صاحب - صفحہ ۷۵) :-

اگرچہ اس محمودی حملہ کا مفصل حال کسی تاریخ ہند میں درج نہیں ہے - مگر تمام مؤرخین کو اس کی ناکامی و شکست کا اعتراف ہے - اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے - کہ ہمارے شجاع مہاراجہ بھیم پال نے اپنے بزرگانہ جوہر شجاعت اور موروثی جرائت سے محمود کو لازمی طور پر ناکوں چنے چبوائے - اسی سلسلہ میں اردو ترجمہ تاریخ فرشتہ میں صفحہ ۴۴ پر مرقوم ہے - "کہ ایک ماہ کے محاصرہ اور مساعیِ جمیلہ کے باوجود قلعہ لوہر کوٹ کو سلطان تسخیر نہ کر سکا" -

پنجاب پر محمود کا قبضہ :- ہمارا راجہ بھیم پال سے منہ کی کھانے کے بعد محمود نے بکر کٹی عورت کی طرح اپنا بدلہ چکانے کا قصد کیا - لوہر کوٹ پر آئے دن کے حملوں نیز باپ کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھ جانے کے باعث بھیم پال کی طاقت و عظمت کم ہو رہی تھی - اور وہ پنجاب کے میدانی علاقہ کا خاطر خواہ انتظام نہ کر سکتا تھا - لہٰذا محمود نے معمولی جنگ و جدل کے بعد جس کا ذکر کسی تاریخ میں درج نہیں ہے - لاہور کے تخت پر تسلط جما لیا :-

موہیال بنس کا لاہور کے تخت سے تعلق ختم :- شیروں کی اولاد شیر ہوتی ہے - مہاراجہ بھیم پال نے بھی اپنے باپ کی طرح آبائی دشمن کے خلاف تا زیست دم خم قائم رکھا - ہمارا بیر

لاہور کو واپس لینے کے خیال میں ہمہ تن مستغرق۔ مگر فلک اُس کے دلی ارمانوں کو یکسر ناکام بنانے میں منہمک۔ آخر! شومئ قسمت بسنہ ۱۰۲۶ء (سمت ۱۰۸۳ بکرمی) میں پیغامِ اجل آیا۔ اور چند ثانیہ میں آپ سے تخت سے تختہ پر لٹا کر چھین دیا۔

بیوہ رانی بھیم پال اور دو یتیم بچے والیٔ کشمیر کی پناہ میں :- ۱۰۲۶ء میں مہاراجہ بھیم پال کی مرتیو پر ملک میں بدامنی و بغاوت شروع ہوئی۔ بیوہ ماں دو نابالغ وارثانِ تخت و تاج رُدرپال اور دوارپال کی زندگی خطرہ میں دیکھ کر انہیں والیٔ کشمیر کی پناہ میں لے گئی :-

دونو یتیم راجکمار بُری صحبت میں مبتلا :- مہاراجہ کی وفات اور سلطنت کی بربادی سے رانی کے ہوش وحواس بجا نہ رہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اُس کا انتقالِ پُرملال ہوگیا۔ دربارِ کشمیر کی طرف سے اگرچہ راجکماروں کی پرورش وتربیّت کا تسلی بخش انتظام تھا۔ مگر بدبختی سر پر سوار تھی۔ ان کا سرپرست مہاراجہ سنگرام راج بھی جلد وفات پا گیا۔ اب والدین رہے نہ سرپرست۔ وہ بُری صحبت میں گرفتار ہوگئے۔ فضول خرچی اور عیاشی کو اپنا شعار بنا بیٹھے۔ اگرچہ دربارِ کشمیر سے (تاریخِ کشمیر کے مطابق) دونو بھائیوں کو معقول وظیفہ ملتا تھا۔ مگر اُسے ناکافی سمجھ کر وہ لُوٹ مار اور بدکرداری کے مرتکب ہونے لگے۔ [آہ! کہاں وہ شاہانِ جم جاہ کہ جن کے نیک اوصاف کی تعریف متعصب ترین مؤرخ بھی کرنے پر مجبور تھے۔ اور کہاں ان کے یہ نام لیوا اور پانی دیوا جو ننگِ خاندان بن کر اپنے آبائی سُنہری اوراقِ تاریخ کو ناپاک کر رہے ہیں] سعادت مند ہو کر جی لے بعد از مرگ عالم میں۔ ہُما کے بال کا مصرف بجز افسر نہیں دیکھا

راجکمار رُدرپال کی شادی اور صحبتِ بد سے آزادی :- دوآبہ بست جالندھر میں اُن دنوں راجہ اندو چند برسرِ حکومت تھا جس کی سُندری راج کماری آسمتی قابلِ شادی تھی۔ راجہ اننت دیو والیٔ کشمیر نے جو شاہی خاندان کا دلی طور پر خیرخواہ تھا۔ بدبخت رُدرپال کی ناگفتہ بہ حالت کو بغور دیکھا۔ اور اُس کے دل میں یہ تہیّہ

مذکور کی دستگیری کا احساس پیدا ہوا۔ چنانچہ راجہ اندو چند سے بذریعہ نامہ و پیام دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اپنی راجکماری کا ناطہ رُدرپال سے جوڑنے پر رضامند ہے؛

راجکماری آسمتی نے دونو کلوں کی شان و عزت کو چار چاند لگا دئے:۔

مہاراجہ اننت دیو نے تھوڑی مدت کے بعد راجکمار رُدرپال کی شادی بڑے بھائی کی حیثیت سے شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے انجام دی۔ آسمتی صورت و سیرت میں اپنی نظیر آپ تھی۔ علاوہ اس کے اس کا دل اُن سب اعلےٰ اوصاف کا مخزن تھا۔ جو ایک پتی برتا ناج گھرانے کی دھرم آتما ستری کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ شہنشاہوں سے زیادہ خوش قسمت ہیں وہ پتی جنہیں ایسی پاک دامن پتنیاں نصیب ہوتی ہیں۔ اور بہشت سے بھی زیادہ عزیز ہیں وہ گھرانے جہاں پتی اور پتنیاں ایک دوسرے سے سچا پریم رکھتے ہیں۔ عصمت مآب اور شیریں زبان آسمتی نے روزِ اوّل ہی رُدرپال کو اپنا گرویدہ و فریفتہ بنا لیا۔ اس نے راجکمار کو اپنے پراچین بزرگوں کے دلکش سوانح حیات۔ اُن کی دھرم پرائنتا۔ اُن کی خاندانی شجاعت و مردانگی اور راج کی بے لوث خدمت کے صحیح پُر درد فسانے کچھ ایسے مؤثر لہجہ میں سنائے۔ کہ رُدرپال اپنے مذموم افعال کو یاد کر کے بے حد نادم ہونے لگا۔ اس نے آہستہ آہستہ سب بدمعاش اور بدکردار دوستوں سے قطع تعلق کر لیا۔ اور اس پوتر دیوی کے مبارک قدموں کی بدولت وہ دوبارہ عالی نسب گھرانے کا ایک روشن چراغ بن گیا؛

مہاراجہ اننت دیو کی شادی سے رُدرپال کا ستارۂ اقبال چمک اٹھا:۔

شاہی خاندان کی شان و عزت از سرِ نو قائم کرنے کے خیال سے روشن دماغ آسمتی نے اپنی چھوٹی بہن کو والئے کشمیر اننت دیو کی پٹ رانی بنانے میں کامیابی حاصل کی۔ گویا اننت دیو اور رُدرپال اب ایک دوسرے کے ہم زلف بن گئے۔ اس نزدیکی تعلق کی بناء پر دربارِ کشمیر میں رُدرپال کا طوطی بولنے لگا۔ اور وہ اپنی موروثی بہادری اور خاندانی شرافت

کو جو کچھ عرصہ کے لئے زنگ آلود ہو چکی تھی۔ دوبارہ گوہرِ آبدار کی صورت میں ظاہر کرنے لگا۔ قسمت نے پلٹا کھایا۔ مہاراجہ کشمیر نے اُس کی قابلیت و ہونہاری سے پر پریت ہو کر اسے فوج کا کمانڈر انچیف مقرر کر دیا ؛

برہم راج سپرنٹنڈنٹ خزانۂ کشمیر کی رُدرپال سے عداوت۔ :- دربارِ کشمیر میں برہم راج سپرنٹنڈنٹ خزانۂ کشمیر اپنی اندرونی خباثت کے کارن ہمارے موہیال ہیرو کمانڈر انچیف رُدرپال کی دن دُگنی رات چوگنی ترقی کو دیکھ کر دل ہی دل میں جلتا رہتا تھا۔ چنانچہ ایک روز قوتِ واہمہ کا بے حد شکار ہو کر برہم راج دارالخلافہ سے باہر شمال مغرب کے پہاڑی لوگوں کو مہاراجہ کے خلاف اُکسانے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہفتہ دو ہفتہ کے بعد ڈامر ون۔ وردون اقوام کے علاوہ سات مسلم حکمرانوں اور راجہ اچل کی فوج کے ساتھ کشمیر پر حملہ آور ہوا۔ دربارِ کشمیر میں اس واقعہ کی اطلاع نے ہیجان پیدا کر دیا۔ امراء و وزراء کے ہاتھوں کے طوطے اُڑتے دیکھ کر شورِ بیر موہیال رُدرپال نے شیر نر کی طرح گرج کر کہا۔ "حیران و پریشان ہونے کی مطلق ضرورت نہیں آپ اطمینان رکھیں۔ اِس عظیم مہم کا بیڑہ میں اُٹھاؤں گا"۔ مہاراجہ اور اس کے ارکین نے اُس کی پیشکش کو بدل و جان سراہا۔ نیز مہم میں اس کی کامیابی کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کی ؛

موہیال کمانڈر انچیف رُدرپال کا جوہرِ مردانگی۔ :- نامور موہیال کمانڈر انچیف نے کشمیر کے لشکر کو آراستہ کر کے غنیم کے خلاف جوابی حملہ کیا۔ مقام کشمیر پر سخت معرکۂ کارزار گرم ہوا۔ موہیال بیر نے جدھر رخ کیا۔ صفوں کی صفیں اُلٹ دیں۔ سینکڑوں جنگی سپاہیوں و جرنیلوں کو قیدِ حیات سے چھڑا کر فرشِ خاکی پہ سُلا دیا۔ نعشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ بالآخر وہ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے موت کے فرشتہ کی طرح راجہ ورود کے سر پر جا پہنچا۔ اُس نے اگرچہ خوب دادِ شجاعت دی۔ مگر موہیال بیر نے تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا۔ کہ راجہ کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ مسلم لشکر کے سینکڑوں بہادر

اور جیالے نوجوان میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے ؞

موہیال کمانڈر انچیف کی شاندار فتح و عزت افزائی :- نامور موہیال فاتح نے میدان کارزار سے بے انداز جواہرات نیز زر و مال حاصل کیا۔ وہاں شہزادہ راجہ ورد کا سر تن سے جدا کر کے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ دربار کشمیر کے ارکین اور مہاراجہ اننت دیو نے موہیال شور بیر کی قابل فخر فتح اور شاندار واپسی پہ بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ مہاراجہ بذات خود تخت سے اٹھ کر اس سے بغل گیر ہوا۔ اور بہت سا زر و جواہرات اس کے سر پر سے نثار کر کے غریب اور محتاج لوگوں میں تقسیم کیا گیا ؞

رودرپال اور دوآرپال دونو موہیال راجکماروں کی وفات حسرت آیات :- مہاراجہ بھیم پال کے دونو سپوت عین جوانی میں یکے بعد دیگرے اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔ مہاراجہ اننت دیو کو ان سے بے حد محبت تھی۔ وہ ان کی دائمی جدائی کے صدمہ کو برداشت نہ کر سکا۔ اور سمت ۱۱۲۲ بکرمی (۱۰۶۵ء) میں راہی ملک عدم ہوا۔ کشمیر میں ہر جگہ صدائے افسوس بلند ہوئی۔ ہر گھر ماتم کدہ بن گیا۔ مگر موہیال شاہی خاندان کو جو صدمہ پہنچا۔ اس کے بیان کا قلم کو یارا نہیں ؞

کشمیر سے جالندھر میں موہیالی دورہ :- ہمارے نامور اور جانباز کمانڈر انچیف رودرپال کی مرتیو پر اس کی لاثانی پتی برتا استری آسمتی اپنے خورد سال لخت جگر راجکمار جینت پال کے ساتھ کشمیر سے اپنے باپ راجہ اندو چند کے ہاں جالندھر چلی آئی۔ کیونکہ اب وہاں خاندان کا کوئی سرپرست باقی رہا تھا۔ نہ مہاراجہ اننت دیو والئے کشمیر۔

جالندھر میں راجہ اندو چند کی سلطنت پر مسلمانوں کا حملہ و قبضہ :- اسلامی دار و گیر [illegible] (ٹھکرٹم) کا زمانہ تھا۔ اسلامی لشکر نے راجہ اندو چند کی سلطنت پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ راجہ موصوف جنگ میں کام [illegible] اور راج پاٹ پہ اسلامی جھنڈا لہرانے لگا ؞

بسال[۱] دیو چوہان نے موہیال (شاہی خاندان) کو اجمیر آنے کی دعوت دی :- بسال دیو چوہان اجمیر کا نہایت نیک دل حکمران ہو گزرا ہے۔ اُس نے شاہی خاندان کی تباہی و جلاوطنی کا حال سُن کر جیشٹ پال اور اس کے رشتہ داروں کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ جب جیشٹ پال اجمیر میں پرورش و تربیت پا کر بالغ ہوا۔ تو چوہان موصوف نے ازراہِ فیاضی و فراخ دلی اُسے بھٹنیر کا علاقہ بطور جاگیر برائے گزارہ خاندان دے کر مالا مال و خوشحال کر دیا ::

بھٹنیر میں موہیال (شاہی خاندان) کی سکونت اور حکومت کا آغاز :- ہمارے موہیال بزرگ جیشٹ پال نے اپنے مہربان بسال دیو چوہان کی عطا کردہ جاگیر میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نہایت اطمینان و لطف سے زندگی بسر کی۔ یہاں اس کے ہاں اننگ پال نامی سپوت نے جنم لیا۔ جس نے بھٹنیر میں ازسرِ نو "شاہی خاندان" کی حکومت کی بنیاد رکھی ::

اننگ پال وید نے مہاراجہ پرتھی راج کو ایک مہلک مرض سے نجات دلائی :- ایک پراچین کبت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا کسی مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا۔ ہر چند علاج معالجہ کرایا گیا۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ بالآخر آپ نے علمِ طب کے موجد آتریک دیو کی نسل سے تعلق رکھنے والے رئیسِ اعظم اننگ پال وید آف بھٹنیر کو یاد کیا۔ ہمارے ماہر طبیب کے چند روزہ علاج ہی سے مہاراجہ کی دلی مراد بر آئی۔ اور آپ نے کمال مسرت سے اُسے بھٹنیر کا نصف راج بطور انعام مرحمت فرمایا ::

وید خاندان کے پندرھویں راجہ اننگ پال وید کے متعلق کبت :-

رائے پتھورا بھوپ ہیں دلی جیو - تن کو دیکھ سنجوگ سیس تن ڈگیو

[۱] ۱۱۹۶ء میں بسال دیو نامی حکمران نے مسلمانوں کے لشکرِ کثیر کا مقابلہ کیا جس میں اُودے دت پوہار شہید ہوا۔ اور اس کی شہادت کا واقعہ دہلی کی لوہے کی لاٹ پر کندہ ہے ::

بھاٹی پیر سے وید بن بیر بلایو ۔ سات برس کی برہمی سنگ لیا یو
آن پالی نے چھیلیو سو انحل نھایو ۔ اردھ راج سنگھاسن رائے سو میو

جوڑ بھے راجہ اننگ پال وید نے پنجاب فتح کرنے کا عزم کیا۔

جہانہ بدہ موہیال راجہ اننگ پال وید جب مہاراجہ پرتھی راج سے اختیاراتِ سلطنت و حکومت حاصل کر چکا۔ تو اس کی آنکھوں کے سامنے اپنے نامور بزرگان کے قابلِ فخر کارناموں کی تصویر پھرنے لگی۔ اس کے دل میں اپنی پرانی کھوئی ہوئی پنجاب کی جدی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنے کی زبردست خواہش پیدا ہوئی۔ وہ کسی نکتہ چیں کی نکتہ چینی یا اپیل و دلیل کو سننے تک کو تیار نہ تھا۔ لہذا اس نے "ہمتِ مرداں مددِ خدا" کا سبق دہراتے ہوئے ... سمت ۱۲۳۶ بکرمی (۱۱۷۹ء) میں ایک قلیل لشکر کے ساتھ بھٹنیر سے لاہور کی جانب کوچ کیا۔ حدودِ لاہور میں اسلامی فوج کو منہ کی کھانی پڑی۔ بلکہ وہ طوفانِ عظیم کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان چھوڑ گئی۔ ہمارا تجربہ کار بزرگ بڑے بڑے مسلم بہادر اور جری سرداروں کو پچھاڑتا اور گاجر مولی کی طرح کاٹتا ہوا لاہور کی فصیل تک جا پہنچا۔

اسلامی فوج قلعہ میں محصور ہو گئی: ہمارے غیر معمولی ہیرو اننگ پال وید کے پے در پے واروں کی تاب نہ لا کر اسلامی فوج نے قلعہ و شہر لاہور کے دروازے بند کر لیے۔ مگر مستقل مزاج اور جوانوں سے بھی زیادہ طاقت ور اور جفاکش مہاراجہ پورے چھ ماہ تک وہیں ڈٹا رہا اور اس نے علی الاعلان اسلامی سرداروں کو یہ پیغام بھیجا۔ کہ اننگ پال قلعہ کو سر کیے بغیر ناکام و نامراد واپس لوٹنا موہیالی آن و شان کے خلاف تصور کرتا ہے۔

موہیالی لشکر نے قلعہ لاہور کے اندر داخل ہو کر قیامت بپا کر دی: ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ سلطان محمود قلعہ لوہر کوٹ میں محصور مہاراجہ ترلوچن پال کا بال تک بیکا نہ کر

۱؎ اننگ پال

سکا۔ بلکہ سخت مایوس و ناکام ہو کر واپس وطن لوٹنے پر مجبور ہوا۔ مگر اب موہیال جرنیل جگ انگ پال نے قلعہ لاہور میں محصور اسلامی فوج کو زیر کرنے کے لئے مسلسل چھ ماہ تک بہادرانہ مقابلہ کیا۔ جب کوئی تدبیر کارگر ثابت ہوتی نظر نہ آئی۔ تو اس نے اپنے جانباز سپاہیوں اور جاں نثار جرنیلوں کو شہر کی دیوار پر سیڑھیوں کے ذریعے چڑھنے کا اٹل فیصلہ دے دیا۔ موہیال بیر جان ہتھیلی پر رکھ کر نیزوں اور خنجروں سے مرتے مارتے دیوار پر چڑھ گئے۔ اور یکبارگی ہلّہ کر کے اندر داخل ہو گئے۔ دروازۂ شہر کھول دیا گیا۔ تلوار کے دھنی اور عہد و پیمان کے پختہ موہیالوں نے شہر میں گھس کر آن کی آن میں سینکڑوں دشمنوں کو خاک و خون میں سلا دیا :۔

تاریخ لاہور کا اقتباس :۔ "اس جنگ میں دو ہزار مخالف مارے گئے۔ تب اہل شہر کو امن و امان نصیب ہوا۔ لاہور میں "گنج شہیداں" جو اس جنگ کی ایک یادگار ہے۔ موجود ہے :۔ (دیکھو تاریخ لاہور میں شہید گنج کا حال) :۔

شہر لاہور پر موہیالی جھنڈا :۔ اگرچہ شورویر راجہ انگ پال وید نے اسلامی لشکر پر فتح پائی۔ اور لاہور پر موہیالی جھنڈا کھڑا کر دیا۔ مگر جنگ میں زخمی اور نڈھال ہونے کی وجہ سے روز بروز کمزور و نحیف ہو گیا۔ ابھی محنت و جانفشانی کا کچھ بھی اجر نہ پایا تھا۔ کہ پیام اجل آیا۔ اور اسے دارِ فانی سے کوچ کرنا پڑا :۔

شاہی (موہیال) خاندان کا لاہور چھوڑ کر واپس بھٹنیر میں آنا :۔ مہاراجہ انگ پال کی مرتیو پر مسلمانوں نے شاہی خاندان پر حملہ کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے بس و بیکس نابالغ راجکمار گورکھ رائے کو اپنے خاندان کے ہمراہ واپس بھٹنیر جانا پڑا :۔

رائے گورکھ رائے کی تخت نشینی :۔ ۱۸۰ء (۲۳۷ بکرمی) میں وید خاندان کے سولھویں راجہ گورکھ رائے کی رسم تخت نشینی تزک و احتشام سے انجام پائی۔ ملازمان نمک حلال اور وزیران روشن دماغ کی بدولت ریاست کے کاروبار میں کسی قسم کی خامی

مہاراجہ عجب الجھن میں گرفتار ہو گیا۔ ایک طرف مغربی سرحد سے رات دن محمودی حملہ کی فکر دامنگیر اور دوسری طرف بدسرشت چندر رائے کی طرف سے راجکمار بھیم اور اس کے ساتھیوں کی جان کا خطرہ۔ اگر زرِ فدیہ یا خوں بہا دے کر راجکمار کو مخلصی دلائے۔ تو ندامت و بے آبروئی کا احساس — سنگ آمد مگر سخت آمد۔ لیکن مارنے والے سے بچانے والا ازیادہ نزدیک اور زیادہ طاقتور ہوتا ہے ؟

<u>سلطان محمود کا شرواپر حملہ</u>:- جب بدسرشت چندر رائے کی بدکرداریوں کا پیمانہ لبریز ہو چکا۔ تو قدرت نے سلطان محمود کو ماہ دسمبر ۱۰۱۹ء میں ایک لاکھ سوار اور تیس ہزار پیادہ فوج سے اس کے علاقہ پر لشکر کشی کرنے پر آمادہ کیا۔ راجہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر پہلے ہی مال و خزانہ لے کر جنگلوں میں گھس گیا۔ کسی مخبر نے محمود کو راجہ کی آماجگاہ اور بے شمار مال و زر کے متعلق کلی واقفیت بہم پہنچا دی۔ بس پھر کیا تھا۔ وہ بہ بندۂ زرعقاب کی طرح اس پر جھپٹا۔ تیغ محمودی نے اسے قیدِ زندگی سے رہائی بخشی۔ محمود نے بے اندازہ مال و متاع پایا۔ اور بے شمار قیدیوں کو حلقۂ اسلام میں لا کر خراسان اور ماوراءالنہر میں بحساب دو دو چار چار درہم فی قیدی فروخت کیا۔ مگر اس غیر معمولی واقعہ سے ولی عہدِ پنجاب (بھیم پال) اور اس کے ساتھی برہمنوں کو باعزت رہائی اور مہاراجہ ترلوچن پال کو ذہنی پریشانیوں سے نجات دلائی ؛

<u>مہاراجہ ترلوچن پال مطلق العنان مہاراجہ تھا</u>:- محمود نے شمالی ہند کے بہت سے راجگان کو یکے بعد دیگرے مرعوب و مغلوب کر لیا تھا۔ مگر مطلق العنان ترلوچن پال اس کے لئے سدِ سکندری بنا ہوا پنجاب کی حفاظت کر رہا تھا [دیکھو بحوالہ ربنا جی صاحب کی مہابھارت صفحہ ۲۵۹ و تواریخ البرونی جلد دوم صفحہ ۱۳] باج اور خراج دینا تو درکنار محمودی لشکر کو وہ اپنے مقبوضہ علاقوں میں سے گزرنے بھی نہ دیتا تھا [جب محمود نے قنوج پر حملہ کیا۔ تو وہ پہاڑوں میں سے ایسے مقام پر سے گزرا جہاں سے دریا پایاب تھا۔ دیکھو واقعاتِ ہند کا صفحہ ۲۰۰] گویا دانتوں کے اندر جس طرح زبان صحیح سلامت رہتی

ہے۔ اسی طرح وہ بلا خوف وخطر محفوظ تھا۔ اور محمود اس کی یہ آزادی ومختاری دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتا تھا:۔

مہاراجہ ترلوچن پال موہیالوں کا "رانا پرتاپ" تھا:۔ ہندو راجاؤں کی خودغرضی اور نفاق کے باعث محمود کی مالی اور فوجی طاقت میں بے حد اضافہ ہو چکا تھا۔ مگر ترلوچن پال جسے سوائے شمال (کشمیر) کی طرف کے اور کہیں سے بھی امداد و کمک پہنچنے کی توقع نہ تھی۔ اپنی ذاتی شجاعت اور موروثی غیرت کے بل بوتے پر محمود کو ناکوں چنے چبوانے کا عزم صمیم کئے ہوئے تھا۔ اے مہاراجہ ترلوچن پال! سچ مچ تو موہیالوں کا رانا پرتاپ تھا جس نے جنوب، مشرق اور مغرب تین جانب سے دشمنوں سے گھرا ہونے کے باوجود غنیم کو سلام وبندگی تک کہنا قبول نہ کیا:۔

سلطان محمود غزنوی کا حملہ:۔ محمود مہاراجہ ترلوچن پال کی شان وغیرت کو کچلنے کے خیال میں ہر لمحہ مستغرق رہتا تھا۔ مارسڈن صاحب اپنی اردو تاریخ ہند حصہ اول کے صفحہ ۱۰۱-۱۰۲ میں لکھتے ہیں۔ "نگرکوٹ (کانگڑہ) کی لوٹ کے بعد جب سلطان محمود غزنی پہنچا۔ تو اس نے بھاری دعوت کا سامان کیا۔ کل افغانوں کو بلوایا۔ تین دن تک ان کی ضیافت کی۔ ہند سے جو زر و جواہر۔ ریشم و کمخواب اور سونا چاندی لوٹ کر لایا تھا۔ اسے نمائش کے طور پر چوکیوں پر سجا کر سب کو دکھایا۔ امیروں اور سرداروں کا تو ذکر ہی کیا۔ غریب سے غریب پٹھان بھی خالی ہاتھ نہ گیا۔ الغرض اس تحریص و ترغیب سے ترک۔ ایرانی اور افغان ہندوستان کے مال و دولت کے لوٹنے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ جونہی اس نے ہند پر حملہ کرنے کے لئے فوج کی فراہمی کی اپیل کی۔ لوگ آندھی کی طرح اس کے گرد جمع ہو گئے"

چنانچہ اس نے ٹڈی دل لشکر لے کر سرکش مہاراجہ کو نیچا دکھانے اور اپنے آتش حسد سے جلنے والے دل کو شانت بنانے کے خیال سے پنجاب پر لشکر کشی کی۔ شیر دل مہاراجہ نے محمود کے بے شمار لشکر کا احساس کرتے ہوئے مہاراجہ کشمیر کے پاس برائے کمک و مناسب

امداد قاصد روانہ کیا۔ اور خود اہل و عیال نیز خزائن و اموال کے ساتھ پونچھ کے پہاڑی علاقہ میں چیدہ ترین فوج لے کر خیمہ زن ہوا۔ اور اسلامی لشکر کی انتظار کرنے لگا۔

لشکرِ کشمیر کی آمد:۔ اُن دنوں کشمیر میں مہاراجہ سنگرام راج موہیال حکمران تھا۔ جب مہاراجہ ترلوچن پال کا قاصد دربارِ کشمیر میں رقعہ لے کر حاضر ہوا۔ تو والیٔ کشمیر نے ازراہِ قومی ہمدردی و حقِ رفاقت ایک چیدہ دستہ فوجِ کشمیر زیرِ سرکردگی موہیال برہمن تنگ نامی وزیرِ جنگ روانہ کیا۔

موہیال وزیرِ جنگ کو جنگی ہدایات:۔ شاہِ پنجاب نے ریاستی موہیال وزیرِ جنگ تنگ کو عزت و احترام سے اپنے پاس بلا کر ہدایت کی "اے موہیال عزیز! اسلامی لشکر ایک عرصہ سے میدانِ کارزار میں سرگرمِ کار ہے۔ اور کشمیری فوج کاہلی و آرام طلبی کی زندگی کے باعث فنونِ حرب و قواعدِ جنگ سے بہت حد تک ناآشنا ہے اس لئے تم اپنے لشکر کو بھی قواعدِ فوج اور رموزِ جنگ سے کلّی طور پر واقف کر دو۔ تاکہ اسلامی لشکر کا صحیح معنوں میں مقابلہ ہو سکے"۔

مگر تنگ نے بالطبع مغرور و لاپرواہ ہونے کے مہاراجہ کی قیمتی ہدایت پر عمل کیا۔ بلکہ "ہمچو ما دیگرے نیست" کے مقولہ کے مطابق شیخ چلّی کی طرح ہوائی قلعے باندھتا رہا۔

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

تنگ کی اسلامی لشکر پر فتح:۔ جب اسلامی لشکر کا ہراول دریائے توشی کے مغربی کنارے پر پہنچا۔ تو تنگ نے اس پر فوراً حملہ کر دیا۔ اس نے سب کو گاجر مولی کی طرح کاٹ گرایا۔ بچے کھچے مسلم سپاہیوں نے بھاگ کر جان بچائی۔ اور محمود کے پاس جا کر سارا ماجرا بیان کیا۔

تنگ وزیر جنگ اس معمولی سی فتح پر اس حد تک نازاں ہوا۔ کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ مغرور بے پرواہ ہو کر غنیم کو ہیچ شمار کرنے لگا:

نوٹ:۔ تواریخ راج ترنگنی کشمیر مترجمہ ٹھاکر اچھر چند جلد اول کے صفحہ ۵۷۹ میں مذکور ہے۔ کہ ہرچند وہ (تنگ) نخوت سے بھرا ہوا تھا۔ تاہم شاہی [1] نے جو جنگی تجربہ رکھتا تھا۔ بار بار اس کو نصیحت کی۔ مگر لڑائی کی خواہش میں اندھے ہو کر تنگ نے شاہی کے مشورے کو منظور نہ کیا۔ جن لوگوں کی موت قریب ہوتی ہے۔ انہیں نصیحت سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا ہے:

تنگ وزیر جنگ کا حسب نسب:۔ "گلشن سوہیائی" کے صفحہ ۱۰۹ پر درج ہے۔ کہ تنگ پدری داس دلدبان قوم کھش ریاست پونچھ کا باشندہ اپنے علاقہ میں بھینسے چرایا کرتا تھا۔ وہ اپنے برادران سوگندی سنگھ، پرکٹ، ناگ، اتابک، سیتن، سکھ کے ساتھ کشمیر گیا۔ اور وہاں شاہی ہرکارہ مقرر ہوا۔ رانی ودا نے اُسے وزیر خارجہ کے پاس بیٹھے دیکھا۔ آدمی جوان اور خوبصورت تھا۔ رانی اس پر شیدا ہو گئی۔ رانی نے اپنے پوتوں کو مار کر ۹۸۰ء سے ۱۰۰۳ء تک خود تخت کشمیر پر حکومت کی۔ اور تنگ کو وزیر اعظم بنا لیا۔ اور اس کے بھائیوں کو عہدہ ہائے جلیلہ پر مامور کیا۔ اس لئے ملک میں شورش پھیل گئی۔ پتری لال راجہ راجوڑی باغی ہو گیا۔ اس نے فوج کشمیر کو شکست دی۔ مگر تنگ نے خود بہادرانہ حملہ کیا۔ راجوڑی کو فتح کر کے جلا ڈالا۔ اس فتح کے بعد رانی نے فوج کی کمان بھی تنگ کے سپرد کر دی:

تنگ کی دوسری جنگ میں شکست و فرار:۔ دوسرے روز علے الصبح محمود کے لشکر نے قریب پہنچ کر پہلی شرمندگی کو دور کرنے کے خیال سے کشمیر کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ دیر تک میدان کارزار گرم رہا۔ جفاکش اور دلیر پٹھانوں کا پلہ قدم قدم پر بھاری

[1] راج ترنگنی میں جہاں شاہی یا شاہی خاندان کا ذکر آیا ہے۔ وہاں مہاراجہ آنند پال اُس کے خاندان سے مراد ہے۔ (دیکھو راج ترنگنی مترجمہ ٹھاکر اچھر چند جلد اول کے صفحہ ۱۸۴ کے تحت حاشیہ ۴۷۹)

ہوتا جارہا تھا۔ آرام طلب سپہ سالار تنگت کی بہادری کا سارا نشہ اتر گیا۔ ادھر وہ اسلامی جوتوں کی تاب نہ لاکر میدانِ رزم سے بھاگ نکلا جس سے لشکرِ تیغلب کے اوسان بھی خطا ہونے لگے۔

تواریخ کشمیر میں لکھا ہے۔ کہ کشمیری لشکر کے تین بہادروں جے سنگھ۔ سری وردھن اور ڈامر ویرپارک (خاندان سنگرام راج کا ایک سورما تھا) نے اس میدانِ جنگ میں جوہرِ مردانگی دکھا کر اپنے ملک کی شان و عزت کو چار چاند لگائے۔

مہاراجہ ترلوچن پال کا غیر معمولی بہادرانہ کام:۔ جنگ میں مہاراجہ ترلوچن پال کی شجاعتِ شاہانہ۔ ہمتِ مردانہ اور فراستِ فرزانہ کا تذکرہ "راج ترنگنی" (مصنفہ کلہن کر اچھر چند) میں الفاظ ذیل میں پایا جاتا ہے:۔

"ترلوچن پال کی عظمت کو کون بیان کر سکتا ہے جس کو لاتعداد دشمن بھی لڑائی میں شکست نہ دے سکے۔ ترلوچن پال اس وقت میدانِ جنگ میں خون بہاتا ہوا شیو جی کی اس حالت کے مشابہ تھا۔ جب وہ کلپ کے خاتمہ (پرلے یا قیامت) پر دنیا کے جلانے کے لئے آگ نکالتے ہیں۔ لڑائی میں ہزاروں زرہ بکتر لگائے ہوئے جوانوں سے لڑکر یہ راجہ جو ان معاملات میں تجربہ کار تھا۔ اکیلا اپنے دشمنوں کے محاصرے سے باہر نکل آیا۔ فتح حاصل ہونے کے بعد بھی ہمیرا امیر محمود نے آزادی سے سانس نہیں لیا۔ کیونکہ وہ مشہور و معروف ترلوچن پال کی فوق الفطرت بہادری سے واقف تھا۔ ترلوچن پال نے اپنے رتبہ سے گر کر بھی غیر معمولی ہمت کا کام کیا۔ اور اپنے ہاتھوں کی طاقت پر بھروسہ کر کے فتح حاصل کرنے کی کوشش کی۔"

مہاراجہ ترلوچن پال بھوکے شیر کی طرح جب اسلامی لشکر کی صفوں کی صفیں اپنی آبدار تلوار سے صاف کرتا ہوا خود بھی زخموں سے نڈھال ہو گیا۔ تو دل میں سوچنے لگا۔ کہ میرے اس طرح جان ناحق ہونے سے دیش کی بہتری ہوگی نہ قوم کی بھلائی۔ زندگی و سلامتی ہی کسی دوسرے موزوں اور مفید موقع کے حصول کا باعث ہو سکتی ہے۔ چنانچہ

وہ اپنے مستقبل میں کسی سنہری موقع کی تلاش و انتظار کے لئے پیرناپ کی طرح میدانِ جنگ سے کنارہ کش ہو گیا ؛

شاہی لشکر قلعہ لوہر کوٹ میں محصور - اور محمود کا ناکام و نامراد واپس وطن لوٹنا

مہاراجہ ترلوچن پال محمودی فوج سے لڑتا بھڑتا اپنی فوج کو حکمتِ عملی سے قلعہ لوہر کوٹ میں لے آیا جس کا اسلامی لشکر نے محاصرہ کر لیا۔ کئی روز تک پٹھان اور مسلمان قلعہ کو سر کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر ہندی بہادروں نے اُن کے ہر حملہ کا ترکی بہ ترکی جواب دیکر اُن کی ہر تجویز اور ہر چال کو ناکارہ بنا دیا۔ گاہے بگاہے موہیالی لشکر قلعہ سے باہر نکل کر دشمن کے لشکر پر ٹوٹ پڑتا۔ اور اُسے گاجر مولی کی طرح کاٹ کاٹ کر پھر قلعہ میں داخل ہو جاتا۔ اِس طرح ہزاروں اسلامی بہادر مارے گئے۔ اور محمود نے فتح سے مایوس ہو کر نیز سردی کی شدت سے تنگ آکر اپنے وطن کو مراجعت کی۔

[دیکھو راج ترنگنی کشمیر مترجمہ ٹھاکر اچھر چند جلد دوم صفحہ ۷۵]

واپس وطن جاتے ہوئے محمود نے راستہ میں پہاڑی رعایا پر ہاتھ صاف کیا۔

وطن کو واپس جاتے ہوئے محمودی لشکر نے اپنا غصہ نکالنے کے لئے پہاڑی رعایا پر اپنا ظلم کا ہاتھ بڑھایا۔ جو سامنے آیا۔ اُسے کاٹ گرایا۔ دیہات تباہ و برباد کر دئے۔ بالآخر جب لشکر ریاست پونچھ کی حدود سے باہر نکلنے لگا۔ تو پہاڑوں میں راستہ بھول گیا۔ اور بے حد تکلیف و پریشانی کا شکار ہوا ؛

نوٹ :- تواریخ راج ترنگنی کشمیر مترجمہ ٹھاکر اچھر چند جلد دوم صفحہ ۷۵ میں لکھا ہے۔ کہ جب کشمیر سے کمک پہنچ گئی۔ اور سردی کی شدت بھی بڑھ گئی۔ تو سلطان کو مجبوراً اپنے منصوبہ سے دست بردار ہونا پڑا جب سلطان کو ناکامی کا سامنا ہوا۔ تو ایک مدت تک محاصرہ کرنے نیز اپنی مساعی جمیلہ میں کوئی کسر باقی نہ رکھنے پر بھی اُسے منہ کی کھانی پڑی۔ مجبوراً وہ اہلِ وطن پر ظلم و ستم کرتا ہوا لاہور کی طرف چل دیا۔ اور اُس نے لشکر کو اطراف و جوانب میں تاخت و تاراج کرنے کے لئے مامور کیا۔ اور بہت سا مالِ غنیمت لے

کر غزنی کو چلا گیا۔ (دیکھو اردو ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد اوّل صفحہ ۴۷)

قلعہ نندنہ پر محمود کا حملہ اور موہیال ہیروں کی مادرِ وطن پر جاں نثاری } جب محمودی لشکر مہاراجہ ترلوچن پال کا بال تک بینکا نہ کر سکا۔ بلکہ خود غرقِ ندامت میں غرق ہو گیا۔ تو اُس نے پیچ و تاب کھاتے اور غصہ کے زہر کو اُگلتے ہوئے بقولے "نزلہ بر عضوِ ضعیف" قلعہ نندنہ پر دھاوا کر دیا۔ جس کی مٹھی بھر فوج نے جان ہتھیلی پر رکھ کر بہادرانہ ہاتھ دکھائے۔ اور جو ایک ایک۔ دو دو۔ چار چار کو مار کر میدانِ جنگ میں جانفشاں ہیروں کی طرح کام آئے۔ ان سب موہیال بھور ہیروں کی شہادت کی یاد کو تازہ کرنے والی شہید گاہ پیر تپ (موضع باغانوالہ تحصیل پنڈدادن خان) آج بھی موہیال جاتی کی شان و عظمت کو اونچا کر رہی ہے۔ اور شہیدانِ وفا کی ہمّتِ مردانہ کا بزبانِ حال اظہار کر رہی ہے ؛

پتی برتا موہیال دیویوں کی رسم جوہر کو دیکھ کر سلطان محمود ہکا بکا رہ گیا } جب بے شمار موہیال محمود کے دستِ ستم کا شکار ہو گئے۔ تو اُن کی پتی برتا استریوں نے اپنے شور بیر شوہروں کی دائمی جدائی کی تاب نہ لاتے ہوئے پراچین ہندو رواج کے مطابق اُن کی چتاؤں میں جل کر امر ہونے کے خیال سے "رسم جوہر" ادا کی۔ ان عصمت مآب موہیال شیرنیوں کو پروانہ وار آگ میں جلتے دیکھ کر سلطان محمود اور اُس کے ساتھی انگشت بدنداں رہ گئے ؛

مہاراجہ ترلوچن پال نے پھر اپنے کھوئے ہوئے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر فوراً گجد لوشں ہو گیا } باوجود اس قدر خونریز جنگ و جدال کے مہاراجہ ترلوچن پال نے تاحیات سلطان محمود کے آگے سر خم نہیں کیا۔ بلکہ اُس کے جیتے جی محمود نے پھر کوئی حملہ نہ کیا۔ چنانچہ اُس کے وطن واپس جانے پر مہاراجہ موصوف نے بزورِ شمشیر اپنے مقبوضہ علاقہ سے مسلمانی فوج کو نکال دیا۔ مگر افسوس وہ لاثانی موہیال شور بیر جسے محمود اور اس کا لشکر بیالہا سال تک زیر نہ کر سکے۔ موت کی ایک ہی جھپٹ سے قالبِ عنصری کو چھوڑنے

پر مجبور ہو گیا یعنی ۱۰۲۳ء (سمت ۹-۱۰ ہجری) میں موہیالی عروج کا ستارہ غروب ہو گیا نہیں نہیں دیش اور جاتی کے سر پر سے "سایۂ ہما" ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا :-

مہاراجہ ترلوچن پال کے بے نظیر کیریکٹر کے تاریخی ثبوت ۔

(۱) محمود کا ہم مذہب معاصر ابوریحان المعروف بہ البرونی اپنی تاریخ ہند حصہ دوم کے صفحہ ۱۵ پر رقمطراز ہے۔ "ترلوچن پال ہندوشاہی خاندان کا سلطنت العنان فرمانروا تھا۔ نیز خاندانِ شاہی راجہ جے پال کی اولاد صدیوں تک ترشکوں یعنی مسلمانوں کے اُن حملوں کو جو وہ ہندوستان پر کرتے رہے۔ روکے رہا" :-

(۲) تاریخ راج ترنگنی کشمیر میں درج ہے۔ "ہمیر (امیر محمود) نے آزادی کے ساتھ سانس بھی نہ لی کیونکہ وہ مشہور و معروف ترلوچن پال کی فوق الفطرت بہادری سے واقف تھا"۔ یہی مورخ لکھتا ہے۔ "ترلوچن پال کی عظمت کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ اسے لاتعداد دشمن بھی لڑائی میں شکست نہ دے سکے" :-

(۳) ترلوچن پال نے اپنے باپ کے عہد ۱۰۰۲ء لغایت ۱۰۱۵ء میں بھی فوج لے کر مسلمانوں کے حملے روکے۔ البرونی جس نے ان واقعات کو چشم خود دیکھا۔ لکھتا ہے۔ "باوجود اس قدر شان و شوکت اور عظمت کے ان راجاؤں نے کبھی نیک اور سچی بات کے کہنے میں تامل نہیں کیا۔ وہ شریف خیال اعلیٰ طور کے لوگ تھے (دیکھو ہسٹری آف انڈیا مصنفہ ایلیٹ صاحب جلد دوم صفحہ ۴۳۲ و صفحہ ۱۳) :-

نوٹ :- بعض مسلم مورخین نے جنہیں لاثانی مہاراجہ ترلوچن پال کے صحیح نام تک سے واقفیت نہیں اس کے متعلق مضحکہ خیز۔ بے بنیاد اور تعصب آمیز حالات و واقعات اختراع کئے ہیں (دیکھئے واقعات ہند صفحہ ۳۱ مصنفہ کریم بخش) اور تاریخ فرشتہ اردو ترجمہ صفحہ ۴۰) :-

واقعہ نہ ہوئی تھی۔ بالغ ہونے پر راجکمار (گورکھ رائے) کی شادی شاہی ٹھاٹھ باٹھ سے ہوئی۔

شہاب الدین محمد غوری کا بھٹنڈہ پر حملہ۔ :- سنہ ۱۱۹۱ء (سمت ۱۲۴۷ بکرمی) میں محمد غوری نے بھٹنڈہ پر لشکر کشی کی۔ جسے فتح کر کے اس نے ایک صوبیدار ملک ضیاء الدین کی محافظت میں دے دیا۔ اور خود اپنے وطن کو مراجعت کی۔ مگر ابھی زیادہ دور نہ گیا تھا۔ کہ اسے دلی پت کے حملہ آور ہونے کی اطلاع موصول ہوئی۔ چنانچہ وہ وہیں سے واپس لوٹ کر مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ (دیکھو تواریخ ہند کا صفحہ ۱۵۱)

محمد غوری کے لشکر کو بمقام تراوڑی شکست :- ہمارے دور اندیش موہیال راجہ گورکھ رائے نے مہاراجہ پرتھی راج چوہان کو محمد غوری کے دانت کھٹے کرنے کے لیے حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کے لئے پیغام بھیجا جس کی تکمیل و تعمیل کے لئے وہ مسلمان مورخوں کی تحریر کے مطابق دو لاکھ سپاہ جرار لے کر تھانیسر سے ہم امیل کی دوری پر بمقام تراوڑی موہیالی لشکر کے ساتھ آ ملا۔ فریقین نے خوب دادِ شجاعت دی ہمارے ہیرو گورکھ رائے نے مہاراجہ پرتھی راج کے لشکر کے ہمراہ افغانی سپاہ پر خوب بڑھ چڑھ کر حملے کئے۔ نیز بہادروں کے قدردان دلی پت نے بھی جوہر مردانگی دکھایا۔ اسلامی لشکر بے حد خون خرابہ و خونریزی کے بعد تابِ مقابلہ نہ لا کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ بہادرانِ ہند نے ان کا ۴۰ میل تک تعاقب کیا۔ مگر محمد غوری زخموں سے نڈھال ہونے کے کارن کہیں چھپ گیا۔ اور ہاتھ نہ آیا۔ مہاراجہ پرتھی راج فتح کے ڈنکے بجاتا ہوا اپنے دوستوں اور سرداروں سمیت دارالسلطنت کو لوٹ آیا۔ اور ملازمین و اراکین کو حیثیت اور مرتبہ کے مطابق انعام و اکرام نیز خلعت و سروپا وغیرہ بخشے گئے۔

محمد غوری کا دوسرا حملہ :- سنہ ۱۱۹۳ء (سمت ۱۲۵۰ بکرمی) میں محمد غوری نے پوری تیاری کے ساتھ دوسری بار پرتھی راج کی راجدھانی پر لشکر کشی کی۔ مگر رائے پتھورا پہلی فتح پر نازاں و مغرور ہونے کے باعث دن رات عیش و عشرت میں مصروف رہا۔ نیز محمد غوری نے کمال

چالاکی و ہوشیاری سے مہاراجہ جے چند والئے قنوج - ہوتی رائے والئے کانگڑہ اور نیکھ رائے وزیر زادۂ دلی پت کو طرح طرح کے چکمے دیکر نیز سبز باغ دکھا کر اپنی طرف گانٹھ لیا تھا - اور اننگ پال بھی اپنے نواسے پرتھی راج کے خلاف مسلمانوں کا یارِ غار بن چکا تھا - ان سر تا پا ناموافق حالات کی موجودگی میں ہندو لشکر کی تباہی و بربادی یقینی تھی - چنانچہ نمک حرام - نفاق پرست اور خود غرض ہندو راجاؤں کو مسلم حملہ آوروں نے چن چن کر مارا - اور مہاراجہ پرتھی راج و رائے گورکھ رائے بھی میدانِ جنگ میں شہید ہوا - اور ہندو استریوں نے ہندو راج کے خاتمہ اور اپنے پتیوں کی شہادت کے باعث اپنے آپ کو جلتی چتاؤں میں ڈال کر رسم "جوہر" کا اعادہ کیا:

٥٥٥ مسلم راج کا آغاز ٥٥٥

رائے گورکھ رائے کی اولاد کی حالتِ زار :- جب سارے علاقہ پر مسلم راج کی مہر ثبت ہو گئی - تو راجہ گورکھ رائے مرحوم کے دو فرزندان گنیش دیو اور برہم دیو نے وطنِ مالوفہ سے روتے دھوتے ہجرت اختیار کی - گنیش دیو نے مشرق کا رخ کیا - جس کا ذکر "بھومیار براہمنان" کے ضمن میں پہلے باب میں درج ہو چکا ہے - اس سلسلہ میں اب اتنا لکھ دینا ہی کافی ہوگا - کہ جو لوگ نفریا سارسوت بھومیا کہلاتے اور بیتا راج کے مالک ہیں - وہ اس خاندان ہی سے ہیں ؛

دوسرا نابالغ فرزند برہم دیو مع والدہ و دیگر رشتہ داران مشرقی پنجاب کی پہاڑی ریاستوں میں جا آباد ہوا - رفتہ رفتہ نحوست اور بدبختی کے دن گزرتے گئے - اور برہم دیو کے فرزند ارجمند شیو دت نے مہاراجہ جموں کے لشکر میں ایک عہدہ حاصل کر لیا ؛

امیر تیمور کے قتلِ عام کا مہاراجہ جموں پر اثر :- جب ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور نے تباہی و بربادی کا روح فرسا منظر دلی کے باشندوں کو دکھایا - اور لکھو کھا بے گناہ انسانوں کو قتل کرنے کے بعد زرِ کثیر اور ہزارہا قیدیوں کے ہمراہ اپنے وطن کو

مراجعت کی۔ تو اُس کا گزر جموں کے نواحی علاقہ میں سے ہوا۔ راجہ جموں نے معصوم ہندو قیدیوں کی چیخ پکار سے پریت ہو کر اپنے شور بیر سپاہیوں و سرداروں سے اپنے ستم دیدہ و آفت رسیدہ بھائی بہنوں کو نجات دلانے کی پُر اثر اپیل کی ؛

مہاراجہ جموں کی پر بھاؤ شالی تقریر سے موہیال راجکمار شیودت کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی :- موروثی بہادر راجکمار شیودت کے دل پر اپنے آقائے نامدار کی تقریر کے ایک ایک لفظ نے بجلی کا سا اثر کیا۔ اُس کی رگِ حمیت جوش میں آئی۔ اس نے اپنا تن من اور دھن اس دھرم کاریہ کے ارپن کرنے کا اعلان کیا۔ نیز مخصوص انداز میں اپنے ہم وطنوں سے کہا۔ "دوستو! میں موہیال ہوں۔ میں اپنے بزرگوں کی طرح "پروانہ وار موت" کو "عام زندگی" پر ترجیح دیتا ہوں۔ موت اگرچہ سب کی قسمت میں لکھی ہے۔ مگر ایسی "شہید کی موت" تو خوش قسمت انسانوں کو ہی نصیب ہو سکتی ہے۔ اٹھو آگے قدم بڑھاؤ۔ اور اس سنہری موقع پر میرے ساتھ جامِ شہادت پینے کے لئے تیار ہو جاؤ" ؛

پروانۂ وطن شیودت غنیم کے مقابلہ میں :- موہیال شور بیر شیودت اپنے جنگجو ساتھیوں کو لے کر غنیم کے لشکر کے سرِ راہ مردانہ وار ڈٹ گیا۔ جونہی گرفتاران بلا نزدیک آئے۔ موہیالی لشکر نے یکبارگی ہلّہ بول کر محافظوں اور پاسبانوں کی گاردوں کو کاٹ ڈالا۔ اور قیدیوں کو چھڑا کر جنگل میں چھپا دیا۔ اگرچہ امیر تیمور نے اس سلسلہ میں مہاراجہ صاحب اور باشندگانِ ریاست جموں پر بے حد عتاب و عذاب نازل کئے۔ مگر وہ خود مایوس و ناکام اپنے وطن کو لوٹ گیا۔ جس سے رعیت اور راجہ پھر امن کی زندگی بسر کرنے لگے ؛

رسالہ اصلاح موہیالی سے اقتباس :- "اس بہادری و شجاعت کے عوض ہمارے نامور بزرگ کو رائے شیودت بنا کر سانبہ کا راجہ بنا دیا گیا۔ وہ مع اہل و عیال سانبہ میں جا کر آباد ہوا۔ اور حکمرانی کرنے لگا۔ گویا خوش اقبالی کا آفتاب طلوع ہوا۔ اور

زوال و بدبختی کی کالی گھٹائیں کافور ہو گئیں ؛

راجہ شیودت رائے سانبہ کی اولاد:- راجہ شیودت رائے کے چار بیٹے گنپتی عرف گنی۔ رام۔ چھتر اور گنگا رام ہوئے۔ باپ کے بعد گنپتی تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا جواہر عرف جاہڑ راجہ ہوا پھر اس کا فرزند رشی دیو۔ پھر راجہ ہری۔ اس کے بعد راجہ آتمان۔ بعدش فرزند متوفی راجہ چیتر سنگھ۔ اس کے بعد راجہ بھیم عرف بھیلم حکمران ہوا۔ اس کے مرنے پر آنوڈ دیو نے تخت سانبہ کو رونق بخشی (گلشن موہیالی صفحہ ۳۴)

۷- مہاراجہ رنجیت سنگھ دیو والئے جموں کا عہدِ حکومت

راجہ آنوڈ دیو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا مشیرِ سلطنت و طبیبِ خاص } ۱۷۳۰ء (سمت ۱۷۸۲ بکرمی) میں مہاراجہ رنجیت دیو تختِ جموں پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے اپنی تمام ماتحت ریاستوں کے راجاؤں کو شاہِ اکبر کی طرح اپنے خاص دربار میں جلیل القدر عہدوں پر ممتاز فرمایا چنانچہ راجگان جسروٹہ۔ بھندرال۔ مان کوٹ اور بھنڈول کے علاوہ راجہ آنوڈ دیو (موہیال وید) والئے سانبہ کو بھی وہاں مشیرِ سلطنت اور طبیبِ خاص بن کر آنا پڑا۔ گویا راجہ موصوف سانبہ سے نقل مکانی کر کے جموں میں اپنے تعمیر شدہ محلات میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہوئے۔ اور ان کا سپتر راجکمار ٹھاکر داس بطور ولی عہد انتظام ریاست سانبہ کرنے لگا۔ راجہ آنوڈ دیو بھی گاہے ماہے برائے انتظام و دیکھ بھال ریاست سانبہ میں چکر لگا آیا کرتے ؛

راجہ آنوڈ دیو اور اس کے پروہت کا مختصر قصہ } :- روایت ہے کہ راجہ کی گئوشالہ میں ایک عمدہ نسل کی گئو تھی۔ راجہ صاحب کے پروہت (نام معلوم نہیں) نے بجمان سے گئو طلب کی۔ راجہ نے با دلِ ناخواستہ گئو اس کے حوالے کر دی۔ کچھ عرصہ کے بعد پروہت نے وہ گائے ایک مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی۔ راجہ صاحب کو پروہت کے اس نازیبا فعل پر سخت غصہ آیا۔ اس کے نام دربار میں حاضر ہونے کا

شاہی حکم جاری کیا گیا۔ دربار میں حاضر ہونے پر اس نے جواب میں مہاراجہ صاحب سے بیان کیا۔ "گائے فروخت نہیں کی گئی۔ بلکہ وہ میرے گھر میں موجود ہے"۔ تحقیقات پر پتہ چلا۔ کہ پروہت گائے فروخت کر چکا ہے۔ راجہ نے اُسے قدرے سخت سست کہا۔ پروہت بجائے لجت ہونے کے اُلٹا شوخ چشمی سے پیش آیا۔ راجہ صاحب نے آپے سے باہر ہو کر کہا۔ "کوئی ہے۔؟" اسی دم رسوئیا اندر سے ہاتھ میں جلتی لکڑی لئے ہوئے نکلا۔ راجہ نے اسی لکڑی سے پروہت پر وار کیا۔ اور یہی ضرب اُس کی موت کا کارن ثابت ہوئی۔ اور مرحوم پروہت کا پریوار راجہ سے ناراض ہو کر اس کی نگری (سانبہ) سے ہجرت کر گیا:۔

راجہ آڈیو نے پڑتل ذات کا جاپروہت بنا لیا :- راجہ آڈیو نے متوفی پروہت کی جگہ پڑتل ذات کے ایک اور آدمی کو اپنا پروہت بنا لیا۔ جسے سانبہ اور جموں کے وید خاندان نے منظور و تسلیم کر لیا۔ معترضین کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ مسمیٰ دُنی چند عرف دُنا پڑتل قوم کا برہمن آڈیو کے خاندان کا آخری لاولد پروہت تھا۔ جو سمت ۱۹۰۱ بکرمی میں راہیِ عدم ہوا۔ اس کے بعد اس کا متبنّیٰ دوہتا جھلّو نامی پنج برہمن فرائض پروہتائی ادا کرتا رہا۔ گویا مقتول پروہت کے بعد پڑتل جاتی کا برہمن ہی خاندانِ مذکور سے وابستہ رہا۔ (گلشنِ موہیالی صفحہ ۱۳۸):۔

ریاست سانبہ کی ضبطی اور وید خاندان کی جلاوطنی :- راجہ آڈیو اور اُس کے بیٹے مرار دا س کی مرتیو پر سانبہ کی ریاست ضبط ہو کر ریاست جموں میں منتقل ہو گئی۔ اور وید خاندان کے افراد روزگار و معاش کی تلاش میں گرد و نواح کے مختلف دیہات میں جا کر آباد ہو گئے:۔

وید خاندان کے چار تھمے :- جب نفاق و خود غرضی نے وید خاندان کے شیرازہ کو درہم برہم کر دیا۔ تو وہ مندرجہ ذیل چار تھموں میں تقسیم ہو گئے :-

(۱) ہر ہر چانڈہ (۲) رام (۳) گنگو (۴) جھتر۔ کچھ عرصہ بعد ان تھموں کے نام

آدٔ آئنہ - سمیالہ - رتنا گری اور دھر یکڑ بیٹے میں تبدیل ہو گئے - اور ان کی تبدیلی کی وجہ بالکل قرینِ قیاس ہے:۔

(۱) آدٔ آئنہ - راجہ آدٔ دیو سے ؛ (۲) سمیالہ - سکونتِ سانبہ سے ؛ (۳) رتنا گری اپنی والدہ کے نام سے اور (۴) دھر یکڑ بیٹے - سکونت موضع دھریک ضلع گجرات (پاکستان) کی وجہ سے موسوم ہوئے ؛

راجہ آدٔ دیو کی اولاد کے مسکن :- راجہ آدٔ دیو کی اولاد جموں - امرت سر - جنڈولی ضلع ہوشیار پور - بنارس - غازی پور - لاہور - ہیگو والہ ضلع سیالکوٹ - میر پور ریاست جموں - سکھو (راولپنڈی) - خاص راولپنڈی - اٹک ؛ (نوٹ :- جن شہروں کے نیچے خط کھینچے گئے ہیں - وہ اگست ۱۹۴۷ء سے پاکستان میں آ چکے ہیں)

۷-(ب) بنگال میں ویدخاندان[1] کی حکومت

شہر قنوج ایک گونہ "موہیالی" کا سر چشمہ ہے - یہاں سے اٹھ کر ہی ہمارے پراچین بزرگوں نے بھارت ورش میں مختلف مقامات پر اپنی سلطنتوں کی بنیاد ڈالی - اسی شہر میں وید خاندان مدت تک آباد اور حکمران رہا - پورانک دھرم کے انویائی برہمنوں کے رعب و قلم کی بدولت ہی بودھ دھرم جو سارے ہندوستان میں پھیل چکا تھا - علاقہ قنوج میں پاؤں نہ جما سکا - مگر مہاراجہ شلادتیہ ہرش وردھن بودھ دھرمی نے انتہائی عروج اقبال کی وجہ سے تھانیسر سے اٹھ کر تختِ قنوج پر قبضہ کر لیا - مہاراجہ مذکور گو بودھوں اور ہندوؤں کو ایک ہی نظر سے دیکھتا تھا - مگر اس کے بودھ دھرمی ہونے کے باعث (غالباً) موہیال برہمنوں نے اس کی جان لینے کا تہیہ کیا - لیکن یہ راز کھل جانے کے باعث برہمن قنوج سے جلاوطن کر دئے گئے - مگر مہاراجہ مذکور کی

[1] دیکھو اتہاس سارسوت برہمنان کا صفحہ ۱۹ - کلیات آریہ مسافر کا صفحہ ۲۹۱ بحوالہ آئین اکبری نیز رپورٹ مردم شماری ۱۹۱۰ء ضخامت نمبر ۱ - دفعہ ۴ کا صفحہ ۱۸۵ ؛

مرتھو کے بعد وہ پھر قنوج میں جا بسے ::

مہاراجہ شلادتیہ ہرش وردھن بھی موہیال ظاہر ہوتا ہے } :- چونکہ شلادتیہ نے اپنی لڑکی کی شادی موہیال بنسی راجہ دھروبھٹ والئے بلبی سے کی تھی۔ جس کا ذکر پالی خاندان کے بیان میں آئے گا۔ اس لئے وہ بھی یقیناً موہیال بنسی ظاہر ہوتا ہے۔ جب پنجاب میں اسی معزز خاندان کا مہاراجہ جے پال حکمران تھا۔ بن راج نے بنگال کے بودھ راجگان پال خاندان پر حملہ کرنے کا انتظام کیا تھا۔

علاقہ وریندرہ (صوبہ بہار) کا فتح ہونا :- ۹۸۶ء (سمت ۱۰۴۳ بکرمی) میں راجہ بن راج عرف راجہ بان نے موہیالی لشکر آراستہ کر کے راجہ پال پر چڑھائی کی۔ سرحد ترہت پر بنگالیوں سے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ موہیال ہیروں نے وہ جوہر مردانگی دکھایا۔ کہ دشمنوں کو میدان چھوڑنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہ سوجھا موہیال فاتحان نے بھگوڑوں کا کئی میل تک پیچھا کیا۔ اور بہت سا مالِ غنیمت و سامانِ جنگ حاصل کیا۔ راجہ بان نے وریندرہ کے علاقہ پر جس میں بہت سے مضبوط۔ وسیع اور عالی شان قلعے واقع تھے۔ قبضہ کر کے موہیالی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ نیز رعیت سے ہمدردانہ سلوک برت کر اسے اپنا ایسا گرویدہ کر لیا۔ کہ وہ پال راجاؤں کی حکومت کو دل سے فراموش کر کے نئے مہاراجہ کے گن گانے لگی ::

بن راج کی حسرتناک وفات :- جونہی بن راج وریندر (صوبہ بہار) کے تخت پر بیٹھا۔ اس کے دل میں بنگال میں بودھ دھرم کی جگہ اپنے پرانے سناتن یا آریہ دھرم کو از سر نو رائج کرنے کا جوش پیدا ہوا۔ مگر موت کا فرشتہ موہیال راجہ کی گھات میں داؤ لگائے بیٹھا تھا۔ اس نے اس کے طائرِ حیات کو آ دبوچا۔ اور اس کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا ::

راجہ سکھ سین عرف ویر سین :- اپنے بزرگ پتا بن راج کے نقشِ قدم پر چلنے والے

راجہ سکھ سین نے ۹۸۶ء میں تخت نشین ہوتے ہی اپنی ہمّت و شجاعت سے سارے بنگال کو فتح کر لیا۔ اور پال خاندان نیز بودھ دھرم کے نام لیواؤں کو بنگال سے خلج کر دیا۔ جن بودھ دھرمی لوگوں نے اپنا آبائی دھرم چھوڑنا قبول النہ کیا۔ وہ سیام۔ برما۔ تبت وغیرہ دیشوں میں چلے گئے۔ باقی سب ہندو دھرم کے جھنڈے تلے آگئے۔ اس مہیپال راجہ نے بکرم پور کو راجدھانی بنا کر اسے خوب رونق و وسعت بخشی؛

قنوج سے پانچ برہمن اور پانچ کائستھ بنگال میں لائے گئے } :- مہاراجہ ویر سین نے راجہ قنوج سے پانچ برہمن پنڈت دھرم پرچار اور پانچ کائستھ ملکی انتظام کے لئے منگوائے۔ براہمنوں کے معزز سرپرست حسب ذیل تھے:-

بندھو۔ چٹ۔ چکرورتی۔ مکھیہ۔ گنگ (بہ ایزادی لفظ اُپادھیائے)؛
کائستھ قوم کے بزرگ:- دت۔ دیو۔ گھوش۔ بوس۔ میتر؛

ان کے مبارک ناموں کی یادگار اب تک اُن کی اولاد کے ناموں سے ظاہر ہو رہی ہے۔ مثلاً بینرجی۔ چیٹرجی؛

اس ناموَر راجہ نے صرف تین سال حکومت کی۔ کہ ۹۸۹ء میں فرشتہ موت نے اسے اپنے چنگل میں دبا لیا۔

بنگال کے وید خاندان کے متعلق مختلف تواریخی اشارات } :- تواریخ سیر المتاخرین (فارسی) میں مہاراجہ ویر سین کا جانشین راجہ بلال سین ظاہر کیا گیا ہے۔

مگر پروفیسر پال کرشن کی مرتبہ تواریخ ہند میں راجہ بلال سین کا زمانۂ حکومت ۱۰۶۶ء سے ۱۱۰۶ء درج ہے۔ کلیات آریہ مسافر میں بحوالۂ آئینِ اکبری ۱۰۶۳ء سے ۱۲۰۰ء تک سارے خاندان کا زمانۂ حکومت مندرج ہے۔ اور رپورٹ مردم شماری میں ۱۰۱۰ء سے ۱۲۰۰ء تک اور تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے میں ۹۸۶ء سے ۱۲۰۰ء تک ان راجاؤں کا زمانۂ حکومت ظاہر کیا گیا ہے؛ [نوٹ بعض مورخوں نے اس خاندان کے ایک بہادر شہزور راجہ اودے سور کا نام لکھا ہے۔ مگر اس کے واقعات زندگی اور زمانہ حکومت کا پتہ نہیں چل سکا]

راجہ بلال سین کا عہد :- اس راجہ کے عہدِ حکومت میں مُلک و مذہب کا انتظام تسلی بخش ہونے کے باعث رعایا امن و امان سے زندگی بسر کرتی تھی - اس نے بکرم پور کی جگہ شہر لکھنوتی کو اپنا پایۂ تخت مقرر کیا - نیز قنوجی برہمنوں اور کاستھوں کے مدارج قائم کئے :-

راجہ بلال سین کے جانشینوں کی فہرست :- راجہ بلال سین کے بعد لکھن سین نے ۷ سال - مادھو سین نے ۱۰ سال - کیشو سین نے ۱۵ سال - سدا سین نے ۱۸ سال - توجہ نے ۳ سال حکومت کی - مگر اُن کے زمانہ کے حالات بردۂ تاریکی میں ہونے کے کارن صفحۂ تاریخ پر نہیں آ سکے :-

راجہ لکھشمن سین کا عہدِ حکومت :- تواریخ میں درج ہے کہ راجہ توجہ کے لاولد مرنے پر اُس کا ایک رشتہ دار لکھینہ (لکھشمن سین) ولد لکھن تخت نشین ہُوا - جو بے حد ضعیف اور فاتر العقل واقعہ ہُوا تھا - کسی جوتشی نے اُسے کہہ دیا - کہ " بنگال کا راج تمہارے ہاتھ سے نکل کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائے گا " چنانچہ جب ۱۲۰۳ء میں بختیار خلجی نے بہار فتح کر کے آگے قدم بڑھایا - تو راجہ نے ہاتھ میں تلوار کی بجائے مالا پکڑ لی - جب مسلمانی لشکر قلعۂ لکھنوتی کے دروازے پر آ دھمکا - تو راجہ صاحب چور دروازے میں سے نکل کر جگن ناتھ پوری میں جا براجے - اور زندگی کے بقایا ایام وہیں مالا پھیرنے میں گزار دیئے [دیکھو تواریخ ہند مسٹر ایچ مارسڈن مترجمہ جیالال صفحہ ۱۶۰]

ترجمہ منتخب التواریخ ہند کا اقتباس :- " جب بختیار خلجی نے ندیا واقع بنگال کو فتح کیا - تو وہاں کا راجہ نجومیوں کی پیشگوئی کو سُن کر گھبرا گیا - اُس کا نام لکھشمن تھا - وہ بلا جنگ بھاگ گیا - سارا مُلک اور سب مال و زر مسلمانوں کے ہاتھ لگا - تمام بُت خانے توڑ دیئے گئے - اور اُن سے مساجد بنوائی گئیں - لکھنوتی کا نام گوڑ رکھا گیا - ندیا میں ایک بڑا بھاری کتب خانہ جلا دیا گیا " :-

راجہ منڈی کا خاندان بنگال کے شاہی وید خاندان کی یادگار ہے :- ایک تاریخ سے پتہ لگا۔ کہ راجہ منڈی کا خاندان بنگالی موہیال جنس کے شاہی خاندان کی یادگار ہے۔ تاریخ پنجاب ہیڈ راجپوتاں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ سکیت اور راجہ منڈی ایک ہی نسل سے ہیں۔ ریاست منڈی کا پہلا فرمانروا اجبر سین ہوا ہے جس نے سنہ ۱۵۲۷ء میں شہر منڈی آباد کیا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں راجہ بجے سین خلف راجہ بلبیر سین نامی حکمران تھا۔ تیرھویں صدی کے شروع میں یہ خاندان سکیت سے نکل کر گیارہ پشت تک آوارہ پھرتا رہا۔ اس کے بعد منڈی کی راجدھانی قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔ والیانِ ریاست کا لقب سین ہے۔ اور راجہ کے دوسرے بھائی سنگھ کے لقب سے ملقب ہوتے ہیں ـــــ اسی تاریخ میں درج ہے۔ کہ موجودہ راجہ سکیت "وشٹ نکندن سین" چندربنسی خاندان کی منڈیال شاخ سے ہے۔ اور "موہیال" اور "منڈیال" کا تلفظ تقریباً ایک سا ہی ہے۔ [نوٹ :- موجودہ راجپوتوں نے اپنے اپنے خاندانوں کے شجرے قدیم سورج بنسیوں اور چندربنسیوں سے ملا لئے ہیں۔ جو صحیح تاریخی تحقیقات کی رو سے بعید از راستی ثابت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بیشتر حصہ راجپوتوں کا برہمن النسل تصدیق ہو سکتا ہے۔ (گلشن موہیالی)]

۷۔ (ج) آؤ آنہ وَیداں [میرپور، سُکھو، بنارس و غازی پور]

جموں سے اولاد آؤ دیو کی ایک شاخ میرپور میں آکر آباد ہوئی۔ جس کے مورث اعلیٰ شری لکھا سنگھ تھے۔ ان کے خاندان میں رائزادہ جوالا سنگھ جی وید نے سمت ۱۸۵۹ بکرمی میں جنم پایا۔ اور ۲۵ چیت سمت ۱۹۵۰ کو ۹۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی شجاعت و مردانگی۔ وفاداری و اعلےٰ خدمات سرکارِ وقت کا تذکرہ سردار سردار سنگھ صاحب بانی سیکرٹری موہیال سبھا جموں نے رسالہ "موہیال مترا" سنہ ۱۸۹۳ء میں دلکش اور موثر انداز میں کیا۔ جس کا مکمل مفہوم یہاں درج کیا جاتا ہے :-

تمہیدی کلمات :- رائزادہ جوالا سنگھ جی ویدنے جو بہادریاں اور نیک نامیاں حاصل کیں۔ وُہ کتاب ہذا کی شائع ہونے والی دوسری جلد میں درج کردہ سرٹیفکیٹوں سے ظاہر ہو سکیں گی۔ برادری پروری میں بھی آپ کا ثانی ملنا محال تھا۔ ریاست جموں وکشمیر میں مختلف قلعوں سے متعلقہ اہم ذمہ داریوں کو آپ نے نہایت خوبی اور شان سے پورا کرکے حاکمانِ وقت سے داد و تحسین حاصل کی۔ رائزادہ صاحب کو ایشور بھگتوں اور سنت مہاتماؤں کی صحبت کا بھی بہت شوق تھا:۔

ایک ڈاکو سے شاندار مقابلہ
ڈاکو نے بالآخر آپکے قدموں کو چوما

جب عالم شباب میں رائزادہ صاحب خالصہ فوج میں ایک معمولی عہدیدار تھے۔ آپ کو ضلع گوجرانوالہ میں ایک ڈاکو کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا گیا۔ آپ نے چند سپاہیوں کو ہمراہ لیکر ڈاکو مذکور کے علاقہ میں ایک گڑھی کے اندر جا ڈیرہ کیا۔ دوسرے روز وہ ڈاکو دن دہاڑے اس گڑھی کے نزدیک ایک مالدار عورت کو لوٹنے لگا۔ اس عورت کی چیخ پکار سن کر آپ مسلح ہو کر ڈاکو کے گھر جا پہنچے۔ اور اسے وہاں سے فوراً کہیں دور دراز نکل جانے کا حکم دیا۔ ڈاکو نے جواباً کہا۔ "اگر تجھے اپنی زندگی درکار ہے۔ تو فوراً یہاں سے بھاگ جا" رائزادہ جی نے قدرے پُرجوش لہجہ میں کہا۔ "ہم سرکار کے وفادار ملازم ہیں۔ اور تجھ سے مقابلہ کرکے تجھے راہِ راست پر لانا ہمارا پہلا فرض ہے"۔ ڈاکو مقابلہ کے لئے تیزی سے آگے بڑھا۔ سوہیال بیر نے بلند آواز سے للکار کر کہا۔ "اے ہزاروں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے ظالم! آ میرے سامنے اور مجھ سے زور آزمائی کر۔ میں تجھے پہلا وار کرنے کی بھی رعایت دیتا ہوں۔ اپنے دلی ارمان نکال لے"۔ چنانچہ ڈاکو نے تلوار سے ایک بھرپور وار کیا۔ جسے ہمارے بزرگ کمیدان نے اپنی قرابین پر روکا۔ جو تقریباً دو انگل کٹ گئی۔ ڈاکو دوسرا وار کرنے والا تھا۔ کہ رائزادہ صاحب نے اپنے مشاق ہاتھوں سے دشمن کی گردن پر اپنی تلوار سے مہلک وار کیا۔ اور وہ اسی لمحہ خاک و خون میں لوٹنے لگا۔ مرنے سے پہلے ڈاکو نے کمیدان صاحب کے قدموں کو ہاتھ لگا کر اپنی وہ تلوار جو بے شمار معصوموں و مظلوموں کا خون پی چکی

تھی۔ اُن کے حوالے کر دی۔ جو اب تک بزرگ موصوف کی اولاد کے قبضہ میں ہے ؎

رائزادہ صاحب کا آدرش بھراتری بھاو ؎ رائزادہ صاحب جہاں اوّل درجہ کے بہادر۔ راستباز اور وفادارِ سرکار تھے۔ وہاں سچّے پربھو بھگت اور غریب پرور سخی بھی تھے۔ بھراتری بھاو کے زیر اثر وہ اپنے پاس آئے ہوئے کسی بھائی کے سوال کو پورا کرنا "موہیالی اصول" تصوّر کرتے تھے۔ اِن کے نیچے بالعموم دس ہزار روپیہ کی گھوڑی برائے سواری ہوتی تھی۔ مگر اپنے بھائیوں سے بغل گیر ہونے کے لئے نیچے اُترنا اُن کا خاص شیوہ تھا۔ ہزارہا روپیہ ایشور کے نام پر محتاجوں اور ناداروں کو دینا اور اپنے موہیال بھائیوں کی خلوص دلی سے دستگیری کرنا اُن کا معمول تھا ؎

(۲) رائزادہ بھان سنگھ صاحب وید کے مختصر حالاتِ زندگی کا تذکرہ ؎ سیر پور سے رائزادہ بھان سنگھ وید مع اپنے چھوٹے بھائی ایشر داس وید بحالت یتیمی سکھو میں وارد ہوئے۔ یہاں اوّل الذکر کی شادی دت خاندان کے اور مؤخر الذکر کی شادی منگلا مائی رائے کے بالیوں کے ہاں ہوئی۔ جو وہیں آباد ہو کر بحالتِ لاولدی فوت ہو گیا۔ رائزادہ بھان سنگھ نے سردار جگت سنگھ صوبیدار پوٹھوہار کے پاس ملازمت کر لی۔ وہ اپنی لیاقت اور حسنِ کارکردگی سے سردار صاحب کا منظورِ نظر ہو کر ان کا مشیرِ خاص متعین ہوا۔ معزز آقا نے اُسے موضع سپیالی متصل مندرہ ایک خاص جاگیر عطا فرمائی جس کے ذریعے وہ علاقہ بھر میں ممتاز ترین رئیس و ساہوکار شمار ہونے لگا۔ سکھو خاص اور اس کے گرد و نواح کے لوگ ہزارہا روپیہ اس سے بطور قرض لے جاتے تھے۔ ان دنوں لین دین اکثر زبانی ہوتا تھا۔ ہاں بڑی رقوم کا اندراج بہیوں میں کر لیا جاتا تھا۔ رائزادہ صاحب کے تین بیٹے نہال سنگھ۔ دیال سنگھ اور جے سنگھ تھے۔ اوّل الذکر کی شادی خاندان بھائیاں دت بطینالیہ کے ہاں ہوئی۔ موضع میاں ہیں علاوہ ملکیت کے نمبرداری اور ذیلداری انہی کی تھی۔ الغرض اُن دنوں وہ بڑے مشہور جاگیردار تھے ؎

رائزادہ دیال سنگھ جی وید نہایت تند مزاج اور جنگی طبیعت کے مالک تھے جن سے

شہر کے بڑے بڑے آدمی ڈرتے تھے۔ ان کا ایک بیٹا رتن سنگھ جمعدار تھا۔ جو لاولد مر گیا۔ باقی اصحاب کی اولاد موجود ہے۔ جن میں سے رائزادہ ہری چند جی وید مصنف و مؤلف "گلشنِ موہیالی" کا مبارک نام خاص قابلِ ذکر ہے۔ آپ موہیال جاتی کے روشن چراغ تھے۔ آپ نے زندگی بھر قوم و وطن کی فلاح و بہبود کے لئے تشٹرھ ہردیہ سے کام کیا۔ آپ آریہ سماجی خیالات کے موہیال بزرگ تھے۔ اور آریہ سکولوں و کنیا پاٹھشالاؤں میں مشنری سپرٹ سے نیشن بلڈنگ کا کام کر کے دلی اطمینان حاصل کرتے تھے:

ویداں آواَنہ غازی پور و بنارس: اس شاخ کا مورثِ اعلےٰ رائزادہ نابو رام انیسویں صدی بکرمی میں سیالکوٹ میں آباد ہوا۔ اُن دنوں پنجاب میں مغل۔ پٹھانوں اور سکھوں کی فتنہ انگیزیوں اور سینہ زوریوں کے باعث عوام کا امن اور شریف گھرانوں کا ننگ و ناموس خطرہ میں پڑا ہوا تھا۔ چنانچہ غیر معمولی دہشت و بدامنی کے زیرِ اثر ہمارے دو بزرگ رائزادہ دیال سنگھ اور سکھ باسی رام اپنے پیارے وطن سیالکوٹ کو خیر باد کہہ کر جموں چلے گئے۔ وہاں سے بال بچوں کے ساتھ ہندوستان خاص کی طرف روانہ ہو کر سنبھل مراد آباد پہنچے۔ پیچھے سے حکامِ وقت نے سیالکوٹ میں اُن کی ساری جائداد ضبط کر لی۔ اور ساری زمینداری دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دی۔ "قہرِ درویش بر جانِ درویش" کے مصداق چھاتی پر پتھر رکھ کر وہ کان پور پہنچے۔ وہاں بھی قسمت نے ساتھ نہ دیا۔ تو مجبوراً بنارس جا مقیم ہوئے۔ جہاں انہیں پرماتما کی دیا سے صورتِ امن و امان اور وجہ معاش حاصل ہوئی۔ رائزادہ سکھ باسی رام بموجب سندِ وکالت نواب گورنر جنرل بہادر کشورِ ہند مورخہ ۸ دسمبر ۱۷۹۵ء ضلع کچہری میں وکالت کرنے لگا۔ اور رائزادہ دیال سنگھ راجہ شیو ناتھ دین ناتھ نگر ریئسان کا معتمد و مختارِ عام ہو گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہر دو بھائی آسودہ و خوشحال ہو گئے۔ اور محلہ شکر قند میں متصل مندر جہادیو ایک مشترکہ مکان خرید کر رہنے لگے۔ سمبت ۱۸۰۱ میں رائزادہ دیال سنگھ لاولد مر گیا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد رائزادہ سکھ باسی رام بھی دو بیٹے

کنہیالال و بنارسی داس چھوڑ کر شور گباش ہوا ::

منشی کنہیا لعل جی وید :- آپ تحصیل بلیا میں تحصیلدار متعین ہوئے۔ آپ کی اعلےٰ لیاقت و حسنِ کارکردگی نے افسرانِ بالا کو گرویدہ بنالیا۔ بعد میں آپ نے ریاست بنارس کی بقایا مالگزاری کی وصولی کا کام نہایت شوق و خوبی سے انجام دیا۔ اور ۸۰۰ روپیہ سالانہ بطور انعام حاصل کیا ::

بنارسی داس جی وید :- آپ کو تجارت کا شوق تھا۔ آپ نے ایک انگریزی کوٹھی میں دکان کھول لی جس کے ذریعے دولت اور جائداد میں روز افزوں ترقی ہونے لگی۔ کاروبار اس قدر وسعت پکڑ گیا۔ کہ منشی کنہیا لعل جی نے ملازمت سے استعفےٰ دے کر آپ کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ مگر مسٹر بارلو کمشنر بنارس کے آنے پر آپ کو پھر ملازمت کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ کمشنر صاحب سے پرانی واقفیت کی بناء پر آپ کو محکمہ بورڈ کا سررشتہ دار بنایا گیا۔

۱۸۳۳ء میں بمقام ڈنگ ضلع فتح پور عوام کو پانی بہم پہنچانے کے خیال سے ایک پختہ کنواں تعمیر کروا دیا۔ جو آج تک دونو بھائیوں کی یادگار ہے ۱۸۴۶ء میں منشی کنہیالال اور ۱۸۴۷ء میں بنارسی داس جی نے وفات پائی ::

منشی کنہیالال اور بنارسی داس صاحب کی اولاد کا مختصر تذکرہ :- بابو شیو ناتھ سنگھ (۴۳ سالہ) اور کشن ناتھ سنگھ نابالغ پسران منشی کنہیالال اور بھیمی نارائن سنگھ نابالغ فرزند بنارسی داس وید اب جائداد پر قابض ہوئے۔ بابو شیو ناتھ سنگھ نے اپنے تمام نابالغ بھائیوں کی جائداد اور کاروبار خانگی کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس نوجوان نے خاندان کی ہزارہا کی جائداد کو نہایت نیک نیتی اور رسائی سے قائم رکھا۔ اور خاندان میں کسی طرح کی ناچاقی نہ ہونے دی۔ بابو بھیمی نارائن وفات پا گیا۔ اور اس کا ایک نابالغ بیٹا رام چندر رہ گیا۔ اس عالی خاندان نے نہ صرف معصوم رام چندر ہی کو اپنے سایہ عاطفت میں بچوں کی طرح پناہ دی۔ بلکہ اپنے ہمشیر زادگان گنپت سنگھ دت اور سالگرام

دت کو بھی بچوں کی طرح پالا پوسا ::

خاندان مذکور کے قابلِ تقلید اوصاف:- اس عالی وید خاندان کی دریادلی، مساوات اور ہمدردی کا تذکرہ یقیناً زمانۂ حال کے خود غرض موہیالوں کو راہِ راست دکھانے کا ایک اچھا سادھن ہے:-

۱- بابو شیوناتھ سنگھ اور بشن ناتھ سنگھ نے اپنی بہن کے بیٹوں کو ایک عالیشان پختہ حویلی اور نصف تعلقہ منڈول پرگنہ غازی پور جس کی سالانہ آمدنی بارہ سو روپیہ تھی، ہبہ کر کے دے دیئے - اُن کی شادیاں بھی آپ کیں۔ اتفاق سے آپ کے بیٹے اور آپ کے ہمشیرزادہ گنپت سنگھ (گنپت پرشاد) کی شادیاں ایک ہی تاریخ کو مقرر ہوئیں۔ آپ نے اپنے لختِ جگر کی شادی پر جانے کا خیال ترک کر کے بہن کے بیٹے گنپت سنگھ کی شادی میں شریک ہونا مناسب سمجھا۔ آپ نے اس تقریب پر ہزارہا روپے اپنی گرہ سے بخوشی تمام صرف کیئے۔ اور ایامِ غدر (۱۸۵۷ء) کے باعث آپ کو بہت سا مالی نقصان ہوا نیز مختلف قسم کی تکالیف برداشت کرنی پڑیں ::

۲- آپ نے ۱۲۰۰ روپیہ نقد خزانہ میں اس غرض سے ڈیپازٹ کرایا کہ اس سے ہر سال سنسکرت میں فرسٹ رہنے والے طالب علم کو ایک وظیفہ ملتا رہے ::

۳- کئی نادار برہمنوں کو اپنے خرچ پر مکانات بنوا دیئے۔ نیز اُن کی گزر اوقات کا مناسب انتظام اپنی گرہ سے کیا۔

۴- بابو شیوناتھ سنگھ نے اپنے جنم زکان کی قصبہ میں کئی عالیشان عمارتیں تعمیر کیں ::

سرکاری حکام کی طرف سے قدردانی:- ۱- کلکٹر صاحب ضلع بنارس نے اُن کی قابلیت اور اعلیٰ کارکردگی کا شہرہ سُن کر تشخیصِ انکم ٹیکس کا کام اُن کے سپرد کیا۔ جسے انہوں نے دیانتداری سے انجام دے کر ۱۵۰/- روپے ماہوار کا عطیہ بطور صلہ حاصل کیا ::

۲- ایامِ غدر میں نیز دوسرے موقعوں پر گورنمنٹ کی وفاداری و امداد کے عوض اس سے جداگانہ

سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔

۳ لوکل بورڈ کے پریزیڈنٹ۔ ڈسٹرکٹ بورڈ و میونسپل بورڈ کے وائس پریزیڈنٹ بنائے گئے۔ نیز غازی پور میں مجسٹریٹی درجہ دوئم کے اختیارات بخشے گئے۔

بابو بیجی ناتھ سنگھ کی وفات اور خاندان کی تباہی کے منحوس آثار:- خاندان کے نامور بزرگ بابو بشن ناتھ سنگھ نے ۹ جنوری ۱۸۹۷ء کو ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کرلیں۔ خاندان میں جھگڑے شروع ہوگئے۔ بابو جوالا پرشاد فریق اوّل اور روپ نرائن و مدن موہن فریق ثانی میں مقدمہ بازی شروع ہوگئی۔ خاندان کو کئی طرح کی ناگہانی آفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ تباہی و بربادی کا منحوس چہرہ دکھائی دینے لگا۔ سچ ہے "ہر کمالے را زوالے" کے مصداق غازی پور و بنارس کے وید خاندان کی آدرش چمک ماند پڑ گئی۔

بابو شیو ناتھ سنگھ کی اولاد کی مقدمہ بازی کی بنیادی وجہ:- بابو شیو ناتھ سنگھ کی پہلی بیوی مر گئی جس سے گوبند نرائن سنگھ۔ جگت نرائن سنگھ اور مہر نرائن سنگھ تین بیٹے موجود ہونے کے باوجود آپ نے دوسری شادی کرلی جس کا نتیجہ انہیں عالم ضعیفی میں بھگتنا پڑا۔ دونوں بیویوں کی اولاد میں نفرت و کدورت اس حد تک بڑھ گئی۔ کہ مقدمہ بازی کا دور شروع ہوگیا۔ خوشامدیوں اور شریروں کی بن آئی۔ آخر چند بڑے خیر خواہانِ خاندان نے سب شرکایان سے ایک اقرار نامہ پر دستخط کرا کر خاندان کی جائداد کو چھ برابر حصوں میں تقسیم کردیا یعنی پانچ بیٹے اور چھٹا باپ سب کے سب الگ تھلگ ہوکر معمولی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگے۔ یہ دوسری شادی ہی خاندان کی بربادی کا کارن ہوئی ۱۹۶۸ء تک اس خاندان کا حال درج کیا جارہا ہے۔

رائے صاحب رائے زادہ جواہر لعل سنہا وید۔ غازی پور (یو۔پی):- آپ غازی پور کے وید خاندان کے قابلِ فخر سپوت تھے۔ آپ شریف۔ منصف مزاج اور رحمدل ہونے کے علاوہ اوّل درجہ کے سخی اور غریب پرور تھے۔ آپ نے لاکھوں روپیہ لڑکے لڑکیوں کی تعلیم غریب و مستحق یتیموں اور بیوگان کی سہائتا اور رفاہ عام کے کاموں پر صرف کیا جو یہ

یو پی کے ہر مرد اور عورت کے دل میں رائے بہادر کے لئے بے حد شردھا و عقیدت تھی۔ آپ کی موت ۹ اگست ۱۹۳۹ء کو رات کے ۱۰ بجے ہوئی۔ ۱۰ اگست کو غازی پور کے تمام سرکاری و غیر سرکاری دفاتر، سکول، عدالتیں، ڈسٹرکٹ بورڈ، میونسپل بورڈ اور بنک بند رہے۔ اور اہالیان شہر نے اُسی دن شام کو ٹاؤن ہال میں ایک ماتمی جلسہ کیا۔ جس میں دیونا سروپ رائزادہ صاحب کی ذاتی اعلیٰ خوبیوں اور قومی و ملکی قابل فخر خدمات کا مختلف زبانوں نے مختلف پیرایوں میں تذکرہ کیا۔

رائے بہادر کی جائداد کا ٹرسٹ :۔ مرحوم کی تمام جائداد کا اُن کی وصیت کے مطابق ایک ٹرسٹ قائم کیا گیا تھا۔ جس کے ممبران (۱) مرحوم کی دھرم پتنی (۲) رام کرشن مشن بنارس (۳) جنرل موہیال سبھا پنجاب ہیں۔ اور وصیت کے مطابق رام کرشن مشن بنارس اور جنرل موہیال سبھا کو کافی سہائتا (رقم) برائے امدادِ غریباں و ٹیکنیکل تعلیم (لڑکے و لڑکیاں) دستیاب ہوتی رہے گی۔

ہمیں افسوس ہے۔ کہ رائے بہادر کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ مگر وہ جنوں قومی اور گورنمنٹ انسٹی ٹیوشنز جو مرحوم کے چشمۂ فیض سے پرورش پاتی رہی ہیں۔ آپ کی لافانی اولاد ہے۔ جو روئے زمین پر خوش قسمت انسانوں کو ہی نصیب ہو سکتی ہے۔

خاندان ویداں ڈیرہ بخشیاں

کے معزز اصحاب کے سوانح حیات۔

یہ نامور خاندان ملکی بٹوارہ سے پہلے اس موضع کے بیشتر حصہ پر مالکانہ قبضہ رکھتا تھا۔ اس خاندان کے ہونہار چراغ عزیز رائزادہ وید رتن جی وید ڈیرہ پوتا برانا سرینہ بخشی پریم سنگھ صاحب وید حال مقیم جنگ پورہ (دہلی) نے اپنے آباؤ اجداد کی قابلِ فخر جنگی خدمات کے متعلق برٹش آفیسرز کی طرف سے عطا کردہ اصلی سرٹیفکیٹ و دستاویزات زمان انگریزی راقم الحروف کو مہیا کی ہیں جن کو کتاب ہذا کی شائع ہونیوالی دوسری جلد میں درج کیا جائیگا۔ خاندان ہذا کے دیگر حالات یہاں ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ بخشی جواہر لال صاحب وید:۔ بخشی صاحب خالصہ عہد میں گورنر تھے۔ سرکار انگریزی کی عملداری کے آغاز میں آپ پر بہت سے جور و ستم ہوئے۔ تاکہ سکھوں کے آخری عہد کے وصول شدہ لگان کا حساب کتاب دستیاب ہو سکے۔ مگر حکام باوجود انتہائی سختی کے دلی مراد نہ پا سکے۔ بخشی صاحب کی طبیعت زیادہ تر دھارمک کاموں کی طرف مائل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مع اپنی دھرم پتنی وطن کو ترک کر کے بنارس کو روانہ ہو گئے۔ اور وہاں تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اُنکی خواہش کے مطابق اُن کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

۲۔ بخشی دیوان چند صاحب وید:۔ آپ بخشی جواہر لال صاحب وید کے ہونہار فرزند تھے۔ جو اپنی دیانتداری و قابلیت کے کارن اپنے سب بھائیوں پر فوقیت رکھتے تھے۔

۳۔ بخشی دولت رائے صاحب وید:۔ بخشی صاحب انسپکٹر پولیس تھے۔ آپ اپنی سادگی۔ ملنساری اور کفایت شعاری کے لئے بہت مشہور تھے۔ خاندان کے بے کس اور محتاج افراد کی پرورش کرنا آپ کی زندگی کا شعار تھا۔ آپ اپنی وفات پر تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ دو بیٹوں اور ایک بیوہ بیٹی کے لئے چھوڑ گئے۔ مگر افسوس اس روپیہ کو بعض وارث نوجوانوں نے شراب خوری و فضول خرچی وغیرہ میں برباد کر دیا [اولاد پیدا کرنا اور اس کے لئے زرِ کثیر چھوڑ جانا انسان کے لئے اتنا ضروری نہیں جتنا اُسے لائق۔ صحت ور۔ عالم باعمل اور دھارمک بنانا]

۴۔ بخشی پرم سنگھ صاحب وید
سابق مہتمم نگرانی تقلید جیون } :۔ یہ موہیال بزرگ اپنے عہد میں موہیالی اوصاف کا ایک جمیل نمونہ تھے۔ ان کی منکسر المزاجی۔ ان کی مخلوت۔ ان کی شجاعت و مردانگی۔ ان کے بھراتری بھاو اور ان کی قومی لگن و سپرٹ کو دیکھ کر ہر فرد بشر عموماً اور ہر موہیال خصوصاً متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ ان کی جرأت مردانگی۔ مارشل سپرٹ اور ثبت قدمی نے مختلف برٹش

آفیسرز کے دل میں بے حد عزت اور شردھا پیدا کر دی تھی۔

بخشی صاحب کی پربھو بھگتی کا اثر:۔ کہتے ہیں جب بخشی صاحب سمرن سیوا یا ستسنگ میں مصروف ہوتے۔ تو افسرانِ بالا باوجود نہایت ضروری کام کے بھی اُن کی اُس وقت تک صبر و تحمل سے انتظار کرتے رہتے۔ جب تک کہ وہ کُلّی طور پر فارغ نہ ہو جاتے۔

سب امیر غریب موہیالوں سے یکساں پریم و سلوک:۔ آپ کے سینہ کے اندر قومی ہمدردی کا جذبہ ہمیشہ موج زن رہتا تھا۔ درجنوں موہیال نوجوان آپ کے ہاں ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اور صبح و شام "موہیالی" کے وسیع رشتہ کے زیر اثر انہیں روٹی پانی وغیرہ بہم پہنچتا تھا۔ بخشی صاحب جملہ اصحاب کی رضا و رغبت کے مطابق انہیں برسر روزگار بنانے میں اپنی امکانی طاقتیں صرف کر دیتے تھے۔ کیونکہ آپ کی نگاہ میں سب امیر غریب بھائی آپ کے اپنے حقیقی بھائی تھے۔ اگر کسی وقت انہیں کسی ناآشنا موہیال برادر یا بچہ کو پرانے اور پھٹے ہوئے پارچات میں ملبوس دیکھنے کا اتفاق ہوتا تو آپ بھگوان کرشن کی مانند اُسے سداما صفت بھائی یا ساتھی سمجھ کر فوراً گلے لگا لیتے۔

ایک صحیح پُر درد واقعہ:۔ ایک دفعہ بخشی صاحب اپنے وطن ڈیرہ بخشیاں سے رخصت گزار کر واپس مردان جاتے ہوئے دریائے کابل کے پار ایک بیٹھک میں آرام کر رہے تھے۔ ایک غریب برہمن دس بیس گز کے فاصلہ پر کسی شخص سے بخشی پریم سنگھ جی کے متعلق کچھ دریافت کر رہا تھا۔ بخشی صاحب نے اس کی آواز سن کر اسے اپنے پاس بلوا لیا۔ اس کو پریم اور تپاک سے اپنے پاس بٹھلا کر اس سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ براہمن نے جواب میں کہا۔ "میں بخشی پریم سنگھ جی کی فیاضی اور فراخدلی سن کر اُن کی خدمت میں مردان جا رہا ہوں۔ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کے لئے کچھ سہایتا حاصل کرنے کی ضرورت و خواہش ہے۔ اگر آپ لوگ مجھے اُن کا پتہ بتا دیں۔ تو مجھے اُن تک پہنچنے میں آسانی ہو گی"۔

بخشی صاحب نے کہا "جس شخص کے پاس آپ مردان جانا چاہتے ہیں وہ

آج کل وہاں نہیں ہے۔ برہمن کی تمام اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔ بخشی صاحب نے اُس کی طرف محبت بھری نگاہوں سے دیکھ کر کہا "مایوس ہونے کی ضرورت نہیں پہلے ہمارے ساتھ بھوجن کھا لیجئے۔ پھر آپ کی دوسری ضرورت کا خیال کیا جائے گا"۔ کھانا کھا چکنے کے بعد بخشی صاحب نے تمام روپیہ جو اُس وقت اُن کے پاس تھا۔ بخوشی تمام اُس کے حوالے کر کے اُسے رخصت کر دیا۔ مگر برہمن بھائی کو اتنا بھی معلوم نہ ہونے دیا۔ کہ وہ خود کون ہیں۔

بخشی صاحب کی وفات پر شاہی جھنڈا بھی نیچے کیا گیا }:- آپ پنشن لینے کے بعد جلد ہی اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ سرکار نے ازراہ قدردانی ۲۲ مربع جات زمین علاقہ بار ضلع لائل پور و ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں عطا کی تھی۔ بخشی صاحب کی وفات پر ساری فوج نے ماتم منایا۔ شاہی جھنڈا بھی ٹیڑھا کیا گیا۔ اور سر موہیال گھرانہ تو ماتم کدہ ہو گیا۔

۵۔ بخشی تیرتھ رام صاحب پدر رسالدار میجر و آنریری کپتان :- پوجیہ بخشی پرم سنگھ جی وید آف ڈیرہ بخشیاں کے قابلِ فخر سپوت سردار بہادر پنشنر میجر رسالدار و آنریری کپتان دان شیل سوبھاؤ ہونے کے کارن اپنے پتا کی طرح ہزارہا روپے سالانہ غریب اور مستحق لوگوں میں تقسیم کرتے تھے۔ جب تک فوج میں ملازمت میں رہے۔ آپ نے اپنی اعلےٰ کارکردگی اور قابلِ فخر لیاقت سے اپنے ہر چھوٹے بڑے افسر کو اپنا گرویدہ بنایا۔ اور اُن سے قابلِ قدر سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ جن سے آپ کی وفاداری۔ دیانتداری اور فرض شناسی کا پتہ چلتا ہے۔ ملازمت کے بعد آپ نے دُنیوی تعلقات سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور بطور بان پرستھی پربھو پریم کا سالہا سال تک لُطف اُٹھایا۔

۶۔ راجزادہ مہاراج کشن جی وید لاہوری :- آپ نے ۱۵ اکتوبر ۱۸۶۶ء کو جنم لیا۔ آپ کا بچپن وزیرم دتاں اور لاہور میں گزرا۔ وزیرم سے پرائمری کلاسز پاس کر کے آپ نے انٹرنس تک تعلیم لاہور میں پائی۔ دورانِ تعلیم آپ ہمیشہ ریاضی میں فرسٹ رہتے تھے۔ یکم جون ۱۸۹۶ء کو

آپ خزانچی دگوجرانوالہ میں محکمہ نہر میں ۔ ۵۰ روپیہ ماہوار پر ملازم ہوئے۔ جہاں سے جلد ہی استعفےٰ دیکر آپ فورتھ گریڈ اکونٹنٹ بمشاہرہ اسی روپیہ ماہوار لاہور میں ملازم ہوگئے۔ ملازمت کے سلسلہ میں آپ راولپنڈی گوجرانوالہ ۔ سرگودھا ۔ لائلپور اور مالاکنڈ وغیرہ مقامات میں نہایت ایمانداری سے کام کرتے رہے۔ آپ کی دیانتداری کے کارن تمام اکونٹنٹ آپ کو اپنا سرتاج تصور کرتے تھے۔

آپ آریہ سماج کے سچے بھگت تھے ۔ آپ نے پٹیالہ مردان اور لائل پور میں آریہ سماجیں قائم کیں۔ نیز گوجرانوالہ میں آریہ پتری پاٹھشالہ، راولپنڈی میں ڈی اے ۔ وی ہائی سکول اور لائل پور میں دھنپت مل ہائی سکول قائم کرائے۔ آپ آریہ سماج کو باقاعدہ دان دیتے رہے اس رقم میں سے کچھ روپیہ ڈی ۔ اے ۔ وی کالج لاہور میں ایک کمرہ تعمیر کرانے پر صرف ہوا۔ اس کے علاوہ ایک کمرہ آپ نے موہیال آشرم لاہور میں تعمیر کروایا۔ آپ نے "راشزادہ نرسنگھ داس وید سکالرشپ" کے لئے جنرل موہیال سبھا لاہور کے "تعلیم فنڈ" میں تقریباً ۱۰-۱۲ سو روپیہ جمع کرایا جو اب ۴ ہزار تک پہنچ چکا ہے ۔ آپ جنرل موہیال سبھا کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ اس کے ہر پروگرام میں نیک نیتی اور تندہی سے حصہ لیتے تھے ۔ کانفرنسوں میں حصہ لینا نیز ان کے ریزولیوشنوں پر خود عمل کرنا اور دوسروں سے کرانا آپ کا شیوہ تھا آپ نے ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء کو وفات پائی۔

مہتہ راشزادہ لچھمن داس جی وید اوورسیئر پنشنر لاہور: آپ نے جھیو کوٹی (سیالکوٹ) میں ۱۸۷۶ء میں جنم لیا۔ ۳ برس کی عمر میں آپ کے پتا جی کا دیہانت ہوگیا۔ آپ کی پرورش و تربیت آپ کے بزرگ بھراتا راشزادہ مہاراج کشن جی وید نے کی ۔ آپ اپنے بزرگ برادر کی طرح آریہ سماج کے بھگت تھے۔ آپ سودیشی سادگی اور راستی کے دلدادہ تھے۔ آپ کئی سال تک ڈی اے ۔ وی کالج مینجنگ کمیٹی کے سرگرم ممبر رہے۔ آپ نے کالج کمیٹی کو اپنے اور اپنے بزرگ بھائی کے حصہ میں آمدہ مکان کی قیمت ادا کی نیز راشزادہ نرسنگھ داس وید سکالرشپ کی بنیاد ڈالی نیز ہر دو بھائیوں نے موہیال آشرم لاہور میں ایک کمرہ بنوایا۔ آپ ۱۹۲۳ء میں لاہور آگئے اور ممبر جنرل موہیال سبھا کے کاریہ میں ہی موت تک لگے رہے۔ آپ رفاہ عام کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ آپ ینگ موہیال کے حامی تھے اور جنرل موہیال سبھا کی بے ضابطگیوں کو رسالہ مذکور میں شائع کرتے رہتے تھے۔ آپ ملکی بٹوارہ کے بعد بھارت میں آکر فوت ہوئے

تیسرا باب

[سات حصّوں میں]

دت خاندان کا مفصّل بیان

شری درون آچاریہ کے فرزند ارجمند مہابلی اشوستھاماں کے دو بیٹے امر بھوان (مورثِ اعلےٰ وید خاندان) اور گج بھوان (مورثِ اعلےٰ دت خاندان) ہوئے ہیں۔ گویا دت اور وید دونو کا سلسلۂ نسب بزرگ اشوستھاماں (چھتر راج رشی درون آچاریہ اتالیق پانڈو خاندان اور کمانڈر انچیف افواج کورو خاندان) سے جا ملتا ہے۔ نیز مدت مدید و عرصہ بعید سے دتوں اور ویدوں کا ایک ہی گوتر "بھاردواج" مشہور اور مروج ہے۔ یعنی عوام دونو قوموں کو ہم نسل اور ہم گوتر مانتے ہیں۔ اور اس کے خلاف آج تک نہ کوئی شاستر سمبندھی حوالہ پیش کر کے دونو قوموں کو باد باست دکھایا گیا ہے نہ اجتماعی طور پر اس دقیق معاملہ پر غور و خوض کر کے کسی ناطق فیصلہ پر پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہاں انفرادی طور پر شاذ و نادر یہ آوازیں ضرور سننے میں آئی ہیں۔ کہ:۔

(ا) دتوں اور ویدوں کا ایک گوتر ہونا خلافِ شاستر ہے (ب) رشی بھاردواج دو ہوئے ہیں۔ ایک دتوں کا۔ دوسرا ویدوں کا (ج) ایک رشی بھاردواج (دتوں کا) اور دوسرے "بھر دواج" (ویدوں کے) ہوئے ہیں (گویا بھر دواج اور بھاردواج دو رشی ہیں)۔ اگر ضمن (ج) کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ اور یہ دعویٰ شاستر سمبندھی ہو۔ تو اس کے مقبول و مروج ہونے میں قوم کو نہ چنداں دقّت ہو سکتی ہے نہ اعتراض۔

مگر شری راجزادہ لچھمی چند جی وید آف جموں کا فرمان ہے کہ "دتوں اور ویدوں کے علاوہ جموال سمیال راجپوتوں اور چارک راجپوتوں نیز رامداسیوں کا بھی بھاردواج گوتر ہے۔ مزید تحقیقات پر معلوم ہوگا کہ اور بھی بہت سی جاتیوں کا یہی گوتر ہے۔ گویا کہ سگوت کے یہ معنی کہ ہم ایک رشی کی

اولاد ہیں۔ غلط معلوم ہوتا ہے۔ میرا پورا پورا علم ہے۔ کہ جموال اور سمیال باہم شادی کرتے ہیں اور بوثوق سے کہا جاسکتا ہے۔ کہ "سگوتری" ایک رشی کے آشرم میں تعلیم پانے والے شاگرد ہوتے ہیں۔ نہ کہ رشی مذکور کے پرور یا سنتان؟ :-

ہم آخیر میں ہر دو شرومنی باڈیز نیز قوم کے وِدوان پنڈتوں سے اس سلسلہ میں مناسب چھان بین کر کے کسی ناطق فیصلہ کو عوام تک پہنچانے نیز اس پر عملدرآمد کرانے کی پرارتھنا کرتے ہیں — ہمارے پیش رو ہسٹورین اس سلسلہ میں کیا لکھتے ہیں؟ :-

گلشنِ موہیالی کا اقتباس :— دتوں اور ویدوں کے ہم نسل اور ہم گوتر ہونے پر یہ اعتراض ضرور پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان دونو برادریوں میں خلافِ شاستر شادی بیاہ کیوں ہو رہے ہیں؟ بعض ناواقف مغربی مؤرخ اور اُن کے مقلد کہہ دیتے ہیں۔ کہ بھاردواج اور بھردواج نام کے گوتر الگ الگ ہیں۔ اس لئے ان دونو کا گوتر جدا جدا ہے۔ مگر یہ ان کی علمِ سنسکرت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ سنسکرت میں ا عموماً ابنت کے معنوں میں آتا ہے۔ جس سے اس کی اولاد ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً سری کرشن کا دوسرا نام واسدیو ہے۔ اور اُن کے پوجیہ پتا وسدیو کہلاتے تھے۔ پس واسدیو ان کے نام محض وسدیو کا فرزند ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ علےٰ ہذالقیاس کنتی والدہ ارجن کا دوسرا نام پرتھا تھا۔ مگر گیتا میں سری کرشن نے کئی جگہ ارجن کو پارتھ کہہ کر پکارا ہے۔ جس سے مراد پرتھا کے بیٹے ارجن سے ہے۔ راجہ بھرت کی اولاد بھارت کہلائی۔ پراشر کی اولاد کا گوتر پاراشر اور بھرگو کی سنتان بھارگو ... وغیرہ وغیرہ۔

ان دونو فرقوں میں بیاہ شادی کے شاستر کے خلاف ہونے کا یہ جواب ہے۔ کہ

۱۔ بدھ دھرم کے زمانہ میں ورن آشرم۔ ذات پات۔ گوتر وغیرہ سب سلسلہ درہم برہم ہو گیا تھا۔ ہمارے بزرگ بھی اس اثر سے مستثنےٰ نہ رہ سکے۔ موہیال مہاراجہ پورس مہاراجہ چچ۔ مہاراجہ داہر۔ مہاراجہ چندر سب بدھ دھرم کے پیرو تھے۔

۲۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ عرب سے واپس ہونے پر بوجہ سینکڑوں برس غیر ملکی رہائش

شروع شروع میں بزرگانِ ہر دو قوم کو اپنی اصلیت کا بدھ دھرم کے اثرات کے باعث پتہ نہ رہا ہو۔ اور وہ بیاہ شادی کرنے لگ گئے ہوں۔ بعدازاں ایک دیرینہ دستور کا مسدود کرنا مشکل ہو گیا ہو:۔

"اصلاح موہیالی" کا اقتباس:۔ بخشی رتن چند صاحب ویدّ "اصلاح موہیالی" میں لکھتے ہیں۔ کہ "قنوج کے راجسیو یگیہ میں جب شرکایان کا اجتماع ہوا۔ تو سب بزرگان نے دیدہ دانستہ انہیں (دتّوں اور ویدوں کو) باہم شادی کرنے کی اجازت دیدی اور معترضین کے اعتراض کی پرواہ نہ کی":۔

۱۹۰۶ء میں مدبران قوم کے سامنے یہ مسئلہ رائے زادہ ہری چند جی وید مصنف دتوں "گلشن موہیالی" کی طرف سے پیش کیا گیا۔ جس پر خوب زور شور سے بحث مباحثہ ہوا مگر تنگیِ ناطہ و محدود دائرہ کے مدِ نظر کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہ نکل سکا اور معاملہ جوں کا توں رہا:۔ (گلشنِ موہیالی صفحہ ۱۷۳)

دت نام کی وجہ تسمیہ:۔ ۳۲۶ قبل مسیح میں مہاراجہ پورس اور سکندر اعظم کی جنگ کے بعد جب فریقین میں دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے۔ تو مہاراجہ صاحب کی طرف سے جو ایلچی سکندر کے ہمراہ برائے سفارت بھیجا گیا۔ اُس کا نام دت تھا۔ اسی دت نام پر بعد میں اس کی اولاد موسوم ہوئی۔ ذیل کا کبت اس دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے

سِدھ جھوجا کی نسل دیئ دت نام سلطان۔ سِدھ وہ لوگ جو بیرونی عرب گیو استھان

جب سکندر اعظم اپنے ملک یونان کو واپس جا رہا تھا۔ اُسے بابل کے مقام پر فرشتۂ موت نے آ دبوچا۔ اب ہمارا سفیر دت بزرگ اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے بجائے پنجاب واپس لوٹنے کے عرب میں بمقام ہریا بعد مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اور دت جنس وہاں پھولا پھلا:۔

دتوں کے عرب جانے کے متعلق تاریخی حوالجات:۔ ۱۔ اتہاس مہا راشٹر کے آئینہ کے صفحہ ۲۱ پر درج ہے۔ "سکندر کے ہمراہی سارسوت برہمنوں میں سے کچھ عرب گیا

آباد ہوئے۔ سنہ ۱ء کے قریب سلطان حجو جاعرب میں گزرا ہے جس کے فرزند جمند بیوگن کو میر سرحانی کا خطاب حاصل تھا۔ اور جس نے پنج نامی برہمن کو اپنا پروہت مقرر کیا تھا۔

۲۔ رسالہ "اصلاحِ موہیالی" کے صفحہ ۲۱-۲۲ پر بخشی رتن چند صاحب وید لکھتے ہیں:
"سکندر اعظم نے پنجاب پر یورش کر کے راجہ پورس کو اپنا مطیع بنایا۔ اس وقت کوئی بزرگ اُس موہیں کا راجہ لاہور کی طرف سے ایجنٹ دربار سکندری ہو کر عرب کو گیا۔ اور کسی سبب سے واپس نہ آسکا"۔

ایک عام اعتراض کا تاریخی جواب:۔ عام مصنفین کا یہ اعتراض ہے۔ کہ عرب جیسے دور دراز ملک میں دتوں کا اہل اسلام کے درمیان مستقل طور پر مقیم ہونا اور شادی و غمی کی رسوم کا بحسن انجام دینا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ اس کے جواب میں یہ بیان پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ۔

اخبار "پرکاش" لاہور مورخہ ۳۰ پھاگن سمت ۱۹۷۲ بکرمی میں درج ہے۔ کہ "زمانہ قدیم مغربی ممالک میں برہمنوں کی آمد و رفت اور سکونت کا پتہ تواریخ سے ملتا ہے۔ مثلاً پرانے ہندو شہر نینوہ[1] کو ہری پور اور مکہ شریف کو موکھیشور کہتے اور انہیں اپنا تیرتھ استھان مانتے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی مندر تھے۔ جہاں پر یہ لوگ جا کر زیارت کرتے تھے۔ دریائے فرات کے کنارے دو مشہور مندر کلیان روپ اور گوبند روپ تھے جن میں وشنو بھگوان کی پوجا ہوتی تھی۔ عرب اور ٹرکی کے علاوہ ہندو تاجر استراخان قاہرہ۔ سمرقند۔ ماسکو۔ باکو۔ کانگو۔ سکندریہ وغیرہ دور دراز شہروں میں جا کر تجارت کیا کرتے تھے۔ بون آچاریہ عرب کے ایک برہمن خاندان کا صاحبزادہ تھا جس نے سکندریہ کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ اور وہ جوتش کی بہت سی کتابوں کا مصنف گزرا ہے۔ اس کے اسلاف برہمن تھے [دیکھو کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد دہم مصنفہ مسٹر ولفورڈ صاحب]

[1] نینوہ کا یونانی نام ہیلو پولس ہری پور نام کا بگاڑ ہے

۱۔ خونریز جنگِ کربلا میں راہب کے سات بیٹے شہید

جنگِ کربلا نے مذہبِ اسلام کی عالمگیر اخوت[1] (BROTHERHOOD) کو دو بڑے حصوں میں بانٹ دیا۔ آل[2] حضرت محمد صاحب پیغمبرِ اسلام (حضرت حسین) پر جو جور و ستم حضرت موصوف کے پیروؤں نے کیئے۔ اُسے ہر سال اہلِ شیعہ ایامِ محرم میں اپنی آہ و فغاں نیز گریہ و زاری کے ذریعے پیش کر کے حاضرین و سامعین پر رقت کا عالم طاری کر دیتے ہیں۔ یہ سب ظلم و ستم پیغمبر صاحب کے نواسہ حضرت حسین اور ان کے عزیزوں پر یزید بن معاویہ کے حکم سے اس کے سپہ سالار شمر نے ڈھایا۔ یہ جنگ ۶۸۰ء مطابق سمت ۷۳۷ بکرمی میں رونما ہوئی۔ ظالم یزید کے حکم سے مظلوم شہیدوں کو ایک ایک بوند پانی کے لئے ترسا ترسا کر ہلاک کیا گیا۔ سنگدل سپہ سالار شمر نے انتہائی بیرحمی سے حضرت حسین کا سر تن سے جدا کر کے اسے نیزے پر لٹکا لیا۔ اور مظلوم کے اہل و عیال کو کربلا کے نزدیک تپتی ریتلی زمین پر اپنے ہمراہ دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ ہمارے سرفروش بزرگ راہب (سدھ دت) کو مظلومین کی چیخ پکار اور آہ و فغاں کو سننے کا موقع نصیب ہوا۔ آپ نے موروثی شجاعت اور خاندانی فطرت سے بے تاب ہو کر ظالم شمر کی مزاحمت بلکہ سرکوبی کے لئے اپنے ساتوں بیٹے ہنس رائے۔ ہر جس رائے۔ شیر خان۔ رام سنگھ۔ رائے پن۔ دھارو اور مورو یا میرو یکے بعد دیگرے قربان کر دئے۔ مگر ہمارے بے مثال ہیرو نے حضرت حسین کے مظلوم اسیران کو اپنے قبضہ میں لا کر "موہیالی" کو تاریخی طور پر چار چاند لگا دئے :: [دیکھو اتہاس سارسوت برہمناں صفحہ ۱۲] ::

جنگِ کربلا میں دتوں کی بے نظیر قربانی کے متعلق تاریخی حوالجات :-

۱۔ جنگ نامہ حامد میں مذکور ہے۔ کہ "راہب نے اپنے سات بیٹے حضرت حسین کے سر کی خاطر

---

[1] آل۔ لڑکی کی اولاد (دوہتے دوہتیاں) :: اولاد۔ بیٹے بیٹیاں اور پوتے پوتیاں

قربان کیئے۔ [جنگ نامہ حامد صفحہ ۱۷۵-۱۷۶] ؛

ہے اخبار "زمیندار" لاہور (لندن) ۵ر نومبر ۱۹۱۳ء :- "حضرت یحیٰی بن حسن بن علی بن ابو طالب کو اس موقع پر جبکہ کوئی مسلمان بھی اس کو مدد نہیں دیتا تھا۔ایک ہندو راجہ (مراد راہب) نے بخوبی امداد کی جس کے لیئے مسلمان اس کے نہایت ممنون و مشکور ہیں" ؛

ہے "اصلاح موہیالی" میں لکھا ہے :- "امام حسین کو سخت بے رحمی اور بے دردی سے قتل کیا گیا۔اس لیئے ہر ایک کو قوی گمان تھا۔کہ یزید ان کی بیگمات اور نابالغ معصوم بچوں کے ساتھ نہایت بے دردی سے پیش آئے گا۔اور کوئی فرد جرأت نہ کر سکتا تھا۔کہ ان کو اس ظالم کے پنجہ سے چھڑائے۔جب ان کا گزر راہب نامی دت کے علاقہ میں سے ہوا۔تو اس نے بڑی دلیری سے قمر سپہ سالار یزید کی مزاحمت کی اور حملہ کر کے بزور شمشیر اسیران کو اپنے قبضہ میں لے لیا" ؛

ہمارے قربانی مجسم بزرگ راہب کے سر پر شاہی زریں تاج } :- مسلمانوں نے جب اس مجاہد کی بے نظیر شجاعت اور مروت کو دیکھا۔تو اسے انتہائی عقیدت و خلوص کے ساتھ عرب کے تخت پر بٹھایا۔اس واقعہ کی تصدیق ذیل کے کبت سے ہوتی ہے :-

راہب نے جو جو نسل حسین بچائی - دیئے سات فرزند بھی قبول کمائی
جو حسین کی جد ہے دت نام دھیائے - عرب شہر کے بیچ راہب تخت بٹھایو

یزید بن معاویہ کے پایۂ تخت کوفہ پر موہیالوں کی لشکر کشی } :- عرب میں جب ہمارے زندہ موہیال شہید راہب نے تخت نشین ہو کر موہیالی پرچم لہرایا۔تو اس کے جانباز سپاہیوں اور جانثار چیلوں نے حضرت حسین اور اس کے ساتھیوں کے قتل کا بدلہ لینے کے لیئے یزید کی دارالسلطنت کوفہ پر چڑھائی کی۔شیر دل موہیالوں نے یزید اور شمر کے ساتھیوں کو مار کاٹ کر ہمیشہ کی نیند سلا

دیا۔ نیز سلطنت کوفہ کو تباہ و ملیامیٹ کرکے آلِ حضرت محمد صاحب کی شان اور آن کو تاریخی طور پر چار چاند لگا دیے۔ یہ جنگ ۶۸۶ء (سمت ۷۴۳ بکرمی) میں لڑی گئی۔ جس کے متعلق ذیل کا کبت پوری پوری روشنی ڈالتا ہے:-

چڑھے عرب سے دت بلو دھے بلکاری - بجے ہے شتری بھیر نال فوجاں اسواری

دوہا

بڑھی پکار جو لشکری دیش بیچ سب چھپ گئیو - چڑھے دت بادشاہ جسے لوگ دیکھ اچرج بھیو
بجے جھٹے دتا بھیر ہر سار دو لوک مچائی - سب شہر ودیو ماررن پھری دہائی
سب کائر گئے بھاگ جلوندے نظر نہ آویں - مدد دی حسین قدم پیچھے نہیں پاویں
لڑیو دت دل کھیت جی تین لوک شاکا پڑیو - چڑھے دت دل گاہ جی گڑھ کوفہ ٹوٹیو
بجی بھیر کو چوٹ فتح میدان جو پائی - بدلہ لیا حسین دھن دھن کرے لوکائی

شیعہ اور سنی مسلمانوں کی مسلسل لڑائیوں کا دت خاندان پر اثر } شیعہ اور سنی مسلمانوں میں مسلسل لڑائیاں جاری رہیں جن میں کبھی شیعہ غالب آتے رہے کبھی سنی۔ چنانچہ ۶۸۶ء (سمت ۷۴۳ بکرمی) میں شیعہ اور دت جانباز سپاہیوں اور سرداروں نے امام حسین اور ان کے ساتھیوں کے انتقام میں عمرو بن سعد اور شمر سپہ سالار کو کتے کی موت مارا۔

۸۰۵

زمانہ کی ناموافق گردش اور فلک کی کج رفتاری سے ۷۰۳ء (۸۳ھ) میں اولاد حضرت علی اور ان کے سرفروش ہمراہیوں دت سید عرف راہب اور اس کے رشتہ دار و رفقاء نے وطن سے ہجرت اختیار کرکے ملک ایران کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ وہ نیشاپور اور سرخس وغیرہ شہروں میں بھٹکتے پھرے۔ غنیم نے ہر جگہ ان کا پیچھا کیا۔ اور کہیں بھی انہیں امن چین سے بیٹھنے نہ دیا۔

امام یحییٰ کی شہادت پر دت والیٔ افغانستان کے پاس } جب ہمارا جہاندیدہ بزرگ راہب اپنے دت بنس اور مسلم ساتھیوں کے ساتھ قافلہ کی صورت

میں ایران سے ترکستان پہنچا۔ تو جاسوسوں نے مخبری کی۔ کہ اُن کے تعاقب میں دشمن کا لشکر قدم بڑھائے چلا آرہا ہے۔ اس پر امام یحییٰ کے لشکر کے سردار نے جنگ کی ٹھانی۔ چنانچہ بمقام جوزجان (مرو و بلخ کے درمیان) معرکہ کارزار گرم ہوا۔ امام یحییٰ کی قسمت نے یاوری نہ کی۔ وہ ایسا زخمی ہوا۔ کہ جانبر نہ ہو سکا۔ دشمن نے اُس کا سر بھی نعش سے جدا کر کے سُولی پر چڑھا دیا۔ جسے بالآخر ۱۳۳ھ میں ابو مسلم نے حاکم خراساں مقرر ہونے پر سُولی سے اُتروا کر قبر میں دفن کروایا۔ اب حضرت علی کی اولاد میں کوئی بھی قابلِ اعتماد سردار نہ رہا تھا۔ لہٰذا سب کے سب ساتھی اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ اور ہلاسے دت بنس کے جلاوطن بزرگ راجہ کٹھورمان والیٔ افغانستان کے راج میں جو دریائے اٹک اور درّۂ خیبر کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ جا آباد ہوئے۔

افغانستان کے وزیر اعظم کلر برہمن کا نو وارد موہیالوں سے برادرانہ سلوک

سلطنت ہذا میں ایک معزز برہمن (غالباً موہیال) خاندان سکونت پذیر تھا جس نے انتہائی محبت و ہمدردی سے دت بنس کے مہمانوں کو اپنے سایۂ عاطفت میں پناہ دی۔ اور اُن کے اوصافِ حمیدہ نیز اُن کے بزرگوں کے قابلِ فخر سوانح حیات کو بے حد پسند کیا۔ اس برہمن خاندان کا ایک معزز رکن جس کا نام تواریخ میں "کلر برہمن" درج ہے۔ راجہ کٹھورمان کا وزیر اعظم تھا۔ راجہ مذکور حکمرانی کے اوصاف سے بالکل محروم تھا۔ اور اُس کی ذاتی قابلیت اور اہلیت سے یہ توقع نہ تھی۔ کہ وہ اپنی سلطنت کو مسلم حملہ آوروں سے جو افغانستان کے بیشتر حصہ پر قابض ہو چکے تھے۔ محفوظ رکھ سکے گا۔

۲۔ افغانستان میں دت خاندان کی حکومت کا دور

افغانستان کی سلطنت کا پہلا موہیال فرمانروا مونند دت عرف سامنت ۸۳۳ء تا ۸۷۸ء

۸۵۰ء میں دور اندیش وزیر اعظم کلر برہمن نے افغانستان کی سلطنت

کی قائمی و سلامتی کے خیال سے دت قوم کے خوش شکل۔ معاملہ فہم اور بہادر سردار سامند کو شاہی تخت پر بٹھانے میں کامیابی حاصل کی۔ اس جنگ آزمودہ حکمران نے وزیر اعظم مذکور کی قابلِ فخر معاونت سے سلطنت کے مقبوضات کا بہترین انتظام کیا۔ اور ۸۵۰ء سے ۸۷۰ء تک دادِ جہانبانی دی ⁂

افغانستان میں دوسرا موہیال راجہ کنول پتی دت۔ ۸۷۰ء تا غایت ۹۰۰ء :- ۸۷۰ء میں مہاراجہ سوما نند کی وفات پر آپ کا ہونہار بیٹا کنول پتی سریر آرائے سلطنت ہوا۔ یہ بڑا مدبر۔ نیک سیرت۔ شجاع اور دلیر راجہ تھا۔ اس کے عہدِ حکومت میں رعایا خوشحال و فارغ البال تھی۔ اس کے امن و انصاف کا زمانہ ۲۳ برس تک جاری رہا ⁂

افغانستان میں تیسرا موہیال راجہ بھیم عرف بھیم شاہی۔ ۹۰۰ء تا غایت ۹۵۰ء :- ۹۰۰ء میں راجہ کنول پتی کی وفات پر آن کا نامور سپوت بھیم عرف بھیم شاہی تخت نشین ہوا۔ یہ ہمت و شجاعت کا پتلا اولادِ نرینہ نہ رکھتا تھا۔ اس کی اکلوتی بیٹی لوہر کوٹ (کشمیر) کے حکمران مہاراجہ سنگرام راج قوم کھش سے بیاہی ہوئی تھی چنانچہ راج ترنگنی کشمیر میں لکھا ہے۔ کہ "کابل کے زبردست فرمانروا بھیم شاہی کی راجکماری سے مہارانی ودا پیدا ہوئی"۔ اس مہارانی نے جو مہاراجہ کھشیم گپت کی بیوہ اور مہاراجہ بھیم کی دوہتی تھی۔ کشمیر کے تخت پر جلوہ افروز ہو کر خود بھی حکمرانی کی ⁂

مہاراجہ بھیم عرف بھیم شاہی کی مرتیو اور افغانستان سے دتوں کی حکومت ختم :- جب ۹۵۰ء میں شوربیر فرمانروا بھیم شاہی کی حسرتناک موت ہوئی۔ تو آن کے اولادِ نرینہ نہ ہونے کے کارن روشن دماغ وزیروں نے سلطنت کو مہاراجہ پرتھوی پال والئے پنجاب کے قبضۂ اقتدار میں دے دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا۔ کہ دت قوم کو بھی مہاراجہ موصوف کی اجازت سے وہاں سے نقل مکانی کر کے ساندل بار (پنجاب) میں آباد ہونے کا موقع نصیب ہوا۔ اس واقعہ کی تصدیق ذیل کے قدیمی بیت سے ہو سکتی ہے:

آ بیٹھے ساندل بار دت برہمن سردارا - پیرو یاؤن بولیا اِک بچن ہمارا!

موہیالی پریم کا نظارہ

ساندل بار میں دتوں کی آمد پر وید۔ چھبّر۔ بالی۔ موہن۔ لَو اور بھموال چھ ذاتوں کے چیدہ اصحاب نے جس بھراتری بھاؤ اور فراخ دلی سے اُن کا سواگت و ستکار کیا۔ اُس کے لئے زمانۂ مذکور کے رائے بھاٹوں کے پیش کردہ مندرجہ ذیل تاریخی کبت ہی بہترین شہادت و سرٹیفکیٹ ہیں :-

وَنت دتوں کے پتی عرب سے آئے - لَو لکھ شستر دھار مِلن کو دھائے
دو بھراتا جب ملے چاند سورج شرمائے - موہن خبر ممدوٹ میں پائے مِلن کو آئے
وید۔ چھبّر بھموال۔ بالی سب منگل گائے - دھن بھاگ موہیال بنے شوبھا کہی جائے
کہے کوی بھٹ سپت دیپ سب چھتر پتی آئے - جب بھوین کی توپے گیں مہا شبد ہو جائے

اس بھرت ملاپ کے نظارے سے موہیالوں کے پراچین بھراتری بھاؤ کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

ساندل بار سے اٹھ کر بھر دت "ننو دھی" عرف ننکانہ صاحب کے گرد و نواح میں رہنے سہنے لگے:

۳۔ پیرو ہاہون اور شیو دت کے درمیان سر دھڑ کی بازی

ننکانہ ضلع شیخوپورہ میں مسمی پیرو ہاہون جو پڑ کھیلنے میں بے حد مہارت رکھتا تھا۔ وہ بالعموم مدِ مقابل سے سر دھڑ کی بازی لگاتا تھا۔ اور اپنی چالاکی و ہوشیاری سے اُس نے سینکڑوں ہندوؤں سے بازی جیت کر انہیں مسلمان بنا لیا یا اُن کا سر تن سے جدا کر دیا تھا۔ مگر ہمارے بزرگ شیو دت سے جب اُسے واسطہ پڑا تو اُس کی ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ پے در پے چار بازیوں میں مات ہو کر پیرو ہاہون اُس کی بیوی اور اُن کے دو بیٹوں نے ہمارے ہیرو کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

مگر دربادل موہیال نے خونریزی سے احتراز کرتے ہوئے فرمایا۔ "پیر صاحب! میرا دھرم بچوں، عورتوں اور نہتے انسانوں پر وار کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ لہٰذا میں تم سب کی بخوشی تمام جان بخشتا ہوں"۔

پیر ساہوں نے شیودت کے روبرو ہندوؤں کو مسلمان بنانے یا قتل کرنے کے فعل سے توبہ کی۔

پیر ساہوں کو جب دت قوم کے بزرگوں کی عرب میں آل نبی علی کی بے نظیر امداد کا علم ہوا۔ تو حیران ہو کر دست بستہ کہنے لگا۔ "اے نیک مرد! آفرین ہے تیری ذات پر۔ اور ہزار آفرین ہے تیرے بزرگوں کی پاک ذات پر جنہوں نے ہندو ہوتے ہوئے مسلمانوں پر اپنا سب کچھ قربان کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے زیر بارِ احسان کر دیا۔ میں آج سے آپ کا اور آپ کی قوم کا دلی طور پر خیر خواہ ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی ہندو کو مسلمان بنانے کا خیال تک نہ کروں گا۔ میری اور میرے اہل و عیال کی جان بخشی کر کے تم نے مجھے اپنا بے دام غلام بنا لیا ہے۔"

اس کے علاوہ پیر ساہوں نے پہلی بار دتوں کے لئے ذیل کا فقرہ استعمال کیا۔ جو آج تک زبان زدِ خلائق ہے۔ "دت سلطان ہندو کا دھرم مسلمان کا ایمان۔" جو بعد میں "دت سلطان نہ ہندو نہ مسلمان" کے معنوں میں مذاقیہ طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔

دیپال پور میں دتوں کی آباد کاری۔

دت قوم کے بزرگوں کو سالہا سال جلاوطنی اور نقل مکانی کا سامنا رہا۔ اب ہمارا بزرگ شیودت اپنے بہت سے گھرانوں کو ننکانہ صاحب سے دیپالپور میں برائے آباد کاری لے گیا۔ حسن اتفاق سے وہاں کے اعلیٰ حاکم نے آپ کو ایک اعلیٰ منصب پر مامور کیا۔ اور دت قوم وہاں مدت تک آباد رہی۔

محمود غزنوی نے دیپالپور کو تباہ و برباد کر دیا۔

جب ۴۰۳ھ (سمت ۱۰۶۹ بکرمی) میں محمود غزنوی نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔ تو دیپالپور بھی اس کی عقابانہ نظر سے

محفوظ نہ رہ سکا۔ ہمارے سخت جان دت بزرگ وہاں سے ہجرت اختیار کر کے مہاراجہ آنند پال (وید خاندان کے مورث اعلیٰ) کے سایۂ عاطفت میں پہنچ گئے۔ اور اپنی محنت و کوشش نیز وفاداری و خدمت گزاری سے دربار لاہور میں مناسب مناصب پر فائز ہوئے۔ یہاں انہیں صرف دس سال پناہ لینے کا موقع نصیب ہوا۔ اس کے بعد مہاراجہ آنند پال وفات پا گئے۔ نیز سلطان محمود نے لاہور پر قبضہ کر لیا۔ لہٰذا دتوں کو پھر جلاوطن ہو کر پنجاب کے مختلف دیہات میں مستقل طور پر آباد ہونا پڑا :-

دت قوم کے حالات صدیوں } :- دتوں کی آئے روز کی ہجرت۔ جلاوطنی اور پردۂ گمنامی میں رہے۔ } نقل مکانی نے انہیں کہیں زیادہ عرصہ ٹھیرنے یا حکومت کرنے کا موقع نہیں دیا۔ اور اگر عرب اور افغانستان میں انہیں سلطنت قائم کرنے کا موقع ملا۔ تو محض اپنی شجاعانہ فطرت اور موروثی جانثاری کے باعث۔ یا یوں سمجھئے۔ کہ دوران ہجرت و جلاوطنی بھی عوام الناس دت شوربیروں کو تخت و تاج کا مستحق سمجھ کر اپنا والی و محافظ بنانے کا فخر حاصل کرتے رہے۔ مہاراجہ آنند پال اور ترلوچن پال کی وفات کے بعد دتوں کو پانچ صدیوں تک گمنامی کی زندگی بسر کرنی پڑی۔ گویا دت قوم کے بابر کے زمانہ سے کچھ صدیاں پہلے کے حالات کسی تاریخ میں دستیاب نہیں ہوتے :-

۴۔ جنگِ پنیار میں دت خاندان کا قتلِ عام

دیوان رائے ہن دت نے } :- ۱۵۲۶ء میں بمقام پٹھانکوٹ (ضلع گورداسپور) ایک راجہ ہن کو مار بھگایا } راجہ ہن حکمران تھا۔ انہی دنوں دت خاندان میں سے ایک ذی اقتدار اور صاحب ثروت دیوان رائے ہن اسی علاقہ میں مع اہل و عیال شان و عظمت سے زندگی بسر کرتا تھا۔ ایک راجپوت کی بہادری اور خاندانی جرأت کے جوش نے

پر اُس نے راجہ بین پر دھاوا بول دیا۔ اگرچہ راجہ مذکور نے خوب مردانگی کے جوہر دکھائے مگر نائی اور پہاڑ کا کیا مقابلہ؟ میدانِ جنگ میں مارا گیا۔ اور اس کی فوج دُم دبا کر بھاگ گئی۔ رائے پتن دیوان ریاست پر قابض ہو گیا۔ ذیل کا پراچین کبت اس لڑائی کی تصدیق کر رہا ہے:۔

دیروار کے روز دت پنیاڑ جو سادھے۔ راجہ بین کو مار پھر رن میں گاجے!
دھرو شمشیر جو کھیت میں رائے پتن دیوان۔ سب شترو کو مار کے اُترے بیچ میدان
اُترے بیچ میدان قلعہ بھوپت سر سا دھیو۔ پھر کیں دھجا نشان نام سُن کر کمبن ساگیو
راجہ بین کی گتی کی بات گئی سب ٹھور۔ خبر بھئی بادشاہ کو جو کی بھئی لاہور
مدو راجہ بین کی دِلّی کے بادشاہ۔ غازی مالدیو کے نام پر چڑھیو بابر شاہ
چڑھیو بابر شاہ نام دتن کا سُن کر۔ بکھرے تیغ رن پھر گئی شاہن کے مکھ پر

بابر بادشاہ کی دتوں کے خلاف فوج کشی

راجہ بین کے قتل کا واقعہ سن کر بابر بادشاہ آگ بگولہ ہو گیا۔ اُس نے دتوں کی سرکوبی کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ ادھر دتوں نے بھی قلعہ پنیاڑ کو اپنی راجدھانی بنا لیا۔ شاہی فوج سے دو تین مقابلے ہوئے جس میں پہلے تو شاہی فوج کو ہزیمت و ندامت کا منہ دیکھنا پڑا۔ مگر آخر کار دت قوم کے سرداروں کو مغلوب ہونا پڑا۔ بادشاہ نے دتوں سے عہد و پیمان کے ذریعے علاقہ مذکور انہی کے پاس برائے انتظام رہنے دیا۔ مگر ایک مسلم صوبیدار بھی شاہی انتظام کے سلسلہ میں وہاں مامور کر دیا:۔

مسلم صوبیدار ریاست کا ایک مرواہا لڑکی پر عاشق ہونا

مسلمان صوبیدار دیوان رائے پتن دت کی ریاست میں متعین ایک مرواہا کھتری کی لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ اُس نے کھتری مذکور سے اپنی لڑکی کا اُس سے نکاح کرنے کی پہلے محبت آمیز پھر تحکمانہ لہجہ میں فرمائش کی۔ بے بس و معصوم کھتری نے صوبیدار کو رشتہ دینے کا اگرچہ زبانی طور پر اقرار کر لیا۔ اور اُس سے شادی کے لئے آٹھ دس دن کی مہلت بھی حاصل

کرلی۔ مگر ہندو دھرم کے شیدائی کھتری کنبہ کو یہ شادی کیونکر دلی طور پر قبول ہو سکتی تھی؟

مرواہا برادری کا آخری فیصلہ:۔ مرواہا کھتری نے اپنی برادری کے سب افراد کو ایک مخصوص مکان میں بُلا کر اس اہم معاملہ کو سلجھانے کی تحریک کی۔ کافی سوچ وچار کے بعد متفقہ طور پر ذیل کی قرارداد پاس ہوئی:۔

"لالہ گوبند رام مرواہا اپنی ۱۸ سالہ کنواری لڑکی شیلا کو آج راتوں رات چپکے سے پنیاڑ کے قلعہ میں دیوان رائے پرن وت کے ہاں برائے حفاظت و سلامتی پہنچا دے۔ دیوان موصوف اور اس کے خویش و اقارب اپنے "موہیالی اصول" کے مطابق لڑکی کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھنے پر مجبور ہوں گے۔ مزید تاخیر یا تشویش کی ضرورت نہیں"

لالہ گوبند رام مرواہا اپنی خوبصورت و پاکدامن کنواری لڑکی شیلا کو اپنے ایک دو ہمراہیوں کی مدد سے صوبیدار کے علاقہ سے نکالنے اور قلعہ پنیاڑ میں دیوان صاحب کے ہاں پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ [نوٹ: گوبند رام اور شیلا کے نام فرضی رکھے گئے ہیں]

[رات کے ۱۱ بجے قلعہ پنیاڑ کے گیٹ پر دربان سے گوبند رام کی بات چیت]

گوبند رام (دربان سے):۔ بھائی صاحب! مجھے شری دیوان جی سے ایک ضروری کام ہے۔ کرپا کر کے مجھے اُن سے ملنے کا اَوسر دلا دیجئے۔

دربان (گوبند رام سے):۔ وہ اس وقت نہیں مل سکتے۔ وہ رات کو ۹½-۱۰ بجے سو جاتے ہیں۔ اور پھر کوئی شخص اُنہیں جگا نہیں سکتا۔ ہاں! اگر کبھی کوئی نہایت ضروری کام آ پڑے، تم پھر ہماری پرانہ سمرنیہ "جگت ماتا" (دیوان صاحب کی ماتا جی) اسے انجام دینے کی کوشش کرتی ہیں۔ تم کل صبح آٹھ بجے دیوان صاحب سے مل سکو گے۔

گوبند رام (دربان سے):۔ بھئی! یہ میری نوجوان کنواری بیٹی ہے۔ اس سے مُسلم صوبیدار زبردستی شادی کر کے ہمارے دھرم اور کرم کو نشٹ بھرشٹ کرنا چاہتا ہے۔ ہم اپنی برادری اور ہندو دھرم کی شان آن کو سورکھشت رکھنے کے لئے اس لڑکی کو آن کی پناہ میں

رہنا چاہتے ہیں۔ اگر اس وقت دیوان صاحب سے نہیں۔ تو جگت ماتا جی سے بافرور ہمیں ملا دیجئے۔

دربان (گوبند رام سے)۔ اوہو یہ تو سنر دھرم کا معاملہ ہے۔ ٹھیریئے ابھی جگت ماتا جی یہاں آ جاتی ہیں۔

[دربان نزدیک کے کمرے میں سوتے ہوئے چوکیدار کو ماتا جی کے پاس بھیجتا ہے]

جگت ماتا (گوبند رام سے)۔ بیٹا! کیا بات ہے؟ کیا اس کنیا کو آپ ہماری سرکھشتا میں رکھنا چاہتے ہیں؟

گوبند رام (جگت ماتا سے)۔ ہاں پوجیہ ماتا جی! اس کنیا کو آپ کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔ اور دنیا میں کوئی برادری یا ویکتی اس اہم کام کو بھلی بھانت پورا کرنے کی شکتی نہیں رکھتی۔ ہماری مروا ہا برادری نے آپ لوگوں پر سو فیصدی وشواس رکھ کر ہی ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے۔۔۔۔

[جگت ماتا اپنے آنسوؤں کو پونچھتی ہوئی شیلا کو اپنے گلے سے لگا لیتی ہے]

جگت ماتا (بھرائی ہوئی آواز سے)۔ گوبند رام! یہ بیٹی تو اب ہمارے سر آنکھوں پر رہے گی۔ اگر تم لوگوں کو کوئی خطرہ ہو۔ تو بے شک رات یہیں گزارو۔

گوبند رام (جگت ماتا سے)۔ پرناتا سمرتھ ماتا جی! آپ کا اور آپ کی موہیال جاتی کا ہزار ہزار دھنیہ واد! آپ لوگوں نے ہمارے سب خطرے اور عذاب اپنے سر پر لے لئے ہیں۔ اب ہم بالکل آزاد اور مطمئن ہیں۔

[گوبند رام اور اس کے ساتھی جگت ماتا جی کی آشیرواد لے کر واپس گھر لوٹ جاتے ہیں]

دوسرے روز صبح دیوان رائے پن دت اپنی ماتا جی کے محل میں انہیں حسب معمول پرنام کرنے کے لئے پہنچے۔ تو ماتا جی کو ایک حسین اور معصوم لڑکی کے آنسوؤں کو اپنے دوپٹے کے آنچل سے بار بار صاف کرتے اور اپنی آبدیدہ آنکھوں سے اس کے سر کو چومتے دیکھا۔ اس نظارہ سے راجہ (دیوان) صاحب پر رقت طاری ہو گئی

جگت ماتا (بیٹے سے) - بیٹا چنوں! آج رات مروا ہا برادری کی طرف سے یہ لڑکی ہمارے پاس بطور شرنا گت آئی ہے۔ مسلم صوبیدار اس سے زبردستی شادی کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کے والدین کو یہ بات ہرگز ہرگز منظور نہیں۔ اس کی اور ہندو دھرم کی رکھشا کرنا ہمارا پرم دھرم ہے۔ اسے اپنی بیٹی سمجھ کر آشیرواد دو ؛

دیوان رائے چن دت (ماتا جی سے): - ماتا جی! اس بچی کو دیکھتے ہی میرے ماتھا ٹھنکا مجھے اپنی ریاست - اپنے خاندان اور اپنے بنس کی بربادی و تباہی کے آثار غیبی طور پر دکھائی دے رہے ہیں۔ "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" کے مصداق ہم اس شرنا گت دوشیزہ کو پناہ دینے سے انکار کر سکتے ہیں - نہ صوبیدار اور شاہی لشکر سے اس کی خاطر جنگ کرنے سے گریز کر سکتے ہیں۔ "ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم" (خیر! اب جو ہو سو ہو) یہ الفاظ کہہ کر دیوان صاحب خاموش ہو گئے ؛

ایک موہیال - حضور! دھرم کی پابندی سر کے ساتھ ہے۔ "مظلوم کی حمایت اور ظالم کی سرکوبی" ہمارا بنیادی اصول ہے - لہٰذا ہمارے جیتے جی لڑکی مسلمانوں کے حوالے نہیں کی جا سکتی -

جگت ماتا کا بھی ماتھا ٹھنکا - مگر بیٹے کو دھرم پر دِرِڑھ دیکھ کر خاموش ہو گئی - اور ششمنی کا انتظار کرنے لگی ؛

مسلم صوبیدار کا قاصد چند دنوں کے دربار میں - } مسلم صوبیدار نے رائے چن دیوان کے دربار میں ایک قاصد کے ذریعے کہلا بھیجا - کہ پیغام پہنچتے ہی مطلوبہ لڑکی اس کے پاس بھیج دی جائے - ورنہ بزورِ شمشیر انہیں موت کے گھاٹ اتار کر گوہر مراد حاصل کیا جائے گا -

رائے چن دیوان اور اُن کے تمام موہیال مصاحبین نے نہایت جرأت و عالی حوصلگی سے صوبیدار کو کہلا بھیجا "ہماری پناہ میں آئی ہوئی مروا ہا لڑکی اب ہماری لڑکی ہو چکی ہے - اس لیے اسے اپنے غنیم کے حوالے کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"

قاصد نے واپس جا کر صوبیدار سے دتّوں کی موروثی شجاعت اور "انسانیت" کے فطری جوہر کا تذکرہ کرتے ہوئے دبی زبان میں پیغام دیا :۔

" حضور! دتّوں نے ٹکے سا جواب دے کر مجھے واپس لوٹا دیا ہے۔ خیر! جان بچی لاکھوں پائے "۔

مسلم صوبیدار کی دتّوں کے خلاف لشکر کشی :۔ دتّوں کی طرف سے کورا جواب سن کر صوبیدار کوئلہ ہو گیا۔ اس نے آپے سے باہر ہو کر لاہور بابر بادشاہ کی خدمت میں ایک فتنہ انگیز مراسلہ بھیجا۔ جس کے جواب میں اس نے دتّوں کی ریاست پر فوج کشی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ متعصب اور بدکردار صوبیدار ایک لشکر لے کر دتّوں پر حملہ آور ہوا۔ موہیال پہلے ہی تیار بیٹھے تھے۔ لوہے سے لوہا بجنے لگا۔ فریقین نے ہر چند دادِ شجاعت دی۔ مگر دت سرداروں کا پلّہ بھاری رہا۔ یہی نہیں۔ بلکہ صوبیدار کو تین مرتبہ شکست نصیب ہوئی۔ اور وہ اس حد تک ذلیل و رسوا ہوا۔ کہ مارے ندامت و خجالت کے کہیں منہ نہ دکھا سکا۔

رائے پنّ دیوان کے ملازم سوموں کی نمک حرامی :۔ مسلم صوبیدار جب بزورِ تلوار دتّوں پر غالب نہ آ سکا۔ تو اس نے رائے پنّ دیوان کے نمک حرام ملازم سوموں سے ساز باز کر کے اپنی مطلب براری کا تہیّہ کیا۔ چنانچہ اسے اپنے پاس بلا کر محبت آمیز لہجہ میں کہا۔

صوبیدار (سوموں سے)۔ سوموں! مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ تم نے رائے پنّ دیوان کے کنبہ کی سالہا سال وفاداری سے خدمت انجام دی ہے۔ کاش! تم میرے جیسے قدردان آقا کے پاس ہوتے۔

سوموں (صوبیدار سے)۔ حضور! اہم خدمت گزاروں کا کیا ہے۔ جہاں گزر اوقات اچھی نصیب ہو۔ وہیں کے ہو رہتے ہیں ؛

صُوبیدار (سوموں سے) - تم میرے پاس آنا چاہو - تو میں تمہیں دُگنی تنخواہ پر لینے کو تیار ہُوں ؛

سوموں (صُوبیدار سے) - سرکار! آپ کی یہ پیشکش تو واقعی قابلِ قدر ہے - مگر میں ہندُو دھرم کے عقیدہ کے مُطابق آپ کی رسوئی کا کام نہیں کر سکتا ؛

صُوبیدار (سوموں سے) - مجھے تم سے رسوئی کا کام لینے کی ضرورت نہیں میں تو تمہیں اپنے تحتِ عام کا نائب مُقرّر کرنا چاہتا ہُوں - اس طرح سے تمہیں کام تھوڑا اور آزادی و شان زیادہ نصیب ہوگی ؛

سوموں (صُوبیدار سے) - شکریہ! میں ایک ہفتہ کے اندر اندر آپ کے قدموں میں حاضر ہو جاؤں گا ؛

صُوبیدار (سوموں سے) - میں تمہیں ایک ہفتہ کی بخوشی مُہلت دیتا ہُوں ؛

سوموں (صُوبیدار سے) - پرماتما آپ کو سکندر کا سا اقبال اور حضرت خضر کی سی عمر بخشے - میرے لائق کوئی سیوا ہو - تو مجھے اُسے انجام دینے کا فخر بخشئے ؛

صُوبیدار (جیب میں سے پچاس رُوپیہ کی تھیلی نکال کر) - سوموں! یہ پچاس رُوپیہ کی رقم اپنے پاس رکھ لے - ایک ضروری کام میں مجھے تمہاری امداد درکار ہے - تم دلّوں کے اندرونی و بیرونی حالات سے پورے پورے واقف ہو - مجھے ان پر غلبہ پانے کا کوئی کارگر ڈھنگ بتاؤ - ان سے تین بار شکست کھا کر مجھے سخت شرم آ رہی ہے - اگر تمہاری کسی تدبیر یا حکمتِ عمل سے میری دلی مُراد بر آئی - تو میں تمہیں مالامال کر دُونگا - اطمینان رکھو ؛

سوموں نے صُوبیدار کے کان میں آہستگی سے کچھ کلمات کہے - اور صُوبیدار نے مسرّت کے عالم میں جھومتے ہُوئے کہا - "بالکل ٹھیک! بالکل ٹھیک!!" ؛

مُسلم صُوبیدار نے غدّار ملازم } نمک حرام مُلازم سوموں طے شُدہ سازش کے کی تجویز پر عمل کیا - } مُطابق ہر روز شام کو مُناسب موقع کی تلاش میں

رہتا۔ مگر حاضرین کی تعداد کی کمی کے زیر اثر اپنی سکیم کو عمل میں لانے کا خیال معرضِ التوا میں ڈال دیتا۔ بالآخر ایک روز شام کو جب سب کے سب پنیار خواسی دت کے پاس کے ایک کھیت میں اکٹھے بیٹھے پریتی بھوجن کر رہے تھے۔ نیز موہیالوں کی تنظیم اور بھراتری بھاو کی مؤثر تجاویز پر غور فرما رہے تھے۔ ملازم مذکور نے صوبیدار کے ایک خفیہ قاصد کے ذریعے جو ہر روز شام کو طے شدہ سازش کے مطابق سوموں کے پاس چھپکے سے آنا اور واپس چلا جاتا تھا، اُسے فوراً حملہ کرنے کا سندیش بھیج دیا۔

مسلم صوبیدار کا نہتے موہیالوں پر حملہ :- غدار ملازم کا سندیش پہنچتے ہی صوبیدار کا مسلح لشکر آناً فاناً موہیالوں کے کھیتوں میں آ پہنچا اور اُس نے اُنہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ نہتے اور غیر مستعد موہیالوں نے نہایت صبر و استقلال سے کام لیا۔ اپنی موروثی بہادری اور خاندانی جاں نثاری کا قابلِ فخر ثبوت دیا۔ مگر تا بہ کے؟ (مگر کب تک؟)

[نوٹ۔ ملازم کا نام "سوموں" فرضی رکھا گیا ہے]

دت بنس کا خاتمہ :- "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" کے مصداق بے وفا۔ دھوکہ باز اور بدکردار ملازم سوموں کی نمک حرامی رنگ لائی۔ دت بنس کے بڑے بڑے مجاہد سورما۔ قوی ہیکل اور گرانڈیل جوان نیز نامور مدبر اور دور اندیش بزرگ (رائے پن دیوان۔ نوبت رائے۔ غازی مالدیو۔ نرپت رائے۔ دجیت رائے۔ مشتاق رائے۔ درگا ہی مل۔ ٹوڈر مل۔ ہری رام۔ دلباغ رائے) اور سینکڑوں ہونہار بچے اپنی پوجیہ ماتاؤں کے ساتھ جامِ شہادت پی گئے۔

سینکڑوں موہیال شیر نیاں ستی ہو کر امر ہو گئیں :- کہتے ہیں۔ کہ دت بنس کے بزرگوں۔ نوجوانوں اور بچوں کی ہزارہا نعشوں کو ایک ہی بڑے کھیت میں نذرِ آتش کیا گیا۔ اور وہ سب کے سب بعد مرگ (موت) بھی ایک ہی ستھان پر بھسم ہو گئے۔ گویا اُن کی زندگی اور موت دونوں نے "یکجہتی" اور "بھراتری بھاو" کی بنیادوں کو دنیا میں قائم کرنے کا فخر حاصل کیا۔ سینکڑوں دھرم۔ کرم اور شرم کی پابند دت شیرنیاں

نے دستورِ زمانہ اور خاندانی رواج کے مطابق اپنی عزت و عصمت کو مستقل طور پر محفوظ رکھنے کے خیال سے کمال فراخی و جرأت سے رسم جوہر کا اعادہ کیا ہے

ہمچو ہندو زن کسے در عاشقی مردانہ نیست - سوختن بر شمع مردہ کار ہر پروانہ نیست

نوٹ:- چونکہ دت بنس کا یہ قتلِ عام موضع پنیاڑ میں ویروار کے دن ایک مرواہا کنواری لڑکی کی عصمت کو بچانے کی خاطر ۱۵۲۳ء میں رونما ہوا - اس لئے ___

۱:- دت بنس ویروار کو ہفتہ کا منحوس دن شمار کر کے کوئی نیا اور شبھ کام شروع کرنا پسند نہیں کرتا۔

۲:- واقعۂ قتلِ عام کے بعد دت بنس نے پنیاڑ کا اَن کھانا اور پانی پینا بھی گناہ قرار دیدیا......

۳:- مرواہا کھتری آج تک دت بنس کے بچہ بچہ کو اپنی خاندانی عزت و ناموس کا صرف پاسبان گردانتے ہیں - بلکہ اُسے اپنا گورو پروہت مانتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے لڑکے لڑکیوں کی شادیوں پر دتوں کے ہتروں کی کڑاہی بنا کر اُن کے تئیں اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں ::

۵- دت بنس کے مورثِ اعلیٰ شاہ سروپ اور شاہ ڈھولن

شاہ سروپ اور شاہ ڈھولن دت بنس کے نام لیوا }:- مثل مشہور ہے "کسی چیز کا بیج نا‌ش نہیں ہوتا"۔ دتوں کے کل جوانمرد میدانِ جنگ میں، کل بچے بدخصال ظالموں کی خوں آشام (خون پینے والی) تلوار سے اور کل عورتیں خاوندوں کی جلتی چتاؤں میں کود کر شہید ہو گئیں - ہر طرف سے صدائے الاماں و صدائے مرحبا بلند ہونے لگی - زمانہ نے سمجھ لیا - کہ دت بنس روئے زمین سے نابود ہو گیا - یا شیروں کی اولاد کا سلسلہ صفحۂ ہستی سے مستقل طور پر اُٹھ گیا - مگر قدرت کو ایسا منظور نہ تھا - بنس مذکورہ کے دو معصوم نام لیوا شاہ سروپ اور شاہ ڈھولن قصبہ سانبہ (ریاست جموں) میں اپنے ننہال گئے ہوئے تھے - قدرت نے انہیں ۱۵۲۳ء میں ایامِ طفولیت میں زمانۂ حال کے اندازاً ۵۰ ہزار دتوں کا مورثِ اعلیٰ ہونے کا فخر بخشا ___ چشم بددور ___

شہید کی موت حیاتِ قوم ہوتی ہے

دت بنس آغازِ نسل سے لے کر ۱۹۴۷ء تک پشت در پشت جامِ شہادت پیتا - خنجر و تلوار کے وار سہتا - زرہ بکتر پہنتا اور خونی ندیوں میں نہاتا اور نہلاتا چلا آیا ہے - کہتے ہیں - کہ "شہید کی موت قوم کی زندگی کا موجب ہوتی ہے" - مگر راقم الحروف کا یہ دعویٰ ہے - کہ "کسی بنس کی پے در پے بلکہ نسل در نسل شہادتیں ساری دنیا کے اندر بیداری، چمک اور برکت لانے کا قدرتی سادھن ثابت ہوتی ہیں" — یہی وجہ ہے - کہ "موہیالی" ایک عالمگیر تحریک ہے اور روئے زمین پر زندگی کے ہر شعبہ اور کاروبار کے ہر صیغہ میں قدرت بن کر چھائی ہوئی ہے ٭

شاہ سروپ اور شاہ ڈھولن بابر بادشاہ کے دربار میں

ہمارے بزرگوں نے بابر کے زمانہ سے لے کر آج تک ذیل کا سبق آموز اور دردناک واقعہ سینہ بسینہ موجودہ نسل تک پہنچایا ہے لہٰذا اسے اس قومی تاریخ میں قلمبند کر کے اپنے بزرگوں کی روایت کو قائم رکھنا ہمارا فرضِ اولیٰ ہے :-

بابر کا لختِ جگر ہمایوں جب ۱۵۳۰ء میں سخت بیمار ہوا - اور اسے کسی طرح بھی شفا نصیب نہ ہوئی تو زمانہ کے دستور اور اسلام کے عقیدہ کے مطابق بادشاہ موصوف نے جوتشیوں سے اس آفت کو دور کرنے کی فرمائش کی - انہوں نے اپنے جوتش کے حساب سے اس امر کا اظہار کیا - کہ بادشاہِ سلامت کے عہد میں ایک بے قصور برہمن خاندان کا قتلِ عام ہو گیا ہے - اگر خاندانِ مذکور کا کوئی نام لیوا یا پانی دیوا شہزادہ ہمایوں کو آشیرواد دے - تو غالباً گوہرِ مراد حاصل ہو سکتا ہے — دت موہیں کے کسی وارث کی کھوج و تلاش کے لئے شاہی فرمان جابجا روانہ کئے گئے - چنانچہ شاہ سروپ اور شاہ ڈھولن دو بھائی سانبہ سے لاہور شاہی دربار میں لے جائے گئے - بادشاہِ سلامت نے ان کی بہت قدر و منزلت کی - انہوں نے بھی عالمِ معصومیت میں نیک دلی سے شہزادہ ہمایوں کو آشیرواد دی - اور وہ پرماتما کے فضل سے چند دنوں میں کُلّی طور پر تندرست ہو گیا۔

[اگرچہ درسی کتب میں بابر کا ہمایوں کے گرد چکر لگا کر اس کی بیماری اپنے اوپر لینے کا ذکر

دلچ ہے۔ مگر مظلوموں کی سچی پرارتھنا' والدکی نیک آرزو یا دعا سے کم موثر نہیں ہوتی ہے۔ پھر ایسے موقع پر کسی بادشاہ کا اپنے مظلوم کی طرف متوجہ ہوکر اُسے شاد و خنداں کر دینا یقیناً اُس کی اپنی پرارتھنا کو تقویت بخشنے کا سا دھن ثابت ہو سکتا ہے۔ راقم ؛۔

شاہ سروپ اور شاہ ڈھولن } بابر بادشاہ نے اپنے بیٹے ہمایوں کی صحتیابی پر کو بابر بادشاہ نے جاگیرات عطا کیں } شاہ سروپ اور شاہ ڈھولن کو مستقل جاگیرات دے کر اُن کے آباؤ اجداد کی سابقہ خونریزی و تباہی کا ازالہ کرنا چاہا۔ چنانچہ دونو بھائیوں کو شاہی فرمان کے ذریعے ضلع گورداسپور اور ضلع سیالکوٹ کے بہترین علاقوں میں گھوڑوں پر سوار ہو کر آٹھ پہر چکر لگانے کی اجازت دی گئی۔ شاہ سروپ نے آٹھ پہر میں ۲۴ گھنٹوں میں ضلع گورداسپور کے تیرہ دیہات (کنجروڑ۔ فتح پور۔ جیوم۔ بھبھاں۔ میالووالی۔ کیشور دیو۔ خانووالی۔ ڈھیا با۔ لالو کوٹ۔ ننگل۔ بھیلو والی۔ پیڑا۔ جتاں کو اپنے قبضہ میں لیا۔ اور شاہ ڈھولن نے ضلع سیالکوٹ میں علاقہ ظفروال اور اس کے اردگرد کے چند مواضع (مارہی کلاں۔ رعیہ۔ نارووال وغیرہ) پر قبضہ حاصل کیا۔ اور یہ جدّی ملکیت مُلکی بٹوارہ (۱۵ اگست ۱۹۴۷ء) تک ہر دو منڈیلوں (کنجروڑ اور ظفروال) کے دتّوں کے قبضہ میں رہی۔ اب آزاد بھارت میں اُنہیں اس ملکیت کا کچھ حصہ بھارت سرکار کی طرف سے ضلع گورداسپور، جالندھر، ہوشیارپور اور کپورتھلہ کے گردونواح میں بطور معاوضہ ضرور میسّر آیا ہے۔ مگر ان کا وہ پہلا قومی شیرازہ بکھر چکا ہے ؛۔

بابا ٹھکر شہید کا } کنجروڑ منڈیلی کے بانی مہانی شاہ سروپ کی اولاد میں سے قابلِ فخر تذکرہ } ایک شجاع اور قوی ہیکل دتّ جوان ٹھکر گزرا ہے۔ جس کی خاندانی شرافت اور موروثی جرأت و شجاعت کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ روایت ہے۔ کہ وہ کنجروڑ کے نواحی علاقوں کے جاٹوں کے خلاف کسی جنگ میں گھوڑے پر سوار ہو کر لڑ رہا تھا۔ اُس نے سینکڑوں جاٹوں کو اپنی تیز تلوار سے

ہمیشہ کی نیند سُلا دیا تھا۔ کہتے ہیں دشمنوں نے دھوکہ سے کام لے کر اس کا سرتن سے جُدا کر دیا۔ مگر صاحب ہمّت اور عالی حوصلہ بابا ٹھکر چند منٹ تک اپنی خون آشام تلوار سے برابر دشمن پر وار کئے گیا۔ جسے کہ میل ڈیڑھ میں کے فاصلہ پر بسنتر ندی کے کنارے اُس کا بے سر دھڑ بھی زمین پر گر پڑا۔ دھڑ کے گرتے ہی بابا ٹھکر کا وفادار اور سمجھدار گھوڑا فوراً وہیں کھڑا ہو گیا۔

بابا ٹھکر شہید کی سمادھ }: کنجروڑ نواسی دتّوں نے اپنے ہر دلعزیز اور قربانی مجسّم بزرگ ٹھکر شہید کی سمادھ بسنتر ندی کے کنارے جہاں اُس کا دھڑ گرا تھا۔ بنا دی۔ بزرگ موصوف کی زندگی کے حالات و واقعات اگرچہ پردۂ گمنامی میں پڑے ہیں۔ مگر اُس کی سمادھ کا کنجروڑ سمندھی کے دتّوں کی آنکھوں کے سامنے چار صدیوں سے لگاتار نسل بہ نسل دکھائی دیتے چلے آنا نیز سمادھ سے متعلق تمام واقعہ کا سینہ بہ سینہ آج کے موہیالوں تک پہنچنا ہی بابا صاحب کی ہستی کی تاریخی شہادت ہے۔

کنجروڑ سمندھی کے دت ہر شُبھ کام کے آغاز میں بابا ٹھکر کی ارداس کرتے تھے۔ بیساکھی دسہرہ۔ دیوالی و دیگر خاندانی تقریبوں پر دت بنس کے مرد۔ عورتیں اور بچّے بابے کی سمادھ پر عقیدت کا اظہار کرنے جاتے تھے۔ دلی مرادوں کے بر آنے پر وہاں بڑی بھاری مقدار میں کڑاہ پرشاد تقسیم ہوتا تھا۔ چند سال پارٹیشن سے پہلے سمادھ مذکور پر بسنت پنچمی کے روز "موہیال میلہ" بھی لگتا رہا۔ جس میں دت بنس کے کٹنب شامل ہو کر اپنے قومی سنگھٹن کو تقویّت بخشتے رہے۔ شری چوہدری ہرنام داس جی دت (برادر بزرگ مرحوم فخر قوم چوہدری شام داس جی دت) نے سمادھ مذکور کو اپنے مرحوم والدین کے نام پر ۱۹۳۲ء میں پختہ تعمیر کرا دیا تھا۔ ہماری شرومنی باڈیز کو دیگر مذہبی سوسائیٹیوں کی طرح اپنے دھارمک تاریخی ستھانوں کی محافظت نیز زیارت کے لئے بھارت سرکار سے سہایتا طلب کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

بابا ٹھکر شہید کے چار ہونہار بیٹے }: بابا ٹھکر شہید کے چار نامور فرزند (۱) ویرم (۲) جتار (۳) سہدیو اور (۴) سارنگ تھے۔ نمبر ۱ و ۲ کے نام پر ویرم اور جتار کے دو مہان قائم ہو

آباد ہیں ؛

دتوں کی موہیں کرٹوہی بیل کی طرح پھولی پھلی۔ :- روموہیال یتیم بچوں شاہ سروپ اور شاہ ڈھولن کی اولاد عرصہ تقریباً ۴۱۷ (۱۵۳۰ء سے ۱۹۴۷ء) سال میں کنجروڑ دتاں اور ظفروال دتاں کی منڈیوں میں کرٹوہی بیل کی طرح پھولی پھلی۔ جب ہر دو منڈیوں میں کل آبادی کا سمانا مشکل ہو گیا۔ تو دتوں کے بہت سے کنبے پنجاب بلکہ بھارت کے مختلف حصوں میں جا کر آباد ہو گئے۔ پرماتما کے فضل سے ان کی تعداد باقی چھ ذاتوں کے افراد کی کل تعداد کے برابر شمار ہوتی ہے ؛

دت خاندان کے سات تھمے :- ۱۔ بدھ ۲۔ جے چند ۳۔ علاول خان ۴۔ شیر خان ۵۔ پیڑا ۶۔ جتار اور ۷۔ پین ؛

۱۵۵۰ء سے ۱۷۵۰ء تک دت زمانۂ گمنامی میں۔ :- بابر کے زمانہ کے بعد دتوں نے ۱۵۵۰ء سے ۱۷۵۰ء تک اندازاً دو صدیوں تک خاموشی و گمنامی کی زندگی گزاری۔ کیونکہ دت بنس کو بڑھنے اور پھلنے پھولنے کے لئے قدرتاً اتنا پیریڈ درکار تھا۔ جب ۱۷۵۰ء کے قریب سکھی دور زور پکڑ رہا تھا۔ دت سورما بھی اپنا موروثی جوہر شجاعت دکھانے کے قابل ہو گئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ ۱۷۹۲ء میں پنجاب کے تخت پر متمکن ہوا۔ اور وہ ۱۸۳۹ء تک حکمران رہا۔ اس کے عہدِ حکومت میں دتوں نے جنگی فنون میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اسی زمانہ میں انہوں نے اپنے پراچین بزرگوں کے معدوم ہوتے ہوئے فنِ سپاہگری کو از سرِ نو زندہ کیا ؛

پرانت سمرنیہ مائی کرموں کے عہد کی یاد۔ :- پراچین شور بیر موہیالوں کے نقشِ قدم پر چلنے والی ایک موہیال دیوی "مائی کرموں" دتانی جو ایک نامور اور برسرِ اقتدار "دت" پتا کی دھرم پتنی تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پنجاب کے تخت پر بیٹھنے سے تھوڑا عرصہ پہلے کنہیا مسل کے لیڈر سردار جمیل سنگھ کی طرف سے شہر امرت سر کے کٹڑہ کنہیا میں بطور حکمران مامور ہوئی۔ دیوی موصوف نے اپنے رعب و وقار اور اپنی اعلیٰ

کارگزاری سے جہاں علاقہ بھر کے غنڈوں اور دہشت گردوں کی گوشمالی کر کے انہیں نیک انسان بنایا۔ وہاں اس نے اپنے عدالتی فیصلوں سے ایک گونہ نوشیروانی عدل و انصاف کا اعادہ کیا۔ امرت سر کا ایک مشہور دین بازار "مائی کرموں کی ڈیوڑھی" اسی دت شیرنی کے نام پر موسوم ہے:۔

مائی کرموں نے حملہ آوروں کو ناکوں چنے چبوائے۔ } کہتے ہیں شیروں کی ماتا دتانی "مائی کرموں" کے علاقہ پر جب کسی دشمن نے حملہ کر دیا۔ تو اس نے جان آف آرک کے روپ میں (زرہ بکتر زیب تن کر کے) دشمن کی فوج کو پسپا کیا۔ دیوی موصوف اپنے عہدِ انصاف میں اپنے نام کی جو مہریں مقدماتِ فیصل کرتے وقت عدالت میں یا دیگر انتظامیہ معاملات میں استعمال کرتی تھی۔ وہ اب تک اس کی بیٹی کے (پوتے یا دوہتے) کے پاس موجود ہیں:۔ [ترجمہ۔ ہسٹری آف دی موہیالز]

۲۔ دت خاندان کے پراچین نامور بزرگ:۔

پرتھوی بھگت بابا برم شاہ دت آف کیلنی ضلع میرپور ریاست جموں } بابا برم شاہ دت کیلنی ضلع میرپور کے مورثِ اعلٰی تھے۔ آپ بڑے صاحبِ کمال اور ایشور پرست موہیال گزرے ہیں جن کے نام پر کیلنی کے دت برم شاہی دت کہلاتے ہیں۔ بابا موصوف کے کشف و کرامات کچھ اس قسم کے ہیں۔ کہ زمانۂ حال کے تعلیم یافتہ اصحاب انہیں خلافِ قدرت واقعات تصور کرتے ہیں۔ مگر تاریخی طور پر ان کا مختصر اندراج بطور تمثیل خالی از دلچسپی نہ ہوگا:۔ (منقول از گلشنِ موہیالی)

۱۔ بابا برم شاہ کے فرمان سے چکیاں خود بخود چلنی نہیں چلنے لگیں بلکہ پیر ولا شاہ اور پیرا شاہ کے ہمراہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اکبر کے شاہی محلوں پر سے پرواز کرنا اور اکبر کا شاہی محلات پر گھوڑوں کی لید دیکھ کر حیران رہ جانا وغیرہ وغیرہ۔

اکبر بادشاہ نے ایک پٹہ تانبے کا مہر دیا تھا جس کی رو سے بطور جاگیر انہیں عطا ہوا تھا

بابا بیرم شاہ کا فرزند بابا غریب داس۔ بابا غریب داس بابا بیرم شاہ کے فرزند ارجمند تھے۔ جو بعد میں گینی میں سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے تین شادیاں کیں۔ دو بالیسوں کے ہاں اور ایک کیسر ذات کے برہمن خاندان علاقہ نوشہرہ (میرپور) میں۔ آپ شاہانہ شان و شوکت سے رہتے تھے۔ اُن کے جلوس کے آگے آگے نقارہ بجا کرتا تھا۔ آپ بھی اپنے پتا کی طرح معجزے دکھاتے رہے۔ مثلاً:۔

۱۔ شہنشاہ جہانگیر کو سر دربار کشف و کرامات دکھاتے ہوئے ۲۔ گورو گوبند سنگھ کے سامنے تیل کے گرم کڑاہے میں کود پڑے۔ اور تیل سرد ہو گیا۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

آپ علاقہ جلانچے میں رہتے تھے۔ جسے اتفاقاً آگ لگ گئی۔ اور آپ اپنے پتا کی پیشگوئی کے مطابق اندر ہی جل مرے ؁

۷۔ گلپنہ کے دیوان صاحبان کا تذکرہ:۔

۱۔ دیوان بھیم سین صاحب دت:۔

سکھوں کے عہدِ حکومت کو شہرت کے آسمان پر لے جانے والے موہیال درخشاں ستاروں میں دیوان بھیم سین جی دت ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ آپ کے پتا جھنڈو ٹامل جی دت کی مالی حالت سخت کمزور تھی۔ آپ کے مبارک بشرہ سے صورت و سیرت کے دلکش آثار ہویدا تھے۔ ایام طفلی میں آپ نے ایک مولوی سے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ استاد اپنے شاگرد کی ہونہاری اور خداداد ذہانت و لیاقت سے پر یت ہو کر اسے کہا کرتا تھا۔ "بھیم سین کی اجل رسوئی۔ ننگا بھوکا رہے نہ کوئی"۔ اور یہ مقولہ بعد میں دیوان جی کی ذات پر سو فیصدی صادق آیا۔ تحصیلِ علم کے بعد آپ راجہ سوچیت سنگھ برادر خورد مہاراجہ گلاب سنگھ والئے جموں کے پاس ملازم ہو گئے۔ اپنے منصبی فرائض کو نہایت ایمانداری سے انجام دینے کی وجہ سے آپ نے راجہ صاحب کے دل کو جیت لیا۔ دیوان بھیم سین نے اپنے چھوٹے بھائی دیوان جواہر مل کو بھی اپنے قدردان آقا کے پاس ملازم کرا دیا ؁

راجہ سوچیت سنگھ کو قلمدانِ وزارت پیش کیا گیا:۔

جب شیرِ پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہدِ حکومت کے بعد سکھا شاہی "برچھا گردی" کا دور دورہ شروع ہوا۔ اور وزیر دھیان سنگھ مارا گیا۔ نیز راجہ ہیرا سنگھ وزیرِ اعظم سرکارِ لاہور متعین ہوا تو اُس کے ایک سادہ لوح مشیر جھلا نامی برہمن نے اپنے بُرے افعال اور ناروا سلوک سے رعایا۔ فوج۔ حاکم اور محکوم سب کو ایسا رنجیدہ خاطر بنا دیا۔ کہ عوام اُس کی جان کے لاگو ہو گئے۔ خالصہ فوج نے اپنے انتہائی وقار اور اختیار کے باعث راجہ سوچیت سنگھ کو مسندِ وزارت پیش کی۔ خالصہ جی کا پیغام سُن کر وُہ جموں سے لاہور کی جانب روانہ ہوا۔ اگرچہ مہاراجہ گلاب سنگھ نے راجہ مذکور کو لاہور جانے سے ہر چند منع کیا۔ مگر اُس نے ایک نہ سُنی۔ چنانچہ بہ آوہ بدھو (متصل شاہدرہ) کے قریب پہنچ کر راجہ سوچیت سنگھ نے دیوان جوہر مل کو لاہور کے حالات پتہ لگانے کے لئے روانہ کیا جس نے راجہ موصوف کو بذریعہ خاص قاصد اطلاع بہم پہنچائی۔ کہ "راجہ ہیرا سنگھ نے فوج کو رشوت وغیرہ دے کر اپنا طرفدار بنا لیا ہے۔ یہاں کے حالات بے حد ناموافق ہیں۔ قرینِ مصلحت یہ ہے۔ کہ آپ جموں واپس تشریف لے جائیں۔ سکھوں سے ایفائے عہد کی کوئی توقع نہیں ہے۔" مگر راجہ سوچیت سنگھ کے سر پر موت کا فرشتہ منڈلا رہا تھا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کو برملا کہہ دیا۔ "ہم لاہور پر چڑھائی ضرور کریں گے۔ اگر ہمارا کوئی ساتھی موت سے خائف ہو کر ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہتا ہے۔ تو وہ بخوشی تمام ایسا کر سکتا ہے۔"

لاہور سے راجہ ہیرا سنگھ فوج لے کر اپنے چچا سوچیت سنگھ کے مقابلہ پر آ گیا۔ بہت سے کائر ساتھی راجہ سوچیت سنگھ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ صرف ۵۰ پرانے وفادار شورہ بیر دشمن کی سپاہ کے مقابلہ کے لئے میدانِ جنگ میں باقی رہ گئے ؛

رائے کیسری سنگھ کی شہادت:۔

جب خالصہ فوج کی طرف سے طبلِ جنگ بجنے لگا۔ اور راجہ سوچیت سنگھ بذاتِ خود میدانِ مقابلہ میں آگے بڑھنے لگے۔ تو رائے کیسری سنگھ اور دیوان بھیم سین جی دت نے اُن سے مرتا پُورد ک پر اٹھنا کی

"ہم جاں نثاروں کی موجودگی میں آپ کا جنگ کے لئے تیار ہونا مناسب نہیں۔ ہمارے جسم آپ کے عطیات سے پرورش ہیں ہم آپ پر پروانہ وار نثار ہو کر اپنی وفاداری و نمک حلالی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے آقا پرستی، وفا شعاری اور موروثی شجاعت کے تاثرات چھوڑنا چاہتے ہیں ۔۔۔"

دیوان بھیم سین جی دت نے اپنے جنگی جوہر سے چشم مخلوق کو دنگ کر دیا

دشمن کے مقابلہ میں جب رائے کیسری مردانہ وار جنگ کرتا ہوا شہید ہو گیا۔ تو موہیال شیر ببر دیوان بھیم سین دت نے دو دستی تلواریں لے کر میدان مقابلہ میں جرأت و مردانگی کا جوہر دکھایا۔ دائیں بائیں، آگے پیچھے تلواریں چلائے جاتا۔ کئی صف شکن بہادروں کو اس نے اپنے ہاتھ سے خاک و خون میں سلا دیا۔ مخالف دل کے لئے اس کا ہاتھ موت کا زبردست ہاتھ تھا۔ غنیم کے لشکر میں جب کوئی بھی مرد میدان اس کے مقابلہ کی تاب دو بدو نہ لا سکا۔ تو اسے گولی کا نشانہ بنا کر سیدھا شہیدوں کی نگری سورگ میں پہنچا دیا گیا۔ دیوان بھیم سین کے جنگی کارناموں کو دیکھ کر چشم مخلوق دنگ رہ گئی تھی [دیکھئے تواریخ صاحب نما]۔ نیز تاریخ پنجاب کے صفحہ ۵۰۳ پر اس شیر نر کے شہید ہونے کی تاریخ ۱۸ چیت سمت ۱۹۰۱ بکرمی بدھوار۔ اشٹمی تتھ درج ہے ؞

دیوان بھیم سین جی دت کے کچھ اور دلچسپ سوانح حیات موصول شدہ از راجزادہ لکھمی چند جی وید جیوتی نواسی۔ [اپنے الفاظ میں اختصار کے ساتھ دئے جا رہے ہیں مؤلف]

(۱) دیوان صاحب علاقہ پوٹھوہار میں بطور کاردار فائز تھے۔ حسب دستور کاردار موصوف کو ان دنوں سالانہ حساب کو سمجھنے اور موجودہ حالات کے ظاہر کرنے کے لئے لاہور جانا پڑا۔ وہاں ایک روز جب راجہ سوچیت سنگھ شکار کھیلنے گئے۔ تو آپ بھی بطور تماش بین ہمراہ ہو لئے ۔۔ راجہ صاحب کے آگے سے ایک بڑا سٹور نکل گیا۔ تمام ساتھی پیچھے رہ گئے صرف دیوان صاحب کاردار گھوڑے پر سوار راجہ موصوف کے پیچھے تھے۔ راجہ صاحب نے قدرے عالم مایوسی میں پیچھے مڑ کر دریافت کیا۔ "کوئی ہے؟۔" دیوان صاحب نے جن کے ہاتھ میں قلم کی بجائے

نیزہ تھا۔ اُسی آن راجہ صاحب کے آگے ہو کر منٹوں میں دستُور کو جا لیا۔ اور اُس کے جسم کو باوجود اُس کے بہت زور مارنے کے چھید کر زمین میں گاڑ دیا۔ راجہ سوچیت سنگھ نے دُوسرے روز بھیم سین کو دربارِ عام میں ایک خاص خلعت اور جلیل عہدۂ دیوانی عطا کر کے "دیوان بھیم سین" بنا دیا۔

(۲) آپ جب جنگِ لاہور میں سینکڑوں دشمنوں کا صفایا کر کے بالآخر شہید ہوئے۔ آپ کے ہاتھ کی اُنگلی میں بیش قیمت ہیرے کی انگوٹھی تھی۔ دشمن کے ایک نوجوان نے کہا۔ "اس کانے کی انگوٹھی لے لو"۔ دیوان صاحب کی رُوح نے ابھی قفسِ عنصری سے پرواز نہ کیا تھا۔ آپ نے اپنی تلوار کے ایک بے پناہ وار سے نوجوان مذکور کو موت سے پہلے قیدِ حیات سے چھڑا دیا۔ سانبہ میں راجہ صاحب کی سمادھ کے قریب آپ کے نام کی بھی ایک یادگار قائم ہوئی۔ [نوٹ :۔ دیوان بھیم سین کی آنکھ میں بندوق کا چھرا لگنے سے نقص پیدا ہو چکا ہوا تھا۔ یہ خبر مجھے اپنے والد صاحب سے ملی تھی۔ اور انہیں غالباً میرے پردادا راجزادہ کشندیال جی وید سے۔ جو ہمراہ دیوان بھیم سین بمقام شاہدرہ جنگِ مذکور میں شہید ہوئے۔ (لکھمی چند وید)]

(۳) راجہ سوچیت سنگھ نے ہر چند رائے کیسری سنگھ۔ دیوان بھیم سین دت اور راجزادہ کشندیال وید کو واپس جموں جانے اور بال بچّوں کی حفاظت و نگرانی کرنے کی فرمائش کی۔ مگر نمک حلال جرنیلوں نے ؎

A FRIEND IN NEED IS
A FRIEND INDEED

"دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست — در پریشاں حالی و درماندگی"

کے مصداق راجہ صاحب کے ساتھ مرنے مٹنے کو شان اور دھرم سمجھا۔ نیز راجزادہ کشندیال وید نے تو دیوان صاحب کے ہزار سمجھانے پر بھی میدانِ جنگ سے قدم پیچھے ہٹانا قبول نہ کیا۔ بلکہ اُس نے اپنے بھائی کے ساتھ شہید ہونے کو "ثواب" اور اُس سے پیچھے رہ جانے کو "لعنت" تصوّر کیا۔ [زمانۂ حال کا نوجوان بالعموم پُوچھا کرتا ہے "موہیال کیا بلا ہے؟" ہمارا جواب ہے۔ "دیوان بھیم سین دت اور راجزادہ کشندیال وید کی طرح جینا اور مرنا۔" مؤلف

۲ - دیوان ہیم راج صاحب دت :-

دیوان بھیم سین کے دو فرزند دیوان ہیم راج اور دیوان جمعیت رائے تھے ۔ اوّل الذکر نہایت خوبصورت ۔ دراز قد ۔ نڈر ۔ شہزور اور جاں نثار موہیال تھا ۔ جسے مہاراجہ گلاب سنگھ کی ماتم پرسی کے موقع پر دیکھ کر مہاراجہ رنبیر سنگھ بہادر کے دل میں اُس کے پتا کی قابلِ قدر خدمات اور بے نظیر قربانیوں کا احساس ہونے لگا ۔ آپ نے شجاعت مجسّم دیوان ہیم راج کو ریاست کی فوجوں کا کمانڈر انچیف مقرّر کر کے دلی مسرّت حاصل کی ؞

ہمّت و شجاعت کا پتلہ :- مہاراجہ رنبیر سنگھ بہادر کی تخت نشینی کے بعد ریاست میں بہت سے غدّار اور باغی پیدا ہو چکے تھے ۔ اور وہ سب کیفرِ کردار کو پہنچ گئے ۔ مگر ایک میاں اٹھو شاہی نسل کا بیباک راجپوت مغلوب ہونے میں نہ آیا ۔ جس کی دہشت و وحشت سے بڑے بڑے نامور راجپوت منہ چھپائے پھرتے تھے ۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب کو ہمیشہ بحرِ تفکرات میں مستغرق دیکھ کر ایک روز دیوان صاحب نے عرض کی ۔ "حضور! میں پاس "میاں اٹھو" کو گرفتار کر کے "میاں مٹھو" بنانے کی تڑپ رکھتا ہوں" ۔ چنانچہ مہاراجہ سے منظوری ملنے پر آپ صف شکن جوانوں کا ایک دستہ ہمراہ لے کر اس نامور باغی کے قلعہ کے پاس جا دھمکے ۔ اور فوج کو باہر کھڑا کر کے خود تن تنہا قلعہ کے اندر میاں اٹھو کے سامنے شان سے جا کھڑے ہوئے ۔ میاں نے اپنی مونچھوں پر تاؤ دے کر دیوان صاحب سے آنے کی وجہ دریافت کی ۔ دیوان صاحب نے متانت سے جواب دیا ۔ "میاں صاحب! میں اپنے آقا کے حکم سے آپ کی گرفتاری کے لئے آیا ہوں ۔ میں دیوان بھیم سین کا بیٹا ہوں ۔ اور اُس مشہور بیر شہید کا خون میری رگوں میں موجزن ہے ۔ اگر آپ میرے ساتھ دو دو ہاتھ کرنا چاہیں ۔ تو بھی میں حاضر ہوں ۔ اور اگر آپ میرے ساتھ ہو لیں ۔ تو میں اسے آپ کی بزرگانہ عنایت شمار کروں گا ۔ بہر حال خالی لوٹ کر جانا میری سرشت میں داخل نہیں ہے" ۔

میاں اٹھو پر دیوان صاحب کی جرأت و بیباکی کا اثر :- میاں اٹھو حیرانی کے

عالم میں پہلے تو اُن کے بارعب چہرے کو دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر قفلِ خاموشی کو توڑ کر یوں گویا ہوا۔ "اے نوجوان! تیری جرأت آمیز گفتگو نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ اگر میں میدانِ مقابلہ میں تیرے ہاتھ سے مارا گیا۔ تو میری روح کو مسرتِ جاودانی نصیب ہوگی۔ اور اگر تم میرے ہاتھ سے ہلاک ہو گئے۔ تو یقیناً مجھے تیری مرگِ جواناں زندگی بھر خون کے آنسو رُلاتی رہے گی۔ اس لئے میں تیرے ساتھ مہاراجہ رنبیر سنگھ بہادر کی خدمت میں چلنا مناسب سمجھتا ہوں"۔

دیوان صاحب نے میاں اٹھو کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اور بعزت تمام اسے دربار میں حاضر کر کے مہاراجہ صاحب سے ہزار ہزار خراجِ تحسین حاصل کیا۔

دیوان ہیمراج کا جذبۂ خودداری:- دیوان جوالا سہائے وزیر اعظم کی دربار میں بہت قدر و منزلت تھی۔ جب آپ کی پالکی دربار میں آتی۔ تو مہاراجہ صاحب اپنا زانو بطور تعظیم اونچا کر دیتے تھے۔ مگر دیوان ہیمراج صاحب اس قسم کی تعظیم کو کسرِ شان سمجھ کر دربار میں بالعموم دیر سے حاضر ہوتے تھے۔ ایک روز مہاراجہ صاحب کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا۔ "حضور! میں آپ کا نمک خوار ہوں۔ میرا سر تسلیم آپ کے سوائے کسی اور شخص کے آگے نہیں جھک سکتا"۔

مہاراجہ نے مسکرا کر کہا۔ "آپ مختار ہیں۔ جیسا چاہیں کریں"۔

دیوان صاحب کی شہ زوری:- ایک دفعہ وائسرائے ہند سری نگر میں مہاراجہ صاحب کے اسلحہ خانہ کا ملاحظہ کرنے گئے۔ انہوں نے وہاں چند نئی قسم کی توپوں کو دیکھ کر اظہارِ مسرت کیا۔ اسی اثناء میں شور بیر دیوان صاحب نے ایک توپ کو اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اس کے ہر حصہ کو دکھایا۔ حضور گورنر جنرل متحیر ہو کر اُن کے بارعب چہرے کو جس سے شجاعت و عظمت کا نور برس رہا تھا منٹوں دیکھتے اور تعریف کرتے رہے۔ وائسرائے کے چلے جانے پر مہاراجہ صاحب نے انہیں کہا۔ "دیوان صاحب! ان فرنگیوں کے روبرو اپنی شہ زوری نہ دکھایا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کی بُری نظر آپ کی طبیعت

کی ناسازی کا باعث بن جائے"۔

دیوان ہیمراج صاحب کا بھرے دربار میں نیام سے تلوار نکالنا۔ دیوان جوالا سہائے پرائم منسٹر بالعموم دیوان ہیمراج اور اُن کے برادرِ حقیقی کے خلاف کان بھرے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک بار آپ نے دیوان جمعیت رائے کے خلاف ہزارہا روپیہ کے غبن کا الزام لگایا۔ مہاراجہ صاحب نے آگ بگولہ ہو کر اُسی وقت دیوان صاحب کو بذریعہ شاطر طلب کیا۔ مگر دیوان جمعیت رائے نے وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اُسی آن ایک سوار کو قلعہ استواری میں اپنے بڑے بھائی دیوان ہیمراج صاحب کے پاس روانہ کیا۔ آپ وہاں فوجی پریڈ کا معائنہ کر رہے تھے۔ آپ نے شاطر کو چند منٹ انتظار کرنے کو کہا۔ اسی اثناء میں دوسرا شاطر بغرض تاکیدی طلبی جمعیت رائے کے پاس آیا۔ اور وہ بمصداق "قہرِ درویش برجانِ درویش" ڈرتے کانپتے دربار میں حاضر ہوئے۔ مہاراجہ صاحب کی آنکھیں غصہ سے انگارے ہو رہی تھیں۔ حسنِ اتفاق سے مہاراجہ صاحب کی زبان سے ابھی کوئی سخت وسست کلمہ دیوان مذکور کے خلاف نہ نکلا تھا۔ کہ دیوان ہیمراج صاحب اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے دربار میں پہنچ گئے۔ آپ نے ادب آداب کے راہ و رسم کو بالائے طاق رکھ کر نیام سے تلوار نکال لی۔ اور انتہائی تندی و غصہ سے للکار کر کہا "میرے بھائی کو آج یہاں کس نے اور کیوں طلب کیا ہے؟" — مہاراجہ صاحب نے معاملہ کو ٹالنے میں مصلحت سمجھی اور فرمایا۔ "دیوان صاحب! آپ کے بھائی کو کون طلب کر سکتا ہے؟ آپ انہیں بخوشی تمام اپنے ساتھ لے جائیے"۔ دونو بھائیوں کے چلے جانے پر سارے دربار میں اس واقعہ سے سناٹا چھا گیا۔ اور وزیر اعظم صاحب نے بھی آئندہ دیوان برادران کے خلاف کوئی بُری سازش یا حرکت کرنے کی جرأت نہ کی۔

چند مزید دلچسپ واقعات دیوان ہیمراج وقت منجانب راجہ زادہ مجھی جینتہ جی ویدر آف جموں انتقام سے (۱) دورانِ عہدۂ کمانڈر انچیفی ایک دفعہ ضلع مظفر آباد علاقہ کشمیر میں کھکھہ

قوم کے لوگوں نے بغاوت شروع کر دی۔ اسے فرو کرنے کا معاملہ دربار میں پیش ہوا۔ تو دیوان صاحب نے مہاراجہ رنبیر سنگھ بہادر سے کہا۔ "سرکار مجھے اجازت بخشیں۔ میں وہاں خود جا کر دیکھونگا۔ کہ کون بغاوت پر تلا ہوا ہے"۔ سرکار نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق نہ کیا۔ تو دیوان صاحب نے فرمایا۔ "میں بنیا نہیں ہوں۔ کہ جنگ سے ڈروں۔ میں تو جنگ میں مثل والد شہید ہونا ہی باعثِ صد فخر و شان خیال کرتا ہوں"۔ بالآخر دیوان صاحب سے متفق الرائے ہو کر مہاراجہ بہادر نے انہیں مظفر آباد جانے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی سرکاری پنڈت سے روانگی کے سلسلہ میں مہورت دریافت کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس پر ہیمراج جی نے عرض کی۔ "مہاراج! میری روانگی کا مہورت تو ٹھیک اس وقت نکل چکا تھا۔ جب آپ نے لفظ "جانے" کا ارشاد فرمایا۔ اب میں گھر جانے کی بجائے سیدھا مندر جاؤنگا۔ اور وہاں سے سفر کے لئے ضروری سامان منگوا کر روانہ ہو جاؤنگا"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب آپ منزل مقصود پر پہنچے۔ تو باغیان دم دبا کر بھاگ نکلے۔ اور کھکہ قوم آئندہ کے لئے خیر خواہ سرکار بن گئی۔

(۲) ایک دفعہ ایک بیوپاری دربار سرکار میں ڈھال گینڈا لے کر حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ "اس ڈھال پر کوئی جنگی ہتھیار اثر پذیر نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے اس کی قیمت ۵۰۰/- روپیہ ہے"۔ دیوان صاحب نے مسکرا کر کہا۔ "اگر کوئی شخص اسے چیر کر رکھ دے۔ تو...." بیوپاری نے بدستور لہجہ میں جواب دیا۔ "اگر کوئی سورما اسے چیر دے۔ تو میری ڈھال گئی۔ اور اس سورما کی ہمت و جوانمردی یادگارِ زمانہ رہی"۔ دیوان صاحب نے ڈھال کو ہاتھ میں پکڑ کر غور سے دیکھا۔ مہاراجہ صاحب نے انہیں اس امتحان میں پڑنے سے باز رکھنے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر ہمت و استقلال کے پتلے نے اسے ایک ہی جھپٹ میں چیر ڈالا۔ ابھی اس کے دو ٹکڑے نہ ہوئے تھے۔ کہ بیوپاری نے ڈھال کو پکڑ لیا۔

(۳) دیوان ہیمراج صاحب کو پتھری کے عارضہ کے سلسلہ میں آپریشن کرانا پڑا۔ جب ڈاکٹر نے کلوروفارم سونگھانے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ "میں بے ہوشی کے عالم میں

مرنا نہیں چاہتا۔ آپ ویسے ہی آپریشن کریں۔ اگر میری زبان سے ہائے کا کلمہ بھی نکلے۔ تو مجھے کلوروفارم سے بیہوش کر لینا"۔ چنانچہ ڈاکٹر نے آپ کی ہدایت کے مطابق آپریشن کیا۔ خون اس قدر بہا۔ کہ حویلی دیوان ہیمراج کے ایک بڑے کمرہ دیوان خانہ سے بشکل پانی اچھی مقدار میں شروع ہو کر صحن میں سے گزرتا ہوا باہر گلی کی نالی میں جا پڑا۔ مگر افسوس "بھتری" نہ نکلی۔ اور موہیال بیر کی زبان سے "ہائے" بھی نہ نکلی۔ آپریشن کے پانچ سات دن بعد دیوان صاحب جموں میں سمت ۱۹۲۹ بکرمی میں سورگباش ہوئے۔

(۴) دیوان ہیمراج نے ایک بار سرکار والا تبار سے یہ بھی عرض کی۔ کہ "داناؤں کا تجربہ ہے۔ کہ جب کوئی بڑے عہدہ کا حاکم گزر جاتا ہے۔ تو اس کے برخلاف باقی نکال کر اس کے پس ماندگان کو خراب کیا جاتا ہے۔ میری یہ عرضداشت ہے۔ کہ اگر سرکاری خزانہ کی کوئی رقم میرے ذمہ ہو۔ تو اسے میری زندگی ہی میں مجھ سے وصول کر لیا جائے۔..."

مہاراجہ بہادر نے انہیں محبت آمیز لہجہ میں کہا۔ "دیوان صاحب! اگر ایک لاکھ روپیہ کی باقی بھی آپ کے ذمہ نکلے گی۔ تو میں اس پر مطلق دھیان نہ دونگا"۔ مگر دیوان صاحب کے اصرار پر مدار المہام نے انہیں تحریری جواب دیا۔ "دیوان صاحب! آپ کے ذمہ کوئی باقی نہیں ہے"۔ "دفتر دیوانی سے آپ کے ذمہ ایک کوڑی بھی نہ نکلنا آپ کی ایمانداری کا بہترین ثبوت ہے"۔

(۵) دیوان صاحب کا رنگ بالعموم سرخ رہتا تھا۔ کسی نے سرکار سے کہا۔ "دیوان صاحب کو کوئی بیماری ہو گئی ہے۔ جس سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا ہے"۔ جب دیوان صاحب کو اس کے متعلق علم ہوا۔ تو آپ نے مہاراجہ بہادر سے کہا۔ "جس نوجوان نے مجھے بیمار ظاہر کیا ہے۔ اگر وہ میرا ایک طمانچہ کھا کر اٹھ بیٹھے۔ تو میں واقعی بیمار۔ اور اگر وہ ہمیشہ کی نیند نہ سو جائے تو میں تندرست"۔ مہاراجہ صاحب انہیں ہمیشہ کہا کرتے "آپ بوڑھے بزرگ ہیں آپ چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ نہ دیا کریں"۔ دیوان صاحب کے ماتحت مستری خانہ برائے تیاری سامان حرب۔ برائے تعمیر مکانات۔ کارخانجات وغیرہ وغیرہ محکمے تھے۔ الغرض دیوان صاحب ہر فن مولا تھے۔

۳- دیوان جمیعت رائے جی دت :-

آپ دیوان بھیم سین جی کے چھوٹے لڑکے تھے۔ جو پہلے پنجاب میں اپنے بھائی دیوان ہیمراج کے ساتھ تحصیلدار تھے۔ پھر دیوان ہیمراج کے ریاست کشمیر میں آنے پر آپ بھی اُن کے پاس مہاراجہ صاحب کی خدمت میں دیوانی کے دفتر میں بطور فائینشل کمشنر کام کرنے لگے۔ آپ کا کام قابلِ تعریف تھا۔ اور سب چھوٹے بڑے آپ کے اخلاق کے مداح تھے :-

۴- دیوان بھیم سین کے بھائیوں کا تذکرہ :-

دیوان بھیم سین کا ایک بھائی دیوان گوہر سین تھا جن کا فرزندارجمند دیوان گوکل چند ریاست جموں میں جنگی صیغہ میں ایک اعلےٰ عہدہ پر فائز تھا۔ آپ کے دو بیٹے دیوان ہری چند اور دیوان لکھمی چند ہیں۔ دیوان ہری چند رسالدار میجر بہت اچھے جوان اور اپنے جنگی کام میں ماہر تھے۔ افسوس وہ عالم شباب میں گزر گئے۔ دیوان لکھمی چند جی دت کنجرو ڑ میں مستقل طور پر ۱۹۱۵ء میں رہائش پذیر ہوئے۔ اور ۱۹۴۷ء میں صدہا گھماؤں اراضی اور دیگر جائداد پاکستان میں چھوڑ کر آپ بٹالہ میں ایک رہٹ چلا کر اپنے ہاتھوں کاشتکاری کرنے لگے۔ اور تھوڑی سی زمین میں سبزی وغیرہ پیدا کر کے اپنے جلاوطنی کے دن کاٹے اب آپ موضع بھٹویہ متصل دینانگر ضلع گورداسپور میں ۳۵۰ گھماؤں اراضی پر قابض ہیں۔ آپ ہر فن مولا ہیں کہ آپ کاشتکار بھی ہیں۔ لینڈ لارڈ بھی — آپ ملازم بھی ہیں حاکم بھی — آپ ورکر بھی ہیں لیڈر بھی — آپ سائل بھی ہیں منصف بھی — آپ غریب بھی ہیں امیر بھی —!

دیوان بھیم سین کے چھوٹے بھائی دیوان جواہر مل صاحب دت نے دیوان مولراج کے خلاف ۲ دو ہزار سپاہ کے ساتھ ملتان میں جنگ کی مدد سرکار انگریزی سے ایک قابل قدر جاگیر بطور انعام حاصل کی۔ موضع جواہر پورہ متصل کنجرو ڑ) آپ کے نام نامی پر ۱۹۴۷ء تک آپ کے وارثان کے قبضہ میں رہا :-

دیوان بھیم سین کے تیسرے بھائی ہربھج جی تھے جن کے چار بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک دیوان دیوان چند جی رسالدار میجر تھے۔ جو لاولد فوت ہو گئے۔ آپ طبیعت کے بہت سخت تھے،

۷۔ دت بنس کی شان و عظمت کو بڑھانیوالی ہستیاں

(۱) سردار بہادر سردار گنڈا سنگھ جی دت آف ظفروال دتاں۔ ایڈیکانگ کمانڈر انچیف ہندوستان } ضلع سیالکوٹ کے ۱۸۹۵ء کے گزٹ صفحہ ۸۳ پر اس نامور دت سپوت کا قابلِ فخر تذکرہ ہے۔ کہ "سردار گنڈا سنگھ ایک نامی افسر ہے۔ وہ دت قوم میں سے ہے۔ اس کا وطن ظفروال دتاں تحصیل رعیہ ہے۔ جس نے ۱۹۔ بنگال لینسرز میں رہ کر غدر جنگ افغانستان اور سرحد پر جنگی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور وہ ہمیشہ بہادر ثابت ہوا ہے۔ اپنی جنگی ملازمت کے آخری حصہ میں جنرل رابرٹ صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج ہند نے اسے اپنا اے۔ ڈی۔ کیمپ مقرر کر کے اپنے سٹاف میں ملا لیا۔ ۱۸۹۴ء میں پنشن یاب ہونے پر آپ رعیہ میں سب رجسٹرار متعین ہوئے"۔

میجر رسالدار سردار بہادر گنڈا سنگھ صاحب دت ایڈیکانگ کے ہاں اولادِ نرینہ نہ ہونے کے باعث اُن کی اولادِ دختری اُن کی جائداد پر قابض ہوئی۔ ان کے برادرزادہ سردار سنت سنگھ صاحب دت پریزیڈنٹ ریاست کلسیہ نامور محبِ قوم ہو گزرے ہیں۔

(۲) بخشی گوبند رام صاحب دت رئیس آف راولپنڈی } ضلع راولپنڈی کے گزٹ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۷۸ و ۷۹ میں جہاں موہیال بنس کے آغاز۔ اُن کے رواج و رسم۔ اُن کے شعارِ زندگی۔ ان کے خطابات اور اُن کے طرزِ معاشرت کا تذکرہ دلچسپ پیرایہ میں درج ہے۔ وہاں بخشی گوبند رام جی دت کی ذاتِ والا صفات کا شمار کرنے کو بھی پایا جاتا ہے:۔

"بخشی گوبند رام دت راولپنڈی بعہدہ سکھاں صیغہ جنگی و سول کا اعلےٰ حاکم تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی چھوٹی مہر کا انچارج (LORD OF SEAL) تھا۔ اور بخشی چھوٹی مہر والا مشہور تھا۔ کشمیر کی سرحد بندی کے وقت (۱۸۴۶ء کی سکھوں کی جنگ کے بعد) آپ خاص طور پر برٹش افسروں کو امداد دینے کے لئے چنے گئے تھے۔ بہیر۔ رنیال۔ بھوگرہ۔ پنج گراں۔ جابہ۔ ترنیاری۔ ڈاوہ اور گولڑہ کے دیہات آپ کی ملکیت تھے"۔

بخشی گورنرائن جی دت کے فرزندارجمند بخشی بیلی رام جی دت تحصیلدار بڑے قبیلہ پرور اور ملنسار گزرے ہیں۔ اور تحصیلدار صاحب کے سپوت بخشی کانشی رام جی دت ہیڈ کلرک محکمہ پولیس راولپنڈی برادری کی فلاح و اصلاح کے کاموں میں زندگی بھر دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ ان کے سپتر بخشی پریم ناتھ جی دت بھی اپنے پتا۔ دادا اور پردادا کے نقش قدم پر چل کر قومی سرگرمیوں کے مرکز بنتے رہے ہیں۔ آپ اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی کے چیدہ بانیوں میں سے تھے۔ آپ ۱۹۵۲ء میں دہلی میں اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ موہیال بنس ایسے خاندان پر جو نسل در نسل اپنے موہیالی سٹینڈرڈ کو برقرار رکھ رہا ہے بجا طور پر ناز کر سکتا ہے ؂

(۳) بخشی ہرنامداس صاحب دت } بخشی ہرنامداس صاحب دت زمانۂ سابق میں ریونیو کمشنر۔ ریاست الور۔ پھر سپرنٹنڈنٹ ضلع و تحصیلدار اضلاع صوبہ سرحدی رہے ہیں۔ اس سروس کے زمانہ میں آپ نے بہت سے موہیال بھائیوں کو بار وزگار بنا کر اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔ آپ محبت وہمدردی کا سرچشمہ اور مساوات و بھراتری بھاو کا مجسم نمونہ تھے۔ آپ اور بخشی پریم سنگھ جی وید آو ڈیرہ بخشیاں ایک ہی موہیالی اوصاف کے مجسمہ تھے۔ آپ کے در سے کوئی سائل خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ آپ کے ہاں اولادِ نرینہ نہ تھی آپ نے اپنے تین ہمشیرزادگان کو اپنے بچوں کی طرح پالا پوسا۔ اور پھر ان کی شادیوں پر ہزارہا روپے اپنی گرہ سے صرف کئے۔ بھانجوں نے بھی آخیر دم تک اپنے ماموں صاحب کی خدمت گزاری و تیمارداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ [ایسے قوم پر قربان ہونے والے بزرگوں کی زندگیوں کے اعلےٰ کارنامے ہی قوم کے لئے رہبرِ ہوشیار اور روشنی کے مینار ثابت ہوتے ہیں۔ راقم] ؂

(۴) جناب مہر ینہ چوہدری موتی رام جی دت گنجرو ڈیرہ } چوہدری موتی رام جی دت کو سمت ۱۹۲۹ میں جنم دینے کا فخر گنجرو ڈیرہ ذناں (محلہ بابا) کو نصیب ہوا۔ جہاں آپ زندگی کی صرف ۵۳ بہاریں دیکھ کر سمت ۱۹۶۲ (۱۹۰۵ء) میں نامراد منحوس پلیگ کا شکار ہو گئے۔ آپ نے اس

قلیل عرصۂ حیات میں انفرادی طور پر اپنی زندگی کا جو راستہ اختیار کیا۔ وہ ہر موہیال کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر موہیال سنستھا کے لئے قابلِ تقلید ہے ؛

آپ تعلیمی زمانہ میں خاصے ذہین اور اچھے خوش نویس تھے۔ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کی وجہ سے آپ اپنی مکتبی تعلیم کو جاری نہ رکھ سکے۔ لیکن پنجابی قصّہ خوانی کے شوق نے اُن کی لیاقت میں نمایاں اضافہ کر دیا۔ اور حیرانی کا مقام ہے کہ اس قصّہ خوانی نے اُن کے کیریکٹر کو بگاڑنے کی بجائے اسے اور زیادہ پاکیزہ و پُر کشش بنانے کا کام کیا۔ آپ کی پارسائی اور شرافت نے اپنے اور بیگانوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ کسی ناتراشیدہ نوجوان کی ناشائستگی کو آپ اپنی آنکھ سے دیکھنا یا اپنے کان سے سننا برداشت نہ کرتے تھے۔ خواہ وہ کتنا ہی امیر زادہ کیوں نہ ہو۔ پہلے اُسے پیار و نرمی سے راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتے۔ اگر وہ نہ سنبھلتا تو پھر اُسے ایسی ڈانٹ ڈپٹ دیتے۔ کہ بڑے بڑے اکابروں کو بھی اُن کا سامنا کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ پُورن برہمچاری تھے۔ آپ کے جسم کا ہر ایک رونگٹا انسانی اوصاف کا حامل تھا۔ سادگی جسمانی ورزش۔ بنی نوع انسان سے عملی ہمدردی اور نیشن بلڈنگ کے پروگراموں سے آپ کو خاص رغبت تھی۔ آپ سر پر پگڑی ٹانگوں پر تہمد اور ہاتھ میں ڈنڈا رکھتے تھے۔ اپنے وجود پر کرتہ بہت کم رکھتے تھے۔ غریب ہونے کے باوجود بڑے درجہ کے خود دار تھے۔ صبح سے لے کر رات کے دس بجے تک امیر غریب بھائی بہنوں کی چھوٹی بڑی فرمائشوں کو پورا کرنے میں دل و جان سے بلا معاوضہ مصروف رہنا آپ کا "کاروبار" تھا۔ منڈی کے لوگ بھی چوہدری صاحب کو اپنے گھر کا ممبر سمجھ کر بلا کسی ہچکچاہٹ کے بڑی سے بڑی فرمائش پیش کر دیتے تھے۔ اور وہ اسے نہایت خندہ پیشانی و تندہی سے انجام دے کر دم لیتے تھے۔ ڈیرہ بابا نانک اور ناروال تک۔ سے (پانچ چھ کوس کا فاصلہ) پیدل جا کر عوام کو مختلف اشیا قدرے رعایتی نرخوں پر لا دیتے تھے۔ اور کسی کے ہاں سے پانی تک پینے کے روادار نہ تھے۔ صرف اپنی جدّی اراضی کی پیداوار پر صابر و شاکر رہتے تھے۔ دل کے غنی اور طبیعت کے متواضع تھے۔ آنکھ کے صاف اور من کے پاکیزہ تھے۔ اپنی برسہا برس

کی سیوا کا خاص خیال رکھتے تھے۔

چوہدری صاحب کی زندگی میں ایک دفعہ ایسا قحط پڑا۔ کہ لوگ بھکاریوں کو بھیک دینا اور گلی محلے کے کتوں کو روٹی کا ٹکڑا ایک ہی لنا بھول گئے۔ مگر واہ رے نفس کُش چوہدری صاحب! آپ نے خود بھوکے رہنا قبول کیا۔ مگر اس قحط کے زمانے میں گیہوں قرض لے لے کر بھکاریوں کو بھیک سے محروم نہ جانے دیا۔ اور کتوں کو بھوک سے مرنے نہ دیا۔

ایک دفعہ قصبہ کنجروڑ کے چند بدسرشت لوگوں نے اس نوجوان برہمچاری کو ذلیل و بدنام کرنے کے خیال سے قصبہ کی ایک فاحشہ عورت کو اس کے پاس بھیجا۔ چوہدری صاحب اس وقت "پالو کی واڑی" کے پاس سے گذر رہے تھے۔ عورت بن ٹھن کر اُن کے راستہ میں پہلے سے کھڑی تھی۔ جون جولائی کا مہینہ اور دوپہر کا وقت تھا۔ جب آپ سر پر ٹوکا ڈالے اُس عورت کے پاس سے نکلنے لگے۔ تو وہ قدرے جھنجھلا کر بولی۔ "آپ کی انتظار میں میں کب کی کھڑی ہوں۔ آپ میری طرف دیکھتے ہی نہیں —" جتیندی چوہدری صاحب نے حسب عادت اپنا ڈنڈا دکھا کر کہا۔ "سر میٹنے توں ایس ویلے کیہ تکھے چل گھر۔ چھیتی ہو چھیتی، نہیں تے آیا ای ڈنڈا —" اور فاحشہ عورت وہاں سے بھاگ گئی۔

سنہ ۱۹۰۷ء میں پلیگ کی بیماری میں آپ نے خاص طور پر پبلک سیوا کی۔ بیماری اور بیماردار سے جو لوگ گھبرایا کرتے جاتے۔ یہ اُن کے ہاں شب و روز ڈیرہ ڈال دیتے۔ بلکہ نادار بیماروں کو اپنے پاس سے بھی دوا دارو دیدیا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ حکیم نہ تھے۔ مگر شدھ ہردیہ اور نیک نیتی کے پرتاپ سے محض گرم گھی وغیرہ کے استعمال سے ہی مریضوں کو تندرست کر دیتے تھے۔

راقم الحروف نے اس فرشتہ سیرت موہیال کو اپنی آنکھوں دیکھنے کا فخر بھی حاصل کیا ہے جس نے نومبر سنہ ۱۹۰۷ء میں پلیگ کے مریضوں کی تیمارداری کرتے ہوئے اپنی جان دیدی۔

افسوس! آپ اپنے جیسی ہتکاری اور پرُوپکاری کوئی زندہ یادگار نہیں چھوڑ گئے۔

نوٹ :- مرحوم کی جدّی اراضی و مکان واقع کنجروڑ اُن کے وارثان کی طرف سے جنرل ہسپتال سبھا پنجاب لاہور کو سنہ ۱۹۳۴ء میں برائے موصولی پیداوار و آمدن دیدیا گیا تھا جس کے لئے "سر جن پرشاد ٹرسٹ"

(۵) بخشی شام سنگھ دت و بخشی کاہن سنگھ جی دت آف ملکپور ضلع راولپنڈی نے رفاہِ عام کے لئے ایک لنگر جاری کر رکھا تھا جس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ نعمت خوراک حاصل کر سکتے تھے ؛

(۶) مہتہ ڈھیرا مل صاحب دت آف میانی :- آپ کا جنم ۱۸۴۶ء میں مہتہ میگھراج جی دت کے ہاں میانی میں ہوا۔ زمانۂ طالب علمی میں آپ نے ابوالفضل - بہار دانش اور سکندر نامہ وغیرہ فارسی کتب کا بغور مطالعہ کیا۔ آپ ۱۰ سال کی عمر میں بخانہ چھیرا مل گجرات چھ سالہ دھرم پتنی سے بیاہے گئے۔ ۱۶ برس کی عمر میں تحصیل علم سے فراغت پا کر لالہ جوالا سہائے چڈہ آف میانی کے ہمراہ روزگار کی تلاش میں آپ پاپیادہ راولپنڈی پہنچے - ادھر وہاں دلو اصحاب پھر مال صاحب ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں بمشاہرہ دس روپیہ ماہوار ردی چھانٹنے پر ملازم ہوئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہتہ صاحب موضع سانبہ علاقہ چھچھ میں ۶ ماہ کے لئے پٹواری رہے - پھر تحصیل اٹک میں قائمقام واصل باقی نویس مقرر ہوئے - جہاں سے آپ کو ایک بار ایک ہزار روپیہ حضرو برائے تقسیم اجرت نقشہ لے جانے کا آرڈر ہوا - لالہ جوالا سہائے چڈہ اور مہتہ صاحب ایک گھوڑی پر سوار ہو کر بجانب حضرو جا رہے تھے - راستہ میں انہیں ایک قوی ہیکل ڈاکو سے واسطہ پڑا جس نے اپنی طاقت کے زعم میں گھوڑی کی باگ کو اپنے مضبوط ہاتھوں سے پکڑ لیا - مہتہ جی نے معاً گھوڑی سے اتر کر ڈاکو کو بالوں سے پکڑ لیا - اور اپنی کمر میں بندھی ہوئی تلوار کے قبضہ کے دو تین واروں سے اسے بیہوش کر کے زمین پر گرا دیا - اور ہر دو اصحاب وہاں سے حضرو کو چل دئے ؛

آپ ۱۸۶۹ء میں سنگ جانی (اٹک) میں گورنمنٹ کی طرف سے ایک سرائے بنانے کے لئے مقرر ہوئے - وہاں آپ کے پتا میگھراج جی دت کا دیہانت ۸ مگھر سمت ۱۹۲۷ کو ہوا - سرائے سنگ جانی میں سردار سوجان سنگھ آف راولپنڈی کو گورنر جنرل بہادر کی طرف سے ایک خلعت بطور انعام ملی - سردار صاحب نے مہتہ جی کو اپنا معتمد گردانتے ہوئے راولپنڈی میں اپنا خزانچی و محاسب مقرر کیا ؛

اُنہی دنوں ایک موہیال بھائی ہندو دھرم سے پتت ہو چکا تھا۔ مہتہ صاحب نے کوشش کر کے اُسے واپس ہندو دھرم میں آنے پر رضامند کر لیا۔ نیز یکصد روپیہ کی رقم بطور چندہ فراہم کر کے مقررہ روز ہون یگیہ شروع کرا دیا۔ جس میں راولپنڈی کے سب موہیال بھائی خوش خوش شریک ہوئے۔ مگر اندازاً ۰ ۱ برہمن جنہیں بھوجن کا منتترن دیا گیا تھا۔ شامل نہ ہوئے۔ حاضرین میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ تو مہتہ صاحب نے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے تمام بھائیوں سے دردناک لہجہ میں یوں اپیل کی :-

"میرے عزیز بھائیو و بزرگو! ہمارے گوشت و پوست کا ایک ٹکڑہ جو کچھ عرصہ ہمارے جسم سے جدا رہا ہے۔ آج ہمارے اندر جذب ہونے کے لیئے ہمارے پاس آ چکا ہے۔ ہمارے برہمن بھائیوں نے ہمیں اس معاملہ میں دھوکہ دیا ہے۔ اگر سوامی شنکر آچاریہ زمانہ قدیم میں اپنے شنکھ کی آواز سے پتت ہندوؤں کو شدھ کر سکتے تھے۔ تو کیا ہم رشیوں کی سنتان موہیال اپنے ایک بچھڑے بھائی کو اپنے پریم بھرے سینے سے لگا کر شدھ نہیں کر سکتے؟" سب موہیالوں نے بیک زبان اور باآوازِ بلند کہا۔ "مہتہ صاحب پہلے اسے گلے لگائیں۔ اور بعد میں ہم سب گلے لگا کر اسے شدھ کر دیں گے۔"

جب اس تجویز کے مطابق سب موہیال بھائیوں نے اپنے پتت بھائی کو باری باری گلے لگا کر شدھ کر لیا۔ تو سب موہیالوں نے ایک جا بیٹھ کر اکٹھا کھانا کھایا۔ کہ ساٹھ برہمنوں کا حصہ بھی ختم کر دیا جب کچھ کڑاہ پرشاد سردار سوجان سنگھ و سردار نہال سنگھ جی چھاچھی کے لنگر میں بھیجا گیا۔ تو اُنہوں نے کڑاہ لنگر میں تقسیم کرنے کے ساتھ یہ بھی کہا کہ "موہیال تو ازل سے ہی شدھ ہیں۔ کیونکہ وہ فوج اور زراعت سے آبائی تعلق رکھتے ہیں"۔

اِس کے بعد مہتہ صاحب نے لالہ جوالا سہائے چڈہ، مصر لال سہائے اور لالہ نانک چند کپور کی میانی کی شرکت سے ۱۰ نومبر ۱۸۷۶ء کو ملتان میں ٹھیکیداری کا کام نہایت وسیع پیمانہ پر شروع کیا اور کچھ ہزار روپے کمائے۔ اُن دنوں آریہ سماج کی مایۂ ناز ہستی پنڈت گورو دت ملتان میں ہندو

تھے۔ اُن کی صحبت سے آپ کٹر آریہ سماجی بن گئے۔ آپ نے لالہ جوالا سہائے چڈھہ کی شراکت سے آریہ سماج کی مختلف سنستھاؤں کو اندازاً اٹھتیس ہزار روپیہ کی گرانقدر رقم (مختلف اوقات میں) بطور دان دے کر اپنی موہیالی کو چار چاند لگائے ؛

مہتہ صاحب کی قومی خدمات:۔ پنڈت گورودت جی کی صحبت نیز سوامی دیانند جی مہاراج کے شاستر ارتھوں کو دیکھ اور سُن کر آپ اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ انسان کو اپنی زندگی کا آخری حصہ دیش اور جاتی کی بہتری و بھلائی کے لئے وقف کر دینا چاہیے چنانچہ آپ اپنے ٹھیکیداری کے کام سے فارغ ہو کر جنرل موہیال سبھا کے ننھے پودے کی اپنے خون سے آبیاری کرنی شروع کی۔ آپ نے سبھا کے دفتری کام کے علاوہ رسالہ "موہیال مِتر" کی ۲۴ سال تک ایڈیٹری کی۔ اس طویل عرصہ میں اس بوڑھے جرنیل کو موہیال سہائک سبھا لاہور کے نوجوان اراکین سے دوچار ہونے اور سخت و سست سُننے کا موقع ملا (انہی دنوں سہائک سبھا کا ماسک پتر "موہیال سہائک پترکا" جنرل سبھا کے ماسک پتر "موہیال مِتر" کا مدِ مقابل تھا)۔ مگر بزرگ موصوف نے اپنے فرض کی انجام دہی میں صبر و سکون کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آپ رسالہ میں خود ساختہ نظمیں بھی درج کیا کرتے تھے جن سے آپ کی قومی لگن کا ثبوت ملتا تھا۔ آپ سادگی پسند، منکسر المزاج اور ہمدردِ قوم بزرگ تھے۔ بوجہ پیری آپ کے منہ میں دانت نہ تھے۔ مگر جنرل سبھا کی حمایت میں نوجوانوں کے دانت توڑنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۳ء کو حصار میں اُس وقت رحلت فرمائی جبکہ راولپنڈی میں ۲۷-۲۸ دسمبر کو موہیال کانفرنس منائی جا رہی تھی۔ سب حاضرین کانفرنس نے آپ کی موت پر آئینی و اخلاقی طور پر اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ مرحوم لیڈر کے پوتے پرپوتے پرماتما کی کرپا سے خوب پھل پھول رہے ہیں ؛

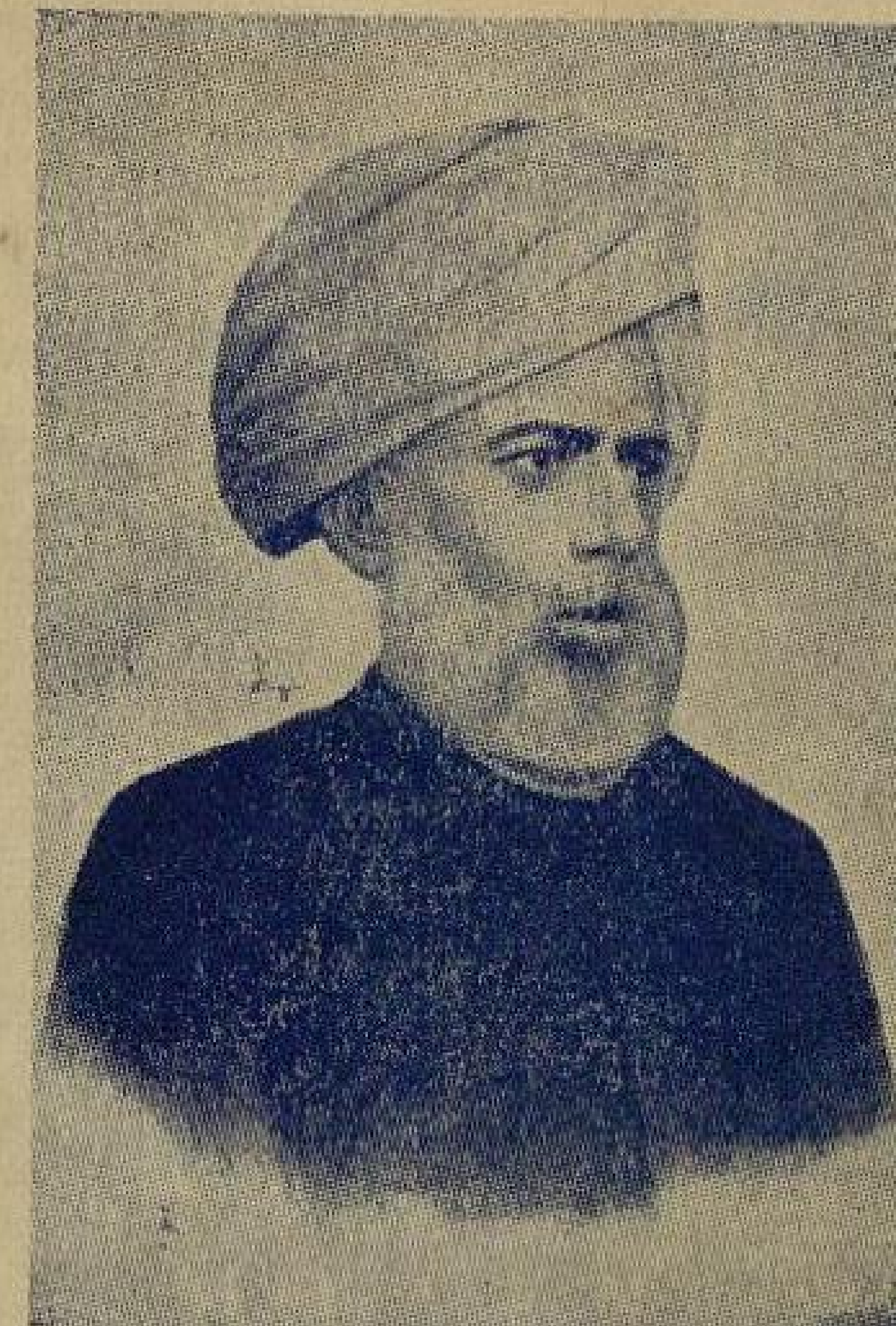
(۷) شری چوہدری گنیش داس صاحب دت { آپ ایک نامور ظفر الیہ دت خاندان آف کھوٹی والہٹرہ محلہ سمقاں۔ لاہور } سکونتی لاہور کے رئیس تھے۔ آپ کے پتا چوہدری جیکشن داس جی دت، مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں قلعہ لاہور میں بطور منشی کام کرتے

تھے جب پنجاب میں انگریزی حکومت قائم ہوئی۔ اس وقت ان کو سرکار دولتمدار کی طرف سے پنشن عطا ہوئی۔ اور بعد میں ان کو عرائض نویسی درجہ اول کا لائسنس عطا ہوا۔ شری چوہدری گنیش داس جی دت کی تعلیم ایف اے تک تھی۔ آپ نے مشن سکول اور کالج میں تعلیم پائی۔ انہیں فورمین پادری مشن کالج میں پڑھایا کرتا تھا جس کی باتوں سے ان کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ وہ عیسائی مذہب کی طرف جھک گئے۔ لیکن پرماتما کی کرپا سے انہی دنوں سوامی دیانند جی مہاراج سرسوتی لاہور تشریف لائے جن کے لیکچروں اور درشنوں سے ان میں بہت سی تبدیلی آگئی۔ عیسائی مذہب سے متنفر ہونے پر آپ نے پراچین آریہ دھرم کی ترقی کا پرن کیا۔ چنانچہ پنڈت گورودت جی کے ساتھ مل کر آپ نے لاہور میں آریہ سماج قائم کی۔

اپنی تعلیم ختم کرنے پر آپ این۔ ڈبلیو۔ آر میں کلرک بھرتی ہو گئے۔ اور اعلیٰ کارکردگی و لیاقت سے بتدریج ترقی کرتے کرتے بالآخر سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ جہاں سے آپ اپنی ۳۵ سالہ دیانتدارانہ ملازمت پوری کر کے ۱۹۱۷ء میں باعزت ریٹائر ہوئے۔ آپ دوران ملازمت بھی آریہ سماج کا کام جان توڑ کر کرتے رہے۔ آپ صبح سات بجے نہا دھو کر آریہ سماج میں چلے جاتے اور دس بجے تک وہاں کام کر کے دفتر پہنچ جاتے۔ پھر ۴ بجے دفتر سے فارغ ہو کر کچھ کھا پی کر آریہ سماج کے کام میں رات کے ۱۰۔۱۱ بجے تک لگے رہتے۔ لیکن ریٹائر ہونے کے بعد تو آپ نے آریہ سماج کے کام میں رات دن ایک کر دیا۔ شروع شروع میں آپ آریہ سماج میں بحیثیت سیکرٹری کام کرتے رہے۔ اور ساتھ ہی ڈی۔ اے۔ وی کالج منیجنگ کمیٹی کے ممبر اور خزانچی بھی رہے۔ آپ آریہ گزٹ کے دفتر میں سپرنٹنڈنٹ رہے۔ اور روزانہ ۹ سے ۵ بجے تک برابر کام کرتے رہے [راقم کو آپ کے پاس ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۲ء تک آریہ گزٹ میں بطور کاتب کام کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ بزرگ موصوف کی فرض شناسی۔ بے لوث خدمت۔ صاف گوئی اور خاموش و گمنام زندگی نے مجھے "حقیقی زندگی" کے رموز بتانے کا کام کیا۔ آپ مجھ ہیچمدان کارندہ کی علمی و عملی خوبیوں کا تذکرہ بالعموم آریہ سماج کے بڑے بڑے لیڈروں سے کرتے رہتے تھے۔ مگر میرے سامنے میری ہرگز تعریف نہ کرتے تھے۔



R. Bahadur Ch. Govind Ram Datta of Lohore (Retd. Entomologist) (Deceased)



Ch. Ganesh Das Datta of Lahore (Deceased)

آپ کی اس غیر معمولی فطرت نے مجھ پر خاص اثر کیا۔ میں نے بھی اپنے آپ کو اُن کا حقیقی بچہ سمجھ کر زیادہ نمر اور زیادہ خاموش ہونے کا یتن کیا۔ مؤلف] آپ اوّل درجہ کے دیانتدار اپنی دُھن کے پکے اور نیک دل قومی سیوک تھے۔ آپ نے لاہور سے باہر جانا پسند نہ کیا۔ ورنہ اپنے ہمعصر ہم رتبہ اصحاب کی طرح آپ بھی زیادہ ترقی کرتے۔ آپ ہمیشہ سودیشی لباس پہنتے۔ آپ آریہ سماج انارکلی ٹرسٹ سوسائٹی کے ایک اعلے رکن تھے۔ آپ مہاتما ہنس راج جی کے شِشّ تھے۔ مہاتما جی کا آپ سے بہت پریم تھا۔ آپ راستی کے اتنے مداح تھے۔ کہ اگر کوئی اپنا عزیز اُن کے روبرو جھوٹ بولتا۔ تو آپ اس سے ناراض ہو جاتے۔

چوہدری صاحب کی قومی خدمت:۔ آپ اُن چند نیک ہستیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے ۱۸۹۱ء میں پہلے پہل "موہیال متر سبھا" قائم کی۔ اور رسالہ موہیال متر جاری کیا۔ ۱۹۰۱ء میں "موہیال متر سبھا" کا نام "جنرل موہیال سبھا" رکھا گیا۔ اور اس کی رجسٹری کروائی گئی۔ آپ نے سبھا کی سولہ سال متواتر سیوا کی۔ کئی سال بطور خزانچی۔ کئی سال بطور اسسٹنٹ پریذیڈنٹ اور کئی سال بطور ٹرسٹی۔ آپ سبھا کا سارا کام اپنے ہاتھوں کرتے تھے۔ اس وقت سبھا کا کوئی محرر یا کلرک نہ تھا۔ رسالوں کی خود چٹیں لگاتے اور انہیں ڈاک میں ڈالتے تھے۔ اور کل حساب رکھتے تھے۔ الغرض آپ بڑی محنت و جانفشانی سے سب فرائض ادا کرتے تھے۔ مگر ۱۹۰۶ء میں کسی ممبر کی ناجائز طعنہ زنی پر آپ نے سبھا سے سبکدوشی حاصل کر لی۔ لیکن آپ کے دل میں قومی ہمدردی برابر موجزن رہتی تھی۔ آپ رسالہ "ینگ موہیال" "سنت نگر" لاہور کے سچے بہی خواہ اور مستقل خریدار تھے۔ جب کبھی لاہور موہیال کانفرنس ہوئی۔ آپ نے دل کھول کر امداد دی۔ آپ بڑھاپے میں بھی نوجوانوں سے زیادہ کام کرتے تھے۔ آپ دسمبر ۱۹۳۰ء میں بعمر اندازاً ۸۰ سال پرلوک سدھار گئے۔ خوشی کا مقام ہے۔ کہ آپ کی سنتان پرماتما کی کرپا سے خوب پھل پھول رہی ہے۔ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادہ رائے بہادر چوہدری گوبند رام جی دت اپنے پتا جی کے پاس سورگ میں پہنچ چکے ہیں۔ پرماتما نے چوہدری ہری دیو دت جی کو بھی پتا کی سی قومی سپرٹ دے رکھی ہے۔

چوتھا باب

[سات حِصّوں میں]

بالی خاندان کا مُفصّل بیان

پراشر رشی کی سنتان ہونے کے کارن بالیوں کا گوتر پاراشر ہے۔ جو رشی ویاس دیوجی ویدانت شاستر اور مہابھارت وغیرہ گرنتھوں کے مُصنّف اِسی قوم میں بزرگ نامور سکالر اور قابلِ فخر عارف گذرے ہیں۔ آپ ویدک دھرم اور ویدوں کی تعلیم کے پرچار کی غرض سے دور دراز مُلکوں میں جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ اپنے ہونہار فرزند سکھدیو کے ہمراہ پاتال دیش (امریکہ) تشریف لے گئے۔

۱- قدیمی سکُونت اور کھوج :-

اِس قوم کے بزرگ پہلے ہستناپور میں دوسرے موہیال بزرگوں کی طرح آباد و مُقیم تھے۔ اس کے بعد وہ متھرا۔ سندھ۔ مُلتان۔ گجرات۔ دکن اور پنجاب میں مختلف وقتوں پر آباد ہوئے۔

بموجب "گلشنِ موہیالی" پروفیسر مارس صاحب لکھتے ہیں۔ "ایک راجہ بالی نام اس بڑی سلطنت پر جو ہندوستان سے یونان تک پھیلی ہوئی تھی حکمران گذرا ہے۔ یہ بہت ہی صاحب اقبال اور بادشاہِ عظیم ہو گزرا ہے"۔ (سلطنت سندھ سے مُراد ہے)

مہ ۲ ابوالفضل کے حوالہ سے ٹاڈ صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ "راجہ سہیں جس کے مُفصّل حالاتِ زندگی بیان کرنے سے اوراقِ تواریخ معذور ہیں۔ ایک وسیع راجیہ پر جس کی وسعت سرحدِ کشمیر سے دریائے شور تک تھی حکمران گزرا ہے۔ اس کی راجدھانی الور (ارور) میں تھی۔ (سلطنت سندھ سے مُراد ہے)

مہ ۳ بعض محققین کا خیال ہے۔ کہ جام خاندان کے حکمرانِ سندھ بھی بالی نسل سے

ہوئے ہیں گجرات (دکن) میں بھی بالی قوم کے لوگ جو بقول ٹاڈ صاحب راجستھان ٹھٹھہ ملتان کے راؤ کہلاتے۔ اور ملتان کی مالی (موہیالی) قوم میں سے تھے۔ یہاں سے ہی گئے ہیں۔ لہذا ان نامور راجگان کو اسی خاندان کے سمجھ لینا بعید از راستی نہ ہوگا ::

گجرات (دکن) میں بالیوں کے اقتدار و سکونت کے ثبوت حسب ذیل ہیں:-

نمبر ۱ ٹاڈ راجستھان میں بزمرہ چھتیس اقوام غلطاہی بالا نام درج ہے۔ جس کے متعلق ٹاڈ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ قوم بالا کو تمام قدیم و جدید مؤرخوں نے شاہی خاندان میں شمار کیا ہے۔ کولشیر ان کو ٹھٹھہ ملتان کا راؤ لکھتے ہیں۔ ان کی سکونت سوراشٹر (گجرات) مونگے پٹن کے پاس ڈھانک کے مقام میں تھی۔ اس قلمرو کو فتح کر کے اس قوم نے اس کا نام بالاکچھیتر رکھا۔ جس کا بیت الحکومت بلبھی پور تھا ::

نمبر ۲ بلبھی پور واقع گجرات دارالحکومت قوم بالکا جس کو سیاحانِ عرب نے بلہارا لکھا ہے۔ گمان غالب ہے۔ کہ بلبھی پور کا نام سوراشٹر (گجرات) کی راجپوت قوم بالا سے مستخرج ہوا ہے۔ [دیکھئے ٹاڈ راجستھان مترجمہ افق صفحہ ۱۷۳] ::

نمبر ۳ بلبھی پور غارت اور مسمار ہو گیا۔ تو اس کے باشندے ماروديس (مارواڑ) میں جان لیکر بھاگ گئے۔ اور تارک الوطنی کی حالت میں بالی نام کا شہر آباد کر کے سکونت اختیار کی۔ یہ مقام آج بھی میواڑ کے عظیم شہروں میں شمار ہوتا ہے (ٹاڈ راجستھان افق صفحہ ۲۶۴)

نمبر ۴ ٹاڈ صاحب نے بالا۔ بالکا نام گرچہ لکھ دئے۔ اور عربوں نے بلہارا تحریر کر دیا مگر اصل نام "بالی" ہی ہے۔ کیونکہ بلبھی شہروں کی تعمیر ہی بالی قوم کے اصل نام کا پتہ دے رہی ہے۔ اور الفاظِ بالا کی تحریری غلطی کا اظہار کر رہی ہے۔ علاوہ شہنشاہ اورنگزیب کا مندرجہ ذیل رقعہ ہمارے بیان کی تائید مزید کر رہا ہے:-

نقل رقعہ نمبر ۱۹ مندرجہ رقعاتِ عالمگیری۔ } :- "فرزندِ عالی جاہ۔ سلمہ اللہ۔ فوجداری سورٹھ گجرات (دکن)، از فتح جنگ بالی تغیر کردہ بہ برادرِ دیوان خانہ خود دادن شیشۂ درست را از دستِ خود شکستن است۔ قوم بالی در صوبۂ گجرات از زمانے

موفرو ہمم و رسم سپاہگری دارد۔ فوجداری از نہا بہ دیگراں دادن دُور از عقل است :۔

(ترجمہ) :۔ عالی مرتبہ فرزند۔ سلامت۔ فوجداری سورٹھ (گجرات۔ دکن) کا نظم و نسق فتح جنگ بالی سے لے کر اپنے دیوان خانہ کے کسی دوسرے بھائی کے سپرد کرنا فی الحقیقت ایک درست آئینہ کو اپنے ہاتھوں توڑنے کے مترادف ہے۔ چونکہ بالی قوم مدت مدید سے صوبہ گجرات میں فنِ سپاہگری میں خاص نام و شہرت رکھتی ہے۔ اس لئے فوجداری اُن سے لے کر دوسروں کی تحویل میں دینا نشان بے عقلی ہے :۔

بالا یا بالی سب موہیال ہیں } :۔ ٹاڈ صاحب نے خود ہی تحریر کیا ہے۔ کہ بالا (یالی) اس قدیم مالی (موہیالی) قوم کی نسل سے ہیں جس نے سکندر سے ٹکریں لیں اور جس کی سکونت ملتان میں تھی۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ بالا یا بالی بھٹ ملتان کے راؤ کہلاتے تھے۔ مگر سنیے ہمارے کویشر ایک پرانے کبت میں کیا کہتے ہیں :۔

موہیال ملتانیاں سب سے سرشٹ پچھان۔ بڑے بڑے بیر تن تارن کو کرت بکھان
ملتان جس میں موہیال ستھان ہے جس کی آبادی کا فخر ہی موہیال بنس کو حاصل ہے
وہیں سے بالی قوم گجرات گئی۔ اس لیے وہ سارسوت برہمنوں کی جنگجو شاخ موہیال بنس کی سرمایۂ ناز ہے :۔

۲۔ متھرا سے بالیوں کی پنجاب میں آمد :۔

۱۱۹۵ء میں شوبیراجن کی نسل اور راجہ جنجوعہ ہمعصر محمود غزنوی کا آخری راجہ دھرم پت متھرا میں حکمران تھا۔ جسے محمد غوری کے نائب قطب الدین ایبک نے بے دخل کر کے دوآبہ سندھ ساگر میں بھیج دیا۔ اس کے ساتھ شری پت۔ رائے ترلوک ناتھ ۔۔۔ اور بہت سے دیگر سرکردہ موہیال ارکانِ سلطنت بھی جلاوطن ہو کر پنجاب میں وارد ہوئے۔ راجہ شری پت کو کوہ نمکسار (موجودہ کٹاس) تحصیل پنڈ دادنخان کا علاقہ شاہی حکم سے ملا۔ جہاں اُس نے ایک موہیالی ریاست کی بنیاد ڈالی :۔

قصبہ ملوٹ کی آبادکاری :- راجہ مل سپتر راجہ دھروپٹ نے قصبہ ملوٹ کی بنیاد رکھی نیز اس میں ایک عالی شان قلعہ تعمیر کر کے اسے اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ قلعہ مذکور کے کھنڈرات موضع ڈلوال تحصیل پنڈدادنخان کے نزدیک آج بھی دیکھنے میں آتے ہیں :۔

رائے ترلوک ناتھ بالی :- کچھ عرصہ کے بعد ملوٹ میں رائے ترلوک ناتھ بالی کا انتقال ہو گیا۔ رائے موصوف کی سمادھ اب بھی بالی خاندان کی زیارت گاہ کے طور پر کام دے رہی ہے۔ یہ بزرگ ملوٹ میں بھی متھرا کی طرح کمانڈر انچیف کے ذمہ دارانہ فرائض ادا کرتا رہا۔ مرحوم کے چار بیٹے امبر۔ سیمبر۔ ایسر اور بامن رہ گئے :۔

راجہ مل خان کی وفات :- راجہ مل خان اپنے قائم کردہ قصبہ ملوٹ میں موت کا شکار ہو گیا۔ اس کے چار بیٹے جودھ۔ بیر۔ کالا اور کھکھ تھے۔ جودھ اور بیر نے اپنے باپ کی ریاست کو آپس میں ۲ برابر حصوں میں تقسیم کر لیا۔ کالا نے تحصیل کہوٹہ میں علاقہ کاہو آباد کیا۔ اور کھکھ کشمیر کی ریاست میں چلا گیا۔ غالباً کھوکھر قوم اسی کی نسل سے پیدا ہوئی ہے :۔

بالی قوم کے پروہت بھٹ اور مراثی

رائے ترلوک ناتھ بالی کے ۲ دو بیٹے امبر اور سیمبر پہلی بیوی سے اور ایسر اور بامن دوسری بیوی سے تھے۔ امبر اور سیمبر نے اپنی موہیالی حیثیت قائم رکھنے کے خیال سے بناسی کو پروہت۔ ٹھمک قوم ستیالی کو بھاٹ اور ڈھلر دی مراثی کو رائے مقرر کیا۔ دیکھئے کبت ؎

دس بھوانی دیا سدھ سنسارے پائی ۔ امبر سیمبر دھرتل دو سگے بھائی
پراشر جین گوت گور کیا بناسی ۔ ٹھمک بھٹ ستیال ڈھلر دی شیر مراثی

(نوٹ: متھرا سے نقل مکانی کرنے کے باعث بالیوں کے پروہت۔ بھاٹ اور رائے ان کے ساتھ نہ آسکے۔ اس لئے انہیں پنجاب میں غالباً نیا سٹاف مقرر کرنا پڑا۔)

۳۔ ایسر اور باون کی موہیالوں سے علیحدگی :-

روایت ہے۔ کہ موٹ کے راجہ جودھ کا بیٹا بادشاہ دہلی کے غیظ و غضب کا شکار ہو کر قید ہو گیا۔ ماں اپنے پیارے بیٹے کی جدائی میں دن رات روتی پیٹتی اور آہیں بھرتی رہتی۔ ایک دن اُس نے ایک جوتشی سے دریافت کیا " بھلا پنڈت جی! میرا بیٹا کب قید سے رہائی پائے گا؟" جوتشی نے علم جوتش سے بتایا " فلاں روز رہائی پا کر بلکہ خلعتِ فاخرہ سے سرفراز ہو کر تمہارے پاس پہنچ جائے گا"۔ بھگوان کا کرنا ایسا ہوا کہ راجکمار مذکور ٹھیک اسی روز رہا ہو کر باعزت تمام گھر آ گیا۔ جوتشی نے رانی سے حسبِ وعدہ انعام طلب کیا۔

رانی :۔ مانگو کیا مانگنا چاہتے ہو؟

جوتشی :۔ رائے تربوک ناتھ کی لڑکی کا ناطہ۔ وُہ بھی برہمن میں بھی برہمن۔

اگرچہ رانی اور راجہ اس ناطہ کے دلانے پر رضامند ہو گئے۔ مگر رائے تربوک ناتھ بالی کے کنبہ نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا امبر اور سمبر نے راجہ کی ملازمت ترک کر کے وہاں سے ہجرت اختیار کر لی۔ مگر ان کے ناسکہ بھائیوں الیسر اور باون نے راجہ کی خوشنودی کے لئے موہیالی اوصاف کو خیرباد کہہ کر اپنی بہن کا ناطہ جوتشی مذکور کو دے دیا۔ یہی وجہ ان دونو بھائیوں کے موہیال بنس سے اخراج کا باعث ہوئی۔ الیسر کو راجہ نے اپنا مدار المہام بنا لیا ؛

باون کی اولاد کا تذکرہ :۔ رائے تربوک ناتھ کا فرزند باون راجہ کالا خان والئے کاہڑ کا شیر بن گیا۔ اس کی اولاد پوٹھوہار (تحصیل کہوٹہ) میں مختلف جگہوں پر آباد ہو کر زمیندار بنی رہی ؛

الیسر کی اولاد کا تذکرہ :۔ مہتہ باشی رام کی اولاد دھنگدیو میں بطور مالکِ موضع آباد ہوئی۔ اور اُس کے بھائی مہتہ کاسنی رام کے دو بیٹے مہتہ نند رام و مہتہ بالا رام ہوئے۔ مقدم الذکر کی اولاد ڈوال۔ بنہ دادنخان اور میانی میں اور موخر الذکر کی سنتان تراڑ (چکوال)۔ ڈھریالہ سیدپور اور راولپنڈی میں آباد ہوئی ؛

بابا امبر کی اولاد کا تذکرہ :۔ بابا امبر کے ہاں حسبِ ذیل دس بیٹے پیدا ہوئے :۔

۱۔ گوتم ۲۔ کلس ۳۔ بھارتی ۴۔ ہرونس ۵۔ کیشو ۶۔ رائے ۷۔ پیلی رام ۸۔ درگاداس ۹۔ سامبرداس اور ۱۰۔ وج۔ جن میں سے پہلے نو بھی تو ان کے نام پر قائم ہوئے۔ مگر دسویں وج کی اولاد جہام عورت کے بطن سے ہونے کے کارن موہیالوں سے خارج ہو کر چھاؤں میں داخل ہوئی۔ جو اب تک "منڈھ نالی" کہلاتے ہیں۔ اور بدستور قدیم پروہت کو مانتے ہیں۔

بابا انبر کے کشف و کرامات:۔ روایت ہے۔ کہ بابا انبر زاہد کامل تھے۔ سوندھی اور مالکر کھتریوں کے بزرگوں نے انہیں منت و سماجت سے اپنا پروہت بننے پر رضامند کر لیا۔ ایک دفعہ کسی سوندھی کھتری کی برات کے ساتھ آپ جا رہے تھے۔ منزل مقصود کے قریب پہنچ کر لڑکی والوں کا پیغام آیا۔ کہ کنوار دھوتی کے ساتھ چاولوں کی بجائے سچے موتی لائے جائیں۔ ورنہ دولہا کو ناکام و نامراد لوٹنا پڑے گا۔ تمام براتیوں کو یاپوس بےبس دیکھ کر بابا انبر نے انہیں حوصلہ بندھایا۔ اور کنوار دھوتی کے چاول اُن کی کرپا سے سچے موتی بن گئے۔

سمبر بالی کی اولاد کا تذکرہ:۔ جھام سنگھ پسر شیودت پسر ٹھکن ناتھ پسر سمبر کے دو بیٹے بھراج سنگھ اور ہردیو ہوئے۔ بھراج سنگھ کو سسرال کی طرف سے علاقہ کھڑی جہیز میں ملا۔ اور ہردیو جی کی اولاد راجوری (ریاست جموں) میں آباد ہوئی۔

۴۔ رائے بھراج سنگھ بالی کی سنتان:۔

رائے بھراج سنگھ بالی کو جہیز میں کھڑی کی زمین ملنے کا دلچسپ واقعہ | جب احمد شاہ ابدالی کے زمانہ میں افغانی حملوں کے باعث کھڑی کا قصبہ بےچراغ ہو گیا۔ تو وہاں کا رئیس بھراج سنگھ بالی بھی زمانہ کے انقلاب سے نادار و مفلس ہو کر گھونگھنیاں بیچنے پر مجبور ہوا۔ اتفاق سے وہ ایک روز گھونگھنیاں بیچتے بیچتے کھڑی یا اس کے کسی نزدیک کے قصبہ کے رئیس کے مکان کی طرف جا نکلا۔ سو وہاں رئیس کی نوخیز

لڑکی اپنی سہیلیوں سے اٹھکیلیاں کرتی گزر رہی تھی۔ نامعلوم کیوں اور کس نشہ میں اُس نے بھراج سنگھ کی ٹوکری کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے گرا کر اُس کی سب گھونگنیوں کو خاک میں ملا دیا۔ غریب بھراج سنگھ کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کو مٹی میں ملتے دیکھ کر کسی نیک خصلت انسان نے لڑکی کے والد سے (جو ذات کا سودن تھا) سارا ماجرا کہہ سنایا۔ منصف مزاج پتا نے خوانچہ فروش بھراج سنگھ کو اپنے گھر میں بلا بھیجا۔ اُس کی آمد پر رئیس موصوف نے غصّہ کی حالت میں آپے سے باہر ہو کر اُس سے ہمدردانہ لہجہ میں پوچھا۔" وہ کون تیری عورت ہے جس نے تیرا نقصان کیا ہے؟

رئیس کی بیوی نے بھراج سنگھ سے اُس کا حسب نسب دریافت کیا۔ بھراج سنگھ نے پہلے اپنی خاندانی خصوصیات کا دلکش پیرایہ میں تذکرہ کیا۔ پھر اپنی مفلوک الحالی اور محنتِ شاقہ کا قصہ بیان کیا۔ سودن رئیس اور اُس کی بیوی دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے [کیوں؟ اس لئے کہ پتا اپنی بیٹی کو بھراج سنگھ کی نادانستہ طور پر بیوی بنا چکا تھا۔ اور وہ اپنے وچن کو پورا ہوتے دیکھنا چاہتا تھا]

چند منٹ کے بعد میاں بیوی نے ایک ٹوکری میں کچھ غلّہ ڈال کر (بطور معاوضہ یا خیرات) بھراج سنگھ کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے اپنے گھر لے گیا۔ جب ماں نے دانوں کے اندر ہاتھ ڈالا۔ تو اُن میں سے چند ایک سونے کی مہریں برآمد ہوئیں۔ ماں اور بیٹا مہروں کو دیکھ کر چونک اٹھے۔ چنانچہ اُسی وقت بھراج سنگھ اپنی ماں کے حکم کے مطابق مہریں واپس لوٹانے چلا گیا۔

بھراج سنگھ (رئیس سے):۔ یہ مہریں دانوں میں سے نکلی ہیں۔ یہ ہماری نہیں آپ کی ہیں۔ انہیں گن کر سنبھال لیں ہم غریب آدمی مہریں چوری کرنے کی توفیق نہیں رکھتے۔ بھلا بتائیے تو سہی آپ کا پورا مال آپ کو مل گیا۔ اب میں جاؤں، ماتا جی کی چنتا بھی دور کروں۔

رئیس۔ (بھراج سنگھ سے):۔ بیٹا! ہماری سب مہریں ہمیں مل گئی ہیں۔ شکریہ!

رئیس اور اس کی دھرم پتنی، بھراج سنگھ اور اس کی ماں کی راستبازی، ایمانداری اور خودداری کا امتحان کر چکنے پر بے حد متاثر ہوئے۔ انھوں نے اسی وقت وہ مُہریں مع یگیوپویت اور کچھ مصری اپنے پروہت کے ہاتھ بھراج سنگھ کی ماں کی خدمت میں بھیج دی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہلا بھیجا۔ کہ "ہم اپنی لڑکی کا شگن بھراج سنگھ کے لئے بھیج رہے ہیں۔ اسے ضرور سویکار کریں"۔

والدہ بھراج سنگھ نے شگن پا کر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ وقت مقررہ پر بھراج سنگھ کی شادی ہو گئی۔ اور اکلوتی لڑکی کے والدین نے اسے جہیز میں اپنا مقبوضہ علاقہ کھڑی اور بے حساب مال و زر دیا۔ جس سے گھونگنی فروش بھراج سنگھ بانی مقام کھڑی [نزد منگلا ماتی مدیاست جموں] کا راجہ بھراج سنگھ بانی رئیس اعظم بن گیا۔ یہ ہے قدرت کا کرشمہ ÷

رائے بھراج سنگھ کا نام بعض جگہ دراز بھی لکھا ہے۔ ان کے پانچ بیٹے راج دھن۔ تیج بھان۔ کھیوا مل۔ پھیرو مل اور موج پال (فوجدار) ہوئے۔ جن کے نام نامی کی یادگار ان کے پانچ تھمے راجو۔ تاجو۔ کھیوا۔ پھیرو اور موجو پیش کر رہے ہیں ÷

۱ تھمہ راجو کے بالی:۔ ملک پور۔ ترکوال۔ طیفال۔ تھی۔ پنڈ داونخان۔ کالا۔ جہلم۔ لوگراں۔ میرپور۔ ڈومیلی۔ جبیر پور۔ راولپنڈی میں آباد و مقیم ہوئے ÷

۲ تھمہ تاجو کے بالی:۔ منگلا ماتی میں بستے تھے ÷

۳ تھمہ کھیوا کے بالی:۔ ڈنگہ ضلع گجرات میں بستے تھے ÷

۴ تھمہ پھیرو کے بالی:۔ گلیانہ اور دیول میں بسے تھے ÷

۵ تھمہ موجو کے بالی:۔

تھمہ راجو کے بزرگ:۔ رائے بھاگو کو رائے کا خطاب اکبر بادشاہ نے عطا کیا۔ اور اس کے بھائی سلا کو جہانگیر بادشاہ نے مہتہ کا خطاب دیا تھا۔ یہ دونو صاحب اپنے

نوٹ:۔ یہ ہیں نامور ارکانِ سلطنت شاہانِ مغلیہ رہے ہیں یہ

۵۔ شہید دلپت بالی کے سوانح حیات :۔

ذیل کے کبت سے پتہ چلتا ہے۔ کہ دلپت بالی ایک نامور راجہ گزرا ہے :۔

کل میں آن پرگٹ بھئے چھتردھاری بابا دلپت شہید جاں کی ہون بکھان جو
تے تزتک بھیو تعریف دینے کیسے آدین گگھڑاں کے سلطان کو
نو لکھ نیزہ بازی جو پیدا کیتا خلقت تھر تھر کنبے کاغان جو
راجن پت راج مہاراج دو بتی تیری دھونس جا مانی خراسان جو

گگھڑ راجے اس کے پاس اعلے قسم کے گھوڑے تحفتاً لاتے تھے۔ نو لاکھ تو شاید مبالغہ ہو گا۔ لیکن بہت سے سوار اس کے پاس تھے۔ کاغان تک اس کا لوہا مانا جاتا تھا۔ اس کے نام کی دھاک خراسان تک تھی:۔

ایک اور کبت ملاحظہ فرمائیے :۔

پہن سنجوئی مہابل بیر دمن کی جن کینی ہے کھجا !
پکڑی تلوار جی مارو مار ہزار کو مٹائیں کھوج سب
اپنی لاج غریب نواز جی سور ہے سکھ میں رن سیچا
ل بھئے نند پاکھر کے دلپت بابے کا یہی ہے نیجا (نیزہ)

(مطلب)۔ زرہ بکتر پہن کر وہ مہابلی دشمنوں کو تباہ کرتا اور تلوار ہاتھ میں لے کر ہزاروں کو زمین کی سیج پر سلاتا تھا۔ اور ان کے نام و نشان کا کھوج مٹاتا تھا۔ مہاراج دلپت نند پاکھر کے فرزند ارجمند ہاتھ میں نیزہ رکھتے تھے:۔

سلطان محمود سے جنگ اور راجہ دلپت کی شہادت	۔۔۔ کبت ۔۔۔ نسلطان محمود کی راکھیئے ٹیک کھائے نمک جو کرے حلالی نیزے کی چوٹ کراٹھے ٹی جی جہاں بہادر تیغ سنبھالی

دئی نیہیٹورن کیو ہیج جیوں لہو چلے بھر کے بھنب نالی
دو لپت بتیت چلے پالمے بکنٹھ دلپت شہید بالی

(مطلب)۔ سلطان محمود نے دلپت پر حملہ کرتے وقت اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر کہا "اے بہادرو! وقت ہے نمک حلالی کر کے میری عزت رکھو"۔ مسلمانی فوج نے یکبارگی حملہ کر دیا۔ شور بیر موہیال مجروح و گھائل ہوا۔ تاہم وہ غنیم کے لشکر پر ملک الموت کی طرح ٹوٹ پڑا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں کاری زخموں کے باعث سطح زمین پر بے ہوش گر پڑا۔ یہ جنگ موضع خان پور ضلع جہلم کے نزدیک ہوئی تھی۔ بانسخ الاعتقاد لوگ کہتے ہیں۔ کہ دلپت کا سر کٹ گیا۔ مگر وہ لڑتا لڑتا موضع جبیر پور تحصیل چکوال کے پاس جا گرا۔ اس کا چبوترہ موضع جبیر پور سے ایک کوس دوری پہ واقع ہے۔ جہاں بالی لوگ جیٹھ شدی نومی کو شہید کی شہادت کا دن منانے کے لئے بطور یاتری حاضر ہوتے اور اپنے خاندان کے لوگوں میں کڑاہ تقسیم کرتے تھے۔ اس زیارت گاہ کے پاس ہی موہیال بیرو دلپت کے جاں نثار سیوک نیٹی اور وفادار کتے کا بھی چبوترہ موجود ہے۔ جو اپنے آقا کے ساتھ شہید ہوئے ::

[نوٹ :۔ موہیال بیر دلپت بالی اور باٹھکر شہید دت کی زندگی اور موت کے واقعات سوفی صدی باہم مطابقت رکھتے ہیں۔ اور تواریخ عالم میں ایسے بے مثل سورماؤں کی شہادت کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ مگر افسوس کسی مورخ نے ان کے سوانح حیات قلمبند نہیں کئے ہیں۔ راقم]

۴۔ تھمہ تاجو اور پھیرو کے بالی :۔

تاجو کی چوتھی پشت میں موہنو اور فتو دونا موربالی جنگ بمقام روہتاس گزرے ہیں۔ ..... شیر شاہ سوری کی طرف سے برصلہ حسن کارکردگی اور اعلیٰ خدمات اوّل الذکر کو "ملک" اور موخر الذکر کو "رائے صاحب" کا خطاب عطا ہوا تھا۔ رائے فتو

کی آٹھویں پشت میں رائے دھنپت رائے کی قابلِ فخر خدمات سے متاثر ہو کر مہاراجہ گلاب سنگھ صاحب بہادر نے رائے صاحب کا معزز خطاب مع جاگیر علاقہ کھڑی (سنگلا ماٹی) عطا کیا تھا۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء تک ان کی اولاد کھڑی پر قابض رہی ہے۔

راجزادہ دونی چند صاحب بالی (دفتمہ بھیرو) بعہد گکھڑاں بڑے صاحب کرامات ہوئے ہیں۔ آپ نے اسلامی ممالک کی خوب سیر و سیاحت کی۔ اور آپ حضرت شاہ عبدالقادر گیلانی کے مزار کی زیارت کے لئے بغداد واقع عراق تشریف لے گئے اور حضرت موصوف کے پیرو بن گئے۔ آپ وہاں سے ایک سند لائے جس پر پیر مصرح کا پنجہ ثبت ہے۔ اور وہ اب تک آپ کے خاندان کے پاس موجود ہے۔ آپ کا خاندان پیر دستگیر کا مرید مشہور ہے۔ آپ ۱۲۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ راجزادہ رتن چند جی بالی مصنفہ بال نامہ اسی خاندان کے روشن چراغ ہوئے ہیں:۔

۷۔ بالی خاندان کی چند نامور ہستیاں:۔

(۱) سردار جہاں سنگھ صاحب بالی راجزادہ وآتما رام جی بالی صاحب بالی میرپوریہ } سردار جہاں سنگھ دستمند دیوان مقرب خان حاکم گجرات پنجاب) کے پسر تھے۔ اپنے پتا کی کوشش سے سردار جہاں سنگھ بالی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازم ہو گئے۔ ایک دن مہاراجہ صاحب باہر شکار کھیلنے گئے۔ اور سردار جہاں سنگھ بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ موہیال بیر نے تلوار ہاتھ میں لے کر مہاراجہ صاحب کے روبرو ایک چیتے کو ہلاک کر دیا۔ وہ اس غیر معمولی جرأت اور مردانگی کو دیکھ کر بہت ہی ان پر خوش ہوئے۔ انہوں نے اس ہونہار نوجوان کو سردار ہری سنگھ نلوہ کے سپرد کیا۔ یہ نوجوان کئی لڑائیوں میں بڑی ہمت اور بہادری سے لڑا۔ اور ملتان کے محاصرہ میں دو دفعہ زخمی بھی ہوا۔ اس نے کشمیر اور پشاور کی لڑائیوں میں کافی حصہ لیا۔ وہ سردار ہری سنگھ نلوہ کا چہیتا سپاہی تھا جس نے پہلے اسے اپنا خاص معتمد بنایا۔ اور بعد میں لفٹیننٹ

کے عہدہ پر مامور کیا۔ جب افغان فوج نے بسرکردگی مرزا ہاشمی خان جمرود پر اپریل ۱۸۳۷ء میں حملہ کیا۔ تو سردار صاحب اُس وقت قلعہ جمرود کے انچارج تھے۔ اُنہوں نے بڑے حوصلہ اور جوانمردی سے دشمن کا سخت مقابلہ کیا۔ حتیٰ کہ سردار ہری سنگھ نلوہ پشاور سے آ کر خود لڑا۔ اور وہ اس لڑائی میں شہید ہو گیا؛

اپنے محسن کی موت کے بعد سردار جہاں سنگھ نے مہاراجہ کی خدمت گزاری میں کوتاہی نہ کی۔ اس وفاداری کے صلہ میں سردار صاحب کو مہاراجہ صاحب کی طرف سے ۱۸۳۹ء میں ایک جاگیر مالیتی ۳۷ ہزار روپیہ کی موصول ہوئی۔ جس میں سے بارہ ہزار کی جاگیر ذاتی اخراجات کے لیئے اور باقی ۲۵ ہزار کی ایک سو سواروں کے اخراجات کے لیئے مخصوص تھی۔ یہ جاگیر مہاراجہ کھڑک سنگھ و شیر سنگھ کے عہدِ حکومت تک سردار جہاں سنگھ کے پاس رہی مگر ۱۸۴۴ء میں جب سکھ فوج وحشی و خونخوار بن گئی۔ تو سردار صاحب کو اُن کے اپنے ہی آدمیوں نے قتل کر دیا؛

[نوٹ نمبر ۱۔ جب سردار جہاں سنگھ بچپن میں قسمت آزمائی کے لئے گھر سے باہر نکلے۔ اور سردار ہری سنگھ نلوہ کے پاس ملازم ہو گئے۔ تو سردار جہاں سنگھ نے اپنی فرمانبرداری اور شیریں زبانی سے نلوہ جی اور اُن کی دھرم پتنی سردارنی مائی دلیساں کے دل میں گھر کر لیا۔ مائی دلیساں نے جہاں سنگھ کو اپنا پتر بنا لیا۔ اس سلسلہ میں باقاعدہ رسم بھی ادا کی۔ پھر اپنے لڑکوں کی طرح اس کی پرورش کی۔ مائی دلیساں نے اس کا ناطہ گوجرانوالہ میں بخانہ موہتاں کیا۔ اور اسی جگہ شادی کی۔ اور جملہ رسوم شادی بحیثیت والدہ خود ادا کیں۔ جب دلہن آئی۔ تو ڈولی اپنے گھر اُتروائی۔ اور پیر پور بعد ازاں اطلاع دی۔ ناظم]

[نوٹ نمبر ۲:۔ ماہوار رسالہ ینگ مہیال "سنت نگر۔ لاہور" کی فائل ۱۹۴۳ء اگست ۱۹۴۳ء میں سردار گجندر سنگھ صاحب بالی میرپوریہ کی طرف سے "سردار جہاں سنگھ جی بالی میرپوریہ کی زندگی کے قابلِ فخر حالات" شائع ہوئے۔ انہیں ایک پمفلٹ کی صورت میں علیحدہ شائع کرنے کا وچار ہے۔ یہ سوانح حیات تاریخ ہزارہ مصنفہ ۱۸۹۲ء سے اخذ کئے گئے ہیں۔ راقم]

(۲) سردار جہان سنگھ صاحب بالی میرپوریہ کے سپوت - } سردار جہان سنگھ کے بیٹے چتر سنگھ نے اپنے باپ کے خون کا بدلہ لیا - لیکن بعدازاں وہ بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا - عہدِ دربار میں ۲۹۴۰۰ روپیہ کی جاگیر بشرط رکھنے ایک سو سوار معاف رہی ؞

ہمّت سنگھ ۱۸۷۰ء تک ۳۵۰ روپیہ سالانہ پنشن لیتا رہا - اس نے غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کو ۱۲ سوار مع گھوڑوں اور تمام اخراجات کے دئے - وہ جمّوں میں درباری رئیس تھا - اس کا لڑکا رگھبیر سنگھ کئی سال تک جمّوں میں تحصیلدار رہا - دودھا وا سنگھ ہمّت سنگھ کا دوسرا بھائی بنگال کیولری رجمنٹ میں جمعدار رہا - پھر وہ مہاراجہ کی فوج میں رسالدار کے عہدہ پر لیا گیا - اور ۱۸۶۷ء میں مر گیا - چتر سنگھ اور ہمّت سنگھ کی بیوگان کو سرکارِ انگلشیہ کی طرف سے پنشن ملتی رہی - اس خاندان کی ملکیت ضلع گوجرانوالہ اور خاص میرپور ریاست جمّوں میں تھی ؞

(۳) بخشی جوگدھیان صاحب بالی آف لاہور } جب ۱۸۹۱ء میں لاہور میں "موہیال مترسبھا" قائم ہوئی آپ اس کے صدر منتخب ہوئے - اس کارِ خیر میں صاحب ممدوح کو بخشی گوکل چند جی چھبّر - چوہدری گنیشداس جی دت - مہتہ ٹھیرامل جی دت - فخرِ قوم بخشی رامداس جی چھبّر اور راجزادہ مہاراج کرشن جی وید جیسی قابلِ فخر قومی ہستیوں کا سہیوگ حاصل تھا - بخشی صاحب کو بچپن ہی میں جبکہ آپ اپنے ننہال گلیانہ میں زیرِ تعلیم تھے - اپنی برادری کی فضول اور بیہودہ رسوم کا قلع قمع کرنے کا وچار تھا - چنانچہ تعلیم سے فراغت پاکر جب آپ لاہور میں سرکاری ملازم ہوئے - تو آپ نے لاہور برادری کی معاونت سے بری رسوم کو اٹھانے کی کوشش شروع کی - ان دنوں ڈھیرداری اور غیر ڈھیرداری کے مسئلہ نے برادری کے افراد کو پریشان کر رکھا تھا - ایک فریق ڈھیرداری پرست تھا اور دوسرا غیر ڈھیرداری کا حامی - طرفین نے اپنے خیالات کی صحیح ترجمانی کے لئے دو رسائل "موہیالی" اور "مراۃ الموہیالی" جاری کر رکھے تھے - ۱۸۸۹ء کی موہیال

کانفرنس منعقدہ پنڈدادنخان کے بعد راۓزادہ رتن چند صاحب وید کی کتاب "اصلاح موہیالی" اور بعد ازاں راۓزادہ ہری چند صاحب وید کی ۱۹۲۲ء میں شائع کردہ کتاب "گلشن موہیالی" نے بخشی صاحب کے دل پر گہرا اثر کیا۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں "موہیال مِتر سبھا" کو اپنے ساتھیوں کی معاونت سے "جنرل موہیال سبھا پنجاب" کی صورت میں تبدیل کیا۔ آپ سالہا سال تک جنرل سبھا کے پریذیڈنٹ رہے۔ اور سبھا کا سارا کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے رہے۔ آپ موہیال کانفرنسوں میں بکمال ذوق اور شوق سے شریک ہوتے۔ مگر بحث مباحثہ کے امور میں دلچسپی لینا پسند نہ کرتے تھے۔ قومی فنڈات میں چندہ دہندگان کی فہرست میں آپ کا مبارک نام عام طور پر چوٹی پر ہوا کرتا تھا۔ آپ نے موہیال آشرم کی زمین کے لئے پانچ ہزار روپیہ کی گراں قدر رقم دیکر اپنی قومی سپرٹ اور فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ موہیال پبلک آپ کے ہر کام و انتظام کو بنظر تحسین دیکھتی تھی۔ آپ بوجہ پیری عہدہ پریذیڈنٹ شپ سبھا اندور سے علیحدہ ہوگئے۔ مگر مرتے دم تک سبھا کے ٹرسٹی رہے۔ آپ دراز قد اور دبلے پتلے تھے۔ نیز آپ کی بڑی بڑی منور آنکھیں تھیں جن سے آپ کی طبع کی سنجیدگی اور آتمک شکتی کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ کی جنم بھومی للیفال ضلع جہلم تھی۔ جہاں آپ نے ۱۸۴۵ء میں جنم پایا۔ اور ۱۴ نومبر ۱۹۳۱ء کو لاہور میں انتقال فرمایا۔ افسوس آپ کے ہاں اولادِ نرینہ نہ تھی ::

(۴) راۓزادہ حکم سنگھ صاحب بالی آف گھوڑاکے۔ راۓزادہ صاحب محکمہ جنگلات میں چیف کنسرویٹر کے جلیل عہدہ پر متمکن تھے۔ جہاں سے آپ باعزت ریٹائر ہوئے۔ آپ نیک خوش شکل اور امیر طبع ممبر تھے جنہیں جنرل سبھا سے کافی سے زیادہ انس تھا۔ اور جو اس کی تن من دھن سے امداد کیا کرتے تھے۔ آپ سیالکوٹ کانفرنس کے پریذیڈنٹ منتخب ہوئے تھے۔ آپ نوجوان طبقہ کی سرگرمیوں کو بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے نیز موہیال کانفرنسوں میں شریک ہوکر نوجوانوں کی کھیلوں کے پروگرام میں دلچسپی لیتے تھے ::

(۵) رائزادہ جوگراج صاحب بالی آف گوجرہ۔ ضلع لائل پور } رائزادہ صاحب نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گوجرہ میں گزارا۔ اور موہیال حلقہ میں گوجرہ اور جوگراج بالی لازم ملزوم سے بن گئے تھے۔ آپ کا جنم موضع پیل (ضلع شاہ پور) میں ۱۸۷۹ء کے قریب ہوا۔ آپ رائزادہ گنیش داس جی بالی کے سب سے بڑے سپتر تھے۔ پتا نے اپنے سپتر کی ذہانت اور ہونہاری سے متاثر ہو کر اسے انگریزی تعلیم دلانے کے لئے میانی (شاہ پور) میں اپنے ایک رشتہ دار منشی نانک چند جی موہن کے پاس بھیج دیا۔ شدید رجحان سے آپ نے جماعت ہشتم میں صوبہ بھر میں اوّل رہ کر وظیفہ حاصل کیا۔ پھر ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول لاہور سے امتحان میٹرک پاس کر کے نیشنل ہائی سکول پشاور میں اسسٹنٹ ٹیچر متعین ہوئے۔ جہاں رائے بہادر لالہ ہرجی مل کھنہ رئیس اعظم کے دو بیٹیوں کی ٹیوشن آپ کے پاس رہی۔ رئیس موصوف نے ہونہار نوجوان کو اپنے کارخانہ میں بطور کلرک بھرتی کر لیا۔ جو کچھ عرصہ بعد رائے بہادر کے دو کارخانوں میں گوجرہ میں بطور مینیجر فائز ہو گئے۔ یہاں بابو جوگراج کا ستارۂ اقبال چمکا۔ اور کارخانوں کا کاروبار دن دگنی رات چوگنی ترقی کرنے لگا۔ رائے بہادر کو لاکھوں روپیہ کا سالانہ منافع ہونے لگا۔

گوجرہ میں بابو جوگراج کے اثر و رسوخ کا یہ حال تھا کہ گوجرہ کے جملہ زمیندار بلکہ اس کے بانی مبانی سر سید مہدی شاہ بابو جی کی خوشنودی کی خاطر ان کی خدمت میں عموماً آتے رہتے تھے۔

بابو جوگراج کے پاس جانگلی قوم کا کھوکھر جی نام کا چوکیدار تھا جس کے ہاں لڑکی پیدا ہونے کے کچھ عرصہ بعد اس کی بیوی مر گئی۔ پانچ برس بعد وہ چوکیدار بھی مر گیا۔ اس یتیم چندو لڑکی کو دیالو رائزادہ جی نے اپنی لڑکیوں سے زیادہ عزیز سمجھ کر پالا پوسا۔ لڑکی کے وارثوں نے اسے واپس لے کر فروخت کرنے کے خیال سے بابو جوگراج کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ مگر انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ چندو کی شادی ہوئی۔ اور رائزادہ صاحب نے اس دختری کو بھی اپنی دیگر پتریوں کی طرح جہیز دے کر ایک موہیال دولہا کے ساتھ وداع کیا۔

گوجرہ کے کارخانوں میں ان دنوں ۷۵ ۔ ۸۰ موہیال ملازم ہوتے۔ جو اپنے امتیازی کردار کی بدولت دور سے ہی پہچانے جاتے تھے۔ رائے بہادر ہرجی مل بھی انہیں دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔



Raizada Mohan Lal Bali
Manager Punjab National
Bank Ltd., Hissar
(See page 378)



Raizada Jog Raj Bali of
Gojra (Deceased)

راجزادہ صاحب کو مہاتما ہنس راج اور لالہ لاجپت رائے جیسے دیش بھگت گوروؤں سے ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول لاہور میں قوم و وطن کی خدمت کا علمی و عملی سبق مل چکا تھا۔ آپ نے آریہ سماجک سرگرمیوں میں حصہ لینے کے علاوہ جنرل سبھا کے بانیوں کے ساتھ مل کر کام کرنا شروع کیا۔ دھیرداری اور غیر دھیرداری کی تفریق۔ یتیم اور ودھواؤں کی امداد۔ موہیال کانفرنس کے انعقاد۔ موہیال آشرم کی تعمیر۔ موہیال متر کی توسیعِ اشاعت وغیرہ چند ضروری مضمون پر آپ نے سالہا سال تک مؤثر مضامین لکھ کر جنرل موہیال سبھا کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ آپ فی الحقیقت جنرل سبھا کے عاشق تھے۔ اور جنرل سبھا بھی ان کی ذات سے ہی ہر مشکل اور آفت کا سدِ باب چاہتی تھی۔ اس خدمت کے باعث آپ کی شخصیت کو فضیلت پانے کا موقع نصیب ہوا ——— جنرل سبھا کے بیباک و بد مخالفین کو بزورِ قلم زیر کرنے کی ہر قسم خدمت انجام دینا آپ کی فطرت کا جزو بن چکا تھا۔ آپ نے راقم کے ماہوار رسالہ "ینگ موہیال" (سنت نگر۔ لاہور) کے خلاف اور جنرل سبھا کی حمایت میں رسالہ "موہیال متر" میں باہا مضامین لکھے۔ جبکہ ۱۹۳۳ء میں آپ نے راقم الحروف کے ساتھ تحریری مباحثہ بھی رسالہ "ینگ موہیال" میں کافی عرصہ تک جاری رکھا۔ یہ مقامِ مسرت ہے۔ کہ آپ کی تحریر میں دیگر لیڈرانِ جنرل سبھا کی طرح کبھی اخلاقی لغزش نہ پائی گئی۔ آپ کے قلم میں روانی مضمون میں بندش اور طرزِ بیان میں کشش پائی جاتی تھی۔ راقم انھیں جنرل سبھا کا مہارتھی کہہ کر پکارتا تھا۔ مگر افسوس آپ جنرل سبھا کے نقائص کو جانتے اور مانتے ہوئے بھی راقم کا ساتھ دینا قبول نہ کرتے تھے۔ بلکہ نرم گداز لہجہ میں دبی زبان سے یوں ارشاد فرماتے تھے کہ "سبھا کے یہ نقائص وقت آنے پر خود بخود دور ہو جائیں گے ..... وغیرہ وغیرہ"

مگر راقم کو آپ کی اس بزرگانہ پیشگوئی سے کبھی اتفاق نہ ہوا۔ کیونکہ حقیقت کو دبانے سے "انسانیت" قائم رہ سکتی ہے نہ "قومیت" ——— مہارتھی مذکور تنگ نظر تھے نہ تنگ خیال "ینگ موہیال" کے آپ مستقل خریدار اور خصوصی نامہ نگار تھے۔ آپ ۱۳ جنوری ۱۹۴۰ء کو سورگ سدھار گئے۔ افسوس آپ کا اکلوتا بیٹا بھی بھری جوانی میں وفات پا گیا۔

(۶) سردار صاحب لیفٹیننٹ راٹزادہ ہرنام سنگھ صاحب بالی رسالدار

آپ رسالدار میجر راٹزادہ زورآور سنگھ صاحب بالی منیجر ملٹری گراس فارم مردان کے پتا تھے آپ نے ۱۸۹۸ء میں ۲؍ بمبئی لانسرز میں دو ٹرپ (موہیال اور برہمن) بھرتی کرائے۔ اور جب آپ ریٹائر ہوئے۔ تو نابھ ریاست میں بطور امپیریل سروس میں کمان افسر رہے۔ اور اس کے بعد بی۔ این ریلوے میں سینئر پیسنجر سپرنٹنڈنٹ رہے۔ اور اس عرصہ میں جتنے بھی پنشنر موہیال و برہمن انڈین آفیسر و نان کمشنڈ افسر و سپاہی ملے۔ تقریباً سب کو آپ نے بی۔ این ریلوے میں ملازم کرایا۔ آپ ایک غریب پرور اور سنجیدہ مزاج موہیال تھے ؞

آپ کے سپتر رسالدار میجر راٹزادہ زورآور سنگھ صاحب بالی بھی بہت حد تک اپنے پوجیہ پتا کے نقشِ قدم پر چل کر یتھاشکتی مستحق قومی بھائیوں کی امداد کرتے رہے ہیں۔ آپ ۱۹۴۷ء میں ۲۳ سالہ قابلِ فخر سروس کے بعد ریٹائر ہوئے اور تھوڑے

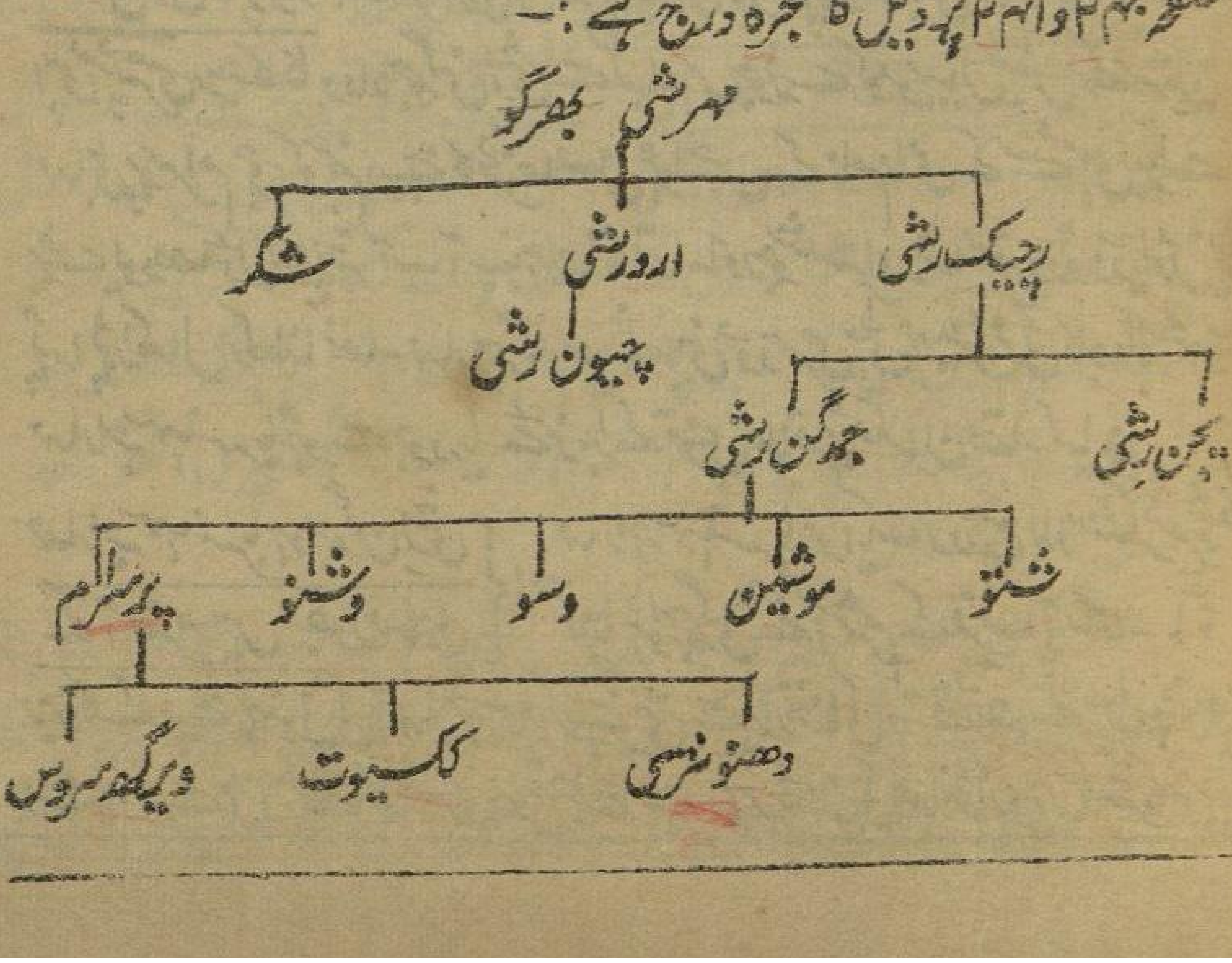
(۷) بالی خاندان کے چند معززین کے اسمائے گرامی معہ عہدہ ہا۔

(۱) راٹزادہ ہردیال سنگھ صاحب بالی لاہور رسالدار میجر رجمنٹ نمبر ۳ (۲) راٹزادہ جے سنگھ صاحب بالی ڈپٹی صوبیدار میجر و آنریری کپتان جنہیں ضلع لائل پور میں ۱۶ مربعے اور حیدرآباد سندھ میں ۲۶ مربعے اراضی ملی تھی (۳) راٹزادہ اننت رام صاحب بالی (خلف راٹزادہ جے سنگھ صاحب بالی) ڈپٹی رسالدار رجمنٹ گائیڈ (۴) راٹزادہ ہری چند صاحب بالی سرساوہ برگیڈ میجر افواجِ جموں و کشمیر (۵) راٹزادہ چھطیر مل صاحب بالی جھمبیر پور (چکوال) رسالدار انچارج رسالہ نمبر ۵۹ (۶) سردار کرنیل سنگھ صاحب بالی میرپور سیکرٹری مہاراجہ جموں و کشمیر (۷) سردار ودھاوا سنگھ صاحب بالی میرپور جمعدار رسالہ نمبر ۱ ؞

پانچواں باب

[سات حصّوں میں] چھبر خاندان کا مفصّل بیان

"چھبر" ہنود ہیں کا گوتر بھارگو ہے جس سے ظاہر ہے کہ چھبروں کا مورثِ اعلیٰ بھرگو رشی ہوا ہے۔ قدیم زمانہ میں یہ خاندان بھرگو بنسی کہلاتا تھا۔ مگر جب شیر بیشۂ شجاعت اور جابو فاتح مہاراجہ چھلج والی و بانیِ سلطنتِ سندھ نے اپنی قوّتِ بازو اور حکمتِ عملی سے اس جابر، تُند اور وحشی قوم ہنز کو جس سے بھارت ورش کے راجگان تھر تھر کانپتے تھے۔ بقول مسٹر تھامسن مصنّف تاریخِ ہند ہندوستان سے خارج کیا۔ اور پھر حد ایران و کشمیر و کابل تک فتوحات حاصل کر کے اپنی سلطنت کو وسعت بخشی۔ تو اُس نے اپنے نام نامی کے ساتھ "چھبر" ذات کی ابتدا کی۔ "گلشنِ موہیالی" کے صفحہ ۲۴۰ و ۲۴۱ پر ذیل کا شجرہ درج ہے :-



نوٹ نمبر ۱۔ شجرہ ہذا کے مہررشی بھرگو سے لکھو کھا برس پہلے وہ بھرگو رشی ابتدائے عالم میں ہوئے ہیں۔ جن کے نام نامی کی یادگار بھارگو گوتر مشہور ہے۔

نوٹ نمبر ۲۔ "بھرگو سنگتھا" نامی جوتش کے ایک مشہور گرنتھ کے مصنف بھی بھرگو جی تسلیم کئے جاتے ہیں۔ جو پرسرام جی کے جدامجد ہو گزرے ہیں۔

نوٹ نمبر ۳۔ جمدگن رشی کا آشرم شملہ سے پرے ہمالیہ پربت میں سندھون نامی میدان ہے جس کا محیط ۸ ہم کوس بتایا جاتا ہے۔ اس کے شمال کی طرف جمدگن۔ پرسرام اور مائی رینکا کے نام پر کنڈ بنے ہوئے ہیں۔ کارتک ماس کی شکلا ایکادشی کے دن ہر سال وہاں میلہ لگتا ہے۔ پورانوں میں مذکور ہے۔ کہ بھرگو رشی نے وشنو بھگوان کو غصہ میں آکر ایک لات بھی لگائی تھی۔ اور وشنو بھگوان ان کے چرنوں کو دبانے لگ گئے تھے کہ شاید آپ کے پاؤں کو چوٹ لگ گئی ہو۔

۱۔ جمدگن رشی ۔ مہاراجہ سہنسر باہو ۔ مہابلی پرشرام

جمدگن رشی کا بیواہ: شہر قنوج کی قدیم آبادی گادھیپور کے بانی مہاراجہ گادھی نے اپنی دختر ستیہ رینکا کا بیواہ جمدگنی رشی سے کیا۔ اس جوڑے کو مہابل بنس کے سرتاج مہابلی پرسرام جی کو جنم دینے کا فخر حاصل ہوا جس کے نام نامی کے سنتے ہی بڑے بڑے یودھاؤں کا پتہ آب آب ہو جاتا تھا۔ اور جو شستر اور شاستر دونو ودیاؤں میں پورا پورا کمال رکھتا تھا۔ مہاراجہ گادھی نے اپنی دوسری بیٹی مہیش وتی کا بیواہ مشہور مہاراجہ سہنسر باہو سے جو دریائے نربدا کے قریبی علاقہ پر حکمران تھا۔ کیا۔

مہاراجہ سہنسر باہو جمدگن رشی کے آشرم میں بطور مہمان: مہاراجہ سہنسر باہو ایک روز مع لاؤ لشکر سیر و شکار کرتا ہوا جمدگنی کے آشرم کے قریب آنکلا۔ ماتا رینکا نے اپنے بہنوئی کی آمد کی خبر سن کر اپنے پتی سے پرارتھنا کی۔ "قدرت نے ہمیں اپنے عزیز رشتہ داروں سے مل بیٹھنے کا سنہری موقع بخشا ہے۔ ہمیں اس کی مہمان نوازی میں کسر نہیں رکھنی چاہئے۔

رشی جمدگنی نے اپنی دھرم پتنی کی خواہش کے مطابق اپنے معزز مہمان سہنسر باہو کو اپنے ہاں پدھارنے کا نمنترن دیا۔ جسے اس نے خندہ پیشانی سے منظور فرمایا:

رشی جمدگنی نے مہاراجہ سہنسر باہو کی ۳۶ پدارتھوں سے مہمان نوازی کی۔

رشی جمدگنی بظاہر معمولی یوگی تھے۔ مگر انہوں نے اپنی روحانی طاقتوں اور پوشیدہ خزانوں سے اپنے مہمان کی پیر پردہ چھتیس پدارتھ چن دئیے۔ جو اس نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے تھے۔ خود دل ہی دل میں سوچنے لگا۔ کہ ایک بن باسی فقیر اس قدر بے نظیر نعمتیں مہیا کرنے پر کیسے قادر ہوا۔ چنانچہ وہ اپنے میزبان سے اس رسائن کے لینے کا طلبگار ہوا جس کی وساطت سے وہ درویش بے نوا شاہان عالم پر بھی مہمان نوازی میں سبقت لے گیا۔ رشی کے لیت و لعل کرنے پر راجہ آپے سے باہر ہو گیا۔ بالآخر راجہ کے اصرار اور رشی کے پے در پے انکار نے صورت حالات کو نہایت کشیدہ بنا دیا۔ اس وقت پرشرام جی آشرم میں موجود نہ تھے۔ فرعون مزاج سہنسر باہو نے تلوار نیام سے نکال کر رشی جمدگنی کا سر تن سے جدا کر دیا۔

مہابلی پرشورام جی نے مہاراجہ سہنسر باہو کی بوٹی بوٹی کاٹ کر رکھ دی۔

جب پرشورام جی کو اپنے پوجیہ پتا کے سفاکانہ قتل کا علم ہوا۔ دنیا ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیر ہو گئی۔ اسی وقت موروثی بہادری اور خاندانی شجاعت کا پتلا اپنے چند شاگردوں کے ساتھ راجہ مذکور کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر ہی میں اس نے شاہی لشکر کو جا لیا۔ اور سہنسر باہو کو للکار کر کہا۔ "او بدکردار، کمینہ اور بے رحم ہتیارے سہنسر باہو سامنے آ۔ تجھے تیری سفلگی اور سنگدلی کا مزا چکھاؤں۔"

طرفین میں مقابلہ شروع ہو گیا جس میں بقول ٹاڈ صاحب پرشرام جی نے اپنے پتا کے قاتل کی بوٹی بوٹی کاٹ کر رکھ دی۔ فوج کا بیشتر حصہ بھی کام آیا اور باقی لشکر بھاگ نکلا۔ باپ کا بدلہ لینے پر جب پرشورام جی کا ہردیہ شانت ہوا۔ تو آپ نے پتا جی کی نعش

کا اتنیشٹی سنسکار کیا ؛

اس کے بعد راجہ سہنسر باہو کے بیٹوں اور رشتہ داروں نے پرشورام جی کو کچلنے اور اس کے خاندان کا دنیا سے نام ونشاں مٹانے کے لیئے بارہا ان پر فوج کشی کی مگر ہر دفعہ انہیں اپنا سا منہ لے کر کے پسپا ہونا پڑا ؛

معصوم برہمنوں اور تپسوی سادھوؤں پر راج پتروں کا عتاب۔

جب چندر بنسی راجکماروں کو متواتر ناکامی اور ندامت کا منہ دیکھنا پڑا۔ تو انہوں نے بقول ٹاڈ راجستھان اتق صفحہ ۱۵۲ اتیاگی برہمنوں اور تپسوی سادھوؤں پر اپنا دست تظلم بڑھایا۔ بلکہ ان کے معاون سورج بنسی راجاؤں سے بھی نازیبا سلوک روا رکھا۔ ہمارے شور بیر اور منصف مزاج ہیرو پرشورام جی نے محض ظالم چندر بنسی راجگان کا ستیاناس کرنے کا تہیہ کیا۔ منصف مزاج اور نیک نفس سورج بنسی راجاؤں نے امن و آشتی کی قائمی کے خیال سے ان کا ہر موقع ساتھ دیا۔

دریں صورت یہ عام مقولہ کہ "پرشرام جی نے کھشتری بنس کا ناش کر دیا تھا" غلط ہے۔ اگر یہ مقولہ درست ہوتا۔ تو جنگ پور۔ اجودھیا۔ گادھ پور اور انگدیس کے سورج بنسی اور چندر بنسی راجگان جو اس واقعہ کے بعد مدت تک حکمران رہے۔ کیسے صفحۂ ہستی پر آ سکتے تھے ؟

پرشورام جی پربھو بھگتی میں محو :۔ جب ظالم سہنسر باہو اور اس کے تمام سہائک مارے گئے۔ تو پرشورام جی دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر جنگل میں عرصہ تک یوگ ابھیاس کے ذریعے پربھو پریم کا لطف اٹھاتے رہے ۔ اسی عرصہ میں چندر بنسیوں نے پھر زور پکڑا ۔ ان کے ایک جابر و ظالم راجہ تال جنگھ نے اپنی شمشیر کے زور اور سینہ زوری سے مختلف حکومتوں پر قبضہ کر لیا۔ والئے اجودھیا راجہ باہو اپنی حکومت سے محروم ہو کر بحالت گمنامی کوہ ہمالیہ میں راہیِ عدم ہوا جس کا اکلوتا بیٹا سگر تھا جو پیچھے رکسی نے دکھایا ؛

پرشورام جی مظلومین کی حمایت کے لیے پھر کمربستہ ہو گئے۔

جب معصوم ولی عہد سگر کے وارثان نے پرشورام جی کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی دکھ بھری داستان بیان کی۔ تو عارفِ کامل کا کومل ہردیہ اُسے سننے کی تاب نہ لاسکا۔ اور فوراً پربھو بھگتی کا آنند چھوڑ کر مظلومین کی حمایت و ظالموں کی سرکوبی پر کمربستہ ہو گیا۔ رعایا پرشورام جی کی بنوں سے واپسی کی خبر سن کر بےحد خوش ہوئی۔ راجہ تال جنگھا کے جور و ستم کی بڑھتی ہوئی لہر کو مستقل طور پر روکنے کے لیے بھارت کے ہیرو نے ایک لشکرِ جرار تیار کیا۔ اور بہ نفسِ نفیس مسلح ہو کر شیر ببر کی طرح ظالم کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ اور ہزاروں کو خاک و خون میں ملا دیا۔ اور تال جنگھا خود ان کی تیز تلوار کا شکار ہو گیا۔

راجہ سگر پھر تاج و تخت کا والی ہوا: جب کرۂ ہوائی ظالموں اور بدخواہوں سے کُلی طور پر صاف ہو گیا۔ تو راجرشی پرشورام جی نے سگر کو اجودھیا کے تخت پر بٹھایا۔ اور خود وہ پربھو درشن کی خاطر دوبارہ بنوں میں چلے گئے۔

نوٹ:۔ موہیال بنس کے سرتاج رشی پرشورام جی مظلوموں کے حامی، ظالموں اور بدکرداروں کے دشمن، تیاگ و تپسیا کے عملی پرچارک، حقیقی عظمت و سخاوت کے دلدادہ اور موروثی بہادری و خاندانی شجاعت کا مجسمہ تھے۔ آپ کی نظیر آج شاید ہی روئے زمین پر دستیاب ہو سکے۔

۲۔ متھرا سے چھبر خاندان سندھ دیش میں پہنچا۔

بموجب گلشن موہیالی چھبر موہیوں کے بزرگ بکرمی سمت سے اندازاً ۲۰۰ سال پہلے متھرا میں رہائش پذیر تھے۔ اس سے پہلے کے واقعات پردۂ گمنامی میں پڑے ہیں۔ اس زمانہ میں چھبروں کے مشہور بزرگ مہاتما "سدھ بھولا" ہو گئے۔ جو راجہ داہر کے بچپن میں موجود تھے۔ داہر کی ماتا کی وفات پر مہاتما جی کی کرپا سے انکی کنواری ہمشیرہ شاداں کے سینوں میں دودھ اتر آیا جس سے داہر کی پرورش ہوئی۔ اس

نسل میں سے چھٹی صدی بکرمی کے قریب دیوان نرسنگھ دیو کا پتہ ملتا ہے ۔ جو راجہ متھرا کے دربار میں ایک معزز عہدیدار تھے ۔ اُن کی وفات پر خاندان کے لوگ زمانہ کی ناموافقت کے کارن وطن ترک کرنے پر مجبور ہو گئے ؛

الور (اروڑ) راجدھانی }	دیوان نرسنگھ دیو کے دو۲ بیٹے چھاج اور ناہر سنگھ
سندھ میں آمد ۔	متھرا سے اس تارک الوطن قافلہ کے ساتھ سندھ دیش

کی دار السلطنت میں آ پہنچے ۔ عربی اور اسلامی مؤرخوں نے حسب عادت اس خاندان کے نام لکھنے میں بہت سی غلطیاں کی ہیں ۔ مثلاً نرسنگھ دیو کو "سلائج" چھاج کو "چچ" ۔ ناہر سنگھ کو "چندر" ۔ جنگو کو جے سیہ اور چھیم کو ششہ لکھا ہے ۔ مہاراج ۔ نرائن اور بھاون تین فرزندان داہر کے نام تواریخ میں نہیں ملتے ۔ تاریخ میں راجہ داہر کے ایک لڑکے کا نام فیوفی لکھا ہے ۔ مگر شجرہ نسب میں نہیں ہے ۔ عربی مؤرخوں کی غلطیاں تو درکنار ہمارے اپنے خاندانی مراثیوں کی غلطیاں نا قابل معافی ہیں ؛

چھاج یا چچ موہیال تھا }	یہ مسلمہ حقیقت ہے ۔ کہ سب سے پہلے جن برہمنوں نے
بذریعہ تاریخی حوالجات ۔	خلاف دستور برہمناں ہتھیار اُٹھائے ۔ اور جنگجوئی

کا پیشہ اختیار کر کے ملک گیری پر کمر باندھی ۔ وہ "موہیال" کہلائے ۔ اِس لئے چھاج کا برہمن ثابت ہونا اُس کے موہیال ہونے کی زبردست دلیل ہے ؛ دیکھئے :-

(۱) آئین اکبری کے صفحہ ۱۶۷ پر درج ہے ۔ "چچ برہمنے بود" ۔

(۲) تاریخ ہند طامسن صفحہ ۸۱ " " " ۔ "چچ یا چاچ برہمن نے برہمن خاندان کو تہ و بالا کیا ؛

(۳) تاریخ ہند پروفیسر ذکا اللہ صفحہ ۲۲۵ پر درج ہے ۔ "چچ برہمن تھا" ۔

(۴) قومی کبت اور خاندان شجرہ نسب راجہ چھاج کے موہیال اور چھبر ہونے کی شہادت دیتے ہیں ؛

چھاچ کا دربار سندھ میں حاضر ہونا:- راجہ ساہسی سندھ کا حکمران اور رام ولد آگی اس کا روشن دماغ وزیر تھا۔ ایک دن چھاچ نے وزیر موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر ادب سے کہا۔ "بندہ کو جناب کی اعلیٰ قابلیت اور نکتہ فہمی کی شہرت یہاں کھینچ لائی ہے میں آپ جیسے قدردان حاکم کی خدمت بجالانے میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ امید ہے آپ مجھے اپنے حضور میں موقعۂ خدمت مہیا فرما کر بندہ نوازی کا ثبوت دیں گے"

چھاچ کا امتحان میں سرخرو ہونا:- دوراندیش وزیر رام نے چھاچ سے دریافت کیا۔ "بھئی! کچھ پڑھے لکھے بھی ہو؟" چھاچ نے جواب دیا۔ "حضور! میں وید کا عالم ہوں"۔ اسی اثنا میں دیبل (دیول) کی طرف سے کچھ کاغذات آگئے۔ رام نے ان کا جواب لکھنے کے لئے چھاچ کو حکم دیا۔ اس نے فوراً قلم پکڑ کر چند منٹ میں ہر ایک کاغذ کا جواب قلمبند کر کے وزیر کے روبرو رکھ دیا۔ وزیر اس کے نستعلیق خط انشا پردازی اور جملات کی مؤثر ترتیب و بندش کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا۔ اس نے چھاچ کو اسی دم اپنا نائب مقرر کر لیا:

چھاچ دربار سندھ میں وزیر اعظم کے عہدہ پر:- ایک روز حسن اتفاق سے رام کی غیر حاضری میں سیوستان کی طرف سے کچھ ضروری کاغذات دربار میں آئے۔ راجہ ساہسی نے چھاچ ہی کو ان کا جواب دینے کی تاکید کی۔ چنانچہ راجہ اس کے جواب باصواب کو دیکھ کر اس کی ہمہ دانی کا دلی طور پر قائل ہو گیا۔ اس نے وزیر رام کی وفات کے بعد چھاچ کو اپنا وزیر اعظم بنا لیا۔ جس نے اپنی حسن کارکردگی اور نیک اوصاف سے راجہ، رعایا اور دربار کے امراء و وزراء کو اپنا گرویدہ بنا لیا:

رانی سوہنی کا چھاچ پر عاشق ہو جانا:- ایک دن راجہ ساہسی نے وزیر چھاچ کو ضروری کاغذات کے سلسلہ میں اپنے گھر میں بلا بھیجا۔ رانی سوہنی اس نوجوان

کے حسن و جمال کو دیکھ کر اس پر بہ جان سے فریفتہ ہو گئی۔ رانی نے اپنی ایک معتبر باندی کے ذریعے چھلاج تک اپنی داستانِ عشق پہنچا دی۔ اگرچہ چھلاج پہلے اس بلائے ناگہانی میں گرفتار ہونے سے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ مگر رانی کے اصرار نے اس کے خاطر دل میں بھی عشق کی چنگاری پھینک دی۔ علاوہ ازیں لوگوں کو اس ناجائز تعلق کا پورا پورا علم ہو گیا اور انہوں نے وزیر کے خلاف راجہ کے کان بھی بھرے۔ مگر اس نے چھلاج پر کلی اعتماد رکھنے کے باعث چغل خوروں کی عیب جوئی پر کچھ دھیان نہ دیا۔

قریب المرگ راجہ ساہسی کا وزیر اعظم چھلاج کو اپنے پاس بلانا :- بدقسمتی سے راجہ ساہسی سخت بیمار ہو گیا۔ اس نے ایک روز چھلاج کو اپنے پاس بلوا کر تخلیہ (علیحدگی) میں کہا۔ "چھلاج! دیکھو میرے ہاں کوئی اولاد نہیں۔ میں اپنا تخت و تاج تمہیں دینا چاہتا ہوں۔ اس لیے میرے جیتے جی یہی سلطنت کے وارثوں و دعویداروں کو کسی تدبیر و حکمتِ عملی سے تہِ تیغ کرنا ضروری ہے۔ اگر تم ۵۰ طوق اور ۵۰ زنجیر بنوا کر خفیہ طور پر میرے پاس بھجوا دو۔ تو ہماری یہ سازش نہایت خوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتی ہے۔" چھلاج نے مسکرا کر سرِ تسلیم خم کیا۔

رانی سوبھی کا تخت کے دعویداروں کے نام اشتہارِ عام :- رانی سوبھی نے راجہ کے رشتہ داروں نیز تخت و سلطنت کے دعویداروں کے نام ذیل کے مضمون کا ایک عام اشتہار شائع کیا :-

"میرے پتی راجہ ساہسی کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔ انتظام سلطنت کے متعلق آپ لوگوں سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔۔۔۔ اپنی پہلی فرصت میں درشن دیجیے۔"

چنانچہ سب دعویدارانِ تاج و تخت دوسرے ہی روز کشاں کشاں رانی سوبھی کی خدمت میں مخصوص کمرے میں حاضر ہو گئے۔ طے شدہ سازش کے مطابق ہر ایک کے گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر ڈال دی گئی۔ جب راجہ کے تمام دشمن پا بجولان

ہو گئے۔ تو ان قیدیوں کے دشمنوں کو بلوا کر اُن سے۔ انہیں گھیرا گیا۔ ہر ایک شخص نے اپنے دشمن قیدی کو دم دے دے کر قتل کیا۔ جب تخت کے سب دعویدار ختم ہو گئے۔ تو قاتلوں کو مقتولین کی جائدادوں پر قابض ہونے کا حق دیا گیا؛

راجہ ساہسی کی مرتیو پر چھاج تخت و تاج کا مالک ہوا

راجہ ساہسی کی مرتیو اور داہ سنسکار کی رسم کے متعلق رانی سوبھی نے کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی۔ لوگ اسے بدستور بیمار ہی سمجھتے رہے۔ رانی کے مشورے سے چھاج تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور بدھ سین جو پہلے وزیر اعظم رام کا پیشکار تھا۔ اس کا وزیر مقرر ہوا۔ رانی نے حکمت عملی سے عام جنتا پر بذریعہ شاہی اعلان واضح کیا کہ "راجہ صاحب بدستور سابق بیمار ہیں۔ ان کی ہدایت و خواہش کے مطابق چھاج کو مہاراجہ صاحب کی صحتیابی تک تخت پر بٹھایا جاتا ہے۔ تمام ارکین سلطنت اور امن پسند رعایا کو قائم مقام راجہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہئے"؛

راجہ ساہسی کی موت کا راز فاش ہو گیا

اگرچہ روشن دماغ سوبھی اور معاملہ فہم چھاج نے سب ارکان سلطنت کو خلعت ہائے گراں بہا عطا کر کے اپنا طرفدار و خیرخواہ بنا لیا تھا۔ مگر راجہ کی وفات کے چھ ماہ بعد جھوٹ و سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ اور راجہ مذکور کے مرنے کی خبر دور دور تک پھیل گئی۔ مرحوم راجہ کا بھائی دھرت جےوار میں حکمران تھا۔ بوجہ دوری وہ رانی سوبھی کے دام فریب میں مبتلا ہونے سے قدرتاً بچ گیا۔ اپنے بھائی کے تخت پر کسی غیر قوم کے شخص کو قابض پا کر وہ آپے سے باہر ہو گیا۔ چنانچہ ایک لشکر جرار کے ساتھ اس نے اروڑ پر فوج کشی کی۔ اور وہ راجدھانی سندھ سے تین کوس کے فاصلہ پر آ کر خیمہ زن ہو گیا؛

چھچ خاندان کے پہلے مہاراجہ چھاج کی دھرت پر فتح

جب دھرت نے چھاج کو بذریعہ قاصد پیغام بھیجا کہ "سندھ کے تخت و سلطنت کا اپنے

بھائی ساہسی کی مرتیو پر میں وارث ہوں۔ براہِ کرم میرا موروثی ملک میرے حوالے کردو۔"
تو چھچ نے رانی سوبھی سے مشورہ کیا۔ کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئے۔ رانی نے قدرے غصّہ آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ "ہمّت وجوانمردی سے یم کا مقابلہ کرو۔ اور اگر ایسا کرنا منظور نہیں۔ تو میرے کپڑے پہن کر زناں خانہ میں جا بیٹھو میں خود مقابلہ کرونگی"۔
مہیپال راجہ یہ قول جواب سن کر شرمندہ ہو گیا۔ اور فوج لے کر دشمن کے سامنے میدانِ جنگ میں خم ٹھونک کر جا کھڑا ہوا۔ دھرت نے چھچ سے دوستانہ طور پر تجویز پیش کی۔ "بہتر ہے۔ میں اور آپ دونو باہم لڑائی کر کے ہار اور جیت کا آخری فیصلہ کر لیں۔ طرفین میں سے جو زندہ بچ رہے۔ راج اس کا۔"
چھچ نے تجویز مذکور کو بخوشی تمام منظور کیا۔ طرفین گھوڑوں سے اتر کر باہم طاقت آزمائی کرنے لگے۔ [چھچ نے اپنے سائیس کو گھوڑا اس کے نزدیک ہی رہنے کا حکم دے رکھا تھا] چھچ موقع کی نزاکت دیکھ کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اور اس نے پیادہ دھرت کا سر تیغ براں سے قلم کر ڈالا۔ دشمن کی فوج بدحواسی کے عالم میں امان کی طالب ہوئی۔ اور راجہ چھچ دشمن کا سر ہاتھ میں لئے اور فتح کے شادیانے بجاتا ہوا رانی کے پاس پہنچا جس نے اس کا دھوم دھام سے سواگت کیا۔

راجہ چھچ کی رانی سوبھی سے شادی

اس فتح عظیم کے بعد بے اولاد رانی سوبھی نے سلطنت کے ارکین کے مشورہ سے راجہ چھچ کی رسم تاجپوشی کی تقریب پر شاہانہ جشن منایا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد رانی سوبھی اور راجہ چھچ کی باہمی رضامندی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جملہ درباریوں نے نہایت دھوم دھام سے اُن کی شادی کر دی۔ چنانچہ ہر طرف سے صدائے مبارک وسلامت بلند ہوئی۔ اور سب ارکان کو جو سلطنت وحکومت کی ہر نوع کی ترقی کے خواہاں تھے حسب مراتب انعام واکرام دئے گئے۔ علاوہ بریں محتاجوں اور غریبوں نے حسب خواہ خیرات حاصل کر کے راجہ اور رانی کے اقبال کی بلندی اور عمر کی درازی کے لئے دعائیں کیں۔

مہاراجہ چھاچ کی فتوحات :- ۶۳۲ء میں باقاعدہ طور پر راجہ تسلیم ہو جانے کے بعد مہاراجہ چھاچ نے اپنے بھائی ناہر سنگھ عرف چندر کو بلوا کر اپنا نائب مقرر کیا۔ جس نے دارالسلطنت میں قیام کر کے انتظام ملک کی ذمہ داری اپنے اوپر لی۔ اور وہ خود نواحی علاقوں کی تسخیر کے لئے ایک جرار فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس نے جس طرف بھی فوج کا رخ کیا فتح و نصرت ہمرکاب رہی۔ جس حکمران نے بھی پیش دستی کی منہ کی کھائی۔ گویا طالع کی یاوری سے اس نے شمال میں کشمیر و کابل تک مشرق میں قنوج تک اور مغرب میں ایران تک اپنی سلطنت کو وسعت دی۔ اور ان فتوحات میں بے انداز زر و جواہر حاصل کر کے وہ اپنی رعایا کی بہبودی و ترقی نیز انتظام سلطنت کے کاموں میں زندگی بھر مصروف رہا۔

راجہ چچ کی رشتہ داریاں :- تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ راجہ چچ نے اگھم لوہانہ والئے برہمن آباد کی بیوہ سے شادی کی۔ اور اپنی بھتیجی دھنسہ کی اگھم کے فرزند سربند لوہانہ آف برہمن آباد سے شادی کی۔

۴۰ سال کی حکومت کے بعد سمت ۷۰۳ بکرمی (۶۷۱ء) میں مدبر اور بانی عتوم و سلطنت چھبراں مہاراجہ چھاچ نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔

۳- مہاراجہ چھاچ کی اولاد داہر اور دہر سیہ :-

مہاراجہ چھاچ کی وفات پر اس کے دو نابالغ بیٹے داہر مل عرف داہر اور دہر سیہ رہ گئے۔ اس لئے ان کا چچا ناہر سنگھ (چندر) تخت نشین ہوا۔ تاریخ ہند و سندھ پر ذکا اللہ میں درج ہے۔ کہ راجہ مذکور نے بدھ دھرم کا انویائی ہونے کے کارن سندھ میں عوام کو بزور شمشیر بدھ دھرم میں شامل کیا۔ اور وہ خود دن رات بدھ دھرم کی کتابوں کے مطالعہ اور پوجا پاٹھ میں غلطان رہتا تھا۔

نعنۃ نامی راجہ کا والئے قنوج سے مہیال راجہ کے خلاف سازباز :- تاریخ ہند ذکیہ

ذکاءاللہ میں درج ہے۔ کہ مہاراجہ چھل جنے ریاست بیچوستان کے راجہ مہتہ کو تلوار کے زور سے مطیع کیا تھا۔ اس لئے وُہ داہر سنگھ والیئے سندھ کو بیخ و بن سے اُکھاڑنے کے درپے تھا۔ جس نے مہاراجہ شلادتیہ ثانی (ہرش وردھن) والیئے قنوج سے سندھ پر لشکر کشی کرنے کی سازش کی چنانچہ ہرش وردھن نے اپنی مسلح فوج کا ایک دستہ اپنے ایک جنگ آزما سپہ سالار کی سرکردگی میں مہتہ راجہ کی خواہش و فرمائش کے مطابق بجانب سندھ روانہ کیا۔ اُن دنوں کشمیر میں مومیال راجہ چچ کا نواسہ حکمران تھا۔ وُہ بھی ایک لشکر لے کر ہرش وردھن کی فوج سے ماسی ندی کے کنارے قلعہ دیبل کے قریب جا ملا :۔

جب دونو لشکر آراستہ ہو کر سندھ دیش پر حملہ کرنے کے لئے قلعہ دیبل کی طرف بڑھے۔ تو قلعہ کا حاکم اپنی زندگی کو خطرہ میں دیکھ کر وہاں سے بھاگ نکلا۔ اور قلعہ مذکوران کے قبضہ میں آ گیا۔ قلعہ کے نواحی علاقہ میں حملہ آور ان قریباً ایک مہینہ بھر سندھ پر حملہ کرنے کی تجاویز سوچتے رہے :۔

مومیال راجہ سندھ کے دربار میں قاصد :۔ مہاراجہ شلادتیہ ثانی اور راجہ چچ کے نواسہ کی مشترکہ فوج کے سپہ سالاروں نے راجہ سندھ کے پاس ایک مراسلہ بمضمون ذیل ایک خاص قاصد کے ہاتھ روانہ کیا :۔

"محترم والیئے سندھ آداب۔

آپ کو دوستانہ مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ قلعہ دیبل کے نواحی علاقہ میں جلد از جلد حاضر ہو کر مہاراجہ شلادتیہ ثانی (ہرش وردھن) کے نام اور سکہ کی اطاعت قبول کرنے کا عہد کرو۔ ورنہ جنگ کے لئے کمربستہ ہو جاؤ"۔

سندھ پتی مومیال راجہ داہر سنگھ نے اطاعت قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ حملہ آوروں نے مہاراجہ چچ کے بیٹے داہر کو اپنی طرف ملانے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر وہ نہ صرف ناکام رہے۔ بلکہ اپنی دارالسلطنت کو بے نیل مرام واپس

لوٹ گئے۔ [تواریخ میں اُن کے ناکام و نامراد واپس لوٹنے کی وجہ درج نہیں۔ ممکن ہے حملہ آوروں میں باہم پھوٹ پیدا ہو گئی ہو یا وہ لوٹنے سندھ سے مقابلہ و مجادلہ کی تاب نہ لا سکتے ہوں۔] مہاراجہ ناہر سنگھ (چندر) دوسرے چھتر راجہ نے سات برس حکومت کر کے سال ۶۵۸ء میں دنیوی تعلقات سے دائمی جدائی اختیار کی۔

مہاراجہ ناہر سنگھ کی وصیت :- مہاراجہ ناہر سنگھ (چندر) کی وصیت کے مطابق اُس کا بیٹا راج برہمن آباد اور ڈاہر یل الور کے حکمران مقرر ہوئے۔ راج صرف ایک سال کی حکومت کے بعد ۶۵۹ء میں کالوش ہوا۔ اور اُس کی جگہ دہرسیہ (برادر ڈاہر یل) برہمن آباد میں ۵ سال تک حکمران رہا۔ جس نے اکھم لوہانہ کی بیٹی سے شادی کی۔ اور راجہ داہر بدستور الور میں برسر حکومت رہا۔

قلعہ راور کی تکمیل اور شہر کی آبادکاری :- راجہ دہرسیہ نے اپنے مرحوم باپ مہاراجہ چچ کے قلعہ راور کی نامکمل تعمیر کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ نیز اس کے قریب راور نامی شہر آباد کیا۔ عربی مورخ اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے دیگر اصحاب نے لکھا ہے۔ کہ داہر نے دہرسیہ کے قلعہ راور کی تعمیر اور شہر کی آبادکاری کے ضروری کام میں بے رخی کا اظہار کیا۔ جس کے باعث دہرسیہ نے داہر کے خلاف فوج کشی کی۔ اور اسے دھوکہ سے گرفتار کرنا چاہا۔ مگر دہرسیہ کے بدھی مَن وزیر نے داہر کو اس دام فریب کے متعلق پوشیدہ طور پر آگاہ کر دیا۔ دہرسیہ اپنے اس ارادہ کی ناکامی پر غیظ و غضب کی آگ میں جل کر بخار میں مبتلا ہو گیا۔ اور پھر جانبر نہ ہو سکا۔ دہرسیہ کی مرتیو پر راجہ داہر نے راور میں جا کر اُس کا کرتک سنسکار وغیرہ کیا۔

راجہ داہر کا برہمن آباد اور شہر راور میں قیام :- راجہ داہر ۶۶۴ء میں الور سے روانہ ہو کر برہمن آباد میں سلطنت کے انتظام کی غرض سے آیا۔ اس نے اپنی موروثی شجاعت، خداداد تدبر اور قابل قدر پالیسی سے اطراف و جوانب کے راجگان کو مطیع کیا۔ جب معاملات نظم و نسق سے اُسے کلی طور پر اطمینان حاصل ہو گیا۔ تو اُس

نے قلعہ راور کی طرف کوچ کیا جہاں اُس نے آب و ہوا کی خوشگواری کے باعث موسمِ سرما کے چار ماہ بسر کئے۔ ۶۸۳ء سے ۶۹۱ء تک راجہ موصوف نے اپنی تمام تر توجہ انتظامِ سلطنت کی طرف مبذول کی۔

محمد علافی کون تھا؟ :- تاریخ ہند پروفیسر ذکا اللہ میں درج ہے۔ کہ مہاراجہ چھاچ کے عہدِ حکومت میں علاؤ الدین (یمین الدولہ) سکھر کا حاکم مقرر کیا گیا۔ مگر بعد ازاں تاریخ کے اوراق میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ہاں اُنہی دنوں محمد علافی باشندہ عرب کے خلیفۂ اسلام سے منحرف ہو کر سندھ میں آباد ہونے کا تذکرہ تاریخ میں درج ہے۔ مہاراجہ داہر کی اس مسلم سردار پر خاص نظرِ عنایت تھی۔ اُس نے اُسے ۵۰۰ عربی سوار اور پیادہ سپاہی دے کر اپنا غلام بنا رکھا تھا۔

راجہ رمل کی راجہ داہر سے عداوت :- ہمارے ناموَر ہیرو مہاراجہ داہر کے رعب و وقار نیز دولت و اقبال کو دیکھ کر نواحی علاقہ کے راجہ رمل کے سینہ پر سانپ لوٹتا تھا۔ بغض و حسد کی آگ سے جل کر اُس نے سندھ دھرتی پر دھاوا بول دیا۔ اور آتے ہی قلعہ راور کو فتح کر کے الور کا رخ کیا۔ مہاراجہ داہر نے اپنے چہیتے مسلم سپہ سالار محمد علافی کو اُس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جس نے دورانِ خواب دشمن پر شبخون (چھاپہ) مارا۔ اور اُس کی ساری فوج کو ناکارہ کر دیا۔ چنانچہ وہ بیشمار مالِ غنیمت۔ ۸۰ ہزار سپاہیوں اور ۵۰ ہاتھیوں کے ساتھ فتح و نصرت کے شادیانے بجاتا ہوا راجہ داہر کے حضور میں پہنچا۔

مہاراجہ داہر اور محمد علافی کے دوستانہ تعلقات :- محمد علافی نے راجہ رمل پر شاندار فتح حاصل کر کے راجہ داہر کے دل میں گھر کر لیا۔ مہاراجہ نے اُسے منہ مانگا انعام دینے کا وعدہ کیا۔ محمد علافی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ "عالیجاہ! میری بنتی ہے۔ کہ ضربِ شاہی (شاہی سکّوں) میں جہاں ایک طرف حضور کا نام درج ہے وہاں اُس کے دوسری طرف میرا نام مضروب کیا جائے۔"

چنانچہ محمد علافی کی برابر نصف سو لیکا رہو ٹی - اور مروجہ شاہی سکہ کے ایک طرف اس کا نام بھی کندہ کرا دیا گیا - نیز اس کی سفارش پر موت کے گھاٹ اتارے جانے والے قیدی بھی رہا کر دئے گئے ؛

۴ - سندھ پر اسلامی حملے :-

تواریخ میں درج ہے - کہ سیلون سے کچھ حاجی تحفہ تحائف اور لونڈی غلام کے ساتھ جہازوں میں سوار ہوئے خلیفۂ اسلام کی طرف جا رہے تھے - کچھ سمندری ڈاکوؤں نے انہیں لوٹ لیا - اور لونڈی غلام گرفتار کر لئے - حجاج گورنر ایران نے اس کا انتقام (بدلہ) لینے کے لئے خلیفہ سے اجازت طلب کی - اجازت ملنے پر سپہ سالار عبداللہ ابن نابھان اسلمی نے ایک لشکر جرار سے سندھ پر حملہ کر دیا ؛

عربی لشکر کو پہلی شکست :- جب عربی لشکر دیبل پر آ پہنچا - تو فریقین نے خوب مردانگی کی داد دی - بالآخر ہمارے موہیال ہیرو راجہ داہر نے دشمن پر ایسا خونخوار حملہ کیا - کہ سپہ سالار عربی لشکر دم کے دم میں جاں بحق ہو گیا - اور اسلامی لشکر کو شکست کھا کر واپس لوٹنا پڑا ؛

سندھ پر دوسرا اسلامی حملہ عربی لشکر کو دوسری بار شکست :- حجاج نے راجہ داہر کو شکست فاش دینے کے خیال سے اب کی بار ایک تنومند اور جنگ آزما جرنیل بدیل کو محمد ہارون اور عبداللہ بن قحطان کی ہمراہی میں سندھ کی جانب روانہ کیا - اسلامی لشکر کے دیبل پہنچنے پر جے سنگھ عرف جنگو سپتر راجہ داہر ہمیدان مقابلہ میں آ ترا صبح سے شام تک خونریز جنگ ہوتی رہی طرفین نے جوہر مردانگی دکھایا - مگر میدان شور بیر جے سنگھ چھبر کے ہاتھ رہا - بقول اسلامی مورخ جے سنگھ نے بدیل کو گھیر کر شہید کیا - اسلامی لشکر کا بیشتر حصہ میدان میں کام آیا - اور باقی حصہ بھاگ نکلا - جے سنگھ مظفر و منصور ہوا ؛

تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ جس شخص نے حجاج کو بدیل کی موت اور عربی لشکر کی شکست کا حال سنایا۔ اس سے اُس نے سخت جھنجھلا کر کہا۔ "پاجی! تو بدیل کو شہید کرا کر کس لئے زندہ چلا آیا؟"

بدھ مذہب کے مہنت سمینی کی غداری:۔ برہمن آباد میں بدھ دھرم کے سجادہ نشین (بڑے مہنت) سمینی نے خلیفۂ اسلام کی دوستی و وفاداری کا دم بھرتے ہوئے مسلمانوں سے راجہ داہر کے خلاف خفیہ طور پر ساز باز کر لیا۔ اور حجاج نے بھی خلیفۂ اسلام سے سندھ پر لشکر کشی کی اجازت حاصل کر لی۔

محمد بن قاسم کی لشکر کشی:۔ محمد بن قاسم اپنے داماد و برادر زادہ کو لشکرِ عرب کا سپہ سالار نامزد کر کے نیز ہدایاتِ جنگ دے کر براستہ ایران سندھ پر حملہ کرنے کو رخصت ہوا۔ بارہ ہزار فوج کے ساتھ منزلِ مقصود کی طرف بڑھا چلا رہا تھا۔ کہ راستہ میں محمد ہاروں اپنے ایک دستۂ فوج کے ساتھ اس سے آملا۔ مگر وہ راستہ ہی میں مر گیا۔ محمد بن قاسم لوٹ مار کرتا بالآخر دیبل میں آ پہنچا۔ جہاں حجاج کی طرف سے ابن خزیمہ جیسے ہتھیاروں کی کشتیاں اور سامانِ جنگ لئے اس کی انتظار کر رہا تھا۔ حجاج نے محمد بن قاسم کو بذریعہ خاص مراسلہ ذیل کا پیغام بھی بھجوایا:۔

"میں بڑے بڑے معتمد اور جیالے لڑاکو تیری امداد کو بھیج رہا ہوں۔ دشمن ان کے مقابلہ کی تاب ہرگز نہ لا سکے گا۔ خوب دلجمعی سے جنگ کرو۔ اس بار فتح لازمی طور پر تمہارے قدم چومے گی"۔

محمد علافی کی نمک حرامی:۔ راجکمار جے سنگھ چھچھ نے اپنے پتا داہر سے اسلامی کثیر التعداد فوج کی آمد کا تذکرہ کیا۔ داہر نے اپنے پرانے معتمد علافی سے جنگ کے متعلق مشورہ کیا۔ اس نے جواب دیا "ابھی جنگ کا وقت نہیں آیا"۔ راجہ نے بدباطن اور نمک حرام مسلم ساتھی پر اعتماد کر کے راجکمار جے سنگھ کو اسلامی فوج کا مقابلہ کرنے سے منع کر دیا۔

محمد قاسم کا دیبل پر حملہ:۔ دیبل پر محمد قاسم نے فوج کشی کی۔ قلعہ مضبوطی کی وجہ سے

فتح ہونے میں نہ آتا تھا۔ اتنے میں ایک غدّار نام وِحھاری برہمن نے بُرجِ شرقی قلعہ کو سَر کرنے کا راز خفیہ طور پر محمدؒ قاسم کو جا بتایا۔ سپہ سالار نے کوشش کرکے قلعہ کا پھریرا گرا دیا۔ بس پھر کیا تھا مُسلم بہادر سپاہی قلعہ کی دیواروں سے زینے لگا کر قلعہ میں داخل ہو گئے۔ سینکڑوں بُدھ مندر کے پجاری مرد اور عورتیں بے بہا زر و جواہر کے ساتھ اسیر ہوئے۔ تین دن تک مسلّح آدمی قتل ہوتے رہے۔ عالیشان مندر اور دھرم استھان مسمار کئے گئے۔ پھر سیلون کے وُہ قیدی جو اسلامی حملوں کا باعث ہوئے، اپنے مُحافظ اور نگران برہمن کے ہمراہ محمدؒ قاسم کے روبرو پیش ہوئے۔ مُحافظ برہمن قیدیوں کی سفارش اور قبولیتِ اسلام کے باعث دیبل میں محمدؒ کا نائب مقرر ہوا۔ جہاں محمدؒ بن قاسم نے ۴ ہزار مُسلمان آباد کرکے ایک مسجد تعمیر کر دی۔ بہت سا مال و زر نیز لونڈی و غلام مُسلمانوں کے ہاتھ آئے جن کا پانچواں حصّہ خلیفہ کی خدمت میں حجاج کی معرفت بھیجا گیا۔ حاکمِ دیبل کی دو لڑکیاں حجاج کے پاس روانہ کر دی گئیں۔ باقی سب مال مسلمانوں میں بطریقِ ذیل تقسیم کیا گیا:۔ سوار دو حِصّے۔ پیادہ ایک حِصّہ۔

راجہ داہر کا سمینی کے نام پیغام۔:۔ جب دیبل کے فتح ہونے کا حال راجہ داہر کو معلوم ہوا۔ تو اُس نے اپنے پُرانے نمک حرام مشیر اور جہنمت سمینی کو برہمن آباد میں آکر قلعہ اور شہر کی حفاظت کی فرمائش کی۔ مگر وُہ تو پہلے ہی مُسلمانوں کا وفادار دوست بن چکا تھا۔ اُس نے اِس سلسلہ میں کچھ بھی جواب نہ دیا۔ [افسوس! راجہ داہر نے اپنی سادہ لوحی کے زیرِ اثر اپنے مارِ آستین ساتھیوں کو بھی وفادار دوست سمجھ رکھا تھا]

نیرون کا قلعہ اور شہر محمدؒ قاسم کے حوالے:۔ محمدؒ قاسم دیبل سے روانہ ہو کر ساتویں دن نیرون پہنچا۔ مگر وہاں کا حاکم سمینی وہاں موجود نہ تھا۔ اہلِ شہر شہر کے دروازے بند کرکے اندر محصور ہو گئے۔ رسد اور پانی کی قلّت سے مُسلمان ماہیِ بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ حسنِ اتفاق سے جونہی بارش شروع ہوئی سمینی بھی وہاں پہنچ گیا۔ اُس نے محمدؒ سے نہایت تمکنت سے کہا۔ "افسوس! میری غیر حاضری کے کارن آپ

کو اور آپ کی فوج کو اس قدر کشٹ اٹھانا پڑا۔ "قولِ مرداں جان دارد" کے مصداق میں حجاج سے طے شدہ عہد کا پابند ہوں"۔

الغرض سمینی نے شہر و قلعہ کے دروازے کھول کر اسلامی لشکر کو ہندوؤں کے قتل و غارت کے لئے اندر داخل کر دیا۔ محمد قاسم اور حجاج دونوں نے سمینی کی اس خاص کرم فرمائی کے لئے شکریہ ادا کیا۔ سمینی نے مختلف قسم کے تحائف محمد قاسم کی خدمت میں پیش کئے۔ نیز رسد و پانی کا خاطر خواہ انتظام کر کے اسلامی لشکر کی دعائیں لیں۔ ادھر محمد نے نیرون میں مندر کو گرا کر اس کی جگہ ایک مسجد کھڑی کی۔ اس سمینی غدار نے اپنے آقائے نامدار راجہ داہر سے دھوکہ کر کے اپنے دھرم اور ملک کو تباہ کر دیا۔

سمینی کا عوام میں بیہودہ پروپیگنڈا

محمد قاسم نے نیرون کو تباہ کر کے وادیِ سیوستان کی طرف قدم بڑھایا۔ جہاں کے موہیال راجہ بجھیرا (چچا زاد برادر راجہ داہر) نے اس کا ایک ہفتہ تک مردانگی سے مقابلہ کیا۔ مگر یہاں بھی سمینی کی غداری اور پٹہ بازیوں نے لشکر اور رعایا کو مسلمانوں کا خیر خواہ و طرفدار بنا دیا۔ اور بے بس موہیال راجہ رات کو وہاں سے بھاگ نکلا۔ بدکردار سمینی نے عوام میں مشتہر کیا۔

کہ ۱۔ ہماری جوتش کی کتب میں صاف درج ہے۔ کہ اب بھارت میں اسلامی پرچم لہرائے گا۔ اس لئے جنگ و جدل کرنا فضول ہے۔ ۲۔ ہمارا بدھ دھرم ہمیں خونریزی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے ہمارا لڑائی کرنا اپنے دھرم سے ویمکھ ہونا ہے"۔

اس قسم کے ناقص اور مکروہ پروپیگنڈا نے ہندو رعایا اور سپاہ کو بزدل بنا دیا۔ اور یہی اسلامی فتوحات کا باعث ہوا۔ غیر ملکی مسلم حملہ آوروں نے ہمارے ملک کو صرف فتح ہی نہ کیا۔ بلکہ انہوں نے اسے فتح کر کے مسلمانوں کے حوالے کیا جس سے یہاں مذہبِ اسلام کی جڑیں مستقل طور پر مضبوط اور ہندو دھرم کی کھوکھلی ہونی شروع ہو گئیں ؛۔

کاکا ولد کوٹل حاکم بدھیہ کی کرتوت:۔ کاکا بھی سمینی کا مرید و دوست تھا۔ محمد

قاسم کے حملہ کرنے پر اُس نے بھی بلا جنگ وجدل شہر بدھیہ اور اس کے نواحی قلعے نیز سب لشکر اس کے حوالے کر دیا جب ساری رعیت اور سپاہ نے محمد قاسم کا تہِ دل سے سواگت کیا۔ تو اس نے کاکا کو اپنا مشیر بنا کر سرکشوں کو مطیع کیا۔

موہیال سُور بیر راجہ بجھیرا کا مردانہ وار شہید ہونا

قومی و ملکی غداروں کی عملی سہائتا سے اسلامی لشکر کے حوصلے بڑھتے گئے۔ اور وہ فتح پر فتح پاتے ہوئے جب قلعہ سیسم کے قریب پہنچا تو موہیال مہاراجہ ناہر سنگھ عرف چندر کا سپوت راجہ بجھیرا اپنے قلیل مگر وفادار لشکر کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ کئی روز تک جانباز موہیالی سپاہ نے سر ہتھیلی پر رکھ کر کثیر التعداد مسلم سپاہ کو ناکوں چنے چبوائے۔ مگر رائی اور پہاڑ کا کیا مقابلہ؟ وفادار اور مخلص موہیال بیر رن میں شہید ہو گئے۔ اہالیان شہر پہلے ہی سمینی کے مرید تھے۔ وہ فوراً مسلمانوں کے مطیع و باجگزار ہو گئے۔

محمد قاسم کا مراسلہ حجاج کے نام۔

"حضور کے اقبال سے راجہ داہر کے بڑے بڑے سردار اور اس کا چچازاد بھائی قتل کر دئے گئے ہیں۔ اور مشرک مسلمان ہوئے یا مفتوح ہو گئے ہیں۔ بت کدوں کی جگہ مساجد و معابد بنائے گئے ہیں۔ خطبہ پڑھا گیا ہے۔ اذان ہوتی اور نماز ہر وقت ادا کی جاتی ہے۔ اب میں ساہی راسل سے جو راجہ داہر کا تابع ہے۔ عہد و پیمان کی گفتگو کر رہا ہوں یہ امر طے ہو جائے گا۔ تو دریائے مہران (سندھ) سے پار اترنا آسان ہو جائے گا۔"

[یہ عرضداشت فی الحقیقت اسلامی حکمتِ عملی اور جوڑ توڑ کی منہ بولتی تصویر ہے]

محمد بن قاسم نے موکہ کو دامِ فریب میں پھنسا لیا

موکہ مہاراجہ داہر کا رشتہ دار تھا۔ تواریخ میں درج ہے۔ کہ مہاراجہ مذکور نے اسے دریائے سندھ پر ذمہ دارانہ طریق سے مقرر کر رکھا تھا۔ کہ کوئی حملہ آور دریائے سندھ پار کر کے صوبہ سندھ میں داخل نہ ہو سکے۔ محمد قاسم نے اسے سبز باغ دکھا کر اپنے فریب کے جال میں پھنسا

لیا۔ موکہ نے جوتشیوں سے زمانہ کے آئندہ حالات کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا "مسلم حملہ آوروں کی فتح یقینی ہے۔ اور اسلامی راج اب ٹل نہیں سکتا۔" چنانچہ موکہ نے جو باطنی طور پر مسلم جرنیلوں سے ملا ہوا تھا۔ ایک ہزار نوجوانوں کے ساتھ اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا۔ جاتے ہی گھر گیا۔ اور قاسم کے حضور میں ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ محمد قاسم نے اس کی بڑی عزت و توقیر کی۔ اور ایک شاہی فرمان بدیں مضمون لکھ کر اس کے حوالے کیا:۔

"تیری حکومت نسل در نسل برقرار رہیگی۔ اور کوئی شخص کبھی مزاحم نہ ہوگا"۔ اس کے علاوہ موکہ کو ایک لاکھ درہم اس غداری و نمک حرامی کے صلہ میں موصول ہوئے۔ جو اس نے اپنے نامدار آقا راجہ داہر اور دیگر رشتہ داروں سے کی:

راجہ داہر کی تباہی کی سازش۔ :- محمد قاسم نے دریائے سندھ کے پل کا انتظام موکہ کے سپرد کر دیا۔ مہاراجہ داہر کو موکہ کی اندرونی سازشوں کا پتہ چلا۔ تو وہ چونک اٹھا۔ مگر اب کیا پیش جا سکتی تھی۔ وہ خود دریا کے کنارے گیا۔ ہاتھی پر سوار ہو کر وہ پل کی ساخت کا ملاحظہ کر رہا تھا۔ کہ ایک مسلم نوجوان شامی اپنی شجاعت کے زعم میں گھوڑا دریا میں ڈالے سیدھا اس کی طرف آیا۔ مہاراجہ نے اس کی طرف اسی دم ایک تیر چھوڑا جس سے اس کا سر کٹ کر تن سے جدا ہو گیا۔ اس بہادر نوجوان کے دلی ارمانوں کو خاک میں ملانے کے بعد مہاراجہ واپس لوٹ آیا:

راجکمار جے سنگھ دریائے سندھ پر تعینات۔ :- مہاراجہ داہر نے سندھ کے پل پر اپنے شجاعت مجسم فرزند جے سنگھ کو متعین کر دیا جس نے ۵۰ روز تک ایک جرار لشکر کی بدولت مسلمانوں کو دریا سے پار نہ اترنے دیا۔ اور رسد کی قلت کے باعث وہ اپنے گھوڑے ہلاک کر کے کھانے پر مجبور ہو گئے۔

موکہ کے بھائی راسل کی بدباطنی :- تاریخ میں موکہ کے حقیقی بھائی کا نام راسل

درج ہے۔ اس نے راجہ داہر سے درخواست کی۔ کہ اُسے راجکمار جے سنگھ کی جگہ دریائے سندھ کے پُل پر متعین کیا جائے اور وہ لشکرِ اسلام کو دریا سے اِس پار نہ آنے دیگا۔ شومئی قسمت سے راجہ موصوف نے فوراً راسل کو فوجی افسر بنا کر جے سنگھ کی جگہ بھیج دیا۔ محمد بن قاسم کی دِلی مُراد بر آئی۔ پُل تیار ہو گیا۔ اور لشکرِ عرب موکہ و راسل کے ہمراہ پُل پار کر کے جے وار میں پہنچ گیا۔ مہاراجہ کو جس قاصد نے اس واقعہ کی اطّلاع دی۔ اُسے عالمِ برافروختگی میں ایک ہی گھونسہ سے اِس دُنیا سے دوسری دُنیا میں پہنچا دیا۔ اِدھر راسل غدّار مر کر داخلِ جہنّم ہُوا ؂

محمد علافی کا اسلامی فوج سے جنگ کرنے سے انکار: مہاراجہ داہر نے ایک چیدہ فوج برائے مقابلہ اسلامی لشکر تیار کی۔ اور محمد علافی سے سپہ سالاری کے فرائض بجالانے کی فرمائش کی۔ مگر اُس نے ٹکہ سا کورا جواب دے دیا۔ کہ "مَیں کافروں کی خاطر مسلمانوں سے لڑ کر اپنی عاقبت خراب کرنا نہیں چاہتا"۔ اب مہاراجہ داہر کو اپنے مسلم چہیتے سردار کی طوطا چشمی و غدّاری کا صحیح معنوں میں علم ہُوا ؂

وہمی راجہ داہر پر جوتشیوں کا تباہ کن اثر: مہاراجہ داہر نے اپنے بال بچّوں کو قلعہ راور میں محفوظ کر کے جوتشیوں سے اپنی قسمت کے نکھشتروں کا حال دریافت کرنا شروع کیا۔ اُنہوں نے مین میکھ کا حساب لگا کر بتایا۔ "شکر دیو بڑا کرودھ مان ہے۔ اُس کے سنمکھ ہوتے فتح محال ہے۔ آپ چاندی کی تصویر زہرہ بنوا کر اپنے ہاتھی کے مستک پر لٹکا دیں۔ اور جنگ کریں۔ شاید گوہرِ مُراد حاصل ہو"۔

ہمارا وہمی راجہ جوتشیوں کے اعلانوں پر تکیہ لگائے بیٹھا رہا۔ اور مسلم حملہ آور آگے ہی آگے بڑھتے آئے۔ راجہ کو پنڈتوں کی طرف سے کوئی شبھ مہورت اسلامی فوج کو روکنے کے لیے نہ ملا جس کے باعث موہیال شیروں کی اولاد اِس موقع ایک گونہ روباہ دُم بریدہ اچھوت بن کر رہ گئی ؂

اسلامی فوج سے بے دلی سے مقابلہ:۔ مہاراجہ داہر نے ایک ٹھاکر کو بادلِ ناخواستہ اسلامی لشکر کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ جو بمشکل تمام صبح سے شام تک مقابلہ کی تاب لا سکا۔ دوسرے روز جے وار کا ٹھاکر میدانِ جنگ میں پہنچتے ہی خاک و خون میں لت پت ہو گیا:۔

مہاراجہ ڈاہر خود میدانِ جنگ میں:۔ مہاراجہ ڈاہر اپنے وزیر سی ساگر کے مشورہ سے بذاتِ خود ہاتھی پر سوار ہو کر دشمن کی صفوں کی طرف بڑھا۔ بقول مسلم مورخین پانچ ہزار سوار۔ بیس ہزار پیادہ اور ساٹھ جنگی ہاتھی اس کے ہمرکاب تھے۔ [ہاتھی کی عماری میں دو لونڈیاں بھی بیٹھی تھیں۔ ایک راجہ کو تیر پکڑاتی تھی۔ اور دوسری اسے پان دیتی جاتی تھی۔ ممکن ہے اوہام باطلہ کے زیر اثر لونڈیوں کو بھی جوتشیوں کی ہدایت کے مطابق عماری میں بٹھایا گیا ہو۔ راقم]

مہاراجہ داہر ملک الموت کے لباس میں۔:۔ مہاراجہ داہر نے ہمت و شجاعت سے کام لیتے ہوئے اسلامی فوج پر حملہ کیا۔ اور تین جانباز مسلم سرداروں (۱) عربی سردار محرز (۲) سعید اللہ اور (۳) حسن بن عجلۃ الکبریٰ کو یکے بعد دیگرے قیدِ حیات سے نجات دلائی۔ اگرچہ داہر نے دن بھر ملک الموت کا جامہ پہنے رکھا۔ اور شام تک معرکۂ کارزار گرم رہا۔ مگر ہار جیت کا قطعی فیصلہ نہ ہو سکا:۔

غداروں کا ایک اور گروہ مہاراجہ داہر کے خلاف بیوفائی کرنے پر آمادہ:۔ دوسرے دن علی الصباح چند بدسرشت اور نمک حرام ساتھیوں نے اپنے ولی نعمت مہاراجہ داہر کو صفحۂ ہستی سے اٹھانے کے خیال سے اسلامی لشکر میں محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کی درخواست کی۔ "اندھا چاہے دو آنکھیں" کے مصداق محمد بن قاسم نے انتہائی مسرت سے انہیں حلقہ بگوش اسلام بنا کر فوج میں ممتاز عہدوں پر مامور کر دیا۔ علاوہ ازیں مہاراجہ داہر کا وزیر بھی درپردہ محمد قاسم کی دوستی و خیرخواہی کا دم بھرتا تھا۔ لہٰذا وہ جو صلاح بھی مہاراجہ کو دیتا۔ وہ سلطنت کے

لئے موجب آزار بلکہ نقصان دہ ثابت ہوتی ؛

مہاراجہ داہر کی دوسری جنگ :- دوسرے روز جب مہیال ہیرو میدانِ جنگ میں شیرِ غراں کی طرح نکلا۔ تو بدکردار اور غدار ارکین اپنے منصوبہ کے مطابق پیچھے کی طرف سے اپنے ولی نعمت پر ٹوٹ پڑے۔ اور سامنے کی طرف سے محمد قاسم کا لشکر جنگ آزما ہوا۔ شوربیر مہاراجہ اپنی موروثی جرأت و مردانگی سے اس فریب کے جال کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بدستور جنگ کرتا اور اپنے لشکر کا حوصلہ بڑھاتا رہا ؛

ایک حبشی مسلم سردار کا داہر کو ہلاک کرنے کا چیلنج ناکام محمد بن قاسم کے ایک حبشی سردار نے وفاداری کا حلف لیتے ہوئے اسلامی لشکر میں کھڑے ہو کر دعویٰ کیا۔ کہ جب تک میں راجہ داہر کو بزورِ شمشیر موت کے گھاٹ نہ اتار دوں۔ مجھ پر کھانا پینا حرام" محمد قاسم نے اس غازیِ اسلام کو مہاراجہ داہر سے طاقت آزمائی کا موقع عطا کیا۔ حبشی مذکور نے مہاراجہ کے سفید ہاتھی کے روبرو آکر اس کی سونڈ کو کاٹنے کا عزم کیا۔ مگر مہاراجہ بہادر نے اپنے تیر کے کاری نشانہ سے اس کا سر تن سے الگ کر دیا۔ اس حبشی کے تنِ بے سر کو گھوڑے پر سوار دیکھ کر اسلامی لشکر میں ہلچل مچ گئی مہاراجہ داہر کی ہیبت سے لشکرِ اسلام کا تو کیا ذکر، خود محمد قاسم بھی بدحواس ہو گیا۔ جب پانی پی کر اس کے حواس بجا ہوئے۔ تو اس نے لشکر کی حوصلہ افزائی کے لئے جہاد کا وعظ شروع کیا۔ شام تک خوب گھمسان کا رن رہا۔ مگر مہاراجہ کی سینا کا دوطرفہ مار سے بہت نقصان ہوا۔ اب اس کے پاس فقط ایک ہزار سوار رہ گئے۔ باقی سب میدانِ رزم میں کام آ گئے ؛

مہاراجہ داہر کی زندگی کا خاتمہ تواریخ میں مذکور ہے۔ کہ میدانِ جنگ میں مہاراجہ داہر کی عماری میں آگ لگ گئی۔ لہٰذا وہ ہاتھی کو دریا کے کنارے لے گیا۔ آگ بمشکل شانت ہوئی تھی۔ کہ دشمنوں کے ایک گروہ نے اس پر حملہ بول دیا۔ اُس کے ہمراہی بھاگ گئے۔ دیر تک تیر باری جاری رہی۔ مہاراجہ سخت زخمی

ہُوا۔ اب وُہ ہاتھی سے اُتر کر تن تنہا پیادہ ہی لڑنے لگا۔ اُسے دُور و نزدیک کوئی وفادار ساتھی نظر نہ آیا۔ اُسے اپنے سپوت جے سنگھ کی امداد کا بھروسہ تھا۔ مگر وہ بھی اُسے بہم نہ پہنچی۔ مَوت چیل کی طرح اُس کے سر پر منڈلا رہی تھی۔ بے یار و مددگار موہیال بے کسی کی حالت میں اندھیری رات میں دُشمنوں کے دل پر شجاعت کا سکہ بٹھاتے ہُوئے شہادت کا جام پی گیا۔ چند ایک برہمن تماشائیوں نے مہاراجہ کی نعش کو چپکے سے زمین کے نیچے ریت میں دبا دیا۔ اور مہاراجہ کا سفید ہاتھی لنگڑاتا ہُوا قلعہ راور میں جا پہنچا:۔

راجہ داہر کی نعش کے بارے میں محمدؐ قاسم کا منادی کرانا: دُوسرے دن محمدؐ قاسم نے چاروں طرف دُور اور نزدیک راجہ داہر کی تلاش میں تجربہ کار جاسُوس روانہ کئے۔ اور ساتھ ہی علاقہ بھر میں منادی کرا دی۔ کہ "داہر کا پتہ ٹھکانا بتانے والے شخص کو مُنہ مانگا اِنعام دیا جائے گا" اِنعام کے لالچ میں آ کر ایک برہمن نے راجہ کی نعش کا پتہ بتا دیا۔ نعش برآمد ہونے پر مہاراجہ کا سر دھڑ سے الگ کر کے قاسم کی بھینٹ کیا گیا۔ جسے عماری میں مہاراجہ کے ساتھ بیٹھنے والی دو لونڈیوں نے پہچان کر تصدیق کیا۔ کہتے ہیں اُس وقت بھی مہاراجہ کی نعش اور سر سے شاہی شان اور عظمت کی خوشبو آ رہی تھی۔ محمدؐ قاسم نے اُس برہمن اور لونڈیوں کو اِنعام و اکرام دیکر مالا مال کیا۔ اور باقی سب گرفتار ہُوئے ہُوئے ہندوؤں کے سر قلم کر دئیے:۔

راجہ جے سنگھ اپنے وزیر سی ساگر اور محمدؐ علافی کے ہتھکنڈوں میں: تاریخ ہند پروفیسر ذکا اللہ جلد اوّل کے صفحہ ۱۸۴ میں درج ہے۔ "راجہ جے سنگھ کو اپنی شجاعت اور شوکت پر بے حد بھروسہ و ناز تھا۔ اپنے پتا کی مرتیو پر اُس نے اپنے نیک نام کو امر کرنے کے خیال سے دُشمن سے فیصلہ کُن جنگ کرنے کا تہیہ کیا۔ مگر بد سرشت وزیر سی ساگر اور دھوکہ باز محمدؐ علافی نے اُسے ذیل کے وعظوں سے اَمن اور چین کی زندگی بسر کرنے پر رضا مند کر لیا:۔

"اب ہمارا سندھپتی مارا گیا ہے۔ ہماری فوجی تنظیم اور طاقت بکھر چکی ہے۔ سب کے دل پر دشمن کی تلوار کا رعب طاری ہو گیا ہے۔ ہمارے خزانے۔ دفینے ہاتھیا اور خیل و حشم سب ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ اب امن اور چین سے زندگی بسر کرنے کے لیئے راجکمار کو برہمن آباد میں اپنی وفادار اور خیر خواہ رعایا کے ساتھ پناہ گزین ہو جانا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ" :

چنانچہ راجکمار جے سنگھ پر نمک حرام اور غدار ساتھیوں کا جادو چل گیا۔ اور وہ آخری فیصلہ کن جنگ کے ارادہ کو چھوڑ کر برہمن آباد میں مع خیل و حشم جا آباد ہوا :

بیوہ مہارانی داہر کا قلعہ راور میں دشمنوں سے تین دن جنگ۔ } :- راجکمار جے سنگھ کے برہمن آباد میں مقیم ہو جانے پر بیوہ مہارانی نے قلعہ راور میں اپنی فوج کو ترتیب دینی شروع کی۔ مہارانی نے اپنے پندرہ ہزار جان پر کھیل جانیوالے لڑاکوؤں کو اپنی خاندانی بہادری اور موروثی عزت کے آپدیشوں سے لڑائی کے لئے تیار کیا اور خود جنگی ہتھیاروں سے لیس ہو کر میدان جنگ میں دشمنوں کو آگے بڑھنے کے لئے للکاری۔ دریائے سندھ اور دریائے دوہا کے درمیانی علاقہ کے سب سردار اور امراء بھی راجہ کی مرتیو کی خبر سن کر رانی کی سہایتا کو آپہنچے۔ تہاس تمنا بنک میں لکھا ہے۔ کہ رانی تجربہ کار لڑاکوؤں کی طرح ۳ دن برابر اسلامی لشکر سے جنگ کرتی رہی۔ مگر کوئی اُس کی امداد کو نہ پہنچا۔ اور تو اور اُس کا اپنا شور بیر پتر جے سنگھ اپنی کم عقلی اور ناعاقبت اندیشی کے کارن اُس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ نمک حرام اور غدار ساتھیوں نے شاہی خاندان کے جوانمردوں کو کوئی ایسا کام کرنے کی اجازت نہ دی جس سے اسلام اور اسلامی سلطنت کو زوال یا بربادی کا خطرہ ہو :

شیر دل مہارانی اور ویر انگناؤں نے "جوہر" کی رسم ادا کی۔ } :- جب مہارانی تھوڑی سی مگر باہمت فوج کے ساتھ لگاتار تین دن تک کثیر التعداد اسلامی فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی وجہ سے تھک کر چور ہو گئی۔ اور اسے کسی طرف سے بھی

کمک کی اُمید باقی نہ رہی۔ تو اُس نے اپنی ساری فوج کو قلعہ میں محصور ہونے کا حکم دے دیا۔ دشمن نے بازو سے قلعہ کی دیوار کو گرادیا۔ فیصل دل مہارانی نے جوہر کی رسم ادا کرنے کا پرن اور اعلان کیا۔ چنانچہ سب ویر انگناؤں نے اس کی پیروی کرتے ہوئے چتاؤں میں بیٹھ کر آگ کے شعلوں میں اپنی عصمت (ستیتو) اور آبرو کے خزانہ کو بدباطن دشمنوں کے ہاتھوں سے مستقل طور پر محفوظ کرلیا:۔

محمد قاسم قلعہ کے اندر داخل :- محمد قاسم نے قلعہ راور کے اندر داخل ہو کر جہاں چھ ہزار مسلح سپاہیوں کو ہمیشہ کی نیند سلادیا۔ سو وہاں اُن کے زن و بچہ کو لونڈی و غلام کے نام سے موسوم کیا۔ تاریخ ہند میں درج ہے۔ کہ محمد قاسم نے قلعہ راور میں سے ۳۰ ہزار لونڈی و غلاموں کے علاوہ بہت سا قیمتی خزانہ مال و اسباب اور جنگ کا سامان پایا۔ اس کے علاوہ مصیبت زدہ قیدیوں میں راجہ داہر کی بھانجی جیسیہ بھی تھی۔ جسے راجہ داہر کے سنہری تاج۔ شاہی جھنڈے۔ پانچواں حصہ مالِ غنیمت اور لونڈی غلام کے ساتھ حجاج گورنر ایران کی معرفت خلیفہ کے پاس بطور ہدیہ (تحفہ) بھیجا گیا۔ خلیفہ نے یہ نذرانہ وصول کر کے پرماتما کا شکریہ ادا کیا۔ اُس نے کچھ لونڈیاں فروخت کر دیں کچھ ایک انعام میں تقسیم کر دیں۔ اور جیسیہ دیوی اپنے چچازاد بھائی عبداللہ کو اُس کی حسب خواہش دے دی:۔

[نوٹ :۔ اگرچہ سنگھ اپنی اصل و نسل کا خیال رکھ کر قلعہ راور میں دو تین ہزار مضبوط جوان قلعہ کی حفاظت کے لئے ریزرو رکھ کر باقی ۲ ۱/۲ ہزار جوانوں سے اپنے چچیہ پتا کی بر موقع امداد کرتا۔ تو یہ افسوسناک انجام نہ ہوتا۔ بلکہ تصویر کا دوسرا رُخ نظر آتا۔ آہ! راجکمار کی بے عقلی۔ اُس کے باپ کی سادہ لوحی اور بے وفا صلاح کاروں کی غداری نے اس شاہی خاندان کو ہزارہا بے گناہوں کی خونریزی اور بربادی کا تاریخی طور پر مجرم بنادیا۔]

۵- حجاج کے اعزازی سرٹیفکیٹ نے محمدؐ قاسم کے حملوں کی رفتار تیز کر دی!

محمدؐ قاسم نے قلیل عرصہ میں متعدد ہندو سلطنتوں کو تباہ و ملیامیٹ کر کے اُن کے وارثوں اور اُن کے نام لیواؤں کو جس طریق سے اسلامی حلقہ میں داخل کیا۔ اور جس ڈھنگ سے دہ کروڑہا کا مال و اسباب۔ سامانِ جنگ اور عظیم الشان قلعے اپنے قبضہ میں لایا۔ اس سے حجاج بے حد پریرت ہوا۔ اور اسی وقت گورنر موصوف نے قاسم کی حسن کارکردگی اور اعلےٰ لیاقت کا ایک سرٹیفکیٹ ایک خاص قاصد کے ذریعے اُس کی خدمت میں بھیجا۔ اس اعزازی سرٹیفکیٹ یا فرمان میں محمدؐ قاسم کو عوام (ہندو جنتا) کو امان (آرام) نہ دینے اور مشرکین (مُراد ہندوؤں سے) کے گلے کاٹنے کی خاص ہدایت ہوئی۔ [نامعلوم ایران کے گورنر حجاج کو محمدؐ قاسم کی ذات سے ہندوؤں کو امان دینے یا اُن سے منصفانہ سلوک روا رکھنے کا شبہ کیسے پیدا ہو گیا—!]

بھرور اور دھیبلہ کے قلعوں پر محمدؐ قاسم کا قبضہ۔ :- قلعہ راور پر قبضہ کرنے کے بعد محمدؐ قاسم قلعہ بھرور کے نزدیک لشکر لے کر آیا۔ یہاں کی فوج نے ہمت و جوانمردی سے پورے ۲ ماہ تک اسلامی فوج کا مقابلہ کیا۔ مگر کسی طرف سے بھی کمک (سہایتا) نہ پہنچنے سے قلعہ مذکور سر ہو گیا:-

اب محمدؐ قاسم نے اپنی توجہ قلعہ دھلیلہ کی طرف کی جس کے باشندے تجارت پیشہ اور دستکار ہونے کے کارن اِرد گرد کے علاقوں میں جا چھپے۔ جنگ آزمودہ سپاہیوں اور سرداروں نے دشمن کو سامنے دیکھ کر "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" (یعنی نہ چلنے کو پاؤں نہ رہنے کو ستھان) کے مقولہ کے مطابق مرنے مارنے کا عزم کیا۔ تاریخ ہند میں لکھا ہے۔ کہ "جوانمرد گلے میں کفن ڈال کر، بدن پر خوشبویات لگا کر اور بال

بچوں کو چور دروازہ کے راستہ باہر بھیج کر دشمنوں کی صفوں میں کٹ کٹ کر مر گئے"

قلعہ سر ہونے پر محمد قاسم نے قتل اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کیا۔ دونو قلعوں کا مالِ غنیمت نیز لونڈی و غلام جمع کر کے اُن کا پانچواں حصّہ خلیفہ کو روانہ کیا گیا:

محمد قاسم کا خطرناک اعلان :- شروع شروع میں محمد قاسم کو مہاراجہ داہر اور اس کے خاندان کے دوسرے راجاؤں نے ناکوں چنے چبوائے۔ بعد میں اس نے راجگانِ مذکور میں نفاق اور حسد کا بیج بو کر اپنا اُلّو سیدھا کیا۔ اب اگرچہ سندھ میں مسلم راجیہ کے لئے میدان صاف ہو چکا تھا مگر راجکمار جے سنگھ کی غیر معمولی مردانگی اور خاندانی جرأت کا وہ اب بھی دل ہی دل میں خوف اور رعب محسوس کرتا تھا۔ اس شیرِ نر کی تنظیمی طاقتوں کو کچلنے کے لئے اس نے نمن لکھت اعلان راجہ جے سنگھ کے سرداروں اور اہلکاروں کے نام صوبہ سندھ میں مشتہر کیا:-

"جو لوگ دینِ اسلام قبول کر لیں گے۔ انہیں جان و مال کا امان (آرام) نصیب ہوگا۔"

راجہ جے سنگھ کے وزیر سی ساگر کی بے وفائی :- اس اعلان کی رو سے راجہ جے سنگھ کا غدّار وزیر سی ساگر اپنے آقا کی وفاداری کے مصنوعی (بناوٹی) برقع کو پرے پھینک کر محمد قاسم سے جا ملا۔ اور مسلم عورتوں کو بھی جو اس کے پاس قید تھیں۔ اپنے ساتھ لے گیا۔ قاسم نے خوش ہو کر اسے اپنا وزیر بنا لیا:

برہمن آباد پر حملہ :- محمد قاسم کے اعلان کے مشتہر ہونے پر راجہ جے سنگھ کے دِل میں محمد قاسم کو کچلنے اور اپنے موروثی علاقوں اور قلعوں کو واپس لینے کا زبردست چاہ ہو رہا تھا۔ اس وچار کو عملی روپ دینے کی خاطر وہ ادھر اُدھر فوجی امداد کے لئے بھٹک رہا تھا۔ محمد قاسم نے موقع کو غنیمت جان کر برہمن آباد پر حملہ کر دیا۔ راجہ جے سنگھ کے لشکر نے پورے چھ ماہ تک خوب جوش و مردانگی سے اسلامی فوج کا مقابلہ کیا۔ محمد قاسم اپنے شترو کی ہمت و دلیری کو انوبھو کر کے رات دن متفکر رہنے لگا چنانچہ اس نے لشکر کی حفاظت کے لئے اپنے کیمپ کے گرد اگرد خندقیں کھدوا دیں:

راجہ جے سنگھ نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی:۔ ٹھیک چھ ماہ کی غیر حاضری کے بعد راجہ جے سنگھ نے برہمن آباد آ کر اپنی فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ اپنے لشکر کی صفوں کو ترتیب دے کر اس نے دشمن پر پے در پے غضبناک حملے شروع کر دئے۔ اسلامی لشکر اور اس کے سپہ سالار مقابلہ کی تاب نہ لا کر دم توڑنے لگے۔ راجہ جے سنگھ نے غنیم کو کلی طور پر کچلنے کے خیال سے کشمیر سے کمک لانے کا تہیہ کیا۔ چنانچہ وہ اہل قلعہ کے پلڑے کو بھاری سمجھتے ہوئے نیز اپنے جان نچھاور کر دینے والے جنگی سپاہیوں اور جرنیلوں کی سراہنیہ کارکردگی پر بھروسہ رکھتے ہوئے چپکے سے کشمیر کی جانب روانہ ہو گیا:۔

غدار موکہ کی غداری:۔ راجہ جے سنگھ کی غیر موجودگی میں اس کے بزرگ رشتہ دار موکہ نے اپنی پراکرتی کے انوسار اپنے خاندان سے بدستور سابق غداری شروع کی۔ اس نے شہر کے باشندوں کو سبز باغ دکھا کر محمد قاسم کا ہمدرد و خیر خواہ بنا دیا۔ انہوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ عہد و پیماں طے ہو جانے کے باوجود بھی محمد قاسم نے اخلاق کو جواب دے کر سولہ ہزار جنگجو سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ہزارہا ہندو لونڈی اور غلام بنا کر خلیفہ کی خدمت میں روانہ کئے گئے:۔

راجہ داہر کی دو بیٹیاں خلیفہ کے پاس بغداد بطور ہدیہ بھیجی گئیں:۔ دوسری لونڈیوں کے ساتھ راجہ داہر کی دو[۲] بیٹیاں بھی گرفتار ہوئیں۔ جنہیں خلیفہ کے پاس بطور ہدیہ (تحفہ) بھیجا گیا۔ معتبر براہمنوں کو برہمن آباد کا سردار مقرر کر کے نیز انہیں انعامات دے کر محمد قاسم نے اپنا بے دام غلام بنا لیا۔ ان میں سے ایک معزز برہمن کو رانا کا خطاب دے کر اس نے سب کا سردار مقرر کر دیا۔ جو تحصیل و محاصل اور ملکی نظم و نسق کے کام کا بھی ذمہ دار ٹھیرا۔ غرضیکہ اس طرح رشوت۔ لالچ یا تحکم اور رعب کے جائز اور ناجائز دباؤ سے محمد قاسم نے مرحوم مہاراجہ داہر کے کل ملک محروسہ کو فتح کر لیا۔ اس کی مفصل تشریح فقط مسلمانی تواریخ میں پائی جاتی ہے:۔

خلیفہ ولید نے کنیاؤں سے } :- راجہ داہر کی دو شیر دل موہیال کنیائیں سوریہ دیوی
علیحدگی میں بات چیت کی } اور پرمل دیوی بھی قاسم کے دستِ تظلّم سے محفوظ
نہ رہ سکیں۔ انہیں بغداد کے خلیفہ ولید کی خدمت میں پہنچا دیا۔ چونکہ وہ سفر کی
مصیبت اور خاندانی تباہی کے باعث سخت کمزور اور رنجیدہ خاطر ہو رہی تھیں اِس لئے
اُن کی غور و پرداخت کے لئے وہاں خاص انتظام کیا گیا:۔

خلیفہ ولید کے حکم سے دونوں راجکماریوں کو خلوت گاہ (علیحدگی کے گوشہ) میں بھیجا
گیا۔ بڑی لڑکی سوریہ دیوی کے رُخِ تاباں کو دیکھ کر خلیفہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا۔
غود دار باپ کی غیرتمندی بیٹی معاملہ کو بھانپ گئی۔ اور نہایت دھیرج سے اُسے کہنے لگی۔
"حضرت خلیفہ۔ مجھے آپ لوگوں کے دستور اور مذہب کو دیکھ کر سخت حیرانی ہو رہی
ہے۔ پہلے تو محمد قاسم نے ہماری عصمت دری تھی خراب کی۔ پھر ہمیں آپ کی خدمت میں
بھیج دیا۔ کیا بادشاہوں کی عورتوں کو آپ کے ماتحت لوگ اس طرح بیحرمت کیا کرتے ہیں؟"
خلیفہ ولید آگ بگولہ ہو گیا:۔ جب خلیفہ کو یہ معلوم ہوا۔ کہ محمد قاسم نے ہر دو کنواری
کنیاؤں کو تین دن تک اپنے پاس بری نیت سے رکھا ہے۔ تو وہ جل بھن کر کوئلہ ہو
گیا۔ اُسی آن اُس نے ایک شاہی پروانہ ایران کے گورنر حجاج کے نام روانہ کیا:۔
" اس مراسلہ کے دیکھتے ہی محمد قاسم کو تازہ چرم (چمڑے) میں سی کر ہمارے پاس بھیج دیا
جائے۔"

چنانچہ شاہی حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور کمبخت محمد قاسم کی چمڑے میں سی ہوئی نعش خلیفہ
کے پاس بغداد پہنچی۔ خلیفہ نے راجکماریوں کو بلوا کر محمد قاسم کی نعش دکھلائی۔ اور
اُن کے چہرے اُسے دیکھتے ہی مسرت سے تمتما اُٹھے:۔

عصمت (ستیتو) کی دیوی موہیال سپرنی } :- سوریہ دیوی بڑی بہن نے خلیفہ سے
سوریہ دیوی کی نڈرتا اور صاف بیانی } مخاطب ہو کر کہا۔ "عادل بادشاہ کے
لئے مناسب ہے۔ کہ وہ خطرناک کاموں میں امتحان اور تحقیق سے پورا پورا فائدہ اُٹھائے۔

ورنہ بعد میں اُسے ندامت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا دنیا میں سچائی بہت کم اور جھوٹ و فریب بہت زیادہ ہے"۔ خلیفہ نے اس راز کو کھول کر بیان کرنے کی فرمائش کی سوریہ دیوی نے دھیرے سے جواب دیا۔ "محمد قاسم ہمارے پیارے پتا کا قاتل، ہمارے خاندانی وقار اور راجیہ کو جڑ سے اُکھاڑنے والا اور ہمیں رانیوں سے لونڈیاں بنانے والا تھا ہم نے اس سے اُس کے ظلموں اور سختیوں کا بدلہ لیا۔ یا یوں سمجھئے۔ کہ محمد قاسم کی اسلامی پالیسی کے عین مطابق پالیسی اختیار کر کے ہم نے اُسے قید حیات سے رہائی دلانے کا فخر حاصل کیا ہے سو حضور اب تک پربھو کی کرپا سے ہمارا دامن عصمت پاک اور محفوظ ہے۔ حقیقت آپ کے رُوبرو رکھ دی گئی ہے۔ آپ ہم سے متناسب سلوک روا رکھنے میں مختار ہیں"۔:

خلیفہ ولید پر غشی طاری ہو گئی: خلیفۂ بغداد محمد قاسم کی معصومیت و بیگناہی کے حالات سُن کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ایک گھنٹے کے بعد اُس کے حواس بجا ہوئے۔ تو اس نے ان راجکماریوں کے سر کے بال گھوڑوں کی دُموں سے باندھنے۔ ان کی دولتیوں سے انہیں ہلاک کرنے اور بالآخر ان کی نعشوں کو دریائے دجلہ میں غرقاب کرنے کا حکم صادر فرمایا:

تاریخی حوالہ:۔ ٹاڈ راجستھان میں درج ہے۔ کہ "ایک راجکماری نے اِس موقع پر خلیفہ کے ہاتھ سے تلوار چھین کر اس پر حملہ کر دیا۔ مگر اس کے ایک خیر خواہ ملازم نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ دونو راجکماریاں اسی وقت قتل ہو کر اپنا نام دُنیا میں زندہ چھوڑ گئیں"۔:

ایک مسلم مؤرخ لکھتا ہے۔ کہ جس محمد قاسم نے ہندوستان کے راجاؤں کو معزول کر کے اپنا سکہ بٹھایا۔ ایک لاکھ لونڈیاں اس کی خدمت میں بھیجیں۔ مندروں کو مسمار کر کے مسجدیں بنائیں۔ ان میں اُس خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا جس نے اس جوانمرد بیگناہ محمد قاسم، کو فقط دو لونڈیوں کے کہنے پر تباہ کر دیا۔۔۔۔۔:

[نوٹ :۔ مسلم مؤرخ کی تحریر اُس کے تعصب اور پُر فریب ذہنیت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ ہزاروں معصوم ہتی برت استریوں کی عزت و عصمت کو خاک میں ملانے والا۔ لکھوکھا بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے والا سینکڑوں دھارمک استھانوں کو گرا کر اُن کی جگہ مسجدیں کھڑی کرنے والا اور شیر دل، دھرم پر درڑھ رہنے والی اور اسلامی پالیسی سے سوفی صدی مجبور ہو کر دشمن سے انتقام (بدلہ) لینے والی آدرش راج کماریوں کو لونڈیوں کی حیثیت میں خلیفہ کے پاس پہنچانے والا محمد قاسم اگر بقول مؤرخ مذکور خدا تعالےٰ کی عدالت میں "انسانیت"، "مذہب یا دھرم" اور "روحانیت" کا علمبردار شمار ہو سکتا ہے۔ تو "مسلمانوں کے خدا اور اس کی خدائی" کے لئے روئے زمین پر کہیں جگہ نہیں ہے۔ سوریہ دیوی اور پرمل دیوی اپنی عقلمند پالیسی اُجلے پاکانہ ادرش سے پروانہ وار شمع دھرم پر قربان ہو کر آدرش موہیال کنواری کنیاؤں سے "آدرش ہندو ماتاؤں" کا درجہ پا چکی ہیں۔ انہیں "لونڈیوں" کے زمرہ میں شمار کرنا فی الحقیقت بعید از انصاف و راستی ہے۔ راقم]

راجہ جے سنگھ کا سندھ فتح کرنا :۔ جب محمد قاسم خلیفہ ولید کے حکم سے صفحہ ہستی سے نابود و بے وجود ہو گیا۔ اور اُس کی جگہ یزید سندھ کا حاکم مقرر ہوا۔ تو ہمارے موہیال بیر راجہ جے سنگھ نے اس قدرتی تبدیلی کو سنہری موقع جان کر سندھ پر حملے شروع کر دئے۔ اُس کے پے در پے حملوں نے مسلمانوں کو ناکوں چنے چبوا دئے۔ اُس نے سب سے پہلے اپنے موروثی شہر برہمن آباد کو فتح کیا۔ پھر اس کے ارد گرد کے علاقوں کو قبضہ میں کیا۔ تاریخ میں درج ہے۔ کہ اس نے صوبہ سندھ مسلمانوں سے قریباً قریباً خالی کرا لیا۔

راجہ جے سنگھ و راجکمار سیّہ کی وفات } لکھا ہے۔ کہ خلیفہ ولید نے جنید بن عبد الرحمٰن کو ایک جرار لشکر دے کر سندھ فتح کرنے کو بھیجا جس کے ساتھ جے سنگھ کا جہاز بحری جنگ کرتے تباہ ہو گیا۔ راجہ جے سنگھ قید ہو کر موت کے گھاٹ اُتارا گیا پھر لکھا ہے کہ اُس کا برادر سیّہ اپنے برادر چے بیٹہ سمیت دھوکہ سے مارا گیا۔

[نوٹ :- دھوکہ سے قتل کیے جانے والا انسان تو رہتی دنیا تک قطبی ستارے کی طرح دنیوی آسمان پر درخشاں رہتا ہے۔ مگر قاتل ہمیشہ بزدلوں کی صف اور گنہگاروں کی جماعت میں رسوا اور سرنگون رہتا ہے۔ راقم]

راجہ جے سنگھ کی قابلِ فخر ذاتی خصوصیات۔ } اسلامی مؤرخ پروفیسر ذکا اللہ اپنی تاریخ ہند جلد اوّل صفحہ ۲۰۶ میں لکھتا ہے۔ کہ :-

"جے سنگھ مردانگی و فرزانگی (دانائی) میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس کی ولادت (پیدائش) کی داستان اس طرح بیان کرتے ہیں ــ راجہ داہر شکار کو گیا۔ اسے شیر نظر آیا۔ گھوڑے سے اتر کر اس نے شیر کا دو بدو مقابلہ کیا۔ چادر لپیٹ کر اس کے منہ میں ٹھونس دی۔ تلوار سے اس کے پاؤں کاٹ کر پیٹ کو چاک کر دیا۔ ایک شخص دوڑا دوڑا گیا۔ اور اس نے حاملہ رانی کو راجہ کی شیر سے کشتی کا حال سنایا۔ وہ خوف کھا کر گر پڑی اور گرتے ہی مر گئی۔ راجہ گھر پہنچا۔ تو اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ باہر نکالا۔ اس واقعہ کے باعث اس کا نام جے سنگھ رکھا گیا۔"

راجہ جے سنگھ کا نفس امارہ پر فتح پانا۔ } جو مارے نفس کو اور کرے اپنے غصہ کو زیر بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر

تاریخ مذکور کے صفحہ ۲۰۴ کا مفہوم :- "جے سنگھ ۰۰ پھوار یہیا دسے لے کر راجہ درد ہر کے پاس قلعہ کورج (کیرج) میں پہنچا۔ راجہ دردہر نے آؤ بھگت کے بعد جے سنگھ کو اسلامی لشکر کے خلاف امداد دینے کا وعدہ کیا۔ راجہ دردہر سر شتماہی کے خاتمہ پر خلوت خانہ میں عورتوں کے ساتھ شراب پیتا اور ناچ گانے سے لطف اٹھاتا۔ اتفاق سے جے سنگھ جس روز وہاں پہنچا۔ دردہر کا وہ ششماہی جشن کا دن تھا مراتب کو حسب دستور جشن کا پروگرام شروع ہوا۔ راجہ جے سنگھ کو بھی مہمان ہونے کی وجہ سے محفل میں بیٹھنے کا موقع مل گیا۔ ایسی صفت راجہ کو ایسی محفلوں کے راہ و رسم سے کیا واسطہ؟ رات بھر نیچی نگاہیں کیے بیٹھا رہا۔ اس کے گرد و پیش میں غمزہ و کنایہ (آنکھ سے اشارے اور ناز و ادا) کا دور

زوروں پر تھا۔ مگر شریف النفس موہیال نوجوان یوں اونگھ رہا تھا کہ گویا وہ کسی مُردہ انسان کے سرہانے بیٹھا رات کاٹ رہا ہے۔ راجہ دَدّوہر کی بہن نجانگی جُھٹین جے سنگھ پر عاشق ہو گئی۔ اُس نے ہر چند آنکھ کے اشاروں سے جے سنگھ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ مگر اس جتیندری پر اشاروں کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ ۲ بجے رات محفل عیش و نشاط برخاست ہوئی۔ جے سنگھ فوراً اپنی خوابگاہ میں پہنچ کر خراٹے مارنے لگا۔ دردوہر کی بہن بھی اس کے سرہانے جا کھڑی ہوئی۔ عورت ذات نے اُسے بیدار کر کے دلی مدعا پیش کیا۔ جے سنگھ نے قدرے جوش میں آ کر کہا۔ "دیوی! میں برہمن یوگی ہوں۔ مجھ سے ایسی خواہش کی اُمید نہ رکھ۔"

دوسرے روز اس عورت نے جھوٹ موٹ اپنے بھائی سے کہدیا۔ "آج رات کو جے سنگھ میری خوابگاہ میں آدھمکا تھا۔" چنانچہ راجہ دردوہر نے حکمتِ عملی سے کام لیتے ہوئے اپنے ایک ملازم کو حکم دیا۔ "میں اور جے سنگھ باہم شطرنج کھیلیں گے جب میری زبان سے جملہ "شاہ مات بھیڑ قتل" نکلے۔ تم جے سنگھ کا سر کاٹ لینا۔" حسنِ اتفاق سے جے سنگھ کو اس سازش کا پتہ لگ گیا۔ اس نے بھی اپنے ایک ملازم کو بوقت شطرنج بازی دردوہر کا سر قلم کرنے کا پختہ انتظام کر لیا۔ دردوہر اور جے سنگھ کے درمیان کھیل شروع ہوا۔ دونو ملازم اپنے اپنے فرض کی انجام دہی کے لئے تیار بہ تیار کھڑے تھے۔ دردوہر نے بالآخر اپنے مہمان کا پلہ بھاری دیکھ کر کھیل کو دوستانہ طریق سے ختم کر دیا۔ اور راجہ جے سنگھ وہاں سے اُسی رات راجہ بلبیر ولیٹے کسا علاقہ جالندھر کے پاس چلا گیا۔

راجہ داہر کا بیٹا قیوفی:- تاریخ ہند میں راجہ داہر کا ایک بیٹا "قیوفی" بھی درج ہے جو الور میں حکمران تھا۔ راجہ داہر کی موت پر جب محمد قاسم نے حملہ کیا۔ تو قیوفی نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ اس نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ کوئی شخص یہ لفظ زبان سے نہ نکالے کہ راجہ داہر مارا گیا ہے۔ جس کا اثر یہ ہوا۔ کہ ایک مہینہ تک اس کا لشکر خوب لڑتا رہا۔ بالآخر قیوفی الور سے جے پور

کی طرف بمقام مندل نزول اپنے بھائی جے سنگھ وغیرہ کے پاس چلا گیا۔ یہ نام غلط معلوم ہوتا ہے۔ عربی مورخین نے بہت سے نام بگاڑ کر لکھے ہیں۔ مثلاً دریائے اٹک کو مہران لکھا ہے۔ اور بہت سے نام ہیں جن کا صحیح صحیح پتہ آج کل ملنا مشکل ہے۔

راجہ جے سنگھ کے خاندان کے نام لیوا :۔ جب جے سنگھ اور اُس کے بھائیوں کے دھوکہ سے مارے جانے پر سندھ ملتان پر دوبارہ مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ تو سندھ کے چچ خاندان کے لواحقین کو راجہ دہلی نے اپنے پاس بلا لیا۔ جھار آج کو بھیرہ۔ نارائن کو پٹھانکوٹ اور کپول اور جھام کو ریاست بھٹنیر کا علاقہ دیدیا۔ ہر ایک فریق اپنے اپنے علاقے پر حکمران ہوا۔ اور مدت تک وہیں پھولا پھلا :۔

امیر تیمور کی بھٹنیر پر لشکر کشی :۔ دیپال پور میں ایک نو مسلم مسافر مقبول نامی حاکم پیر محمد برادرزادہ امیر تیمور کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا۔ شہر کے لوگوں نے اُس کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اُسے قتل کر دیا۔ یہ حال سُن کر امیر تیمور نے دیپالپور پر حملہ کر دیا۔ تو بہت سے شہر کے باشندے وہاں سے بھاگ کر بھٹنیر میں پناہ گزین ہوئے۔ امیر تیمور نے اُن کے تعاقب میں دس ہزار تجربہ کار سپاہی لے کر ۱۳۹۸ء میں بھٹنیر پر لشکر کشی کی۔ شہر کے رئیس نے شہر سے باہر امیر تیمور کے لشکر سے مقابلہ کیا۔ فوج کا سرغنہ مارا گیا۔ تو سارا لشکر بھاگ کر شہر میں گھس آیا۔ تیمور نے ان کا پیچھا کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ بھٹنیر کا قلعہ ابھی فتح نہ ہوا تھا کہ امیر تیمور نے اُس میں پناہ گزین ۵۰۰ آدمیوں کو جو اُس کے برادرزادہ کے خلاف تھے قتل کرنے کا حکم دیدیا :۔

موہیال شورویروں کی رگ حمیت پھڑک اُٹھی :۔ امیر تیمور کی طرف سے قتل اور لوٹ کھسوٹ کا حکم سُن کر قلعہ بھٹنیر میں پناہ گزین موہیالوں نے اپنے سانحیروں کو اپنی عزت و غیرت کا ثبوت دینے کی بہر رنگی۔ چنانچہ ان کی آن میں تمام قلعہ بند دیکھتوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اور بہت سے نامور چھیالے موہیالوں و دیداجیوتوں کی رگ حمیت پھڑک اُٹھی۔ انہوں نے موقع کی نزاکت کے مدنظر اپنے بال بچوں کو

اپنے ہاتھوں قتل کر کے شہر کو آگ لگا دی۔ اور بھوکے بھیڑیئے کی طرح تیمور کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ اسلامی فوج کا جو شخص بھی سامنے آیا۔ اس کا سر انہوں نے بھٹے کی طرح اڑا کر رکھ دیا۔ اس طرح مقتولین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ؎

امیر تیمور کا جوابی قتل عام :۔ جب امیر تیمور نے اپنی فوج کو گاجر مولی کی طرح کٹتے دیکھا۔ تو اس کے سینہ کے اندر کینۂ انتقام جوش مارنے لگا۔ اس نے اپنے ٹڈی دل لشکر کو شہر کے باقی ماندہ حصہ میں قتل عام کا حکم دیدیا۔ چند ہی لمحوں میں تیموری سپاہ نے بارونق شہر کو بھیانک ویرانہ اور پُربہار بوستان کو خمشان میں تبدیل کر دیا۔ شہر کے اندر اور باہر ہر کونے سے صدائے الامان و صدائے پناہ آرہی تھی۔ لوٹ کھسوٹ اور پھونک پھانک کی پالیسی سے کام لیتا ہوا امیر تیمور بالآخر ایک لاکھ قیدیوں کو اپنے ہمراہ دہلی لے گیا ؎

بھٹنیر سے چھبر خاندان کی ہجرت :۔ موہیال خاندان کے چند نامور کنبے جو تیموری سیلاب سے محفوظ رہ سکے بھٹنیر سے ہجرت کر کے ریاست بیکانیر کے ریگستان میں مختلف جگہوں میں پناہ گزین ہوئے۔ جس سے اُن کے سنگٹھن کو بہت ضعف پہنچا

اُجین میں چھبروں کا قیام :۔ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے پتہ چلتا ہے کہ شہر کے قریب اُجین میں ایک برہمن راجہ حکمران تھا۔ اس نے ریاست بیکانیر میں مختلف مقامات پر پناہ گزین موہیالوں کی جلاوطنی اور امیر تیمور کے بے حد تشدد و ظلم کا حال سن کر انہیں اُجین میں اپنے پاس بلا بھیجا۔ چنانچہ چھبر کنبے ریتلے علاقوں کا سفر طے کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچے۔ قومی ہمدردی کے جذبہ سے پریرت ہو کر راجہ مذکور نے بہت سے موہیالوں کو مناسب عہدوں پر مامور کیا۔ مگر چند سال ہی کے بعد کسی نامعلوم وجہ سے وہاں سے نقل مکانی کر کے جون پور چلے گئے ؎

جون پور میں چھبروں کی آؤ بھگت :۔ جب چھبر خاندان اُجین سے اُٹھ کر جون پور میں راجہ شنکر دیو کی خدمت میں آ گئے تو اس نے اُن کے ساتھ گہری ہمدردی و دلی

الفت کا اظہار کیا راجہ کے ولی عہد رائے سیال کو تو اس خاندان سے اتنی زیادہ محبت ہو گئی۔ کہ وہ اپنے آپ کو اسی خاندان کا ایک ہونہار چراغ تصور کرتا تھا۔ اور ایک لمحہ بھی چھبر بھائیوں سے جدا ہونے کی تاب نہ لاتا تھا ؛

رائے سیال کا وطن بدر ہونا :- گردشِ زمانہ سمجھئے یا شومئے قسمت، راجہ شنکر دیو نے کسی بنیادی وجہ سے اپنے بیٹے سے ناراض ہو کر اسے جلا وطن کر دیا۔ چھبر خاندان کو بھی اس کے ہمراہ جون پور سے اٹھ کر دوآبہ رچنا میں رہائش پذیر ہونا پڑا ؛

رائے سیال کا اسلام قبول کرنا :- علاؤ الدین خلجی کے عہد حکومت ([illegible] میں) پاک پٹن کے بابا فرید شکر گنج کی پارسائی اور پرہیزگاری کا دور دور تک چرچا پھیلا ہوا تھا۔ رائے سیال اپنی غریب الوطنی کے باعث ہر لحظہ آزردہ خاطر (پریشان) رہتا تھا۔ فقیر موصوف کی خدمت میں پہنچتے ہی اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اب تک سیال خاندان جھنگ اور اس کے گرد و نواح میں آباد ہے۔ رائے سیال کے مسلمان ہو جانے کے کارن اسے علاقہ ہذا کی حکومت کا پروانہ دستیاب ہوا۔ اور اس کی زندگی خوب عیش و آرام سے گزرنے لگی ؛

بھاگ سنگھ اور لالو رام چھبراں کا ریاست قائم کرنا :- رائے سیال کے ساتھ چھبر خاندان کے دو بزرگ بھی آئے تھے جنہوں نے دوآبہ رچنا کے جنوبی علاقے میں تلوار کے زور سے ایک ریاست قائم کی جس میں ایک چھوٹا سا قلعہ گڑھی چھبراں تعمیر کر کے انہوں نے اپنی راجدھانی بھی بنائی۔ اب تک اس گڑھی کے کھنڈرات زبانِ حال سے زمانۂ مذکور کی جنگی عظمت اور شاہی شوکت کا پتہ بتا رہے ہیں۔ بھاگ سنگھ کی وفات پر لالو رام نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی ؛

اس زمانہ میں شہر بھیرہ موجودہ مقام کے بالمقابل دریائے جہلم سے پار آباد تھا۔ بعض کتابوں میں اسے بھدراوتی بھی لکھا ہے ؛

۶-(ا)، کریالہ کے بھائی خاندان کے بعض بزرگ

روایت ہے۔ کہ راجکمار بھاون پتر راجہ داہر والیٔ سندھ کی نسل سے خاندان لودھی کے زمانہ میں راجہ گجو بھیرہ میں راج کرتا تھا۔ اُس نے اپنی ریاست کی حدود کو مغرب کی طرف دوآبہ سندھ ساگر میں خوب وسعت دی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا تھرپال تخت نشین ہُوا جس نے تھرچک نامی قصبہ آباد کر کے اُس کو جائے سکونت و صدر مقام بنایا۔ اس قصبہ کے کھنڈرات آج بھی کریالہ سے چند میل کی دوری پر اپنے رانجگان کی عظمت و شان کا پتہ دے رہے ہیں۔ راجہ تھرپال کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا راجہ گوتم بہلول لودھی کے زمانہ میں تخت نشین ہوا۔

بابا پراگا کے سوانح حیات:- جب بابر بادشاہ نے ۱۵۱۹ء میں بھیرہ پر حملہ کیا۔ تو راجہ گوتم اسلامی فوج سے بہادرانہ لڑتا ہُوا شہید ہو گیا۔ بابر کے حکم سے قصبہ تھرچک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ گوتم کا بیٹا پراگا ۱۲ سال کی عمر میں مایوسی و بے بسی کی حالت میں مُدّت تک اِدھر اُدھر اپنی جان بچاتا پھرا۔ آخر خوش قسمتی سے اُسے ضلع شیخوپورہ میں گورونانک دیوجی سے مُلاقات کا شرف حاصل ہُوا۔

گورونانک دیوجی کی بابا پراگا کو نصیحت: جب پراگا نے گورونانک دیوجی سے پربھو درشن کے ڈھنگ بیان کرنے کی پرارتھنا کی۔ تو باباجی نے مُنن تھت نصیحت دے کر اس کی دِلی بے چینی کو دُور کیا:-

"بیٹا! تیرا جوانی کا وقت ہے۔ شاستروں کی مریادا انوسار پہلے تجھے برہمچریہ آشرم کو مضبوط بنا کر گرہست آشرم میں پرویش کرنا چاہیئے۔ اور گرہست کے بھوگوں کے بعد تجھے بان پرستھ آشرم میں داخل ہو کر پربھو بھگتی دوارا پربھو درشن (دیدارِ حق) کا آنند پراپت کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جوانی میں فاسد و ناپاک خیالات کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور ان ناپاک خیالات سے انسان کے شبھ کرم ناقص ہو جاتے ہیں۔"

بابا پراگا کی شادی :۔ ہمارے بزرگ بابا پراگا پر بابا نانک جی کے اپدیش کا بہت اثر ہوا۔ آپ اُن کے قدموں سے اٹھکر اپنی جنم بھومی میں تشریف لے گئے جہاں کچھ مدت کے بعد دیوان تاراچند وید حاکم کوٹ سارنگ کی بیٹی سے آپ کا وواہ ہوگیا جس کے بطن سے ایک سپوت درگا داس پیدا ہوا۔

قصبہ کریالہ کی آبادکاری :۔ بابا پراگا نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ایک گاؤں کی بنیاد رکھی جس کا نام وہاں کرین کے درخت زیادہ ہونے کی وجہ سے پہلے "کرین" مشہور ہوا۔ مگر بعد میں "کریالہ" کے نام سے موسوم ہوا۔ اگست ۱۹۴۷ء تک بابا پراگا چھبر کی اولاد وہاں خوب پھلی پھولی۔

بابا پراگا کو ایشور بھگتی کی اُمنگ } صاحب اولاد ہونے پر آپ کے دل میں پھر نے بے تاب بنا دیا ۔ } وصالِ ایزدی (پربھو درشن) کا سچا جذبہ جوش مارنے لگا۔ آپ فوراً گورو ارجن دیوجی کے قدموں میں اس مدعا کے لئے حاضر ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں گورو مہاراج نے اپنی خاص کرپا اور دیالتا سے اپنے یوگیہ شِشیہ کے دامن کو مرادوں کے موتیوں سے بھر دیا۔

بابا پراگا کے متعلق غلط روایت :۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ بابا پراگا افغانستان میں سمادھی کی حالت میں اس قدر انتردھیان ہو گئے۔ کہ برف باری کی کثرت کے کارن اُن کا وجود برف میں دب گیا۔ اور انہیں تن بدن کا مطلق ہوش نہ رہا۔ اگر یہ روایت حقیقت پر مبنی ہوتی۔ تو پھر بابا پراگا جی کو گورو ارجن دیو یا گورو نانک دیو جی سے ایشور بھگتی کے بنیادی سادھنوں کے سیکھنے یا جاننے کی کیا ضرورت تھی؟

چنانچہ سکھ گرنتھ "سورج پرکاش" میں لکھا ہے ؎

جیت نند اسکھ ہوتے سنگ پراگا ہوتے۔ سری ارجن کے چرن ڈِگ آئے نوبے ہوئے
ہاتھ جوڑ کر عرض گزاری ۔ کچھ ایش اپدیش اُچاری
میری سکھ تے اپدیش سکھانا ۔ اندریاں روکو ہو سوادھاناں

سواس سواس سمرو آٹھ جام - سب سے اونچا او گورو نام

بھگتی چھوڑ شکتی سے کام لیا: - جب گورو ہرگوبند جی نے مسلمانوں سے یدھ شروع کیا۔ انہوں نے بابا پراگا جی کو سندیش بھیجا - "آپ ہمارے خاندان کے سکھ یعنی مرید ہیں - اب سہایتا کا سمیہ ہے - اس لئے آپ اور سکھوں کے ساتھ بھاری تعداد میں ہمارے پاس جلد از جلد پہنچ جائیں"۔

بابا پراگا گورو گھر کی امداد کرنا اپنا پرم دھرم سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے بھگتی کو چھوڑ کر شکتی سے کام لینے کی ٹھانی - اور وہ فوراً کچھ شورویر سکھوں کو ہمراہ لے کر یدھ میں شریک ہو گئے :-

صوبیدار پائندہ خان بابا پراگا کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا۔ :- گورو مہاراج کی سکھی فوج کے سپہ سالار (ں) نے ہمارے جہاندیدہ موہیال پراگا کو مسلم صوبیدار پائندہ خان کے مقابل یدھ کرنے کا حکم دیا - (دیکھئے سورج پرکاش) :-

پینداخان بڑ یودھا بھرپور شاہی کے - کھڑگ ہاتھ لے یدھ کریں پرہار کے

جن آگا وچ یودھا مارے دھرن پڑے - جاتی ملک پر وہ تا ہت ہت تا کے

نندا سکھ پراگا تیغ دھرو کے - سوتین کال جگے تدا نگ پینڈی کے

اس جنگ میں پائندہ خان شکست کھا کر رن کھیشتر سے بھاگ نکلا۔ اور نند اور بابا پراگا نے باوجود بوڑھا ہونے کے یدھ میں اپنی بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔

دوسری جنگ میں پھر بابا پراگا کی شمولیت۔ - پہلی جنگ میں سکھی فوج کی فتح سے اسلامی فوج کے ماتھے پر بوجہ بدنامی اور ناکامی کا داغ لگ چکا تھا۔ اسے صاف کرنے کے لئے مسلم صوبیدار نے دوسری بار نسبتاً زیادہ فوج کے ساتھ سکھوں کے خلاف جنگ کا بگل بجایا۔ اس چیلنج کو سویکار کرتے ہوئے گورو ہرگوبند جی نے پھر عمر رسیدہ موہیال ہیرو پراگا کو ۵۰۰ سواروں کا جرنیل مقرر کر کے یدھ کھیشتر میں بھیجا۔ (دیکھئے سورج پرکاش کا ادھیائے ۳۱) :-

بوٹھے پر اکا چل کرائیو۔ کرم بادشٹھ تے گورساٹیو۔ پانچ سو سوار کینو سنگ۔ کرو ہم آکر سنگھی جنگ۔
اس یدھ میں بابا پراگا کو بہت سے کاری زخم لگے۔ اور وہ واپس کرپالہ پہنچ کر سورگ سدھار گئے۔ آپ کی سمادھی اب تک وہاں موجود ہے جس کی زیارت کے لئے آپ کے شردھالو بھگت ۱۹۴۷ء تک اکثر جاتے رہتے تھے۔ شہید بابا پراگا کے اکلوتے بیٹے درگا داس کو گورو ہرگوبند اور گورو ہررائے نے اپنا خاص دیوان بنائے رکھا۔

پرانا سمرتبہ بھائی متی داس جی:- اورنگ زیب کا عہد حکومت تھا۔ آسے بدظنی نے بیقرار ہو لے چین بنا رکھا تھا۔ وہ رعایا سے خائف تھا۔ اور رعایا اس سے شاکی و مرعوب تھی۔ اس کے بیٹوں کے دل میں جب باپ کے خلاف نفرت اور بغض پیدا ہو چکی ہو۔ تو اوروں کے دلوں کی کیفیت کے کیا کہنے؟ جب بد مزاج بادشاہ نے گورو تیغ بہادر سکھوں کے نویں گورو کو اپنے پاس بلوا بھیجا۔ تو ہر سمجھدار ہندو اور سکھ کو یہ شک گزرا۔ کہ اب گورو مہاراج جی کی جان کی خیر نہیں۔ چنانچہ انہوں نے خود بھی اس بات کو محسوس کر کے اپنے پتر کو اپنا قائم مقام بنا کر گدی پر بٹھا دیا۔ اور وہ خود دہلی کو روانہ ہو گئے۔ آپ کے بہت سے بھگتوں نے بھی ساتھ جانے کا وچار پرگٹ کیا۔ مگر جب آپ نے انہیں آنے والی تکلیفوں سے آگاہ کیا۔ تو بہت سے کمزور دل ساتھی تو یہیں آپ کا ساتھ چھوڑ بیٹھے۔ اور سینکڑوں نے راستہ میں علیحدگی اختیار کر لی۔ چنانچہ روپڑ کے مقام پر گورو جی کے ساتھ ۵۰۰ آدمی تھے مگر دہلی پہنچنے تک صرف پانچ آدمی رہ گئے۔ اور ان پانچ پیاروں میں سے پرانا سمرتبہ بھائی متی داس جی چھبر نے اپنے گورو جی کا مرتے دم تک ساتھ نہ چھوڑا:۔

گورو تیغ بہادر جی کا اپنے ساتھیوں سمیت قید ہونا اورنگ زیب نے گورو تیغ بہادر اور ان کے ساتھیوں کو، جیسا کہ سب کا خیال تھا، قید خانہ میں ڈال دیا اور ساتھ ہی اسلام دھرم گرہن کرنے کا شاہی حکم دیا۔ اگرچہ اس حکم کی سب نے خلاف ورزی کی مگر بھائی متی داس جی نے تو سخت شبدوں بلکہ گالیوں تک کا بھی پریوگ کیا۔

بادشاہ بھائی متی داس جی کے رویہ سے آگ بگولہ ہو گیا۔ چنانچہ انہیں شاہی رُعب دکھایا گیا۔ حور و غلمان اور بہشت کے نظاروں کا لالچ دیا گیا۔ مگر سر کو ہتھیلی پہ رکھنے والے شہید کو زر، زمین اور زن کا لالچ اُن کے حقیقی راستہ سے ایک انچ بھی اِدھر اُدھر نہ کر سکا۔ ["سورج پرکاش" میں جگہ جگہ دیوان متی داس کے دھرم پر درڑھ وشواس اور اُن کی بے نظیر قربانی کا تذکرہ مؤثر الفاظ میں آتا ہے]

پرانا سمریہ بھائی متی داس کی شہادت کا نظارہ۔

؎ ہر کہ دست از جاں بشوید۔ ہر چہ در دل دارد بگوید

(مطلب۔ جو شخص جان سے ہاتھ دھو لیتا ہے۔ وہ جو کچھ اپنے دل میں رکھتا ہے (بلا کھٹکے) کہہ دیتا ہے)۔ بھائی متی داس جی نے اورنگ زیب اسلام اور اسلام کے پیروؤں کے خلاف برسرِ دربار جس تندی، تیزی اور صاف گوئی سے اپنے "پربھو وشواس" اور "دھرم کی درڑھتا" کا ڈنکہ بجایا۔ اسے بادشاہ اور اس کے ارکین برداشت نہ کر سکے۔ بالآخر اورنگ زیب نے آپے سے باہر ہو کر شاہی حکم دیا۔

"کافر متی داس کو سر کے بَل آرے سے چیر دیا جائے"۔

کہتے ہیں جب متی داس جی کو تختوں میں باندھا گیا۔ اور سر پہ آرا رکھ کر انہیں ایک بار پھر اسلام قبول کر کے اپنی جان بچانے کی نصیحت یا درخواست کی گئی۔ تو دھرم مورتی نے للکار کر کہا۔ "او نالائق جلاد! اب زیادہ دیر نہ کر۔ مجھے جلد از جلد پرماتما کے دربار میں پہنچا کر ثواب حاصل کر۔" چنانچہ جلادوں نے بھائی جی کے پاکیزہ جسم کے دو ٹکڑے کر کے اُن کے نام اور کام کو ہمیشہ کے لئے امر کر دیا۔

"سورج پرکاش" میں اس امر شہید موہیال کے بلیدان کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے ؎

متی داس کو گین بلاون - دو تختے میں دین بندھلاون
حکم جلادن ہتھیں اُچارا - لے آرا سر پہ تس دھارا
اردھو اردھ چرلے سو ڈار - پڑے پرتھوی پر ہو کے دو پھار

گورو بلاس میں لکھا ہے ؎

گورو چیلا اتم بھئے دونو دیہہ نہ کری پیاری - دھرم راکھ سر دینا اپنا تس اوپر بلہاری
[سکھوں اور موہیالوں کی تواریخ کو چار چاند لگانے والی دھرم مورت! تجھے ہم بار بار پرنام کرتے ہیں - ہمیں آخیر واد دیکر راہِ راست دکھا!]

گورو گوبند سنگھ جی کا حکمنامہ :- گورو تیغ بہادر جی اور بھائی متی داس جی کی بے نظیر شہادت کے بعد گورو گوبند سنگھ جی نے دیوان متی داس چھبّر کے خاندان کے پاس کریالہ میں خاص حکمنامہ ارسال کیا کہ " اگر دیوان متی داس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہو - تو وہ ہمارے پاس فوراً آ جائے ہم دیوانی کی خدمت اُس کے سپرد کرنا چاہتے ہیں"۔ اس حکم نامہ کی تعمیل کے لیئے صاحب چند اور دھرم چند برادر زادگان (بھتیجے) بھائی متی داس گورو مہاراج کی سیوا میں حاضر ہوئے - صاحب چند " دیوان " اور دھرم چند " خزانچی " مقرر ہوئے :-

دیوان صاحب چند کی شہادت :- سکھی گرنتھوں میں دیوان صاحب چند کے قابلِ فخر جنگی کارناموں کا جا بجا تذکرہ ہے - اُن میں سب سے آخری اور اہم ایک واقعہ پاٹھک ملاحظہ فرمائیں :-

دریائے بیاس کے کنارے گورو گوبند سنگھ جی کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف یدھ کرتے ہوئے ہمارے مشہور بیر موہیال صاحب چند جی چھبّر سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے - گورو صاحب، ان کے قابلِ عزت مصاحبوں اور سکھی لشکر کے ہر چھوٹے بڑے فرد نے اس شیر نر کی مرتیو پر جس قدر رنج و غم کا اظہار کیا - اُسے احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے - گورو مہاراج نے دیوان صاحب چند کی نعش کا داہ سنسکار دریائے بیاس کے کنارے نہایت شردھا اور خلوص سے کرایا - اور کچھ عرصہ بعد وہاں ایک سمادھی بھی شہید کی یاد کو مستقل طور پر تازہ رکھنے کے لیئے بنوائی :-

گورو گوبند سنگھ جی کا پروانہ :- دیوان صاحب چند چھبّر کی مرتیو کے کچھ روز بعد گورو گوبند سنگھ جی نے ۱۲ ار بھادوں سمت ۱۷۶۱ کو اپنے معتبر دربان لال سنگھ اور ہیرا سنگھ کی

معرفت ۵۰۰ روپیہ نقد اور ایک گھوڑا دیوان گوربخش سنگھ سپتر دیوان صاحب چند چھبر کو کربالہ میں بھیجا۔ اور ایک خاص پروانہ کے ذریعے اسے فوراً اپنے باپ کی خدمت پر حاضر ہو کر کام کرنے کی تاکید کی۔ چنانچہ دیوان گوربخش سنگھ اپنے باپ کی اسامی پر اس وقت تک دیوانی کا کام کرتے رہے۔ جب تک کہ گورو جی دکن کو نہ چلے گئے۔

بعد ازاں وہ اپنی جاگیر واقع علاقہ امرت سر میں رہائش پذیر ہوئے۔

دیوان گوربخش سنگھ کی شہادت:۔ جب مسلم غنیموں نے دربار امرتسر کا منہ گرایا اور مسلم شاہی نے سکھوں کے سر کاٹ لانے والے غازیوں کو خاص انعامات دینے کا اعلان کر دیا۔ تو وہ ہزارہا سکھ جو جنگلوں میں اپنی حفاظت و سلامتی کی خاطر منہ چھپائے بیٹھے تھے۔ مرد میدان بن کر دشمن کے سامنے آ کھڑے ہوئے اس دو بدو لڑائی میں دیگر بے شمار سکھوں کے ساتھ ہمارا ہیرو گوربخش سنگھ چھبر بھی شہید ہوئے

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ:۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں اس خاندان کے مندرجہ ذیل نامور اصحاب ہو گزرے ہیں:۔

بھائی چرن سنگھ چھبر بھائی جے بھان سنگھ۔ بھائی گج سنگھ اور بھائی وزیر سنگھ چھبر۔ ان سب اصحاب کو حکام وقت کی طرف سے اعلیٰ سندات کے علاوہ معافیات بھی ملی ہوئی تھیں:۔

برٹش سرکار کے زمانہ میں بھائی گوردت سنگھ رئیس اعظم و ذیلدار کو حکام وقت نے بہت سی سندات اعلیٰ کے علاوہ مربع جات بھی بار میں عطا کئے تھے۔

بخشی رادھا کشن صاحب چھبر فاتح گلگت و لداخ:۔ موضع کھوہا تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ایک متوسط چھبر خاندان کا لڑکا ریاست کشمیر میں مہاراجہ گلاب سنگھ کے دربار میں جا ملازم ہوا۔ اپنی ایمانداری۔ نیک کارکردگی اور بہادری کے کارن سمت ۱۹۱۸ کے قریب گلگت اور لداخ کی فتح کے کام پر مامور ہوا۔ اس نے ان علاقوں کو تلوار کے زور سے تسخیر کر کے مہاراجہ کشمیر کا باجگزار بنایا۔ تاریخ کشمیر حصہ دوم

کے صفحہ ۲۱۶ پر اس کا تذکرہ یوں درج ہے:-

"بخشی رادھا کشن کی تعریف گلگت و لداخ کے حکام میں سے جس قدر کی جائے تھوڑی ہے۔ کیونکہ حاکم وہی نیک نام ہے جس کی رعایا کی زبان پر اُس کی تعریف و شکریہ ہو۔ چنانچہ کہ اُس کے عہد میں اور اُس کے چلے جانے کے بعد بھی ملک آباد ہو۔"

نیز اسی تاریخ کے صفحہ ۲۰۷ پر درج ہے۔ کہ "سمت ۱۹۳۲ بکرمی میں یاسین والوں نے پونیال پر حملہ کیا۔ مگر ان کو بخشی رادھا کشن نے گلگت سے نکال دیا"۔

بخشی رادھا کشن کا صاحبزادہ بخشی متولراج چھبر اپنی جاگیر واقع سیل میں جا آباد ہوا۔ پہلے ریاست کی فوج میں کرنیل رہا۔ بعد ازاں گورنر لداخ مقرر ہوا۔ ہر دو عہدوں کے فرائض کو اس نے خوبی اور شان سے انجام دیا۔ اس کا بیٹا بخشی رلدہ مل وزیر وزارت (ڈپٹی کمشنر) رہا ہے۔ آپ کا بیٹا بخشی ٹھاکر داس چھبر ایم اے بیرسٹر ایٹ لاء ریاست میں منصف مقرر ہوا۔ مگر ہونہار نوجوان جوانی میں کالوش ہو گیا۔

شری بھائی پرمانند جی چھبر ایم۔ اے:- ایک موقع پر شری تا ساور کر جی نے شری بھائی جی کے پرتی اپنی شردھا نجلی پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ:-

"لالہ لاجپت رائے جی کے سوائے پانچ ندیوں کی بھومی (پنجاب) نے بھائی جی جیسا کوئی دیش بھگت اور ہندوستان کی راج نیتک سوادھینتا کا سوتم سیوک پیدا نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے جیون میں جو دکھ اور کٹھنائیاں سہن کی ہیں۔ شاید اور کسی نے نہ کی ہوں گی جب کوئی اودیش سپھلتا کی طرف بڑھنے لگ جاتا ہے۔ تو بہت سے لوگ اس میں آ شامل ہوتے ہیں۔ جب اودیش سپھلتا سے بہت دور ہوتا ہے۔ تب بھی کچھ لوگ اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ مگر جب سپھلتا کی کوئی امید نہیں ہوتی تب سب ساتھی الگ ہو جاتے ہیں اور کروڑوں میں سے کوئی ماں کا لال اس اودیش کا ساتھ دیتا ہے۔ چتوڑ کے رانا پرتاپ اور پانی پت کے بھاؤ صاحب جیسی شخصیتوں نے ہمارے راشٹر کا جھنڈا اونچا کیا تھا جنہی کے خون نے ہماری نراشا کو آشا میں تبدیل کیا تھا۔ بھائی جی کا نام بھی اسی صف میں لیا جا سکتا ہے"

"ہندوؤں کو پترجیوت کرنے کے لئے انہوں نے جیون بھر جو سیوا، سنگھرش اور بلیدان دیا۔ اس کی کہانی کو صرف ہندوستان تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ شکشا شاستری، سیاست دان اور آریہ سماجی پرچارک کی حیثیت سے امریکہ، یوروپ اور افریقہ کی ہندو نوآبادیوں میں پھر سے زندگی پیدا کرنے کے لئے بھائی جی نے ان دیشوں کا دورہ کیا۔ راج نیتک کرانتی کاریوں کی حیثیت میں انہوں نے بھارت کو بدیشی زنجیروں سے سوتنتر کرانے کا جو سنگھرش کیا۔ اس کے لئے انہیں قید، پھانسی کی کوٹھری، جلاوطنی اور کالے پانی کا منہ دیکھنا پڑا۔ انہیں گالیاں نکالی گئیں، دھتکارا گیا، اور طرح طرح کی تکالیف دی گئیں۔ مگر انہوں نے اپنا مارگ نہیں چھوڑا۔ سچ تو یہ ہے کہ راشٹر کے لئے انہوں نے جو تکلیفیں سہیں۔ ان کی کہانی کبھی ختم نہ ہو گی۔ اور پھر اتنی راشٹر سیوا کے باوجود اس جنتا نے ان کے ساتھ مکاری اور دھوکہ بازی کی۔ یہی جنتا اپنے آپ کو بھول کر جھوٹے دیوتاؤں کی پوجا کرنے لگی۔ اور انہیں گالیاں نکالنے لگی۔ بھائی جی جیسے زود حس انسان کے لئے شاید یہ سب سے بڑی مصیبت تھی۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے۔ "جن لوگوں کو پتھروں سے مار دیا گیا تھا۔ آج ان کی سمادھیاں بنائی جا رہی ہیں"۔ شاید آنے والی پیڑھی بھی بھائی جی کی یادگار بنالے۔ اگرچہ ان کی ایسی اِچھا نہیں تھی۔ اگر بھائی جی ہندو راشٹر اور ہندو مہا سبھا کو دھتا بتا کر سوارتھی سنستھاؤں میں شامل ہو جاتے تو انہیں سستی شہرت اور واہ واہ مل جاتی۔ مگر ان کے اندر شہید بھائی متی داس کا خون موجود تھا۔ جنہوں نے اپنے آپ کو ہندو دھرم کی خاطر مسلمانوں کے آرے سے چروایا۔ بھائی جی ان تھوڑے سے دیش بھگت اور سیاست دانوں میں سے تھے۔ جو سمجھتے تھے۔ کہ بھارتیہ راشٹرواد کی عمارت کی بنیاد ہندو سنگٹھن کی چٹان پر ہی رکھی جا سکتی ہے۔ اور سوراجیہ تبھی نصیب ہو گا۔ جب ہندو قوم، ہندو سنسکرتی اور ہندو راشٹر کو سوتنترتا ملے گی"۔ بھائی جی جات پات توڑک منڈل کے حامی ہوتے ہوئے بھی موہیالوں کی بہتری و ترقی کے لئے پیش پیش رہتے تھے۔ آپ لاہور میں موہیال ہسٹری کی تصنیف کا کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر جنرل سبھا لاہور نے اس طرف توجہ نہ دی۔ آپ نے

شری بھائی بالمکند جی چھبڑ اور اُن کی دھرم پتنی شریمتی رام رکھی

شریمتی رام رکھی کا جنم قصبہ بھون (جہلم) کے ایک ست خاندان میں ہوا۔ آپ کی شادی راشٹریہ بھائی بالمکند جی چھبڑ آف کریالہ سے ہوئی۔ شادی سے ۱½ سال بعد بھائی جی کے خلاف برٹش سرکار نے دہلی میں بغاوت کا مقدمہ چلایا۔ اُنہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ جس سے ان کی نوجوان دھرم پتنی رام رکھی پر رنج و غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اپنے پتی کی گرفتاری کے بعد آپ نے زمین کو اپنا بستر قرار دیا۔ اور پھر چارپائی پر کبھی قدم نہ رکھا۔ دوران مقدمہ آپ کئی بار دہلی گئیں۔ آخر بپاسۂ قوم و وطن (بھائی بالمکند جی) کو تختۂ پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس صدمۂ جانکاہ کی تاب نہ لا کر پتی کی جدائی "رام رکھی" نے بھی پران تیاگ دئیے۔ اور وہ اپنے پتی دیو سے پرلوک میں جا ملی۔ یہ واقعہ ۱۹۱۴ء کا ہے۔ بھارت کے اخبارات نے اُس وقت ستی کے اس غیر معمولی واقعہ کو خوب وضاحت سے شائع کیا۔ مگر اخبار "آریہ گزٹ" لاہور نے اسے بطریق ذیل قلمبند کیا تھا:-

(۱) پھول کھلا تھا۔ بلبل اس کی خوبصورت و ملائم پنکھڑیوں کو چھو چھو کر گاتی تھی۔ گلچین آیا۔ بلبل ڈر کے مارے اُڑ گئی۔ اور پھول کے گرد چکر لگانے لگی۔ گلچین نے بیرحمی سے پھول توڑ لیا۔ اُس کی پنکھڑیوں کو بھی علیحدہ کر کے ٹوکرے میں ڈال دیا۔ بلبل چیخی چلائی لیکن بےسود۔ آخر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ اور پھول کے پاس ہی تڑپ تڑپ کر مر گئی ::

(۲) گرمیوں کے دن تھے۔ وہ جیل میں تھے۔ میں گھر میں تھی۔ چھ ماہ سے میں کسی گھڑی کی انتظار میں تھی۔ لوگ کہتے تھے۔ "تو باولی نہ بن وہ رہا ہو کر آ جائیں گے" میں کہتی تھی "وہ دن کب آئیگا۔ وہ سورج کب نمودار ہوگا۔ وہ رات کب ختم ہوگی۔ وہ شبھ گھڑی کب اور کس وقت آئیگی۔" میں نے شہر دہلی کا ہے کو کبھی دیکھا تھا لیکن وہ دہلی ہی میں لے گئے تھے۔ وہیں مقدمہ چل رہا تھا۔ میں وہاں پہنچی۔ دیکھا جیل کی کوٹھڑیاں بڑی بھیانک ہیں۔ اور ان کے اندر ساون بھادوں کی گرمیوں میں انہیں دن رات رہنا پڑتا ہے۔ میں نے پوچھا "کیا چارپائی ملتی ہے؟" کہنے لگے "تو بھی بھولی ہے۔ یہاں چارپائی کا کیا کام؟" میں نے

پوچھا۔ "تو کیا آپ فرش پر سوتے ہیں؟" انھوں نے جواب دیا۔ "ایک کمبل زمین پر بچھا کر سو جاتا ہوں"۔

(۳۹) میں اپنے گھر واپس آئی۔ رات کو لوگ چھتوں پر چارپائیاں بچھا کر سوئے۔ میں سب سے نچلی کوٹھڑی میں گھس گئی۔ ایک اونی کمبل زمین پر بچھایا۔ اور اس پر لیٹ گئی مچھر بھنبھنانے لگے۔ جب وہ کان کے اردگرد چکر لگانے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ طعنے دے رہے ہیں۔ "بھلا نادان! ایسی کوٹھڑیوں میں گرمی کی راتوں کو کمبل کے اوپر نیند آیا کرتی ہے؟" میں اٹھ بیٹھی۔ جھروکے میں سے چاند کی کرنیں اندر آرہی تھیں۔ میں نے باہر کی طرف جھانک کر چاند سے پوچھا۔ "اے چمکنے والے چندرما دیوتا! کیا تو اُن کے کمرے میں بھی اسی طرح روشنی پہنچا رہا ہے؟ کیا تو دیکھتا ہے۔ کہ وہ بھی راتیں اسی طرح جاگتے اور کروٹیں بدلتے کاٹ دیتے ہیں؟"

چاند کی طرف بار بار دیکھنے پر بھی مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ میں پھر لیٹ گئی۔ مچھروں نے کاٹ کاٹ کر میرا جسم زخمی کر دیا۔ کئی راتیں اسی طرح مچھروں کا شکار بنی رہی۔ آخر ایک رات اچانک میری ایک سہیلی میری کوٹھڑی میں آدھمکی۔ اور کہنے لگی۔ "کیا مرنے پر کمر باندھ رکھی ہے؟" میں نے کہا۔ "کیوں؟ میں کیسے مرنے لگی؟" اس نے کہا۔ "یہ ڈھنگ تو مرنے کے ہی ہیں"۔ میں نے پوچھا۔ "کیا وہ جو اس طرح سے سوتے ہیں... وہ... ہ... ؟" میری سہیلی نے جواب دیا۔ "ہاں ہاں مر تو جاتے ہیں"۔ میری آنکھیں تر ہو گئیں۔ آنسو ٹپک پڑے۔ سہیلی حیران رہ گئی۔ اور اپنے آپ کو کوسنے لگی۔ میں نے کہا۔ "کسی کا کوئی دوش نہیں۔ میری اپنی قسمت پھوٹ گئی ہے۔ وہ جیل میں اس طرح سوتے ہیں تو میں بھی اسی طرح کیوں نہ سووں؟"

(۴۰) اب پھر مجھے انہیں دیکھنے کی اجازت ملی۔ میں پھر دہلی پہنچی۔ اب کے حال پوچھا تو کہنے لگے۔ "ہم ایک وقت ہی کھانا کھاتے ہیں"۔ میں نے پوچھا۔ "روٹی کیسی ہوتی ہے؟" انھوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا میرے سامنے رکھ دیا۔ میں اسے سنبھال کر اپنے گھر لے آئی۔

اُسے بغور دیکھنے سے پتہ چلا۔ کہ اس میں چنے اور گیہوؤں کے علاوہ کچھ اور بھی پڑا ہے۔ میں نے بھی ویسا ہی اناج چکی میں پیس کر آٹا تیار کیا۔ میں نے ایک وقت روٹی بنا کر کھانے اور دوسرے وقت پانی پر گزارہ کرنے کا معمول شروع کیا۔ اسی طرح کئی مہینے گزر گئے۔ مقدمہ لگاتار چلتا رہا۔ آخر ایک دن جبکہ میں اپنی کوٹھڑی میں بیٹھی اُن کا چنتن کر رہی تھی۔ باہر سے رونے کی آواز آئی۔ میرا کلیجہ زور زور سے اُچھلنے لگا۔ میرے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔ دل کو تھامے ہوئے باہر آئی۔ دیکھا۔ کہ ایک ہمدرد رشتہ دار عورت اُن کا نام لے کر کہہ رہی تھی۔

"پھانسی کا حکم ہو گیا۔ پھانسی کا حکم......"

(۵) اب اُنہیں آخری بار دیکھنے کے لئے میں پھر دہلی اُسی جیل میں جہاں جوانوں کی جوانیاں ختم کر دی جاتی ہیں، جہاں نرم اور نازک پنکھڑیوں کو مسل دیا جاتا ہے۔ پہنچی۔ درشن کئے۔ دل کہتا تھا۔ کچھ بات کر لیں۔ ہونٹ کھلتے تھے ہمارے اندر حرکت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ہاں اُن کے لب ہلے۔ اور آواز آئی۔ "پران پیاری! یہ سنسار ایسا ہے۔ جو آیا ہے اُس نے جانا ہے۔ کوئی بھی کسی کا ساتھی نہیں"۔ میرے کانوں نے یہ آواز سُنی۔ اور میری آنکھوں نے چھم چھم آنسو برسانے شروع کر دئے۔ میں بار بار آنسو دل کو روکتی تھی۔ کہ جی بھر کر دیکھ تو لوں۔ مگر وہ رکتے نہ تھے۔ اگلے روز ہون سامگری اکٹھی کی گئی۔ لوگ کہنے لگے۔ "آج اُن کا انتیشٹی سنسکار ہو گا"۔ میں نے سوچا۔ اب اُن سے ملاپ کا اچھا موقع ملیگا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد سب لوگ واپس آ گئے۔ اور کہنے لگے۔ "نعش نہیں ملتی"۔ پھر کیا ہوا میں بیان نہیں کر سکتی۔ آج ۱۵ دن سے میں برت سے ہوں۔ اور اب وہ گھڑی قریب آ رہی ہے۔ جب میرا منورتھ پورا ہو جائیگا

اتنا کہہ کر مہتی ستونتی سوہیال دیوی نے خاموشی اختیار کر لی۔ پھر اس نے اناج کا ایک دانہ تک نہ کھایا۔ اور پانی کا ایک گھونٹ تک نہ پیا۔ بلکہ ۱۸ دن تک متواتر اپنے اِشٹ دیو کا دھیان لگائے ایک ہی جگہ بیٹھی رہی۔ آخر دیوی کی تپسیا بار ور ہوئی۔ یعنی ایک دن وہ اپنی جگہ سے اُٹھی۔ صاف ستھرا پانی لائی۔ اور سنان کے بعد شُدھ وستر پہن

کر کھر اصلی جگہ پر لیٹ گئی۔ اور کہنے لگی "پیارے بہت دِن تک پرکھشا لے چکے۔ آج تو دامن نہ چھوڑونگی۔ اب جُدا نہ رہ سکونگی۔" یہ کہا اور پران کھینچ کر چھوڑ دیئے"

کریالہ کی مقدس سرزمین کو بابا پراگا اور بھائی متی داس جیسے شہیدانِ اکبری کی جنم بھومی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ اسی خاکِ پاک کی تاثیر ہے۔ کہ یہاں کے مُہیال نرناریوں نے قومی شان اور مُلکی آن کو چار چاند لگانے میں کبھی کوتاہی روا نہیں رکھی۔

اے دھرم مورتی رام رکھی! تو دھنیہ ہے۔ تیرا "اپنی برت دھرم" آج کی نوجوان ہندو دیویوں کو "لائیٹ ہاؤس" کا کام دے رہا ہے +

۶- (ب) کابل (افغانستان) کے چھبر خاندان کے حالات

بموجب گلشنِ موہیالی خاندان ہذا کا کوئی بزرگ غالباً اکبر کے زمانہ میں بھیرہ سے کابل میں رہائش پذیر ہوا ہے۔ اس نامور خاندان کا شجرۂ نسب حسب ذیل ہے :-

- دیوان کشن کور
  - دیوان دیا رام
    - دیوان نرسنگھ داس
      - دیوان شنکر داس
      - دیوان گشن داس
        - یہ دونو بھائی شاہانِ کابل کیطرف سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے
      - دیوان نرائن داس
        - دیوان پرمانند ← شاہ کابل کی طرف سے پشاور کے معزز عہدہ وصولی محصولات پر فائز تھے
        - دیوان ہیرانند ← پیر رتن ناتھ کی مشہور درگاہ واقع پشاور کے مہنت بنے
    - دیوان ایشر داس
      - دیوان نرنجن داس
      - دیوان بھگوان داس
        - دیوان چُنی لال ← صوبہ قندھار کے صوبیدار رہے ہیں
        - دیوان بھرانند

اس خاندان کے جو تھوڑے بہت حالات معلوم ہو سکے ہیں۔ اُنہیں مختصراً اس کتاب میں درج کیا جا رہا ہے :-

(۱) دیوان نرائنداس صاحب چھبر :- آپ کی ذات نہ صرف کابل کے چھبر خاندان بلکہ سارے موہیال بنس کے لئے باعثِ فخر ہے۔ آپ نے اپنی خاندانی شجاعت اور موروثی بہادری نیز ذاتی قابلیت سے سرزمین افغانستان میں شوریدہ سر افغانوں تک کے دلوں کو جیت لیا۔ اور شاہِ افغانستان کو تو ہمیشہ کے لئے اپنا دلدادہ و شیدا بنا لیا۔ ایک دفعہ جب علاقہ زرریز کے لوگ باغی ہو گئے۔ اور انہوں نے افغان قوم کے بڑے بڑے جرنیلوں کے حملوں کو ناکام بنا دیا۔ تو امیر شیر علی خان نے اپنے درباریوں سے دریافت کیا۔ کہ "کیا سرزمین افغانستان جانباز سپاہیوں اور جاں نثار جرنیلوں سے خالی ہو گئی ہے۔ اور کیا اب شدید علاقہ کے باغیوں کی سرکوبی نہ ہو سکے گی ؟"

یہ بات سن کر دیوان نرائنداس صاحب موہیالی جوش میں بولے "اے شاہِ نامدار! یہ جسمِ فانی آپ کے عطیوں کا پلا ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنا تن من دھن سب آپ پر نیوچھاور کر دوں۔ اگر حکم ہو۔ تو میں اس جنگ کا بیڑا اٹھاؤں۔ یہ ناچیز وشواس رکھتا ہوا باغیوں کو ناکوں چنے چبوانے اور بالآخر انہیں آپ کا مطیع و فرمانبردار بنانے کا دعوےٰ کرتا ہوں" ۔۔ امیر صاحب نے دیوان صاحب کی غیر معمولی جرأت اور وفاداری سے پربرت ہو کر انہیں فوج کا فیلڈ مارشل بنا دیا۔ اور وہ باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ دیوان صاحب کوچ پر کوچ کرتے باغی علاقہ کے قریب پہنچے۔ جو پہاڑیوں سے گھرا ہونے کے کارن سخت دشوار گزار تھا۔ اور جہاں باغیوں کے ٹڈی دل گھود مرنے مارنے پر تیار بیٹھے تھے۔ دیوان صاحب نے حالات کے سخت ناموافق ہونے کے باوجود حوصلہ نہ ہارا۔ اور فوج کی باقاعدہ صف بندی کر کے دشمن پر بڑے جوش سے حملہ کر دیا۔

دیوان نرائنداس نے فوراً اپنی غلطی کو انوبھو کیا :- اس موقع پر صاحب تدبیر اور ماہر فنونِ جنگ دیوان صاحب نے اپنے جنگی نوجوانوں کو مفت میں قتل کرانا مناسب نہ سمجھا۔ اور دشمن پر ہلہ بولنے کی غلطی کا احساس کرتے ہوئے فوراً انہیں واپس لوٹنے کا حکم دے دیا۔ واپسی کا بگل سن کر افغانی لشکر دو تین میل پیچھے ہٹ آیا۔ باغیوں نے ان کا

پیچھا کیا۔ جب وہ دشوار گذار جنگی علاقہ میں سے گزر کر میدانی علاقہ میں داخل ہوئے تو دیوان صاحب نے شاہی فوج کو ٹھیرنے کا حکم دے دیا ؛

شاہی فوج نے باغیوں کو کچل دیا :- تربیت یافتہ شاہی فوج کے بہادروں کے نعروں جنگی نقاروں اور باجوں سے آسمان گونج اُٹھا۔ جنگ کا بگل بجتے ہی شاہی فوج نے باغیوں پر بڑی تندی سے حملہ کر دیا۔ باغی لشکر نے بھی دل کھول کر مردانگی کا جوہر دکھایا۔ مگر اس کے لئے دیوان صاحب کے منظم اور تربیت یافتہ لشکر کا مقابلہ کرنا بالکل ناممکن ثابت ہوا۔ ان کی صفوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں موہیال شیر کے حملوں سے پٹھانوں کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ بڑے بڑے شوریدہ پٹھان میدانِ جنگ سے دم دبا کر بھاگ نکلے۔ موہیال بیر نے اُن کا پیچھا کر کے انہیں راستہ ہی میں کاٹ گرایا۔ اس طرح سے فتح و کامیابی کے ڈنکے بجاتے ہوئے دیوان صاحب نے سرکش قوم کو مطیع کر کے وہاں نئے سرے سے شاہی جھنڈا گاڑا۔ نیز وہاں سلطنت کا نظم و نسق کر کے دربارِ کابل میں پہنچے۔ جہاں امیر صاحب نے آپ کو از راہ قدردانی بیش قیمت زر و جواہر وغیرہ دے کر مالا مال کر دیا۔ اس شجاعت مجسم موہیال بیر نے اپنی وفاداری اور آقا پرستی کی زندگی کے اثرات سے جہاں اپنے موہیال خاندان کے نونہالوں کو مستفیض کیا وہاں شاہِ افغانستان کی آیندہ نسلوں کو بھی اپنی "موہیالی" کا گرویدہ بنا دیا۔ آپ کا کیریکٹر دیوان راماند موہیالی اوصاف کا نمونہ تھا ؛

(۳) دیوان نرنجن داس صاحب چھبّر بریگیڈیر جنرل سلطنت افغانستان :-

دیوان صاحب کی مبارک ذات امیر شیر علی خان والیٔ افغانستان کے عہد سے لے کر امیر امان اللہ خان کے عہد حکومت تک کے تمام امراء اور ارکانِ خاص کے زمرہ میں شمار ہوتی رہی ہے یعنی افغانستان کے بادشاہوں کو آپ کی دیانتداری۔ وفاداری اور اعلےٰ کارگزاری پر بجا طور پر اعتماد و ناز رہا ہے۔ کابل کے فرمانرواؤں کی طرف سے جو مشن عہد ناموں کی غرض سے گورنمنٹ ہند کے پاس آتے رہے ہیں۔ ان میں

دیوان نرنجن داس صاحب ضرور شامل رہے ہیں۔ آپ نے اپنے آقائے نامدار کی حکومت
اپنی تقریر، تحریر اور حسنِ تدبر سے گورنمنٹ ہند کی سرپرستی سے آزادی دلانے اور
اسے دنیا کی دوسری سلطنتوں کے مساوی درجہ حاصل کرانے میں جو کامیابی
حاصل کی تھی۔ اسے کابل کا کوئی حکمران کبھی فراموش نہ کر سکے گا۔ گویا رہتی دنیا
تک کابل کا شاہی خاندان آپ کا ابھاری رہے گا۔ برٹش گورنمنٹ کے افسروں
کے دل میں بھی دیوان صاحب کی اعلیٰ قابلیت اور قابلِ فخر تدبر نے گھر کر رکھا تھا
آپ کے اعلیٰ رسوخ اور قابلِ قدر اعتبار و ہر دلعزیزی کے کارن سلطنتِ افغانستان
کے ہندوؤں کو بہت فائدے حاصل ہوئے۔ مثلاً گاؤکشی کی ممانعت۔ ہندوؤں
سے اپنے ہم مذہب مسلمانوں کی طرح شاہی حاکموں کا سلوک و برتاؤ۔ ہندوؤں کے
لئے تعلیم کا انتظام۔ اُن کی مذہبی آزادی میں مطلقاً دست اندازی نہ ہونا اور اُن
کی بہتری و ترقی کا ہر طرح سے خیال رکھنا۔ ایسے اعلیٰ انتظام، قابلِ فخر انصاف اور
دل خوش کن مساوات کی بدولت نہ صرف افغانستان بلکہ سارے بھارت ورش کے
ہندو اس روشن دماغ شاہِ کابل اور اُن کے رعایا پرور عالیجاہ وزیر دیوان نرنجن داس
صاحب چھبر کے تہِ دل سے شکر گزار ہیں۔ نیز اُن کی درازیٔ عمر اور اقبال کی یاوری
کے لئے دست بدعا رہے ہیں۔ دیوان صاحب نے پانچ شادیاں کیں۔ مگر افسوس
آپ اولادِ نرینہ سے محروم رہے۔ بھگوان نے آخری عمر میں آپ کو ایک ہونہار فرزند دیا۔
جس نے دیوان کرشن چند چھبر کے روپ میں مشکل سے زندگی کی ۱۸/۱۹ بہاریں ہی دیکھی
تھیں کہ فرشتۂ موت نے اسے ستمبر ۱۹۳۹ء میں اس جہان سے اٹھا لیا۔ مرحوم سردار
دیدار سنگھ جی بالی رئیسِ اعظم میرپور کا داماد تھا۔ جو علاوہ فارسی زبان کے انگریزی
اور دوسری زبانوں میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا۔ موہیال سبھا پشاور شہر کی اصلاحی
سکیموں میں مرحوم نونہال کافی حصہ لیتا رہا۔ خندہ پیشانی اور شیریں زبانی دیوان موصوف
کے دو بہترین اوصاف تھے۔

۷- چھبّر خاندان کے دیگر روشن ستارے :-

(۱) فخرِ قوم بخشی رام داس صاحب چھبّر :- آپ موہیال جاتی میں بھیشم پتامہ کا درجہ رکھتے تھے جس قدر ٹھوس قومی کام آپ اپنی زندگی میں کر گئے ہیں۔ غالباً آج تک کسی اور بھائی یا بزرگ نے نہیں کیا۔ اگرچہ آپ لاولد تھے۔ مگر ہر موہیال بچہ کو اپنا لختِ جگر تصوّر کرتے تھے۔ آپ نے اپنا تن من اور دھن قوم کے ارپن کر رکھا تھا۔ جنرل موہیال سبھا پنجاب لاہور کو ۲۰ ہزار اور ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کو ۳۰ ہزار روپیہ دان دیکر آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ آپ جنرل موہیال سبھا کے بانیوں میں سے ایک تھے مگر مجلسی اصلاح کا کام آپ نے سبھا مذکور کی قائمی سے کئی سال پیشتر شروع کر رکھا تھا۔ خود دھیر بدار طبقہ سے تعلق رکھنے کے باوجود سب سے پہلے دھیر بداری کے خلاف آپ نے آواز اٹھائی۔ اور اس کے لئے اُن دنوں آپ کو بے حد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ موہیال آشرم لاہور میں ایک سالم بلاک "بخشی رام داس بلاک" آپ کی طرف سے تعمیر شدہ تھا۔ آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ حصّہ شملہ میں گزارا۔ جہاں آپ مختلف وائسرائیگان۔ اُن کی بیگمات اور دیگر انگریز افسران کو اُردو و فارسی پڑھاتے رہے۔ اعلیٰ حکام آپ کو بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ نے اپنے اثر و رسوخ سے سینکڑوں موہیال نوجوانوں کو مختلف صیغوں میں ملازم کرایا۔ انگریزی موہیال ہسٹری کی تصنیف آپ کی محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ بخشی صاحب کا قد لمبا۔ چہرہ نورانی اور جسم سڈول تھا۔ سفید لمبی داڑھی آپ کے مبارک چہرہ کی زینت تھی۔ آپ اپنی پوشاک کے اوپر اکثر ایک زردوزی چغہ پہنتے تھے۔ اور درباری رئیس نظر آتے تھے۔ بڑھاپے کے دن آپ نے زیادہ تر موہیال آشرم لاہور میں گزارے جہاں چوہدری چرنداس دت ویدی محرر جنرل موہیال سبھا لاہور نے آپ کی کئی سال تک بے لوث سیوا کی۔ مرتیو کے وقت آپ قریباً ۹۰ سال کے تھے۔ متعدد کانفرنسوں کے آپ صدر چنے گئے۔ اور ہزارہا روپیہ مختلف قومی فنڈات کو دان دیکر آپ نے اپنی قومی حُب اور دریا دلی کا

ثبوت دیا۔ آپنے موہیال جاتی کی شان اور عظمت کو چار چاند لگانے نیز قوم کے نوجوانوں کو
اونچا لے جانے کے لئے برٹش افسران سے جو قابلِ فخر سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ اُن میں
سے چند ایک بطور نمونہ یہاں درج کئے جاتے ہیں :۔

I-LORD MINTO SAYS :-

MUNSHI RAMDAS CHHIBBAR HAS ASKED ME FOR A CERTIFICATE WHICH I HAVE MUCH PLEASURE IN GIVING HIM. HE TAUGHT URDU (VERNACULAR) TO LADY MINTO & MY DAUGHTERS AND ALSO TO LADY LANSDOWN AND LADY CURZON. HE IS A MOST RESPECTABLE GENTLEMAN WITH AN EXCELLENT RECORD. HE BELONGS TO THE OLD AND DISTINGUISHED MOHYAL FAMILY, THE MEMBERS OF WHICH WERE "RULERS" IN VERY OLD DAYS & MORE RECENTLY HAVE HELD HIGH OFFICES WITH CONSPICUOUS SUCCESS IN BOTH CIVIL & MILITARY BRANCHES OF THE ADMINISTRATIONS UNDER SEVERAL GOVTS. THAT THEIR SERVICES HAVE BEEN HIGHLY APPRECIATED IS EVIDENT FROM THE FACT THAT THEY HAVE BEEN GRANTED JAGIRS & HONOURED WITH TITLES SUCH AS MEHTA, RAIZADA, BAKSHI, DIWAN & CHAUDHRI WHICH THEY STILL ENJOY. THE RACE IS DIVIDED

INTO SEVEN CLASSES "DATT, CHHIBBAR, VAID MOHAN, BALI, LAU & BHAMWAL." AND HAS HIGH REPUTATION FOR LOYALTY, COURAGE, ENTERPRISE, DEVOTION TO DUTY AND MILITARY SPIRIT AND ARE HIGHLY RESPECTED BY ALL CLASSES OF THE COMMUNITY. THEIR PUBLIC SERVICES INCLUDE THE VARIOUS INITIATIONS OF VARIOUS SCHEMES AND INSTITUTIONS, WHICH HAVE BEEN OF CONSIDERABLE BENEFITS TO THE PUBLIC & THE GOVT, AS FOR INSTANCE THE SYSTEM OF REMITTANCE OF INCOME TAX, LAND REVENUE, RENT AND SALT TAXES AS WELL AS THE PAYMENTS OF THE MILITARY PENSIONS BY MEANS OF THE MONEY ORDERS THROUGH THE AGENCY OF THE POST OFFICE. THE MEMBERS OF THIS COMMUNITY HAVE ON SEVERAL OCCASIONS SAVED THE LIFE OF BRITISH OFFICERS IN THE FIELD OF BATTLES AND HAVE HELPED GOVT WITH MEN, HORSES AND MONEY IN THE PUNJAB WAR AND THE MUTINY OF 1857, AS IS EVIDENT FROM THE CERTIFICATES GRANTED BY SIR EDWARD HERBERT, LORD LAWRANCE,

SIR FREDRIC CURREE & OTHER HIGH OFFICIALS.

2. LORD HARDING OF PENHURET SAYS :-

I AM VERY PLEASED TO TESTIFY TO THE ASSISTANCE MUNSHI RAMDAS CHHIBBAR HAS BEEN TO LADY HARDING IN TEACHING HER URDU. THE MUNSHI SAHIB IS A GENTLEMAN OF KINDLY MANNERS AND RESPECTABLE BEARING AND HIS APPOINTMENT AS A MUNSHI IN MY HOUSEHOLD WAS DUE TO THE RECOMMENDATION AS HE HOLDS TO HIS GOOD CHARACTER AND TO THE ADMIRATION I HAVE FOR HIS CHARITABLE NATURE. HE GIVES LIBERALLY TO THE POOR AT CONSIDERABLE SACRIFICE TO HIMSELF. THE MUNSHI SAHIB IS MOREOVER A MEMBER OF THE DISTINGUISHED FAMILY, THE MOHYALS WHO HAVE RENDERED LONG AND FAITHFUL SERVICES TO THE BRITISH GOVT. BOTH AS SOLDIERS & AS CIVILIANS. I FEEL THAT RAM DAS CHHIBBER HAS IN A MORE QUIET AND MODEST WAY THE RESPECT AND ESTEEM OF ALL WITH GREAT INTEREST OFFICERS WHO ARE INDEBTED TO HIM FOR HIS FAITHFUL SERVICE. I HAVE READ

WITH GREAT INTEREST THE TESTIMONIALS GIVEN TO THE MUNSHI SAHIB AND I CONCUR IN THE APPROVAL HE HAS EARNED & AGREE WITH ALL THEY SAY.

3. LORD ROBERTS F.M. GENERAL, LATE COMMANDER-IN-CHIEF SAYS:-

MUNSHI RAMDAS CHHIBBAR IS A MOST RESPECTABLE MAN AND ONE OF THE BEST TEACHERS OF URDU I HAVE MET WITH. HE IS A VERY WELL READ MAN, ALWAYS CIVIL & OBLIGING AND I CONSIDER HIM AN EXCELLENT MUNSHI. I HAVE READ WITH GREAT INTEREST THE HISTORY OF THE MOHYALS PRESENTED TO ME BY MUNSHI RAMDAS CHHIBBAR. MANY OF THEM SERVED UNDER ME IN INDIA AND AFGHANISTAN & PROVED THEMSELVES TO BE EXCELLENT SOLDIERS DOING ALL THAT WAS REQUIRED OF THEM WITH GREAT WILL. IN CIVIL LIEE TOO MANY OF THEM HAVE ATTAINED TO RESPECTABLE POSITIONS & HAVE PROVED THEMSELVES CAPABLE OF HOLDING THEM WORTHILY. IN SHORT THE HISTORY SHOWS THE MOHYALS TO BE, AS I HAVE ALWAYS FOUND THEM AN INTELLIGENT, HIGH SPIRITED AND LOYAL RACE.

(۲) فخرِ قوم بخشی گوکل چند صاحب چھبڑ :- آپ کی زندگی خالص پروپکار کی زندگی گزری ہے - آپ کو بچپن ہی میں ویدک دھرم سے گہرا پریم ہو گیا - اور اس آریہ دھرم کے پرچار اور رکھشا کے لئے آپ نے اپنا تن من اور دھن عمر بھر وقف کئے رکھا - آپکی زندگی کا بیشتر حصہ پشاور اور ایبٹ آباد میں گزرا - اس لئے انہی دونو مقاموں کو آپ کی پاکیزہ جدوجہد اور قومی و ملکی خدمت کا زیادہ فخر حاصل رہا - یہاں کی آریہ سماجوں اور ان سے تعلق رکھنے والی لوکل انسٹی ٹیوشنز کے بانی مبانی آپ ہی تھے - گویا آریہ سماج مندر پشاور - ہائی سکول پشاور - آریہ سماج مندر ایبٹ آباد - ہائی سکول ایبٹ آباد اور گرلز سکول ایبٹ آباد کی عالیشان عمارتیں ہماری جاتی کے سپوت کی نیک کوششوں اور موہیالی ایثار کا زندہ ثبوت ہیں - آپ نے پنجاب بھر کی آریہ سماجوں کا دورہ کر کے وقتاً فوقتاً آریہ سماج کے پرچار کے کاریہ کو وستریت کیا - وہاں ڈی - اے - وی کالج لاہور کی عمارت کے لئے جا بجا گھوم کر چندہ بھی جمع کیا ؛

بخشی صاحب کو نام اور شہرت کی بھوک نہ تھی - نیز انہیں دنیوی دولت اور منصب وغیرہ سے چنداں پیار نہ تھا - یہی وجہ ہے کہ بخشی صاحب کے زمانہ کے ہندو - سکھ - مسلم اور عیسائی انہیں ایک "بیغرض مجاہد" (پروپکاری خادم) کے نام سے یاد کرتے تھے - اور سب چھوٹے بڑے لوگ آپ کی تقدیس و شرافت کے دلی طور پر مداح و قدردان تھے -

بخشی صاحب کے زمانہ کے سب موہیالوں کے سینہ میں سوامی دیانند اور آریہ سماج کی ہر دلعزیزی شگفتگی اور سپرٹ جوش زن تھی - یہی وجہ ہے - کہ بخشی گوکل چند جی چھبڑ اور ان کے ساتھی موہیال بزرگوں نے آریہ سماج کے کاریہ کے ساتھ ساتھ جنرل موہیال سبھا کے کام کو بھی منظم کرنا شروع کر دیا تھا - حقیقت تو یہ ہے - کہ جنرل موہیال سبھا کے آئین اور بائی لاز ڈی - اے - وی کالج مینیجنگ کمیٹی لاہور کے آئین اور بائی لاز کا ایک گونہ چربہ ہیں - ان بائی لاز کے زیر اثر بخشی صاحب نے موہیال جاتی کی تعلیمی کمی کو محسوس کیا - اور اسے دور کرنے کے لئے "موہیال تعلیم فنڈ" کی بنیاد رکھی جس سے ہزاروں مستحق

قومی نوجوان فیض پا چکے ہیں۔ اور غالباً لاکھوں اور پائیں گے۔

بخشی صاحب کے ہاں ایک بالک نے جنم لیا۔ مگر وہ بچپن ہی میں کالوش ہو گیا۔ آپ نے اپنی پدری محبت اپنے مرحوم اکلوتے بیٹے سے ہٹا کر اپنی جاتی کے غریب اور بے کس بچوں سے وابستہ کر لی۔ آپ نے ان کی خاطر بھکشا کا کشکول (کاسۂ گدائی) ہاتھ میں لیا۔ اور قوم کے صاحب جائداد بھائیوں سے تعلیم فنڈ کے لئے ایک گراں قدر رقم جمع کی۔ آپ نے "موہیال کانفرنس" کی بنیاد رکھنے کی تحریک کی۔ مگر اس کے جاری ہونے سے پہلے ہی آپ چل بسے۔

ایک دفعہ جنرل موہیال سبھا کا واحد ماہوار آرگن "موہیال مِتر" موہیالوں کی بے توجہی کے باعث دم توڑ چکا تھا۔ اسے پُنر جیوت کرنے کا فخر الٰہی بخشی صاحب کو نصیب ہوا۔ آپ رسالہ "موہیال متر" کی ہستی کو قوم کی حقیقی زندگی تصور کرتے تھے۔ لہٰذا اس کی توسیعِ اشاعت کے لئے کوشش کرنا اپنا ضروری فرض سمجھتے تھے۔

آپ اس دنیا سے یکم نومبر ۱۹۱۰ء کو ۱۱ بجے دن کے کوچ کر گئے۔ مرتے وقت آپ کی زبانِ مبارک سے ذیل کے جملے نکلے:۔

"تم چندہ کیوں نہیں دیتے؟ اس کا اتنا چندہ رکھ لو۔"

آپ کی مرتیو لاہور میں ہوئی۔ آپ کی ارتھی کو شہر کے مشہور بازاروں میں سے گزارا گیا جس کے ساتھ سینکڑوں پبلک بیسیوں وکلا، پروفیسر، تعلیم یافتہ اصحاب اور طلباء تھے۔ مرتک شریر کو سب حاضرین نے کندھا دے کر اظہارِ عقیدت کیا۔

(۳) مہتہ شاداس صاحب چھبر کالا نواہی:۔ مہتہ صاحب لمبی ڈاڑھی رکھتے تھے۔ اور شکل وصورت سے ایک مذہبی پیشوا نظر آتے تھے۔ آپ موہیال جاتی کے سچے ہتیشی تھے۔ آپ نے جنرل موہیال سبھا کی خامیوں اور بے ضابطگیوں کو دور کرنے اور جنرل سبھا کے مخالفین کی آواز کو پبلک تک پہنچانے کی خاطر پندرہ روزہ رسالہ "موہیال گزٹ" اپنے خرچ پر جاری کر رکھا تھا جس سے قومی تصویر کے دونو پہلے جنتا کو دیکھنے کا موقع ملتا رہتا تھا۔ نیز سبھا مذکور کے اراکین کے اندر گرمجوشی اور مستعدی بھری رہتی

تھی۔ چھبّر صاحب نے "موہیال گزٹ" ۱۸۹۹ء میں جاری کیا۔ جو اندازاً ۱۲۔۱۴ سال تک کام کرتا رہا۔ آپ کا دادا چھبّر سکھا نند چھبّر سکھوں کے عہد میں گورنر اور جاگیردار تھا۔ چھبّر شاداس صاحب کی صدق دلی۔ قومی خدمت اور مستقل مزاجی قابل داد ہے۔ آپ موہیال کانفرنسوں میں شامل ہوتے اور ان کی کارروائیوں کو اپنے رسالہ میں درج کیا کرتے تھے۔ آپ بڑے ملنسار اور بے تکلف بزرگ تھے ؛

(۴) بخشی رام رتن صاحب چھبّر پرنسپل :۔ آپ گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے مگر ہوش سنبھالتے ہی آپ لاہور کے ہو چکے۔ آپ نے امتحان بی۔ ٹی پاس کر کے ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول لاہور کی ہیڈ ماسٹری کے ذمہ دارانہ فرائض کو اپنے کندھوں پر اٹھایا۔ اور سالہا سال تک انہیں جس ایمانداری اور تندہی سے انجام دیا اس کی نظیر پنجاب میں تو یار ٹیشن سے پہلے نہیں ملتی تھی۔ آپ ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کے لائف ممبر تھے۔ آپ کا قابلِ قدر تیاگ۔ آپ کے سکول کے نہایت شاندار نتائج۔ آپ کی دھارمک اور سماجک سرگرمیاں اور آپ کا جنرل موہیال سبھا کے کاموں میں کافی مدت تک ذمہ دارانہ طریق سے سہیوگ دیتے رہنا۔۔۔ وغیرہ ایسے مبارک اور ضروری پہلو ہیں۔ جو بخشی صاحب جیسے خوش قسمت موہیال ہی کو نصیب ہوتے ہیں۔ آپ نے عمر بھر نیشن بلڈنگ اور دھرم پرچار کا کام کیا۔ اپنی سروس کے آخری سالوں میں آپ ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کے پرنسپل بھی رہے۔ آپ کا نام پنجاب کے محکمۂ تعلیم کے ماہرین میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کی صحت کام کی زیادتی کی وجہ سے لگاتار کئی سال تک خراب رہی۔ مگر سیر و خورد و نوش وغیرہ کی باقاعدگی سے آپ نے موت سے جنگ جاری رکھی۔ آپ کا دیہانت ۲ر نومبر ۱۹۳۳ء کو رام نگر (دیو سماج روڈ) لاہور میں ہوا۔ آپ کے خاندان کے سب ممبران برادری میں خاص قدر منزلت رکھتے ہیں نیز اچھے اچھے عہدوں پر ممتاز ہیں۔

چھٹا باب

[سات حصّوں میں] موہن خاندان کا مفصّل بیان

موہن کشیپ رشی کی سنتان ہونے کی وجہ سے کشیپ (کاشپ) گوتری کہلاتے ہیں۔

۱۔ ابتدائی سکونت ۔ قدیم بزرگ:۔

کشمیر کا اصل نام کشیپ میر اس بات کا مظہر ہے کہ کشمیر کو کشیپ رشی نے آباد کیا تھا اور اس رشی کی اولاد یہاں سے گرد و نواح میں پھیلی تھی۔ کشیپ رشی کا سپوت نیل ناگ مشہور قوم ناگ کا اعلےٰ مورث گزرا ہے۔ اور اسی ناگ قوم کے وجود سے ناگر برہمنوں۔ ناگی ناگپال اور ناگا وغیرہ دوسری جاتیوں کا ظہور ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اسی نیل ناگ کے نام پر کشمیر میں نیل ناگ کا چشمہ اور نیل مت پوران موسوم ہوئے ہیں۔ یہ ناگ بنسی مختلف وقتوں میں تکشک بنسی اور ترشک بنسی کہلاتے رہے۔ موجودہ ترکستان کے نام کا بھی یہی مخزن ہوا ہے۔ ورنہ اس ملک کا قدیم نام ساکا دیپ تھا۔ ناگ بنسیوں اور اُن کے قدیمی مساکن کا ذکر اس کتاب میں پہلے آچکا ہے ؛

موہن خاندان کی وجہ تسمیہ :۔ مہابلی راج رشی اشوستھاماں کے ساتھ جن چھ مجسّم محبّت گورو بھائیوں نے اپنے گورو درون آچاریہ کی وفاداری اور مروّت کا حق ادا کر کے جلاوطنی کو وطن کی محبّت پر ترجیح دی تھی۔ اُن میں سے ایک شخص کا نام "موہن" تھا جس کے نام پر بعد میں "موہن خاندان" کا مشہور ہونا قرین قیاس ہے ؛

موہن خاندان کے قدیم بزرگ :۔ اتری رشی کے تین پُتر درباشا مُنی سنیاسی مہاتما دتاتریہ اور چندر رشی جو مہاراجہ یدھشٹر کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔ اسی خاندان کے اعلےٰ مورث تھے۔ اتری رشی بڑے عالم اور زاہد پرہیزگار ہوئے ہیں۔ آپ کی تصنیف "اتری سمرتی"

بہت مشہور و مقبول ہے۔ شجرہ نسب اور بزرگوں کے نام نہ ملنے کے کارن زمانہ ماضی کے مفصل حالات پیش نہیں کئے جا سکتے۔ ہاں بزرگان موصوف کے بہت سے حالات مہابھارت اور پورانوں میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ دربا منشا منی جی بھگوان کرشن اور یادو بنس کے کل گورو تھے جنہوں نے بھگوان کی گوپیوں کی مٹھائی کی لائی ہوئی ۱۶۱۰۸ چنگیروں کو ہڑپ کر کے ڈکار تک بھی نہ لیا تھا۔ مہاراج دتاتریہ کا ۲۴ گورو دھارن کرنے کا دلچسپ واقعہ بھی پورانوں میں درج ہے:۔

سلطنت کشمیر کا تخت حاصل ہونا:۔ موہیال حضرات کے ہستنا پور سے ناگ لوک واقع کشمیر میں آنے کا مفصل ذکر کتاب کے شروع میں آچکا ہے۔ اور وہاں یہ بھی بتایا جا چکا ہے۔ کہ ناگ اور ناگرا کسی مورث اعلیٰ کی نسل سے ہیں جن کی اولاد موہن کہلاتی ہے۔ نیز وہ برہمن راجے جن کا ذکر تواریخ میں آتا ہے۔ سب کے سب موہیال تھے۔ ہیون سانگ کے سفرنامہ کے مطالعہ سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ کشمیر میں برہمن خاندان کا راجہ حکمران تھا۔ ان سب پہلوؤں کو دھیان میں رکھتے ہوئے ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ کہ وہ شاہی خاندان جس نے کشمیر میں حکومت کی۔ ضرور موہیال تھا۔ راج ترنگنی کشمیر میں اس خاندان کو کارکوٹ ناگ کی نسل سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم ان راجگان کو موہن خاندان ہی میں درج کرتے ہیں۔ کیونکہ ناگ ان کے ہی بزرگ تھے۔ علاوہ ازیں بخشی دیوان چند جی نے بھی اپنی تحقیقات سے ثابت کیا ہے۔ کہ کشمیر میں موہن خاندان کے حکمران ہی راج کرتے تھے:۔

موہن خاندان کا سب سے پہلا راجہ درلبھ وردھن:۔ درلبھ وردھن ایک متوسط الحال باپ کا نوجوان بیٹا مہاراجہ بالادتیہ والیٔ کشمیر کا داروغہ اصطبل تھا۔ جو سیرت و صورت کا ایک اعلےٰ نمونہ اور مہاراجہ صاحب کا منظور نظر تھا۔ مہاراجہ بہادر نے اپنی اکلوتی بیٹی اننگ لیکھا کی شادی اپنے چہیتے رکن درلبھ وردھن سے کر کے دلی اطمینان حاصل کیا جب مہاراجہ مر گیا۔ تو آپ کی وصیت کے مطابق داماد کو کشمیر کے تخت پر جلوہ افروز ہوا:۔

کنگ نامی وزیرِ اعظم کی مترتا :- سنہ ٦٠٢ء سمت ٦٥٨ بکرمی) میں نیک نصیبہ نے اس خاندان کی دستگیری کر کے شاہی تخت اس کے حوالے کیا۔ اور کنگ نامی وزیر اعظم نے جو پہلے ہی سے درلبھ وردہن کے احسانات کے تلے دبا ہوا تھا۔ اپنے محسن کو راج گدّی دلانے میں پوری پوری حمایت کی :.

مہاراجہ درلبھ وردہن کی دوسری شادی چھبڑ خاندان میں ہوئی :- پروفیسر ذکاءاللہ کی تاریخ ہند میں درج ہے۔ کہ راجہ درلبھ وردہن والئے کشمیر سندھ پتی مہاراجہ چھلج چھبڑ کا داماد بھی تھا۔ اِس موہیال راجکماری کے بطن سے راجکمار ورمبھک ولی عہدِ سلطنت کی پیدائش ہوئی۔ اس رشتہ داری سے بھی اس نامور مہاراجہ کے موہن ہونے کی سو فیصدی تصدیق ہوتی ہے :.

ٹیکسلا میں مہاراجہ کشمیر کا گورنر :- چینی سیّاح ہیون سانگ کے سفرنامہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ٹیکسلا میں کشمیر کا گورنر حکومت کرتا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے۔ کہ دوآبہ سندھ ساگر کا شمالی علاقہ یا تو اس مہاراجہ نے فتح کر لیا ہو گا۔ یا مہاراجہ چھلج نے اُسے جہیز میں دیا ہو گا :.

٢- مہاراجہ ورمبھک عرف پرتاپ آدتیہ :-

جب کشمیر کا پہلا موہیال راجہ درلبھ وردہن سنہ ٦٣٤ء میں کا نوش ہو گیا۔ تو اُس کا نیکدل بیٹا ورمبھک عرف پرتاپ آدتیہ (دوسرا موہن راجہ) شاہی تخت پر بیٹھا۔ اس نے ٦٣٤ء سے ٦٨٤ء تک حکومت کی :.

علاقہ مالوہ کے سوداگر نون کی کشمیر کے دربار میں آمد :- بموجب "گلشنِ موہیالی" علاقہ مالوہ کا ایک نامور سوداگر نون راجہ ورمبھک کے دربار میں چند قیمتی تحفے اور نذرانے لے کر حاضر ہوا۔ مہاراجہ نے خوش ہو کر اُسے ایک قیمتی خلعت عطا کی۔ سوداگر مذکور نے مہاراجہ سے ہاتھ جوڑ کر عرض کی "حضور! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ر

مگر منہ چھوٹا بات بڑی ہے۔ کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔"

مہاراجہ۔ "بے کھٹکے اپنا دلی مدعا کہہ دو۔"

سوداگر۔ "شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا" (بادشاہ اگر کسی فقیر پر نوازش فرمانا چاہیں تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں)، "میری دلی آرزو ہے کہ حضور والا مع اراکینِ سلطنت اس ناچیز خادم کے غریب خانہ پر تشریف لاکر میری قدر و منزلت بڑھائیں"۔

مہاراجہ ورمبھک نے سوداگر کے ملتمس کو شرفِ قبولیت بخشا۔ اور مقررہ روز اپنے اراکین کے ساتھ اس کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا۔ میزبان کے انتظام اور لوازماتِ مہمانداری کی خوبی اور نفاست کو دیکھ کر مہاراجہ اور اس کے ساتھی بے حد خوش ہوئے:

مہاراجہ سوداگر کی محبوبہ پر فریفتہ :۔ سب حاضرین پر میزبان کے انتظام اور سامانِ خورد و نوش نے تو غیر معمولی اثر کیا ہی تھا۔ مگر اس کے علاوہ جس چیز نے مہاراجہ کی نیکی و پارسائی کے سرمایہ پر بجلی کا سا اثر کیا۔ وہ سوداگر لون کی دل کو موہ لینے والی محبوبہ کے نورانی چہرہ کی جھلک تھی۔ مہاراجہ کا آئینۂ دل محبوبہ مذکورہ کے عشق کے تیروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ وہاں سے آپ بصد مشکل اپنے محل تک پہنچے۔ خواب گاہ میں بستر پر لیٹتے ہی شریر کی سدھ بدھ نہ رہی۔ کئی روز تک دربار سے غیر حاضر رہنے کے کارن سلطنت کے امیر وزیر اور خیر خواہ لوگ جوق در جوق بیمار پرسی کے لئے آنے لگے۔ مگر "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مقولہ کے مطابق مہاراجہ زیادہ مغموم اور مایوس ہوتا گیا۔

لون سوداگر مہاراجہ کی خدمت میں :۔ رفتہ رفتہ مہاراجہ کی بیماری کی خبر لون سوداگر کے کانوں تک بھی جا پہنچی۔ اس نے مہاراجہ سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے زمینِ خدمت کو بوسہ دیا۔ اور بیماری کی وجہ دریافت کی۔ مہاراجہ نے اپنے جگر کی اندرونی سوزش کو چھپانے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر جہاندیدہ سوداگر اپنی عقلِ سلیم اور نگاہِ دور بین سے صاف تاڑ گیا۔ کہ مہاراجہ کو سوائے زخمِ عشق کے اور کوئی مرض دامنگیر نہیں ہے۔ اس کا طائرِ دل میری حسین محبوبہ کے دامِ حسن میں پھنس کر تڑپ رہا ہے۔ مگر وہ دھرم اور اصول

کی پابندی کے زیرِ اثر اپنی زبان سے اصل واقعہ کا اظہار نہیں کر سکتا۔

سوداگر لون کی طرف سے پیشکش:۔ سوصالِ محبوب کے بغیر مہاراجہ کی زندگی کو خطرہ میں دیکھ کر سوداگر نے نہایت ادب اور عاجزی سے عرض کی۔ "جہاں پناہ! میں اپنا تن۔ من۔ دھن۔ بال بچہ۔ زن و مال سب کچھ آپ پر نثار کرنے کو تیار ہوں۔ آپ غم کے سمندر میں کیوں ڈوبے جا رہے ہیں؟ میں اس لونڈی کو جس نے آپ کے مرغِ دل کو تسخیر کر لیا ہے۔ آپ کی خدمت میں ابھی حاضر کئے دیتا ہوں۔ آپ براہِ کرم اپنے دل کو قابو میں کیجئے۔"

دھرم اور اصول کی پابندی:۔ مہاراجہ نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ (دیکھئے تاریخ ہند پروفیسر ذکا اللہ۔ جلد اوّل صفحہ ۱۴۳) "ایسا کرنے سے میں دھرم سے پتت ہوتا ہوں۔ لہٰذا ایسی زندگی جو دھرم کے بغیر گزرے میں حاصل کرنا نہیں چاہتا۔"

سوداگر:۔ "اے دھرم مورت۔ رعیّت پرور اور شاہِ دو جہان! آپ کی زندگی بہت قیمتی ہے۔ اس کی حفاظت کرنا میں اپنا دھرم سمجھتا ہوں۔ آپ دھنیہ ہیں۔ آپ نے اس قدر عذاب میں ہوتے ہوئے بھی شاہی اصول سے منہ نہیں پھیرا۔ میں اپنا سب کچھ آپ کی زندگی پر نیوچھاور کرنے کو تیار ہوں۔ اس لئے وہ لونڈی اب میرے لئے ماتا کے سمان ہے۔ میں اس کو آپ پر قربان کر چکا ہوں۔"

مہاراجہ عرقِ خجالت (شرمندگی) میں غرق ہوتے انکار پر انکار مگر سوداگر اصرار پر اصرار کئے جا رہا تھا۔ ناچار مہاراج خاموش ہو گئے۔ "الخاموشی نیم رضا" سمجھ کر آقا پرست سوداگر اس حور لشاں لونڈی کو حرم سرا میں لے آیا۔ اور مہاراج بت بہ دیوار بن گئے۔

مہاراجہ درلبھک کی سنتان:۔ جب مہاراجہ درلبھک ۶۸۷ء میں پورے ۵۰ برس حکومت کر کے سورگ سدھار گیا۔ تو اُن کا سپتر چندر آدتیہ کشمیر کے تخت کا مالک بنا۔ اس نے آٹھ سال امن و شانتی سے زندگی گزار کر اپنے عہدِ حکومت کو ۶۹۵ء میں ختم کر دیا۔ اس کے بعد مہاراجہ کا دوسرا بیٹا تاراپیڈ چار سال حکومت کر کے ۶۹۹ء میں کالوش ہوا۔

مہاراجہ للتا آدتیہ :- مہاراجہ وربھک کا تیسرا ہونہار بیٹا للتا آدتیہ ۶۹۹ء میں کشمیر کے تخت پر بیٹھا۔ تاریخ کشمیر میں لکھا ہے۔ کہ جو عروج و عظمت مہاراجہ موصوف کے زمانہ میں کشمیر کو حاصل ہوئی۔ اس کی نظیر تاریخ کشمیر میں ملنی محال ہے۔ اس نے اپنی حکومت کے شروع میں سلطنت کے انتظام درست کرنے نیز فوج کو ترتیب دینے میں بے حد دلچسپی لی :

سلطنت کو بڑھانے پر کمربستہ :- جب اس نے اپنی فوج کو جنگی فنون اور قواعد وغیرہ کی ٹریننگ دے کر منظم کر لیا تو اس نے گرد و نواح کے علاقوں کو فتح کرنے پر کمر باندھی۔ چنانچہ ؎ بہر کاریکہ ہمت بستہ گردد - اگر خارے بود گلدستہ گردد (یعنی جس کام کو انجام دینے کے لئے کمر کس لی جائے۔ وہ اگر کانٹے کی طرح سخت اور تکلیف دہ بھی ہو۔ تو پھولوں کے گچھے (گلدستہ) کی طرح نرم اور آرام دِہ ہو جاتا ہے) کے مقولہ کے مطابق فوج کشی کے دوران فتح اور کامیابی اُس کے ساتھ ساتھ رہی۔ اس نے پہلے ماوراء النہر۔ ترکستان۔ کاشغر اور کابل کو فتح کیا۔ پھر اپنی توجہ ہند کو فتح کرنے کی طرف پھیری۔ پنجاب لے کر آگے بڑھا۔ تو یشو دھرورمن والئے قنوج اس کے سامنے آیا۔ مگر مقابلہ کی تاب نہ لا سکنے سے اُسے بھی اطاعت کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا پڑا۔

اجین۔ مالوہ۔ گجرات اور کانکن کی فتوحات :- قنوج کے راجہ یشودھرورمن نے اطاعت قبول کرتے ہوئے مہاراجہ للتا آدتیہ کو جہاں بیش قیمت تحفے اور نذرانے دئے۔ وہاں بھوبھوتی جیسا ڈرامہ نویس بھی بطور "عجوبہ روزگار" پیش کیا۔ قنوج سے آگے بڑھ کر مہاراجہ موصوف نے اُجین مالوہ۔ گجرات اور کانکن وغیرہ کے راجاؤں کو مطیع کیا۔ فتوحات کے سلسلہ کو ختم کر کے فاتح روزگار نے اپنی راجدھانی میں اپنے نام نامی پر شہر للتاپورہ آباد کیا۔ نیز اس شہر میں سورج کا ایک عالی شان مندر تعمیر کیا۔ جس کے اخراجات کے لئے قنوج کی سلطنت کا خراج وقف کیا گیا :

مہاراجہ للتا آدتیہ کی مرتو کے بعد کا غیر معروف زمانہ :- مہاراجہ للتا آدتیہ موہن نے

۷۹۹ء سے ۸۳۵ء تک ۳۶ سال قابلِ فخر حکومت کی۔ اس کی مرتیو کے بعد ۸۳۵ء سے ۸۴۷ء تک کولیا پیڈ۔ بجر آدتیہ۔ پرتھوا پیڈ اور سنگراما پیڈ وغیرہ چند غیر معروف حکمرانوں نے حکومت کی۔ جن کے عہد میں کوئی قابلِ ذکر واقعہ رونما نہیں ہوا:۔

۳۔ مہاراجہ جیا پیڈ [سمت ۸۰۳ سے سمت ۸۴۷]:۔

مہاراجہ جیا پیڈ والئے کشمیر میں سخاوت۔ شجاعت اور قربانی کے تین موہیالی اوصاف کوٹ کوٹ کر بھرے تھے۔ دیکھئے:۔

۱۔ آپ ایک دفعہ اپنی راجدھانی سے تیرتھ یاترا کے لئے روانہ ہوئے۔ الہ آباد پہنچ کر آپ نے ایک لاکھ گھوڑے مستحقین کو دان دیکر اپنے نام کا ایک کتبہ بطور یادگار وہاں لگوایا۔ جس پر من بھت مضمون کندہ کرایا:۔

"ہم نے ایک لاکھ گھوڑے دان دیکر اپنے نام کا یہ کتبہ لگوایا ہے۔ اس سے زیادہ گھوڑے دان میں دیکر کوئی دانی میرے نام کا کتبہ اکھاڑ کر اپنے نام کا کتبہ لگوا سکتا ہے"

۲۔ کہتے ہیں۔ کہ صوبہ بنگال میں مقام پونڈر وردھن کے قریب جنگل میں ایک خونخوار شیر رہتا تھا۔ جس کی دہشت سے راجہ اور رعایا سب سہمے ہوئے تھے۔ اس مسافر راجہ کو جو تیرتھ یاترا پر آیا ہوا تھا۔ شیر کو تن تنہا مارنے کا خیال آیا۔ چنانچہ وہ اپنے چند مسلح ساتھیوں کے ہمراہ جنگل مذکور میں جا دھمکا۔ ساتھیوں کو ایک طرف کھڑا کر کے اپنے ہتھیار کے ساتھ شیر ببر کے سامنے جا گرجا۔ جنگلی شیر نے موہیال شیر کے نزدیک آ کر غرانا شروع کیا۔ ہمارے شجاع بیر نے اپنے مشتاق ہاتھوں سے اپنی تیز تلوار کا اس کے سر پر ایسا بھرپور وار کیا۔ کہ وہ زمین پر اسی دم بے ہوش ہو گرا۔ جانباز اور نڈر موہیال راجہ نے خونخوار شیر کو چند لمحوں میں چیر پھاڑ ڈالا۔ بالآخر وہ اس کے سر اور کھال کو لے کر اپنے ساتھیوں سے آملا۔ صوبہ بنگال میں اس بہادر مہاراجہ کی ہمت و جرأت کی دھاک بندھ گئی:۔

۳۔ مہاراجہ جیا پیڈ موہن نے اپنے وطن کشمیر سے نیپال پر حملہ کر کے اسے فتح کرنے کا عزم کیا۔

نیپال کی سرحد میں جب دشمن کو ایک دو لڑائیوں میں موہیال شیر کی ہمت اور مردانگی کا صحیح اندازہ ہو گیا۔ تو اس نے مہاراجہ جیا پڑ سے اتحاد و صلح کی درخواست کی۔ جسے نیک باطن موہیال راجہ نے بخوشی قبول کر لیا۔ مگر بد باطن اور کینہ دوز نیپالی راجہ نے دھوکے کے دام میں اسے قید کر لیا۔ اور اس کی فوج ہراساں و پریشان ہو کر اپنی حدود میں لوٹ گئی۔ جب مہاراجہ جیا پڑ کے موہیال وزیر دیو شرما نے اپنے آقائے نامدار کی گرفتاری کا حال سنا۔ وہ فوراً نیپال کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں اپنی واپس آتی ہوئی فوج کو پھر نیپال پر چڑھائی کرنے کے لئے منظم کیا۔ نیپال کی سرحد کے قریب پہنچ کر باتدبیر وزیر نے فوج کو جنگل میں چھپ جانے کی ہدائت کی۔ اور خود چند قیمتی تحفے لے کر راجہ نیپال کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور نہایت ادب و عاجزی سے اسے کہا "حضور! اب ہمارا ملک لا وارث اور تخت بغیر بادشاہ کے پڑا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اسے اپنے قبضہ میں لیں۔" نیپالی راجہ نے دیو شرما کو اپنا طرفدار خیال کر کے اس سے کشمیر کو اپنے قبضہ میں لانے کی کوئی کارگر سکیم دریافت کی۔ وزیر دیو شرما نے کافی بات چیت کے بعد ذیل کی تجویز پیش کی:-

"میں قیدی راجہ کے پاس جا کر اسے اس بات پر رضامند کرونگا۔ کہ وہ خود اہل دربار کے نام ایک پروانہ اس مضمون کا بھیج دے۔ کہ اس نے اپنا ملک و تخت اپنی مرضی اور خواہش سے راجہ نیپال کو دے دیا ہے۔ اس لئے کوئی حاکم اس بارے میں راجہ مذکور کی مخالفت نہ کرے۔"

وزیر دیو شرما کا یہ فریب راجہ نیپال پر اثر کر گیا یا فریبی خود فریب کھا گیا۔ چنانچہ اسے شاہی باڈی گارڈ کے دو سپاہیوں کے ہمراہ قیدی راجہ کے پاس جانے کی اجازت مل گئی۔ دیو شرما نے اپنے آقائے نامدار کے پاس پہنچ کر اول سے آخر تک سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اور ساتھ ہی اسے قلعہ کے نیچے بہنے والے دریا کو تیر کر پار پہنچنے کی درخواست کی۔ جہاں کشمیری لشکر اس کی انتظار کر رہا تھا۔ مہاراجہ جیا پڑ نے اپنے موہیال وزیر کی ہمدردی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا "مگر افسوس مجھے تیرنا نہیں آتا میری زندگی اسی قیدخانہ میں گھل گھل کر ختم ہوگی۔ ...."

موہیال وزیر دیو شرما کا بلیدان :۔ شورِ بیر دیو شرما نے اس موقع کو غنیمت جان کر دل ہی دل میں کہا۔ "دیو شرما آج تیری وفاداری اور نمک حلالی کا امتحان ہے جس موہیال راجہ نے تجھے دل و جان سے زیادہ عزیز سمجھ کر پالا پوسا۔ اگر تو موت آنے سے پہلے اس کے کام آ سکے۔ تو اور کیا چاہئے۔"

دل میں پکا ارادہ کرنے کے بعد وزیر نے اپنے آقا سے پُرزور درخواست کی۔ "مہاراج! میں آپ کے لئے دریا کے کنارے کشتی کا انتظام کرنے جا رہا ہوں۔ آپ ٹھیک آدھ گھنٹہ کے بعد وہاں پہنچ جائیں۔ آپ کی سواری کا انتظام بالضرور ہو چکا ہوگا"۔

وزیر دیو شرما نے دریا کے کنارے پہنچ کر فوراً ایک وصیّت قلمبند کی۔ اُسے اپنے سر کے ساتھ باندھا۔ اور اس کے بعد زہر ہلاہل کھا کر چند منٹ میں وہ ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ اتنے میں مہاراجہ جیاپڑ برلبِ دریا پہنچ گئے۔ اُنہیں وہاں کشتی نہ پا کر سخت پشیمانی ہوئی۔ اور پھر اِدھر اُدھر نظر دوڑانے سے اپنے بانذبیر اور وفادار وزیر کی نعش کو دیکھ کر تو اُن کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پہلے تو اُنہیں کسی دشمن کی سازش یا شرارت کا شک گزرا لیکن جب اُنہوں نے وصیّت کو دیکھ پایا۔ تو اُن کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ وصیّت نامہ میں لکھا تھا:۔

"پوجیہ مہاراجہ! مجھے آپ کی سواری کے لئے کشتی نہ مل سکی۔ میں نے اپنا ناچیز جسم جو آپ کی نعمتوں اور بخششوں کا رہینِ منّت تھا۔ آپ کی سواری کے لئے وقف کیا ہے۔ آپ اس پر بخوشی تمام سوار ہو کر دریا پار کیجئے۔ اور اپنے لشکر میں شامل ہو کر سیاہ باطن دشمن پر دوبارہ چڑھائی کیجئے۔ میں نے اپنی زندگی ختم کر کے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ بلکہ اپنی قوم، اپنے ملک اور اپنے تخت کی حفاظت کے زیر اثر اپنا فرض ادا کیا ہے"۔

مہاراجہ جیاپڑ اپنی پُرنم آنکھوں سے نعش پر سوار ہو کر دریا پار ہو گیا۔ جہاں کشمیری لشکر کی مدد سے وزیر دیو شرما کی نعش کا انتیشٹی سنسکار ہوا۔ اور چند روز کے بعد موہیال راجہ نے نیپال کے علاقہ پر لشکر کشی کر کے اُسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

۴۔ للتا پیڈ موہیالی حکومت کے زوال کا باعث بنا۔

دھرم مورتی، شجاعت مجسم اور انصاف پرور موہیال مہاراجہ جیا پیڈ کے ہاں ایک ننگِ قوم، رسوائے زماں اور بد اندیش بیٹے للتا پیڈ نے جنم لیا۔ جس نے اپنے بُرے اعمال کے کلہاڑے سے اپنی خاندانی شرافت اور قومی عظمت کی جڑوں کو کاٹ گرایا۔ عیش و عشرت کا بندہ اور حسن و عشق کا خریدار آٹھوں پہر شراب کے نشہ میں بدمست رہنے لگا۔ چنانچہ اُس نے ایک شراب کشید کرنے والے شخص کی لڑکی جسے دیوی کو اپنے گھر میں داخل کر کے اُس کے بھائیوں مم۔ آنت پلک۔ دھرم۔ کلیان کو سلطنت کا مشیر بنایا۔ جنہوں نے اپنی قابلِ مذمت حرکات سے موہیال بنس کے عروج اور وقار کو خاک میں ملا دیا۔ اس بدبخت موہیال نے ۱۲ سال عیش و عشرت کی زندگی گزار کر ۸۰۸ء میں وفات پائی۔

للتا پیڈ موہن کی مرتیو کے بعد:۔ للتا پیڈ کی مرتیو کے بعد اس کے بدکردار ساتھیوں نے کشمیر کے تخت پر سنگراما پیڈ۔ اجتا پیڈ۔ اننگا پیڈ اور اتپلا پیڈ ولی عہدوں کو یکے بعد دیگرے بٹھایا۔ مگر اُن کی حیثیت و شخصیت کٹھ پتلی سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی۔ کنگ میکرز کی باہمی کشمکش اور حکمرانوں کی نا اہلیت (نالائقی) سلطنتِ کشمیر کی تباہی و بربادی کا کارن ثابت ہوئی۔ یا یوں سمجھیے کہ راجہ للتا پیڈ کے لگائے ہوئے ظلم و جبر کے درخت ۸۵۵ء میں چمنستان موہیالی کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کا باعث ہوئے۔

۵۔ شہر متھرا میں سکونت۔ ڈمن کوٹ کی آبادکاری

متھرا شہر مدت تک موہیالوں کی بستی بنا رہا۔ ہر ذات ہفت برادری کے افراد مختلف وقتوں پر اسی شہر سے اٹھ کر پنجاب اور سندھ میں داخل ہوتے رہے۔ بموجب تحریر رائے سیتھر ملھ بھگوانداس کے تین فرزند گوکل متھراداس اور ہرکشن پیدا ہوئے۔ اور

ہرکشن کے ہاں ابناشی رام نے جنم لیا ؂

امیر تیمور کے پاس ملازمت : جب امیر تیمور نے ہندوستان کے ہر شہر و قصبہ میں قتل اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اور لاکھوں انسان بھیڑ بکری کی طرح لونڈی غلام بنائے جا رہے تھے۔ ہمارے موہیال بیر ہری کشن کا فرزند ابناشی رام اس کے پاس دیوان مقرر ہوا۔ نیز میا داس موہن کے دو بیٹے ہری چند اور ہیرا نند بھی بادشاہ مذکور کے پاس ملازم ہو گئے۔ پھر یہ دونو بھائی شہزادہ میراں خان کے پاس دیوان رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد خاندان ہذا کے بزرگ ملازمت چھوڑ کر پنجاب تشریف لے آئے ؂

قصبہ دھن کوٹ کی آباد کاری :- موہن خاندان کے بزرگ دھنپت نے پنجاب آ کر سندھ کے کنارے دھن کوٹ نامی قصبہ آباد کیا۔ اور وہاں خاندان کے بزرگ گذر اوقات کرنے لگے۔ "اصلاحِ موہیالی" مرتبہ رتن چند وید میں لکھا ہے۔ کہ موہن خاندان سلطان مسعود ابن سلطان محمود کے زمانہ میں دھن کوٹ سے خارج ہوا۔ مگر رائے سیگرڈھ کی پوتھی (کتاب) میں ان کے اخراج کا زمانہ ۱۳۰۰ء (یعنی علاؤ الدین خلجی کا عہدِ حکومت) درج ہے۔ اس کے علاوہ "اصلاحِ موہیالی" میں موہنوں کا گوتر "وشسٹ" لکھا ہے۔ مگر درحقیقت ان کا گوتر "کشیپ" ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے رائے سیگرڈھ کی پوتھی کے واقعات کو "اصلاحِ موہیالی" پر ترجیح دی گئی ہے ؂

ہرجس رائے موہن بابر بادشاہ کا دیوان :- ہرجس رائے موہن بابر بادشاہ کا دیوان مقرر ہوا۔ جس کو قصبہ ممدوٹ کی زمینداری بطور جاگیر عطا ہوئی۔ "اصلاحِ موہیالی" میں اس کا نام ہربنس راؤ لکھا ہے۔ اور یہ بھی درج ہے۔ کہ اس کا بھائی جسونت رائے مسلمان ہو گیا جس کی اولاد اب تک موہنہ کہلاتی اور زمینداری کے ذریعہ ممدوٹ میں گذر اوقات کرتی ہے ؂

ہرجس رائے کی اولاد :- ہرجس رائے کے پانچ بیٹے سندر راؤ۔ بھارت راؤ۔ مانک راؤ۔ سُکھ داس راؤ اور کشن راؤ ممدوٹ کے رئیس ہوئے ہیں۔

۶- موہن خاندان کی تباہی :-

پوتھی سیگر ٹھ راے میں درج ہے- کہ بادشاہ محمد شاہ کے عہد میں شاہ مذکور کی موہن خاندان سے دو لڑائیاں ہوئیں- جن کی بنیادی وجہ یوں لکھتا ہے :-

دیوان سادھو رام کا پوتا جے رام ولد راجا رام بڑا خوش شکل اور وجیہ جوان تھا- بادشاہ نے اُسے جبراً مسلمان بنا کر اپنا داماد بنا لیا- موہن خاندان بادشاہ کی اس حرکت سے آگ بگولہ ہو کر شاہی لشکر سے آمادۂ جنگ ہوا- اس پہلی جنگ میں شاہی فوج کو شکست ہوئی- اور اس کا سپہ سالار حشمت خان گرفتار ہو گیا :-

موہن خاندان کی دوسری جنگ میں تباہی :- شاہی فوج کی شکست بادشاہ محمد شاہ کی شرمندگی اور پریشانی کا کارن ہوئی- اُس نے دوسری جنگ میں خاص قواعد دان فوج اور چیدہ جانباز جرنیلوں کو موہن خاندان کی سرکوبی اور تباہی کے لئے مقرر کیا- چنانچہ دوسری لڑائی میں پوتھی سیگر ٹھ راے کے مطابق دو ہزار اٹھاسی موہن مرد اور استریوں نے دھرم کی شمع پر اپنے آپ کو قربان کیا- جن میں سے ۲۷ نامور اصحاب کے نام پوتھی مذکور میں درج ہیں- اور وہ یوں لکھتا ہیں :-

۱ دیوان رادھا کرشن ۲ شنکر مل ۳ پنجابہ ۴ گلاب ۵ شاماں مل ۶ ساون ۷ کانشی رام ۸ گوکل ۹ گنندا ۱۰ جھنڈا ۱۱ کاہن ۱۲ بھیجیہ ۱۳ گلاب دوم ۱۴ ندھم ۱۵ بھنپت ۱۶ دھرموں ۱۷ دھنی رام ۱۸ بسو ۱۹ بنسو ۲۰ دتی ۲۱ حاکم ۲۲ ہرزی ۲۳ بہاری ۲۴ سوبھا رام ۲۵ سوکھا ۲۶ بھجو دوم ۲۷ بھگوانداس ۲۸ گوہر سنگھ ۲۹ میا سنگھ ۳۰ مان سنگھ ۳۱ گنگا ۳۲ سمیھا ۳۳ داسن مل ۳۴ مولا ۳۵ دولا ۳۶ کرنداس ۳۷ لابھ سین ۳۸ جسونت ۳۹ سنتوکھ ۴۰ سارجن ۴۱ لکھمن ۴۲ موتی ۴۳ گھسیٹا رام ۴۴ لچھمن ۴۵ جے دیال ۴۶ کل کرن ۴۷ کیسر مل ۴۸ دفی چند ۴۹ جیند رام ۵۰ مہتاب ۵۱ رادھے مس ۵۲ جیملی ۵۳ جوالا ۵۴ متھرا ۵۵ بسنت ۵۶ شام جیو ۵۷ نتھو رام ثانی ۵۸ کانشی رام ثانی ۵۹ بھگوان ۶۰ راجہ رام ۶۱ بشن ۶۲ گھمنڈ رام ۶۳ متوال چند ۶۴ نہال ۶۵

نانک ۶۶ منا رام ۶۷ ادھم ۶۸ ارجن ۶۹ موہن ۷۰ مکھو ۷۱ تانی ۷۲ جوتا مل اور ۷۳ شادی:
نیز پوتھی میں سب استریوں کے مردانہ وار ستی ہونے کا تذکرہ بھی پایا جاتا ہے:

دیوان سادھو رام ضعیف العمر کی شادی:۔ جنگ مذکور میں موہن خاندان کی ایسی تباہی ہوئی۔ کہ سوائے ضعیف العمر دیوان سادھو رام کے خاندان کا کوئی نام لیوا و پانی دیوا نہ رہا۔ پہلاد رائے کو خاندان کی نسل کے ختم ہونے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ اس لئے وہ فوراً دہلی ٹھکر شاہ عرف خضر (اجے رام) کی خدمت میں پہنچا۔ اور ٹھکر شاہ نے اپنے خاندان کی بربادی کا حال سنکر دیوان سادھو رام کی شادی کا بندوبست کرنے کا تہیہ کیا۔ اور پہلاد رائے کو سات گھوڑے۔ سات سروپا اور زر نقد دے کر واپس رخصت کیا:

ٹھکر شاہ بادشاہ دہلی سے رخصت لیکر پنجاب میں آیا۔ اپنے خاندان کی بربادی کے واقعات سن کر سخت رنجیدہ خاطر ہوا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا صبر و حوصلہ سے کام لے کر وہ پہلاد رائے کے مشورہ سے کنجوڑ دتاں میں پہنچا۔ جس نے وہاں کے چوہدری بھاگ دت سے اس کی لڑکی کنیا بھاگونتی کے ناطہ کی درخواست کی۔ جسے چوہدری موصوف نے کمال مہربانی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ کنجوڑ کا پروہت رچی رام ایک روپیہ نقد اور کوزہ مصری لے جا کر سادھو رام کو بطور شگن دے آیا۔ اور بعد ازاں ماہ اسوج میں سادھو رام کی شادی ہو گئی۔ اس اوسر پر ہر ایک موہیں کے لاگی کو ایک ایک گھوڑا۔ ایک ایک خلعت اور ایک ایک طلائی مہر موہیں میں اور ایک ایک طلائی بدھکی کبیسریں دی گئی:

ٹھکر شاہ کی یادگار:۔ اپنی شادی کی تقریب پر دیوان سادھو رام نے اپنے مسلمان عزیز کی احسانمندی کو تاریخی اہمیت دینے کے لئے اپنے فرقہ میں یہ رواج قائم کیا کہ ہر ایک موہن شادی وغیرہ کے موقع پر پہلے ٹھکر شاہ کو منائے۔ چنانچہ ٹھکر شاہ کا کوزہ رکھنے کی رسم پر تب سے ہی عملدرآمد شروع ہوا ہے:

سادھو رام کی پھلواڑی:۔ سچ ہے دنیا میں کبھی جنس یا نسل کا بیج ناش نہیں ہوتا۔ قدرت کے کھیل نیارے ہیں جس ضعیف العمر سادھو رام موہن کے پوتے جیرام کی مسلم شہزادی

سے شادی ہو جانے کے کارن موہن خاندان کا خاتمہ ہوا۔ اسی جے رام کے ہاتھوں لمبی عمر رسیدہ دادا کی شادی ہونے سے پھر موہن خاندان کی پھلواڑی ہری بھری ہونے لگی۔ اس کا پہلا پھول مانک دیو نامی لڑکا ہوا جس کی نسل سے سارنگ۔ نانک ہرداس رائے اور رادھامل قوم کے بزرگ پیدا ہوئے۔ جو گرو کی بیل کی طرح بڑھتے پھولتے بعد میں پنڈ دادنخان۔ ساگری۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ ہوسلے بھیل۔ احمد آباد۔ میرپور۔ بہاڑپور اور کربالہ جیسی منڈیوں کو آباد و شاد کرنے والے ہوئے ؛

گلاب رائے ولد تاراچند ولد جادو رائے ولد موہن داس خلف درگا داس کی اولاد پنڈ دادنخان میں آباد ہوئی۔ اسی موّرث نے پنڈ دادنخان میں محلہ موہناں کی بُنیاد ڈالی تھی ؛

لالہ سنگھ برادر گلاب رائے کی اولاد :- ۱۔ سہائی مل ۲۔ جے سنگھ ۳۔ کشن چند ۴۔ اور لعل چند ؛ سلطان سنگھ و دیوان سنگھ فرزندان سدانگ ولد بھوانی داس خلف سہائی مل ؛

۷۔ موہن خاندان کے چند روشن ستارے :-

(۱) شری مہتہ لال چند صاحب موہن آف ہردوروال :- آپ آریہ سماج کے سچے بھگت ہونے کے کارن دھارمک خیالات کے نیک بزرگ تھے۔ آپ نہایت سادہ کم گو۔ سنجیدہ مزاج اور دیش بھگت لیڈر تھے۔ آریہ سماجک انسٹی ٹیوشنوں کے کاموں میں دلچسپی رکھنے کے علاوہ جنرل موہیال سبھا کی بُنیادوں کو بھی مضبوط کرنے میں نمایاں حِصّہ لیتے تھے۔ آپ کا جیون فی الحقیقت یگیہ میہ تھا۔ آپ ہر نیک کام کے لئے اپنی نیک کمائی میں سے مناسب رقم دان دے کر دلی اطمینان حاصل کرتے تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن یکساں ہونے کے کارن آپ کی تحریر و تقریر کا موہیال جنتا پر گہرا اثر ہوتا تھا۔ آپ کی تحریر نہایت دلکش اور مدلّل ہوتی تھی۔ رسالہ "موہیال مِتر" میں آپ کے عالمانہ

مضامین کثرت سے چھپتے رہتے تھے۔ آپ کی تقریر بھی پُر کشش تھی۔ آپ جب کچھ زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے۔ شرو تاگن اُسے امرت ورشا سمجھ کر وجد میں آنے لگتے تھے۔ آپ کے روشن چہرہ کا جلال۔ آپ کے لبوں کی قدرتی مُسکراہٹ اور آپ کا اندازِ بیان سب ایسے دِلآویز پہلو تھے۔ جو کسی خوش قسمت لیڈر کو ہی نصیب ہو سکتے ہیں۔ آپ نے دو دفعہ موہیال کانفرنس کے صدر کے فرائض نہایت شان اور خوبی سے انجام دئے۔ آپ بحث مباحثہ اور مخالفت آمیز کارروائیوں میں دلچسپی نہ لیتے تھے۔ راقم الحروف نے جب مارچ ۱۹۳۱ء میں ماہوار رسالہ "ینگ موہیال" جاری کیا تو آپ نے اس کی تین چار کاپیاں پڑھ کر اپنا ایک نادرانہ ریویو برائے اشاعت بھیجا۔ وہ اتنا حوصلہ افزا اور حقیقت و خوبیت سے لبریز تھا۔ کہ راقم نے بزرگ موصوف سے اس ننھے پودے "ینگ موہیال" کی حقیقی سرپرستی قبول کرنے کی درخواست لکھ بھیجی۔ آپ ابھی اپنے عزیز کی اس پرارتھنا پر غور کر رہے تھے۔ کہ راقم نے "ینگ موہیال" کے آئندہ اشوع میں اس امر کا اشارہ بھی کر دیا کہ "آئندہ "ینگ موہیال" بوجیہ چھنہ لال چند صاحب موہن آف ہردروال کی سرکردگی میں شائع کئے جانے پر وچار ہو رہا ہے ۔۔۔۔" اس نوٹ کے شائع ہوتے ہی ممبران جنرل سبھا پنجاب لاہور جو پہلے ہی ینگ موہیال کی بڑھتی طاقتوں کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ بوجیہ چھنہ صاحب کے گرد جمع ہو گئے۔ لہٰذا "ینگ موہیال" کو ان کی سرکردگی نصیب نہ ہو سکی۔

آپ نے قوتِ بازو کے ذریعہ کافی سے زیادہ دولت پیدا کی۔ اور اُسے مختلف مواقع پر قومی انسٹی ٹیوشنوں کو دان دے کر اپنی سخاوت اور فراخدلی کا بہترین ثبوت دیا۔ ہمیں اس بات کا فخر ہے۔ کہ آپ کے ہونہار سپوت بھی آپ کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی خاندانی شان اور قومی عظمت کو چار چاند لگا رہے ہیں کہ چھنہ (لدھیانہ) میں آپ کے کارخانہ کی بدولت بہت سے موہیال اور نان موہیال نوجوانوں کو روزگار میسر ہے۔ چھنہ برادرز د چھنہ ڈیسراج صاحب موہن اور ان کے بھائی) اس قومی و مُلکی خدمت کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں ؛

(۲) رائے بہادر مہتہ ایشر داس صاحب موہن :- رائے بہادر مہتہ ایشر داس جی موہن آف موضع دھیدووال (ضلع جہلم) بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور میں کافی عرصہ تک شاندار کام کرتے رہے۔ آپ جہاں اپنے سرکاری کام کا قابلِ فخر ریکارڈ رکھتے تھے۔ وہاں آپ قومی امور کی انجام دہی میں بھی بغیر ضانہ کوشش جاری رکھتے تھے۔ موہیال نوجوانوں کو محکمہ پولیس میں بھرتی کرانے کا ٹھوس کام جناب کی مبارک ذات سے ہی انجام پاتا رہا۔ آپ نے ۱۹۳۷ء، ۱۹۳۸ء اور ۱۹۳۹ء میں بیسیوں موہیال نوجوانوں کو اس محکمہ میں برسرِ روزگار بنا کر جو قومی خدمت انجام دی۔ اسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ ایک قوم پرور، حلیم طبع۔ کم گو اور سنجیدہ بزرگ تھے۔ جو خاموش کام اور بے لوث خدمت کرنے کے حق میں تھے:۔

(۳) مہتہ ارجن داس صاحب موہن :- رائے صاحب مہتہ ارجن داس موہن موضع ڈھریالہ جالپ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کے باشندہ تھے۔ آپ اپنی اعلےٰ کارگذاری اور ایمانداری سے محکمہ پولیس میں ترقی کرتے کرتے سپرنٹنڈنٹ پولیس ہو گئے۔ نیز رائے صاحب کا خطاب حاصل کیا۔ آپ کے حقیقی بھائی مہتہ بھیم سین جی موہن بھی محکمہ پولیس میں انسپکٹر تھے۔ دونو بھائیوں کا سروس ریکارڈ قابلِ فخر تھا۔ رائے صاحب موہیال جاتی کی ترقی و بہتری کے پہلوؤں کو ہمیشہ نگاہ میں رکھتے تھے۔ آپ قوم کے برسرِ اقتدار موہیال بھائیوں و بزرگوں کی توجہ قوم کے بے کار و بے روزگار نوجوانوں کی طرف دلاتے رہتے تھے۔ آپ کا مقولہ تھا۔ "موہیال جہاں کہیں بھی کچھ اختیار یا وقار رکھتا ہے۔ اُسے قومی بہبودی لگاتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہی اصلی قومی خدمت ہے۔" آپ نے بے شمار موہیال نوجوانوں کو مختلف سرکاری و غیر سرکاری محکمجات میں بھرتی کرایا۔ آپ تصنیف و تالیف کے کام میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ چنانچہ انگریزی موہیال ہسٹری کے ابتدائی ایڈیشن کی ترتیب آپ نے فخرِ قوم بخشی رامداس جی چھبر آف بھیرہ۔ راشٹوادہ بیلی رام جی بالی آف راولپنڈی اور چوہدری کانشی رام جی دت آف راولپنڈی کے ساتھ تن دہی سے کام کیا:۔

ساتواں باب

[سات حصوں میں] لَو اور بھموں خاندان کا مُفصّل بیان

۱- لَو خاندان :- شری رام چندر جی کے گورو وشنشٹ رشی اس خاندان کے مورثِ اعلےٰ بتائے جاتے ہیں ؛

قدیمی سکونت :- زمانۂ مہابھارت میں لَو خاندان کے معزز رُکن مہاراج رشی کرپاچاریہ اسالا راج رشی درون آچاریہ اسپتر گوتم رشی ہستناپور میں رہائش پذیر تھے۔ آپ جنگی فنون اور فوجی ٹریننگ کے ایک ماہر استاد تھے۔ آپنے جنگِ مہابھارت میں کوروؤں کی طرف سے جنگی جوہر دکھا کر جہاں دریودھن سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ وہاں اپنے ورودھی دَل سے بھی شجاعت کی داد حاصل کی۔ آپ نے مہابلی اشوستھاماں کو پانڈو دَل پر رات کو چھاپہ مارنے سے منع کیا تھا۔ اس جنگ کے خاتمہ پر رشی وَر کسی گوشۂ گمنامی میں پرَبھو بھگتی میں محو ہو گئے۔ اور غالباً مہابھارت کی جنگ کے بھیانک اثر کا جزو بن کر اس دنیا سے لوپ ہو گئے ؛

وتس یا وشنشٹ گوتر :- "گلشنِ موہیالی" میں درج ہے۔ کہ ایک پوتھی دِشوار نیتی ترمیں لکھا ہے۔ کہ یہ مُوہیں وتس ویش میں آباد تھی۔ اور بلوچستان میں رہنے والے ایک لَو بھائی نے اس بات پر بڑا اصرار کیا تھا کہ لَو بنس کا گوتر وتس ہے۔ آپ لوگوں نے وشنشٹ غلط لکھا ہے"۔ مگر لَو خاندان کے سب لوگ اپنا گوتر "وشنشٹ" ہی بیان کرتے ہیں۔ اِس لئے "وشنشٹ" ہی تحریر کیا گیا ہے ؛

۲- راجہ بجے پال کی اولاد اور سلطنت :-

زمانہ کے مد و جزر اور اتار چڑھاؤ کے زیر اثر لو خاندان کا ایک شخص بجے پال ۱۶۸ ہجری میں کسی نامعلوم علاقہ سے پنجاب میں وارد ہوا جس نے کانگڑہ کے قریب اپنے نام پر بجواڑہ نامی قصبہ آباد کر کے ایک ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اور اپنی موقعی ہمت نیز قدرتی لیاقت اور حکمتِ عملی سے آس پاس کے علاقہ کو فتح کر کے بجواڑہ کو ریاست کی راجدھانی قرار دیا۔

راجہ بجے پال کی اولاد اور سلطنت کی وسعت: راجہ بجے پال کے ہاں دو بیٹے لو پال اور بھوپال پیدا ہوئے۔ باپ کی مرتیو پر لوپال تخت نشین ہوا جس نے اپنی سلطنت کو کانگڑہ سے ملتان (موہیال استھان) تک وسعت دی۔ قصبہ لودھرا بھی اس مشہور حکمران کا تعمیر کیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ نیز اس کی ریاست کے آس پاس کے علاقوں میں لنگاہا اور لوہانہ اقوام بھی اسی راجہ کی نسل سے معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل الذکر مدت تک ملتان میں راج کرتی رہی۔ اور ان سے بابر بادشاہ نے وہاں سے خارج کیا۔ اور آخر الذکر مدت تک برہمن آباد (سندھ) میں حکمران رہی۔ سندھ کے چھبر راجاؤں کے ساتھ اس قوم کی رشتہ داریاں اس کے موہیال ہونے کی بھلی بھانت تصدیق کرتی ہیں۔ مگر لنگاہا قوم نے اسلام کے دور کے آغاز میں اسلام قبول کر لیا۔

روایت ہے کہ لاہور بھی اسی راجہ کا بسایا ہوا ہے مگر عام رائے یہ ہے کہ اسے مہاراجہ رام چندر جی کے بڑے بیٹے راجہ لو نے بسایا تھا۔ ایک تاریخ میں مہاراجہ پرتھوی راج اور اس کے بعد مہاراجہ بکرماجیت اعظم کے لاہور آباد کرنے کا ذکر درج ہے۔

راجہ لوپال کے بیٹے وشورائے کی شان اور عظمت: راجہ لوپال کی مرتیو پر خاندان کا مشہور سپوت راجہ وشورائے تخت نشین ہوا جس کی خاندانی شجاعت، ناقابلِ تسخیر جرأت اور بے مثال نخوت کا تذکرہ ایک کوی نے اپنی پستک "وشورائے نیتی" میں کیا ہے۔ تبرکاً بطور نمونہ اس کے چند کبت ملاحظہ فرمائیے:

لہ لودھرہ کا آخری راجہ بھوج دیو بعہد سلطان محمد غوری ... پرتھوی راج چوہان ... جو راجپوتوں نے قبضہ جما لیا۔ (دیکھو فتوحات راجستھان بعہد ... صفحہ ...)

نو لکھ شستر دھار گرجن جو رن میں - جب کریں شترو سے بھڑ توپ و گن تب رن میں
دیں کاٹ شترو کا سیس جوش ہو تن میں - سن ان کی گرج سنگھ بھی تھر تھر کانپیں بن میں
ادھیراج چھتر دھاری ہیں جن میں - ان گنت طاقت ہے لوگ کہیں تن من میں
کہے کوی بھٹ شوبھا انکی آوت نہیں کتھن میں - جب ہوں دیال کریں مالا مال اک چھن میں

(۲)

شری وشو راے بجوارہ جب ان بھومی پر جاتے تھے - دیش دیش کے راجہ اُن کے سر پر چنور جھلاتے تھے
ہٹھ کر کے جو لڑیں ان کو آویں وہ سب جمنہ کی گھاٹ تھے - نو بنس وتس گوترمی کوی گن اُن کا گاتے تھے

وشو راے کی اولاد اور خاندان کے تھمے } راجہ وشو راے کے چار بیٹے تھے - اجر - آہی اور گھیگہ ہوئے ہیں - جن کے نو خاندان کے چار تھمے تھے - اڑے - اہے اور گھکے نامزد ہوئے ::

شامار او :- نو خاندان میں چند ایک پشتوں کے بعد شامار او نوہردہ (نودرہ) حکمران ہوا - اس کی اولاد اب تک شاما پوترے کہلاتی اور بوجہ لین دین رشتہ ناطہ عام برہمنوں میں جذب ہو گئی ہے ::

اندر سین :- شامار او بزرگ کا مشہور و معروف پوتا اندر سین کوٹلہ اقبال مند اور بہادر ہو گزرا ہے - ذیل کے کبتوں سے ظاہر ہوتا ہے - کہ اس نے سلطان محمود سے جنگ کر کے اسلامی لشکر کو شکست دی تھی ؎

غزنی دیش سے سلطان آیا ہند فتح کیا سارا - خبر ہوئی جب اندر سین کو منس اکٹھ کیا بھارا
دو راجن جب لڑے آپس میں بہی خون کی دھارا - وہ کہیں اللہ اکبر وہ شیو شنکر کا نعرا
جب ہوئی دونو کی بھیڑ یدھ ہوا تب بھارا - ہوا واپس سلطان غزنی کو چلا کچھ نہ چارا
کہے کوی بھٹ شوبھا انکی جت میں ہی راسی لاج رکھ موہیال بنس کی کھوج کیا اتی بھارا

اگرچہ اس جنگ کا تاریخ میں کہیں ذکر نہیں - مگر ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ جب سلطان محمود غزنوی سومناتھ مندر کو لوٹ کر واپس غزنی جا رہا تھا - اس وقت جاٹوں نے اس کی

تھکی ماندی فوج پر ہلہ بول کر لوٹ کھسوٹ کی تھی۔ غالباً یہ موہیالوں اور جاٹوں کی مشترکہ فوج راجہ اندرسین کی سرکردگی میں اسلامی لشکر پر حملہ آور ہوتی ہوگی۔

راجہ اندرسین کے خاندان کا زوال بھی انہی دنوں شروع ہوا جبکہ محمود غزنوی نے اگلے سال اس شکست دینے والی فوج سے جی بھر کر بدلہ لیا۔

۳۔ رائے بلارسین اور امیر تیمور کے دوستانہ تعلقات

رسالہ "اصلاحِ موہیالی" کے صفحہ ۳۸-۳۹ کے مطابق رائے بلارسین پسر رائے اندرسین نے ۱۳۹۸ء ہجری میں امیر تیمور گورگانی کا جبکہ وہ کوہستان کی پہاڑیوں کے راستہ ہردوار سے سمرقند کی طرف جارہا تھا ہارڈک سواگت کیا۔ اور اس کے لشکر کی خوراک وغیرہ کا دریائے بیاس کے کنارے تک خاطر خواہ بندوبست کیا۔ اس کے علاوہ رائے بلارسین نے ایک خاص دربار میں ذاتی طور پر یا اپنے سفیروں کی معرفت امیر تیمور کی خدمت میں اپنے دیش کے پہاڑی راجے یارانے بطور تحفہ پیش کئے۔

امیر تیمور رائے بلارسین کی مہمان نوازی سے بہت پربرت ہوا۔ } امیر تیمور نے رانا بلارسین کی مہمان نوازی سے خوش ہو کر اس کی اولاد کو علاقہ بجواڑہ مستقل طور پر بطور جاگیر عنایت فرمایا۔ یہ ریاست اس خاندان کے پاس قریباً تین صدیاں رہی۔ آخر جب اورنگ زیب کے عہد میں سکھوں نے ملک میں شورش اور بغاوت شروع کی۔ تو بجواڑہ کے موہیال جاگیردار کسی خاص وجہ سے مسلم بادشاہ کی واجب خدمت نہ بجا لا سکے۔

اورنگ زیب نے جاگیر بجواڑہ ضبط کر لی } اورنگ زیب موہیال خاندان کی اس بے رخی یا بے وفائی کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا۔ اس نے اپنے شاہی حکم سے بجواڑہ کے موہیال چیف بھگوتی داس تھے اس خاندان کی جاگیر ضبط کر لی ہیں تاریخی واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بجواڑہ اس خاندان کی ڈھیری تھی۔ اور رائے بلارسین کے بیٹے پوتے وغیرہ بجواڑہ کے ڈھیر پیدا تھے۔ جاگیر مذکور کے ضبط ہو جانے سے اس خاندان کے کچھ لوگ اپنے پہاڑ

وطن کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر کوٹ نزیلہ ضلع راولپنڈی میں جا آباد ہو گئے۔ اور باقی پنجاب کے قصبات پنڈ دادنخان۔ نواں شہر۔ ہزارہ۔ جوتالہ۔ روپ وال۔ دوالمیال (جہلم)، اور گوجرانوالہ میں رہنے سہنے لگے۔ گوجرانوالہ میں اُن دنوں لو خاندان کا ایک بہت مشہور جوتشی سردار ہری سنگھ نلوہ کی خدمت میں کام کرتا تھا۔ اور اُسے نلوہ کی طرف سے کچھ اراضی اور ایک کنواں ملا ہوا تھا :۔ [نوٹ: جاگیر کی ضبطی کے متعلق سطور بالا منجانب مہتہ ڈیڈو رام جی لو ہیں]

راجوری ریاست جموں میں لو خاندان } :- راجوری کا باشندہ دیا رام لو سکھوں کے زمانہ میں بطور کاردار کام کرتا تھا۔ اس کے چار بیٹے رام چند، کشن چند، جگن ناتھ اور گنڈا مل تھے۔ اُن میں سے رام چند فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اقبال کی یاوری یا خوش قسمتی سے وہ راجکمار پشوراسنگھ کا ایڈی کیمپ مقرر ہو گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی مرتیو کے بعد جب سکھا شاہی یا آپا دھاپی کا دور شروع ہوا۔ تو فوج کے بدخواہوں نے راجکمار اور اُس کے ساتھیوں کو اٹک کے قریب جا گھیرا :۔

مہتہ رام چند لو کی اپنے آقا سے سچی عقیدت } :- جب مہتہ رام چند لو کسی کام کے لئے بمقام سوہدرہ گیا ہوا تھا۔ اُسے اپنے آقائے نامدار (راجکمار پشوراسنگھ) کی گرفتاری و بے بسی کا علم ہوا۔ وہ فوراً اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اٹک کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب یہ پارٹی کیمبلپور کے قریب پہنچی۔ تو اس نے وردھی دل کی کثرت کے مدِنظر اپنے ساتھیوں کو گھسیاروں کا بھیس بدلنے کی ہدایت کی :۔

مہتہ رام چند لو کی غیر معمولی جرأت } :- مہتہ رام چند اور اُس کے ساتھی گھسیاروں کے بھیس میں دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے راجکمار کے قریب جا پہنچے۔ اُسے نرغہ (گھیرے) میں دیکھ کر مہتہ صاحب کے غم و غصہ کی انتہا حد نہ رہی۔ چنانچہ اُس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ اور وہ سب اُس کے ساتھ بلائے بے درمان کی طرح دشمن کے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ ایک ہنگامہ پیدا ہوا۔ مگر بہادر مہتہ صفوں کو چیرتا اور دشمنوں کو کاٹتا ہوا اپنے راجکمار کے پاس جا پہنچا اور اسے دشمنوں کے پنجہ

سے نکل کر اپنی موروثی دلیری اور خاندانی وفاداری کا ثبوت دیا ؛

راجکمار بشیشور اسنگھ گولی کا نشانہ :- راجکمار بشیشور اسنگھ اپنے ایڈی کیمپ کی دلیری اور حکمت عملی سے دشمنوں کے چنگل سے رہا ہو کر اسے خوشنودی مزاج کی سند دیا چاہتا تھا۔ کہ اُسی لحظہ دشمن کی گولی نے اُس کا کام تمام کر دیا۔ مگر شوبیر مہتہ اسی طرح دشمن سے لڑتا بھڑتا اپنے وطن کی حد میں صحیح سلامت پہنچ گیا ؛

۴۔ لو خاندان کے معزز ممبران

[مہتہ ڈیڈو رام جی لو مہرلی کی طرف سے]

۱ مہتہ نواب رائے جی لو کھوہار کمان افسر سکھ آرمی ۲ مہتہ امر ناتھ جی لو آف جالندھر انڈین کمانڈر باڈی گارڈ کیولری ۳ سردار سوچیت سنگھ جی لو آف سید کسراں رسالدار رسالہ نمبر ۳۰ ۴ مہتہ ایشر داس جی لو آف بھون صوبیدار ۔ ۱۱/۴ انفنٹری ۵ رائے صاحب مہتہ بھاگ رائے جی لو بی۔ اے یسی اینڈ ممبر آف کونسل جموں اینڈ کشمیر سٹیٹ ۔ جالندھر ۶ مہتہ ہر بھگوان داس جی لو ریٹائرڈ تحصیلدار پنڈ دادنخان ۷ مہتہ ڈیڈو رام جی لو سپرنٹنڈنٹ ملٹری اکونٹس ڈپارٹمنٹ (آف نواں شہر ہزارہ) راولپنڈی ۸ مہتہ جگدیش رام جی لو انسپکٹر پولیس (آف نواں شہر ہزارہ) پشاور ۹ مہتہ تلسی رام جی لو سب انسپکٹر پولیس (آف نواں شہر ہزارہ) پشاور ۱۰ مہتہ رام بھیال جی لو آف پنڈ دادنخان ہیڈ کلرک محکمہ نمک ۱۱ مہتہ کرپا رام جی لو آف کوہی پریذیڈنٹ میونسپلٹی پکھاور شہر ۱۲ مہتہ ارجند اس جی لو (آف کریم پور) ریٹائرڈ سٹور کیپر پشاور ۱۳ کیپٹن نرائن داس جی لو اسسٹنٹ سرجن ۔ پنڈ دادنخان ۱۴ مہتہ کرپا رام جی لو ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ آف ریونیو ممبر جموں ۱۵ رائے صاحب بخشی بر ہمداس جی لو (ریٹائرڈ) ریونیو اینڈ ہوم منسٹر منڈی سٹیٹ ۱۶ کیپٹن اننت رام صاحب لو آئی۔ ایم۔ یسی۔ یسی آف دوالمیال (راولپنڈی) ۱۷ لفٹیننٹ مہتہ ملک چند جی لو آف گلیانہ ۱۸ لفٹیننٹ مہتہ سردار چند جی لو آف گلیانہ ۱۹ بخشی نرسنگھ داس جی لو آف گلیانہ ۲۰ جمعدار بخشی کلدیپ چند جی لو آف گلیانہ ۲۱ جمعدار بخشی لچھمی نرائن جی لو ؛

۵- بھوال خاندان۔

بھوال خاندان کی کھوج:- خاندان ہذا کا کوئی قدیمی شجرہ نسب دستیاب ہو سکا ہے نہ کوئی قومی گیت۔ ہاں رسالہ "اصلاحِ موہیالی" کے صفحہ ۳۵ و ۳۸ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بھوال خاندان کا مورثِ اعلیٰ راجہ نند ہو گزرا ہے۔ جس کا اپنے نام کا "قلعہ نندنہ" واقع بالناتھ ٹلہ اس کی حکمرانی کا سو فیصدی شاہد (گواہ) ہے۔ اس قلعہ کے کھنڈرات آج بھی موضع باغانوالا تحصیل پنڈدادنخان (جہلم) میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ جب سنہ ۹۸۵ء میں سلطان محمود غزنوی نے اس قلعہ پر حملہ کر کے بھوال بزرگوں کو دیش بدر کر دیا خاندان کا سنگھٹن و قلعہ اور موہیالی امتیاز سب کچھ مفقود ہو گیا۔ ہاں خاندان کے کچھ لوگ جو بکھیالہ میں آباد ہو گئے۔ ان کے بیٹے پوتوں نے وہاں زمین کی ملکیت۔ نمبرداری اور ذیلداری وغیرہ حاصل کر کے پھر پہلی قابلِ فخر آبائی (باپ دادا کی) شان پیدا کر لی۔ قلعہ مذکور کے کھنڈرات کے نزدیک ہی بھوالوں کا مشترکہ شمشان آج بھی ہمیں اپنے بزرگوں کی پروانہ وار شہادت کی یاد دلاتا ہے۔

"گرچک نامہ":- منشی راجزادہ پرمانند بالی نائب قانونگو تحصیل پنڈدادنخان (جہلم) اپنی پستک "گرچک نامہ" میں لکھتے ہیں "جب جنجوعہ خاندان کے سرداروں نے بھوالوں سے جنگ کر کے انہیں بکھیالہ سے باہر نکال دیا۔ تو مقتولین کی نعشوں کو وہیں ایک جگہ جمع کر کے انتیشٹی سنسکار کیا گیا تھا۔" غالباً یہ واقعہ محمود غزنوی کے اس حملہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں اس نے بھوالوں کو بکھیالہ میں بیدردی سے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

راجہ نند پر محمود غزنوی کے حملہ کی وجہ:- "گلشنِ موہیالی" کے مطابق مشہور مہاراجہ نند والئے کالنجر (بندھیل کھنڈ) بھوالوں کا مورث سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں گزرا ہے۔ قنوج کے راجہ نے جب محمود غزنوی کی اطاعت قبول کر لی۔ تو غیرت اور خودداری کے پتلے راجہ نند کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی۔ اس نے بزدل راجہ قنوج کو یہ

خیال کرتے ہوئے کہ "دنیا کمزوروں کے لیے نہیں ہے" صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ جب محمود غزنوی کو اپنے مطیع الفرمان راجہ کی ہلاکت کی خبر ملی۔ تو وہ آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے ۱۰۲۲ء میں خود دار راجہ نند کو سزا دینے کے لئے اُس کی سلطنت پر چڑھائی کی۔ مگر بہادر راجہ نے مسلم فوج کو ناکوں چنے چبوا دئے۔ اور محمود کو ناکام و نامراد واپس لوٹنا پڑا۔ (دیکھئے واقعاتِ ہند۔ صفحہ ۳۷ و ۳۸) :۔

قدیمی سکونت:۔ جب اسلامی دور کے آغاز میں بھموالوں کا راج چھن گیا تو خاندان ہذا کے بجورگ متھرا میں جا آباد ہوئے۔ اُن کا ایک بجورگ راجہ جنجوعہ کے دربار میں ملازم ہو گیا۔ جب راجہ سری پت بالی ولد دھروپت بالی (جس کا ذکر بالی خاندان میں آ چکا ہے) شہاب الدین محمد غوری کے نائب قطب الدین ایبک کے حکم سے ۱۱۹۶ء میں بے دخل ہو کر دوابہ سندھ ساگر میں بھیجا گیا۔ تو بھموال خاندان کا بزرگ رائے بام دیو بھی بطور مشیر کار (رائے مز لوک ناتھ بالی کی طرح) اس کے ہمراہ یہاں آ کر آباد ہوا۔ یہاں کوہ نمک سار کے متصل رائے بام دیو نے مکھیالہ نامی قصبہ آباد کر کے اُس میں رہائش اختیار کی۔ رائے بام دیو کے نام پر ہی اس کی اولاد بھموال کہلاتی ہے :۔

بام دیو کی مرینو پر اس کا بیٹا کلس دیو راجہ مل خان پسر راجہ سری پت بالی کا مشیر بنا :۔

۱۔ میر دیو۔ بیر نیک کا شہید گنج :۔

رائے کلس دیو بھموال کی نسل میں سے ایک شخص میر دیو نامی مکھیالہ کی زمینداری پر اورنگ زیب کے زمانہ میں قابض تھا۔ جے بھان۔ درگا داس اور چتر چند بھموال کی اولاد یہاں سے مختلف طرفوں میں جا آباد ہوئی۔ نیز احمد شاہ ابدالی کے عہد میں میر دیو بھموال کی نسل میں سے بہت سے آدمی یہاں سے نقل مکانی کر کے اِرد گرد کے دیہات میں جا آباد ہوئے۔ مکھیالہ کی زمینداری نیز نمبرداری اسی قوم کے پاس تھی۔ اس نسل میں سے پوہلو کا نام سوہیالی کبتوں میں آتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔

کہ وہ بھموال خاندان کا ایک ممتاز ممبر گزرا ہے:۔

پیر پھٹک کا شہید گنج: موضع باغانوالا تحصیل پنڈ دادنخان (جہلم) کے قریب "قلعہ نندنہ" میں بھموال خاندان کے بہت سے آدمی مردانہ وار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے جن کی یہ شہید گنج یادگار ہے۔ اس جنگ کا ذکر وید خاندان کے حالات میں بھی آ چکا ہے۔

۷۔ بھموال خاندان کے روشن ستارے:۔

(۱) قصبہ گلیانہ میں بھموال خاندان کے کئی صاحب ثروت اور آسودہ حال گھرانے آباد تھے جن میں سے ایک نامور بزرگ بخشی ہری سنگھ بھموال مہاراجہ گلاب سنگھ والئے کشمیر کی اردل میں بطور ریاستی کارڈ ملازم ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ گلگت میں کاروار ہو گئے۔ مہاراجہ موصوف کی مرتیو کے بعد حاکموں کی بے رخی سے افسردہ خاطر ہو کر آپ واپس وطن چلے آئے۔ آپ کوہ نمک سار کے محکمہ نمک میں بھی ایک ممتاز عہدہ پر فائز رہے۔ آپ بڑے سخی و قوم پرور ہونے کے علاوہ بڑی زرعی جائداد کے مالک تھے۔ آپ نے اپنے بیٹے جوگدھیان بالی نائب تحصیلدار کی شادی پر ہزاروں روپے پانی کی طرح بہائے۔ آپ سمت ۱۹۲۹ بکرمی میں گلیانہ میں کالوش ہو گئے:۔

(۲) کیپٹن رام لال صاحب بھموال سول سرجن آو تل خالصہ (راولپنڈی):۔ آپ چوہدری رام بھج دت کنجروڑی کے داماد تھے۔ آپ نے جنگ عظیم میں شاندار خدمات کی بدولت کیپٹن کا خطاب پایا۔ دوران سروس پنجاب کے مختلف اضلاع میں آپ نے بھموال کنبوں کی بہبود و ترقی کا عملی ثبوت دیا۔ ریٹائر ہو کر آپ نے ڈیرہ دون میں مستقل رہائش اختیار کی۔ اور وہاں کافی جائداد بھی پیدا کی۔ آپ ۱۹۴۴ء کو سورگباش ہوئے۔ اپنے اور بیگانے سب آپ کو دل و جان سے چاہتے تھے:۔

(۳) مہتہ بشمداس بھموال عرائض نویس لاہور۔ آپ پرچینٹ موہیالی کے خبیدا تھے۔ قومی جلسوں میں موہیالی اوصاف کا اظہار نثر و نظم کی صورت میں کیا کرتے تھے۔ آپ مہتہ پورن چند ایڈیٹ بلی کے پتا تھے۔

(۴) دیگر معززین کے نام:۔ مہتہ حکم چند بھموال افسر مال۔ مہتہ دُنی چند افسر مال۔ مہتہ رادھا کشن اوتھو کار دانہ جاگیردار بعبد سکھاں۔ مہتہ گورحرل دی بھون چند فوج بعبد سکھاں بخشی جگن ناتھ بد رعیف کا کل حق ہو

حصّہ دوم

۱۔ جنرل موہیال سبھا پنجاب سے پہلے

۱۔ کنبہ سسٹم:۔ جنرل موہیال سبھا پنجاب کے قائم ہونے سے پہلے موہیالوں کی تہذیب پاکیزہ، طرزِ معاشرت سادہ اور تنظیم محدود مگر بے حد مضبوط تھی۔ کنبہ سسٹم کے زیرِ اثر ہمارے بزرگ "خانہ تنگ دل فراخ" کے مقولہ پر کاربند تھے۔ ایک کوٹھڑی میں دو دو تین تین کنبے رہائش رکھتے اور اپنی تمام ضروریاتِ زندگی وہیں بھلی بھانتی پوری کرتے تھے۔ خاندان کے سب ممبر اتفاق اور محبت کے عملی پرچارک تھے۔ اُن میں سے گنتی کے چند بزرگ منشی منصدی۔ پٹواری نمبردار۔ ذیلدار۔ مدرس وغیرہ دس دس بارہ بارہ روپیہ ماہوار تنخواہ میں اپنے اپنے قبیلوں کے اخراجات پورے کرتے تھے۔ کماؤ ممبران نہ صرف اپنے خاندان بلکہ گلی محلہ اور قصبہ کے لوگوں میں حقیقی قدر و منزلت پاتے تھے۔ وہ سب موہیال بچوں کو ایک جگہ فراہم کر کے انہیں اپنے عام فہم اپدیشوں سے برہمچاری۔ کرمچاری۔ بلوان اور محبّ قوم بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور غیر کماؤ ممبران گھر کے سب چھوٹے بڑے کاموں کے علاوہ کھیتی باڑی۔ ڈھور ڈنگر اور فصل کی دیکھ بھال کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ الغرض ہمارے بزرگ اپنے ہاتھ سے تیار کردہ اناج کھاتے اور اپنے ہاتھ سے کاتے ہوئے سوت سے اپنی تن پوشی کرتے تھے۔ وہ غریب ہوتے ہوئے بھی آسودہ حال اور شانت تھے۔

۲۔ پنچایت سسٹم:۔ ہمارے بزرگوں کو اُن دنوں گو پریس اور پلیٹ فارم کے سادھن پراپت نہ تھے۔ مگر اُن کا سنگٹھن۔ اُن کا دستورالعمل۔ اُن کا طرزِ معاشرت اور اُن کا خورد و نوش کا طریق اوّل سے آخر تک ایک تھا۔ گویا اُن کے جیون کے ہر ایک قدم سے علم و عمل کی خوشبو آتی تھی۔ اور یہی خوشبو جیک اُن کے پریس اور پلیٹ فارم کا کام دیتی تھی۔ اُن کی پنچایتی کارروائی زمانۂ حال کی کسی ہائی کورٹ کے فیصلہ سے کم اہمیت نہ رکھتی تھی۔ پنچایت

کے سرپنچ نامور بزرگ ہوتے تھے۔ اُن کے متفقہ فیصلوں کو ٹالنا یا اُن کے خلاف آواز اُٹھانا بالکل ناممکن تھا۔

مردوں کی پنچایت کے ساتھ ساتھ عورتوں کی پنچایت بھی کام کرتی تھی۔ بزرگ عورتیں بہو بیٹیوں کے اندر خاندانی تقدیس (پوترتا) اور دھارمک وچار پیدا کرنے کا یتن کرتی تھیں۔ انہیں گھریلو معاملات کو خوبی سے چلانے اور قومی دستور العمل پر کاربند رہنے کی عملی تحریک کرتی تھیں۔ کسی بڑے سے بڑے بدمعاش یا لچے لفنگے کو کسی بہو بیٹی کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ راقم الحروف کی دادی شریمتی لچھمی دیوی قصبہ کنجروڑ میں "گلہاڑا لچھمی" کے نام سے مشہور تھی۔ وہ بہت کرتوتن اور رعب دار سرپنچ تھی۔ اُس نے کئی بدمعاش مردوں اور عورتوں کو سرِ محفل سلیپروں کی مار سے راہِ راست دکھا دیا۔ گویا اُن دنوں ہماری بہو بیٹیوں کی عزت و پاکدامنی خاندان کی بزرگ دیویوں کی بدولت محفوظ رہتی تھی۔ اور نوجوان لڑکے لڑکیوں کے ناطہ نسبت کی بھی بہت حد تک وہی ذمہ دار تھیں۔

۲۳۔ لین دین کا سسٹم:۔ اُن دنوں کاروباری سلسلہ نہایت سادہ اور مؤثر تھا۔ پرامیسری نوٹ، ہانڈی یا تمسک سرکاری عدالتوں تک محدود تھے۔ گاؤں یا قصبوں کے لوگ لین دین بالعموم زبانی طور پر انجام دیتے تھے۔ یا زیادہ سے زیادہ اپنے بہی کھاتہ یا پرائیویٹ نوٹ بک میں بطور یادداشت قرض کی رقم اور مقروض کا نام درج کر لیتے تھے۔ اور دوسرے کان تک اس لین دین کی خبر تک نہ ہوتی تھی۔ مقدمہ بازی تک شاذ و نادر ہی نوبت پہنچتی تھی۔ بیسویں صدی میں بھی قرضخواہ اور مقروض کے تعلقات میں۔۔۔ یہی دیانتداری کام کرتی نظر آتی۔ مجھے ۱۹۱۱ء میں دو بزرگ موہیال دیویوں کے لین دین کے طریق کار کو اپنی آنکھوں دیکھنے کا موقع ملا۔ ایک نے دوسری کے پاس ایک سنہری کڑا ڈیڑھ سو روپیہ میں گروی رکھا ہوا تھا۔ دونو دیویاں لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو کر چپکے چپکے اپنا لین دین کا حساب کتاب کرتی تھیں۔ میں گو بچہ ہی تھا مگر انکے لین دین کے معاملہ کو تاڑ گیا

اُن دونو دیویوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ اُن کا راز کسی تیسرے انسان تک پہنچ چکا ہے۔ اُنہوں نے مجھے اپنے نزدیک بُلا کر بزرگانہ لہجہ میں کہا۔ "کاکا! تو ہمارا اچھا بیبا بچہ ہے۔ ہمارا یہ لین دین کا راز اپنے پاس ہی رکھیو۔ ورنہ ہمیں خِفّت اُٹھانی پڑے گی"۔ مجھ راز دان کو اپنی بزرگ ماتاؤں کی خوش اعتمادی اور دیانتداری نے کاروباری دُنیا میں جینے کا ڈھنگ بنایا۔ دونو دیویاں پربھو بھگت تھیں۔ اور وہ بھگوان کو ہر لمحہ اپنے پاس کھڑا دیکھتی تھیں۔ سُنہری کڑا دونو کے نزدیک ایک کاروباری سادھن تھا۔ نہ کہ لالچ یا بے ایمانی کا ذریعہ:۔

۴۔ بیاہ شادی کا سِسٹم:۔ ان دنوں سادگی کا زمانہ تھا۔ تعلیم کی کمی تھی۔ نوجوانوں کی تمام تر توجّہ مکھن گھی کھانے اور دودھ لسّی پینے نیز محنت مشقّت کے کاموں میں مصروف رہنے پر مرکوز تھی۔ اُردو فارسی کی چند کُتب کسی مسجد میں پڑھ لینا ہی کافی سمجھا جاتا تھا۔ مڈل پاس نوجوان کو تو لوگ دور دور سے دیکھنے آتے تھے۔ عورتیں پردہ میں رہتی تھیں اس لیئے لڑکیوں کی تعلیم کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ ہاں اپنے گھر کی چار دیواری میں کچھ قدر ہندی یا گورمکھی پڑھ لکھ لیتی تھیں۔ ایسے معصوم اور خاموش زمانہ میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کی شادیوں کے سلسلہ میں فقط "خاندانی شرافت" یا "سچا گھر" کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا تھا۔ ہر سِفت ذات برادری کے بھروسہ۔ بزرگ ماتائیں اور نوکی سر پنچ ناطہ نسبت کے معاملہ میں اپنا قابلِ فخر پارٹ ادا کرتے تھے۔ شادی کی رسوم نہایت سادہ اور پاکیزہ ہوتی تھیں۔ "نمود و نمائش"۔ "فیشن" "ٹھاٹھا" اور "منہ مانگے جہیز" نے ابھی جنم نہ لیا تھا۔ اس لیئے ہمارے بزرگ صلح و آشتی، سنگٹھن، ایکجہتی اور سادگی و قناعت و محبت جیسی لازوال نعمتوں سے مالا مال تھے۔

۵۔ تنبول سسٹم:۔ بیاہ شادی کے موقعہ پر نزدیکی رشتہ دار اور شریک برادری کے لوگ صاحبِ جلوہ کو اپنے اپنے تعلق کی بناء پر کچھ نقد روپیہ یا پارچات و برتن وغیرہ شرُدھا نجلی کے طور پر بھینٹ کرتے تھے۔ اور اس مبارک تقریب میں شامل ہو کر گھر دیتے

کے ہر چھوٹے بڑے کام کو نہایت شوق و توجہ سے انجام دیتے تھے۔ اس طریق سے صاحب خانہ اور برادری کے افراد کے درمیان لافانی محبت بلکہ اٹوٹ رشتہ قائم رہتا تھا۔ یہی طرح مرگ (موت) اور مصیبت کی گھڑیوں میں ہمارے بزرگ صاحب خانہ کی عملی سہاینتا کرتے تھے۔ یہ تنبول سسٹم فی الحقیقت ہمارے بزرگوں کی تنظیم و یکجہتی کا سرچشمہ تھا۔ اور یہی سسٹم آج روئے زمین پر کوآپریٹو سوسائیٹیز کے روپ میں جلوہ افروز ہے۔

دھرم۔ کرم اور شرم کا سسٹم :۔ مرنے جینے کا بندھن تو ہر پرانی ماتر کے ساتھ لگا ہے۔ مگر دھرم کرم اور شرم کے ساتھ جینے اور مرنے کا طریق تو کسی خوش قسمت انسان ہی کو نصیب ہو سکتا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے تپ تیاگ کے جیون سے اپنے اندر "دھرم" کا بیج بویا۔ اور اس "دھرم" کو اپنے "کرم" کے بل سے اپنے بال بچوں تتھا سمبندھیوں تک پہنچایا۔ جب "دھرم" اور "کرم" کا آفتاب نصف النہار پر چمکنے لگا تو "شرم" کے دیوتا نے پناہ کے لئے ہاتھ جوڑ دئے۔ چنانچہ اسے پناہ نصیب ہوئی۔ اور وہ دھرم اور کرم کے ساتھ سایہ کی صورت میں چمٹ گیا۔

ہمارے بزرگوں نے دھرم اور کرم کو دسترت کیا۔ سب رشتہ دار سنگٹھت ہو گئے۔ "شرم" یعنی لاج نے ان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی شکتیوں کو مضبوط کیا۔ ان کے ہردے وشال اور من خزانوں کے بھنڈار ہو گئے۔ اس کا زندہ ثبوت یہ ہے۔ کہ انھوں نے کنبہ کے سرپرست یا گھر کے بزرگ ہونے کی حیثیت میں اپنے بیکس و غریب رشتہ داروں کو عمر بھر چھاتی سے لگائے رکھا۔ ان کی تعلیم و پرورش، سگائی و شادی، بیماری و مصیبت پر دل کھول کر اپنی گرہ سے خرچ کیا۔ اور انھیں اونچا اٹھانے کے لئے ہر آفت کا مقابلہ کیا۔ اس "اپنائیت" کا ظہور آج روئے زمین پر بہت کم نظر آتا ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی دھرم۔ کرم اور شرم سے محروم ہوتی جا رہی ہے ؛

پتی برت اور پتنی برت دھرم کا سسٹم :۔ دھرم۔ کرم اور شرم کی بدولت ہماری ودھوائیں عمر بھر اپنے پرمیشور روپی پتی کے سوگ میں رہ کر اپنے پتی برت دھرم کا ثبوت پیش کرتی تھیں۔ اور اسی طرح

ہی بھی اپنی اندھی۔ کانی گنجی۔ توتلی بیتنی کو اردھانگنی تصور کرکے اس کی شناتم انوسار ساری عمر سیوا کرتا رہتا تھا:۔

۲۔ جنرل موہیال سبھا پنجاب کا زمانہ :۔

ب۔ جنرل موہیال سبھا پنجاب کو جنم دینے والے جاتی رتن :۔ فخر قوم بخشی رامداس جی چھبر آف بھیرہ۔ بخشی جوگدھیان جی بالی آف لاہور۔ بخشی گوکل چند جی چھبر آف ایبٹ آباد چوہدری گنیش داس جی دت آف لاہور۔ مہتہ بال مکند جی موہن آف لاہور۔ مہتہ ڈھیرا مل جی دت آف میانی۔ رائزادہ مہاراج کشن جی وید آف جھیکو کوٹلی (سیالکوٹ)۔ مہتہ لال چند صاحب موہن آف ہرد وروال۔ چوہدری ہیرا سنگھ جی دت آف گجرو۔ ڈبخشی پریم سنگھ جی وید آف ٹھیرہ بخشیاں۔ مہتہ شام داس جی چھبر آف کلا۔ مہتہ ہر بھگوان صاحب لو آف پنڈدادنخان۔ رائزادہ جوگراج جی بالی آف گوجرہ اور مہتہ چند ولال جی جاتی رتنوں نے ۱۸۹۱ء میں برادری میں مساوات۔ بھراتری بھاؤ۔ سنگھٹن اور تنظیم پیدا کرنے کے لئے پنجاب کی راجدھانی لاہور میں "موہیال متر سبھا" قائم کی۔ اور اسی قسم کی سبھائیں دیگر موہیال منڈیوں میں بھی قائم ہوئیں۔ ان سبھاؤں کو آرگنائز کرنے نیز عوام میں قومی بیداری پیدا کرنے کے لئے سنہ ۱۸۹۲ء میں ماہوار رسالہ "موہیال متر" لاہور سے سبھاند کور کی سرپرستی میں جاری ہوا۔ جولائی ۱۹۰۱ء میں "جنرل موہیال سبھا پنجاب لاہور" کے جنم لینے پر اس کا واحد آرگن تسلیم ہوا۔ متذکرہ صدر جاتی رتنوں میں سے کئی ایک نے تو جنرل موہیال سبھا پنجاب کی قائمی سے کئی سال پہلے موہیالوں کی جاگرتی و بہتری کے مختلف کام انفرادی طور پر اپنے اپنے حلقوں میں اپنی بساط کے مطابق شروع کر رکھے تھے۔ مگر ۱۹۰۱ء میں شرومنی پادھی کی قلمی نے سب اراکین کو ایک صف میں کھڑا کرکے اُن کی منتشر طاقتوں کو باقاعدہ طریق سے ایک مرکز پر جمع کر دیا۔ چونکہ ہر ایک قومی سیوک اپنے سینہ میں سچی لگن اور بے لوث خدمت کی تڑپ رکھتا تھا۔ اس لئے جنرل موہیال سبھا کی ہر حرکت میں برکت اور ہر کام میں کشش ہوتی

ظاہر ہونے لگی۔ یہ پروان چڑھی۔ اور ہر موہیال منڈلی میں قومی تنظیم و سنگھٹن کی لہر دوڑتی ہوئی نظر آنے لگی۔ ہر موہیال اپنی ذاتی شان اور قومی وقار کو چار چاند لگتے دیکھ کر دل ہی دل میں بے حد خوش ہونے لگا۔ جابجا لوکل موہیال سبھائیں قائم ہونے لگیں۔ اونچ نیچ ڈھیریداری اور غیر ڈھیریداری کی تمیز کافور ہونے لگی۔ غریبوں کی پست حالت کو دور کرنے اور مدت سے بچھڑے بھائیوں کو گلے لگانے کے عملی وسائل اختیار کئے جانے لگے۔ بے سہارا یتیم بچوں کی تعلیم اور بے بس ودھواؤں کے گزارہ کی خاطر خواہ سکیمیں مرتب ہونی شروع ہوئیں۔

اصلاحی پروگرام کے سلسلہ میں جنرل موہیال سبھا نے آغاز ہی میں بچپن کی شادی کے برخلاف زبردست آواز اٹھائی [سبھا کے اس نیک کام کا ذکر ہندوستان کی سوشل کانفرنس منعقدہ مدراس کی رپورٹ ۱۹۱۵ء میں بھی درج ہے۔ راقم] برادری میں شادی غمی کے موقعوں پر مروجہ فضول خرچیوں کو دور کرنے کے لئے "دستور العمل موہیالی" مرتب کیا۔ موہیالوں کو زراعت پیشہ قرار دئے جانے کے لئے صوبہ کے ذی اقتدار اور بارسوخ اصحاب کے وفد مختلف اوقات پر سرکاری حکام کی خدمت میں بھیجے جن کا قابل فخر نتیجہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔ [تمام متعلقہ نوٹیفکیشنوں کا اندراج ملاحظہ فرمایئے]

گورنمنٹ پنجاب گزٹ نمبر ۴۱ ۱۹۰۹ء

۸ر اکتوبر ۱۹۰۹ء پارٹ I۔ صفحہ ۷۵۱ و ۷۵۲

ڈیپارٹمنٹ آف ریونیو اینڈ ایگریکلچر۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء

نوٹیفکیشن نمبر S. 2667 - تحصیل اونہ ضلع ہوشیارپور کے تمام برہمن۔

نوٹیفکیشن نمبر S. 2668 - راولپنڈی کے تمام براہمن۔

نوٹیفکیشن نمبر S. 2669 - ضلع جہلم کے تمام موہیال۔

نوٹیفکیشن نمبر R. 600 مورخہ ۱۹ر فروری ۱۹۲۵ء - اضلاع گورداسپور اور گجرات کے موہیال برہمن ؎

اِسی طرح جنرل سبھانے فوجی بھرتی کے لئے جنگی افسران کی خدمت میں ڈیپوٹیشن بھیجے۔ جن کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ ودھوا وواہ کی تحریک شروع کی۔ یتیم و بیوہ فنڈ تعلیم جنرل و تعلیم نسواں فنڈ قائم کر کے ہزارہا مستحقین کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔ قوم میں یکجہتی و سنگٹھن پیدا کرنے کے لئے رسالہ "موہیال متر" کو بدستور جاری رکھا۔ اور میلی ملاپ نیز بھراتری بھاو کے سلسلہ کو مضبوط بنانے کیلئے سالانہ "موہیال کانفرنس" کی بنیاد ڈالی۔ جو سالہا سال تک نہایت باقاعدگی سے کسی ایک موہیال منڈی میں بالعموم ایام کرسمس میں منعقد ہوتی رہی۔ جس میں نوجوانوں کی مختلف کھیلوں کے مقابلے ہوتے رہے۔ اور بالآخر انہیں انعامات وغیرہ دئیے جاتے رہے۔ ذیل میں ۲۵ سالوں کی کانفرنسوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔ جو بزرگ قوم مہتہ بالمکند جی موہن کی طرف سے بذریعہ مہتہ امیر چند جی دت ایڈیٹر "موہیال متر" موصول ہوئی ہے:-

نمبر شمار	مقام کانفرنس	تاریخ کانفرنس	پردھان کانفرنس	سیکریٹری کانفرنس
۲۰ ویں کانفرنس	لاہور جنج گھر میلارام	دسمبر ۱۹۲۰ء	رائزادہ جوگراج جی بالی گوجرہ	چوہدری سیر اسنگھ جی دت کنجوڑ
۲۱ ویں "	D.A.V ہائی سکول لاہور	" ۱۹۲۱ء	بھائی ہر رام جی چھبر کریالوی	" " " " "
۲۲ " "	امرت سر	" ۱۹۲۲ء	رائزادہ امر سنگھ جی بید لیسٹلار ڈپٹی جالندھر	مہتہ رگھونندن لال جی لو لاہور
۲۳ " "	لاہور موہیال آشرم	" ۱۹۲۳ء	" " " " " جاگیردار امرتسر	اے جی لچھمن داس جی بید "
۲۴ " "	راولپنڈی	" ۱۹۲۴ء	بخشی نربھو رام جی چھبر بخشی تیلی	" " " " "
۲۵ " "	پشاور شہر	" ۱۹۲۵ء	رائے صاحب بخشی منگل سین جی چھبر ریٹائرڈ	ای اے سی مہتہ منگل سین جی دت نوی کلیا
۲۶ " "	لائلپور	" ۱۹۲۶ء	فخر قوم بخشی امیں جی چھبر آدم چھبر	" " " " "
۲۷ سلور جوبلی	لاہور موہیال آشرم	" ۱۹۲۷ء	مہتہ لال چند جی موہن گوجرانوال	" " " "
۲۸ ویں "	سیالکوٹ	اپریل ۱۹۲۹ء	رائزادہ حکم سنگھ جی بالی گھڑ	" " " "
۲۹ " "	پنڈ دادنخان	دسمبر ۱۹۳۰ء	مہتہ بالمکند جی موہن لاہور	" " " " "
۳۰ " "	کنجروڑ دتاں	" ۱۹۳۱ء	" لال چند جی موہن رئیس گوجرانوال	" " " " "

نمبر شمار کانفرنس	مقام کانفرنس	تاریخ کانفرنس	پردھان کانفرنس	سیکرٹری کانفرنس
۳۱ ویں کانفرنس	جہلم	دسمبر سنہ ۱۹۳۲ء	شری ٹھاکر جی کے بھائی چھجو رام لاہور	رائے زادہ چمن لال جی وید لاہور
۳۲ ″ ″	کریالہ	″ سنہ ۱۹۳۳ء	مسٹر رام سنگھ جی بید جاگیردار امرتسر	چودھری چمن لال جی دت بجواڑہ
۳۳ ″ ″	D.A.V ہائی سکول لاہور	″ سنہ ۱۹۳۴ء	ڈاکٹر چودھری گوردھن لال جی دت بجواڑہ	دیوان سکھ رام جی دت گلیانوی
۳۴ ″ ″	لاہور موہیال آشرم	″ سنہ ۱۹۳۵ء	دیوان لچھمی چند جی دت کنجروڑی	مہتہ امیر چند جی دت آوہیانی
۳۵ ″ ″	جموں	″ سنہ ۱۹۳۶ء	راج زادہ لوہراج جی وید ایڈیٹر گجرات	″ ″ ″ ″
۳۶ ″ ″	فیروزپور چھاؤنی	″ سنہ ۱۹۳۷ء	شری نانک چند جی دت بیرسٹر لاہور	مہتہ گوروامل جی دت ویمیانی
۳۷ ″ ″	پشاور ″	″ سنہ ۱۹۳۸ء	مہتہ منگل سین جی دت گلیانوی	″ ″ ″ ″
۳۸ ″ ″	لائل پور	″ سنہ ۱۹۳۹ء	مسٹر ارکاہن سنگھ ″ ظفروال	″ امیر چند ″ ″
۳۹ ″ ″	ظفروال وتاں	اپریل سنہ ۱۹۴۱ء	مسٹر رام سنگھ جی وید امرتسر	″ ″ ″ ″ ″
۴۰ ″ ″	دہلی دفتر ہندو سبھا	″ سنہ ۱۹۴۲ء	شری بھائی پرمانند جی ایم اے	″ ″ ″ ″ ″
۴۱ ″ ″	امرت سر	جنوری سنہ ۱۹۵۳ء	″ این۔ این جی موہن بسولی	مسٹر شمشیر سنگھ جی وید امرتسر

نوٹ:- سنہ ۱۹۴۳ء سے سنہ ۱۹۵۲ء تک جنرل سبھا کے زیر اہتمام کوئی کانفرنس منعقد نہ ہو سکی ۔

اس کے علاوہ اراکین جنرل موہیال سبھا شروع سے ہی سبھا کا ہر چھوٹا بڑا کام آنریری طور پر کرتے چلے آرہے ہیں۔ مثلاً رسالہ موہیال متر کے ادارتی اور اشاعتی فرائض سبھا کے سب فنڈات کی فراہمی و نگرانی نیز دفتر کے متعلق ضروری حساب کتاب اور خط و کتابت کا کام سبھا کے عہدیداران ہمیشہ بلا معاوضہ کرتے رہے ہیں۔ ہاں عرصہ دس بارہ سال سے ایک موہیال بھائی کو سبھا کا کام بڑھ جانے کا کارن پچاس روپیہ ماہوار آنریریم دیا جارہا ہے۔ فی زمانہ ۵۰ یا ۶۰ روپیہ ماہوار کے خرچ پر ایک مرکزی باڈی کی سب سرگرمیوں کو جاری رکھنا نہایت ارزاں و مبارک ہے۔ سبھا کو ملا پائی پائی کا حساب باقاعدہ طور پر موہیال متر میں شائع ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔ فی الحقیقت بانیان سبھا نے اپنی غریب قوم کو اپنی توجہ کا مرکز سمجھ کر اس کی سیوا کرنا دھرم اور اس سے کچھ لینا پاپ سمجھ رکھا۔

جنرل موہیال سبھا پنجاب نے موہیال برادری میں قومی بیداری پیدا کرنے کے لیے
پنجاب کے مختلف اضلاع بلکہ مختلف شہروں و قصبوں میں قومی خادموں کی وساطت
سے اپنی برانچیں "لوکل موہیال سبھائیں" قائم کیں۔ جن کی زیادہ سے زیادہ تعداد ۱۹۳۰ء
میں ۵۳ تک پہنچ چکی تھی۔ ان میں سے زیادہ منظم اور باقاعدہ مندرجہ ذیل تھیں:۔
راولپنڈی۔ جہلم۔ گجرات۔ پشاور شہر۔ پشاور چھاؤنی۔ کیمبلپور۔ کنجروڑ دتاں۔
پنڈدادنخان۔ کریالہ۔ موہیال سہائیک سبھا لاہور۔ دھرم پورہ (لاہور)
لاہور چھاؤنی۔ جموں۔ لائل پور۔ فیروزپور چھاؤنی۔ امرتسر۔ نوشہرہ۔ رسالپور۔ بنوں کوہاٹ
مذکورہ بالا لوکل سبھائیں اپنی مرکزی باڈی سے ملحق تھیں۔ اور اس کے احکام
کی بجا آوری میں پیش پیش رہتی تھیں۔ البتہ موہیال سہائیک سبھا لاہور اور راولپنڈی
کی سبھاؤں کا اس سے کوئی نہ کوئی اصولی اختلاف چلتا رہا۔ ان سبھاؤں کی بدولت
قوم کے یتیم بچوں اور ابلاؤں کو حسب بجٹ شرومنی باڈی وظائف اور مالی امداد باقاعدہ
تقسیم کرتی رہی۔ نیز دور افتادہ علاقوں میں تنظیم و سنگھٹن کے کاریہ کو تقویت پہنچاتی
رہی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ شرومنی باڈی موصوف نے اپنے اس تنظیمی پروگرام کی مدد سے "موہیال"
اور "موہیالی" کو بھارت کی ممتاز قوموں اور سوسائیٹیوں کے شانہ بشانہ کھڑا کر دیا۔
یہی نہیں بلکہ اس نے عام برہمنوں میں خلط ملط موہیالوں کے اندر اپنے آپ کو
صحیح معنوں میں پرکھنے، پہچاننے اور آگے بڑھنے کی مستقل شکتی بھر دی۔

راقم کو بہت سے جاتی بھوشنوں کے قدم چومنے اور چند ایک کے ساتھ
مل کر ۱۹۲۳ء سے ۱۹۳۰ء تک رسالہ "موہیال مِتر" کی خدمت کرنے کا موقع نصیب
ہوا۔ یہ آٹھ سال کا پیریڈ "جنرل موہیال سبھا" کا سنہری زمانہ تھا۔ اس کے اراکین
دن رات اپنے اپنے مفوضہ کام یا پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مصروف
رہتے تھے۔ اور سب پریوار کی صورت میں ایک دوسرے پر جی جان سے صدقے جاتے
تھے۔ کسی کو کسی سے عناد نہ تھا۔ ہاں اصولی اختلاف کی جھلک کبھی کبھی نظر آجاتی تھی۔

اور یہ اصولی اختلاف یا کشمکش بھی عوام میں جیون جاگرن پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتی تھی۔ "قومی خدمت" اور "زیادہ دان دینے" کے چیلنج بالعموم چپقلش یا کشمکش کی بنیاد ہوتے تھے۔ قومی روپیہ کی فراہمی اور بچت کے سادھنوں کے متعلق سب اراکین متحد و متفق ہوتے تھے۔

۱۹۲۰ء میں سبھا مذکور نے موہیال آشرم لاہور کے لئے ایک پلاٹ پانچ ہزار روپیہ میں خرید کیا۔ اور اس زمانہ کی یہ گراں قدر رقم چوہدری بخشی جوگدھیان جی بالی آف رطیفال (اور لاہور) نے یکمشت ادا کی۔ یہ آشرم بارہ پندرہ سال کے بعد مکمل ہو کر ایک عالیشان ہوسٹل کی صورت اختیار کر گیا۔ اراکین سبھا نے اسے پنجاب یونیورسٹی سے ملحق کرا کر اس سے کافی روپیہ نان موہیال بورڈرز سے کرایہ کی صورت میں قوم کے لئے فراہم کیا۔ موہیال بورڈرز کو وہاں ایک روپیہ ماہوار رعایت فی کمرہ میسر تھی۔ آشرم مذکور میں فخر قوم بخشی رام داس جی چھبر اور بخشی موتی رام جی چھبر نے اپنے اپنے نام پر ایک ایک بلاک تعمیر کروایا۔ اور بہت سے دانی اصحاب نے ایک ایک کمرہ پانصد روپیہ کی لاگت ادا کر کے اپنے اپنے نام کا تیار کروایا۔ ہر ایک کمرہ پر دانی بھائی کے نام کی اینٹ بھی لگی ہوئی تھی۔ آشرم ایک وسیع چار دیواری کے اندر بینگلے روڈ (بالمقابل دیو سماج مندر) واقع تھا۔ اس میں جنرل سبھا کا دفتر۔ قوم کے لئے مہمان خانہ۔ پہاکر کے لئے کمرہ اور بورڈرز کی INDOOR GAMES کا مناسب انتظام تھا۔ یہ قومی آشرم موہیال طلبا اور قومی افراد کے لئے ایک مرکزی مقام تھا جس کی نظیر شاید اب بھارت میں دوبارہ قائم نہ ہو سکے۔ تاہم یہ خوشی کا مقام ہے کہ بھارت میں آ کر کنجر وڑ نواسی چوہدری دینا ناتھ جی دت پرو پرائٹر یونیورسل کمرشل کارپوریشن دریا گنج۔ دہلی کی مبارک کوشش و کاوش سے آشرم مذکور کا ۱۵۰۰۰ روپے کا کلیم پاس ہو چکا ہے۔

جنرل موہیال سبھا کے کل ۲۱ فنڈات تھے اور وہ اب بھی بدستور سابق کام کر رہے ہیں۔

انہیں رسالہ "موہیال ممز" میں ہر ماہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ تمام فنڈات کا کل سرمایہ اس وقت بھارت میں علاوہ آشرم کے مذکورہ کلیم کے تقریباً ۸۰۰۰۰/ روپیہ ہے:۔

۱۹۴۷ء کا منحوس انقلابی سال :۔ برٹش سرکار کے عہد میں ۱۹۴۷ء کا سال پنجاب کیلئے انقلابی سال ہے۔ ۴ مارچ شام کے ۴ بجے شہر لاہور میں فرقہ وارانہ فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور اس سے اگلے روز پنجاب کے مختلف حصوں میں قتل و غارت۔ آتشزدگی اور اغوا کی وارداتوں کا دور شروع ہو گیا۔ ڈاک۔ ریل گاڑی اور تار کا سلسلہ پنجاب میں درہم برہم ہو گیا۔ پنجاب میں ریلیف کمیٹیوں اور امدادی کیمپوں نے ہزارہا انسانی جانوں کی حفاظت کی۔ یہ ریلیف کا کام ۵-۶ مارچ کو پنجاب میں شروع ہوا۔ سوانی اصحاب نے لکھوکھا روپیہ اپنے ہم وطنوں اور ہم مذہبوں کی خاطر آناً فاناً ڈھیر کر دئیے۔ اس رقم سے اضلاع اٹک و راولپنڈی کے دیہات کے موہیال بھائی بھی مستفیض ہوئے۔ ہماری جنرل سبھا نے راولپنڈی اور اٹک کے اضلاع کے زندہ اور مردہ موہیالوں کی فہرست مرتب کرنے کے لئے اپنے ایک جہاندیدہ ملازم کو متعین کیا۔ مگر اس سلسلہ میں کوئی عملی کام نہ ہو سکا۔ اس سے پیشتر سبھا مذکور نے ہزارہ اور ایبٹ آباد کے ضلعوں کے تباہ و خستہ حال موہیالوں کی امداد کے لئے ۲۵ ہزار روپیہ آئینی طور پر وقف کیا تھا۔ مگر وہ بھی ان میں تقسیم نہ ہو سکا۔ [یہ رقم ۱۹۵۱ء میں بھارت میں دیگر عام مستحقین میں جزوی طور پر تقسیم ہوئی]

فروری و مارچ ۱۹۴۷ء میں کون کون سی موہیال بستیاں تباہ ہوئیں؟:۔

(۱) فروری ۱۹۴۷ء میں ہزارہ اور ایبٹ آباد کے تمام موہیال دیہات و قصبات فرقہ وارانہ تعصب کے باعث اجاڑ و برباد ہوئے۔ [تفصیلی طور پر حالات معلوم نہیں ہو سکے راقم]

(۲) ۹/۳/۴۷ سے ۱۲/۳/۴۷ تک ضلع راولپنڈی کے دیہات ڈیرہ بخشیاں۔ گلیانہ۔ مندرہ۔ کلر۔ کنوہا۔ تھوہا خالصہ۔ چوہا بھگتاں۔ ڈیرہ بیگناں۔ بیول۔ پھمالی۔ نارہ اور ساگری وغیرہ ہزارہا غنڈوں کی غارت گری اور سفاکی کا تختہ مشق بنے رہے۔ ان مقامات کے موہیالوں کا مالی نقصان جانی نقصان کی نسبت بہت زیادہ ہوا۔ تبدیل مذہب کے

لئے بلوائیوں نے معصوم نہتے ہندوؤں پر بہت مظالم روا رکھے :۔

(۳) ۷ مارچ ۱۹۴۷ء کو ۱۱ بجے دوپہر جبکہ شاہ دلاور (اٹک) میں لوٹ مار شروع ہوئی۔ اور ۵ بجے شام تک فسادیوں نے ہندوؤں کے ۱۳۰ گھر لوٹ کر انہیں خاکستر بنا دیا۔ یہاں موہیالوں کے دو گھر تھے۔ ایک گھر شری مہتہ بھگوانداس جی موہن کا اور دوسرا کسی اور بھائی کا تھا۔ مہتہ صاحب اور ان کے سپوتوں شری کیپٹن مہتہ اوگرسین موہن حال میرٹھ اور شری مہتہ یادو رائے جی موہن کا اندازاً ۶۰ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔

(۴) موضع بسال کے جاگیردار مہتہ امرناتھ جی چھبّر نے باوجود ضعیف العمر ہونے کے اپنے ہاں کے ۶۵ ہندوؤں کی اپنے مکان میں رکھشا کی۔ اگرچہ غنڈوں نے گاؤں کے باقی ہندو مکانات تو جلا کر خاک سیاہ کر دئے مگر وہ موہیال نر رگ کی ہمت و دلیری کی تاب نہ لا سکے۔ بعد میں مہتہ صاحب نے جلتے مکانوں میں سے ہندوؤں کی جلتی نعشوں کو نکال کر ان کا باقاعدہ انتیشٹی سنسکار کیا۔ اس تباہی و لوٹ مار کے بعد آپ اپنے گاؤں میں واحد ہندو ہوتے ہوئے بھی اگست ۱۹۴۷ء تک شیروں کی طرح زندگی بسر کرتے رہے :۔

(۵) بخشی ٹیک چند جی چھبّر آف میونسپل کمیٹی مانسہرہ ۲۱ مارچ ۱۹۴۷ء کو اور سردار امیر سنگھ جی دت آف گلیانہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۷ء کو غنڈوں کی کلہاڑی کا شکار ہوئے :۔

(۶) اس فرقہ وارانہ فساد میں مہتہ سوہن لال جی دت انجن ڈرائیور آف ڈھوک رتہ (راولپنڈی) کا ۶۰ ہزار کا، بخشی دینا ناتھ جی بالی آؤٹر کوال (راولپنڈی) کا ۳۰ ہزار کا اور مہتہ سندر داس جی دت آورتہ (راولپنڈی) کا ۵۰ ہزار کا مالی نقصان ہوا :۔

(۷) اگرچہ باقی کرموں ڈیوڑھی امرتسر میں آتشزدگی ہوئی۔ مگر موہیالوں کو کوئی ضرر نہ پہنچا۔ اسی طرح لاہور کے موہیال بھی ہر لحاظ سے محفوظ رہے۔ ہاں یہی مہتہ ٹھاکر لاہور کے راغزادہ لکھشمی نرائن وید کا سپوت بال کرشن وید مسلم غنڈوں سے مردانہ وار یدھ کرتا ہوا اپنی جرأت و مردانگی کا جوہر دکھاتا رہا۔ بالآخر ڈپٹی انچارج پولیس افسر نے اپنے پستول کی دو تین گولیوں سے مدہوش کر دیا۔ اور شری زخمی ہو کر ہسپتال میں جا مرا۔

مرحوم مرتے دم تک اپنے قاتل سے بدلہ لینے کا اعلانیہ اظہار کرتا رہا۔ لاہور ہی میں نہیں بلکہ پنجاب بھر میں بال کرشن بوبد کی بے نظیر جرائت و غیرت کا اُن دنوں چرچا ہوتا رہا۔ اس لاثانی سورما کے کریا کرم کے موقعہ پر لاہور میں جہاں ہندوؤں اور موہیالوں نے اُس کے تئیں عقیدت کا اظہار کیا۔ وہاں اُس کی ایک مستقل یادگار قائم کرنے کے لئے چند ہزار روپیہ بھی جمع کیا۔ مگر ملکی بٹوارہ ہو جانے کے کارن یہ یادگار جوں کی توں رہ گئی ؛

(۸) موضع چکی (اٹک) میں تین موہیالوں (۱ مہتہ کھیم راج وید ۲ مہتہ فقیر چند وید اور ۳ شریمتی گوردیوی) کا جانی نقصان ہوا ؛

(۹) لالہ کرم چند باز اور راولپنڈی کے سرکردہ موہیال راشزادہ گردھاری لال جی وید جنرل مرچنٹ ہیڈ سپلائیر مارچ ۱۹۴۷ء میں اپنے ہاں امن کمیٹی قائم کرتے ہوئے شورش پسند غنڈوں کے ہاتھوں مارے گئے ؛

نوٹ :- مذکورہ بالا واقعات مارچ ۱۹۴۷ء رسالہ ینگ موہیال مارچ ۴۷ء سے اخذ کیے گئے ہیں۔ راقم۔

اگست ۱۹۴۷ء کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات :-

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو بھارت ورش کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک پاکستان دوسرا ہندوستان۔ پاکستان مسلم لیگ کی سلطنت بنا اور ہندوستان کانگرس کی۔ "ہندو مسلم" سوال نے ہند اور پاکستان میں بھیانک صورت اختیار کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان میں ہندوؤں کے لئے اور ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے رہائش رکھنا ناممکن ظاہر ہونے لگا۔ لوگوں کو جان بچانے کے لئے بھاگنا پڑا۔ اُن کے پاس دھن تھا نہ کپڑا۔ لکھپتی کنگال بن گئے۔ اور امیر و غریب کی تمیز قدرت نے ختم کر دی۔ ہمارا موہیال فرقہ اس مصیبت کا بُری طرح شکار ہوا۔ ہماری ۹۰ فی صدی آبادی مغربی پنجاب میں بستی تھی۔ اسے آنِ واحد میں گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ ہماری موہیال منڈیاں

تباہ و برباد کر دی گئیں ہمارے سینکڑوں نرناریوں کو خنجر۔ نیزے اور پستول کی گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ آج ۸۰-۹۰ ہزار موہیالوں کی جلاوطنی، بے سروسامانی اور لوٹ مار کی دردناک داستانوں کو دو چار صفحوں میں قلمبند کرنا کسی انسان کے لئے قطعی ناممکن ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ سب کے سب لوگ اجڑا اکھڑا کر گمنامی کی زندگی بسر کر رہے ہوں۔ تاہم راقم الحروف کو اپنی محنت و کوشش سے جس قدر حالات و واقعات برائے اشاعت میسر ہوئے ہیں۔ انہیں اختصار سے درج کیا جاتا ہے۔ مصیبت سب کی تقریباً ایک سی ہے۔ اس لئے یا ٹھک ذیل کے پیش کردہ واقعات کو بطور "مشتے نمونہ از خروارے" (کھلواڑہ میں سے ایک مٹھی بطور نمونہ) تصور فرمائیں:-

(۱) قصبہ کنجروڑ کے سنگھ خاندان کی قربانیوں کا منظوم تذکرہ :-

آزادی کی بھینٹ

(جی۔ ایس دتا صبا کنجروڑوی)

دل چاہتا ہے کہدوں اب لٹ لُدز کہانی ! ۔ ساکن ہیں لب سن لیجئے اشکوں کی زبانی
آہ! آج کیوں تھمتی نہیں اشکوں کی روانی ۔ پہلو میں اب دل، دل نہیں ہے قطرۂ پانی
ہے خونِ جوانی میرا عنوانِ کہانی ۔ اُف موت تو نے مرد کی نہ قدر پہچانی
مرنا تیرا خورشیدِ عالمتاب کا مرنا ۔ بھولیگا کیسے عالمِ شباب کا مرنا ؟
وہ وادیٔ کنجروڑ مہر سنگھ کا گھرانہ ۔ بلدیو سنگھ فرزند مہر بدِ ند دیوانہ !
اے شمعِ حریّت تیرا گاتا ہے ترانہ ۔ جل بھینٹ کر رہا ہے آزادی کا پروانہ
اے موت تو نے کر دیا اپنوں کو بیگانہ ۔ جو گلشنِ فردوس تھا کل، آج ویرانہ
شیروں کا رزم گاہ میں کون اٹھائے جنازہ ۔ آہ موت ۔ اُف فرشتو ۔ ہائے ہائے جنازہ
بھائی چلو اب موت نے ہے گھنٹی بجا دی ۔ چھوڑو نہ وطن کو کہے انسانِ فولادی
رہنا ہے وطن میں ہے کرنا موت سے شادی ۔ اے صدر کانگرس تیری اُف ہائے آزادی
اے جانِ تمنا میری دلوں کی آبادی ! ۔ اک آنِ واحد میں ہوئی کیا تیری بربادی

— جینے نہیں دیتی مجھے بھائی کی جدائی۔ تیری نہیں ہے موت یہ ہے موت خدائی —

وہ مورچہ لگائے ہے دشمن نے پکارا۔ مارو اسے پی جائے گا یہ خون ہمارا
کس دن کے واسطے ہے یہ شمشیر دو دھارا۔ کافر ہے اسلام کو یہ کیسے گوارا
حاکم رہا ہے ہم پہ اس کا خاندان سارا۔ مارو ملے جنت کیا ملّا نے اشارا

— تیر و تفنگ نیزہ و تلوار سنبھالے۔ دشمن بڑھے ہاتھوں میں لیئے آہنی بھالے —

وہ بام پہ بیٹھا ہے اب گولی سے اڑا دو۔ جو بھی ہو اس گھر میں بس اس کا خون بہادو
کیا دیکھتے ہو آگے بڑھو آگ لگا دو۔ ہے دشمن جاتی یہ اسے زندہ جلا دو
عصمت کی دیویوں کی آج عصمت کو لٹا دو۔ سنگھوں کے خانداں کی نشانی کو مٹا دو

— آگے بڑھے دشمن در و دیوار کو توڑے۔ داخل ہوئے مسکن میں سب موچھوں کو مروڑے —

ویراں و برائی کا شروع ہوتا ہے فسانہ۔ سن دیویاں دکھاتی ہیں کیا جوہر مردانہ
باہم کیا انہوں نے سب سامانِ شاہانہ۔ اور نذرِ آتش کر دیا خود اپنا کاشانہ
جلتا ہوا دیکھا جہاں نے حسنِ تابانہ۔ دیکھو ہے یوں مرنا شمع سوزاں پہ پروانہ

— دونو جہاں میں قابلِ تعظیم ہیں دونو۔ فردوس تیری کوثر و تسنیم ہیں دونو —

آتش سے نکالو انہیں دشمن نے پکارا۔ سن کر صدا بلند ہو مثلِ شیر جنگ گھمارا
ہونے دو شنتی ان کو ہے یہ دھرم ہمارا۔ اور دشمنوں کے غول پہ اک بم دے مارا
لغزش میں غنیموں نے کیا رن سے کنارا۔ اور چیخنے بھاگے ہیں مارا ہمیں مارا

— میدان میں پھر شیر فتحیاب آ نکلا۔ جوں سیر کو ہو عرش سے ماہتاب آ نکلا —

اسلام نہ مانوں میرا ایمان یہی ہے۔ منظور موت مرد کی پہچان یہی ہے
مرنا ہے وطن پر دلی ارمان یہی ہے۔ ہوں کانگرس مین کانگرس کی شان یہی ہے
کافر ہے یہ موذی ہے بے ایمان یہی ہے۔ مارو کہا دشمن نے نافرمان یہی ہے

— لٹتے ہیں غنیموں نے تہِ خاک کر دیا۔ اُف مادرِ وطن کا جگر چاک کر دیا —

لب خشک ہیں اب ہمتِ گفتار نہیں ہے۔ مجھ سا دہر میں کوئی بھی لاچار نہیں ہے

جیتا ہوں گو، جینے سے سروکار نہیں ہے۔ مرنے سے مجھے مطلقاً انکار نہیں ہے
تجھ سا جری کوئی سپہ سالار نہیں ہے۔ تاریخ میں ایسا کوئی شاہکار نہیں ہے
جرأت سے دے جواب ضیا کے سوال کا۔ کب اختتام ہوگا اس رنج و ملال کا

(۲) کنجروڑ دتاں کے دیگر موہیال شہیدوں کا تذکرہ :-

اگست ۱۹۴۷ء کے آخری ہفتہ میں جب بلوائیوں کے حملوں کا جواب دینے کی کنجروڑ نواسی زور شور سے تیاریاں کر رہے تھے۔ تو مخبر نے اطلاع دی۔ کہ دشمن ہزاروں کی تعداد میں مسلح اردگرد کے ہندو دیہات کو لوٹتے۔ دیویوں کا اغوا کرتے اور مکانات کو آگ لگاتے تیزی سے کنجروڑ کی جانب بڑھے چلے آرہے ہیں اور پاکستانی فوجی افسر ان کی پشت پر ہیں۔ تو کنجروڑ منڈی رکنجروڑ۔ ویرم۔ بھیاں۔ فتح پور اور میانوالی ا کے ۸۰ فیصدی لوگ کنجروڑ میں جمع ہو گئے۔ اور وہ سب کے سب دیوان لکھمی چند جی دت کی رہنمائی میں صحیح سلامت ڈیرہ بابا نانک پہنچ گئے۔ اور اس قافلہ کی تعداد ۶ ہزار کے قریب تھی مگر جن لوگوں نے گھر بار کو چھوڑنا قبول نہ کیا۔ انہیں دشمنوں نے لوٹ کر پہلے تو مسلمان بنانے کی کوشش کی۔ مگر اپنے اس ارادہ میں ناکام رہنے پر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور ان کی بہت سی استریاں اور لڑکیاں اغوا کر کے اپنے ہمراہ لے گئے۔ چند موہیال شہیدان منڈی کنجروڑ کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے :-

۱ چوہدری امرناتھ دت ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس ۲ چوہدری بالمکند جی دت محلہ بابا ۳ چوہدری لچھمنداس و ۴ چوہدری جوتی رام دت ہردو برادر ۵ چوہدری پورنچند دت ناردوالیہ ۶ چوہدری نندلال دت ناردوالیہ ۷ چوہدری جگن ناتھ دت پنشنر راکھوانہ ۸ راثوادہ دیسراج وید ۹ چوہدری برکت رام دت باہر والی حویلی) ۱۰ چوہدری پورنچند دت اوورسیر ۱۱ چوہدری رام رتن دت ٹیچر (باہر والی حویلی) ۱۲ چوہدری امرناتھ دت ناردوالیہ ۱۳ راثوادہ پورنچند بالی آف لاہور ۱۴ چوہدری ٹھاکرداس دت نمبردار آف میانوالی ۱۵ چوہدری کرتار سنگھ دت ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس آف ویرم ۱۶ چوہدری نمبردار ہرونت سنگھ دت پنشنر تحصیلدار آف ویرم

(۳) میرپور و پنڈدادنخان کی موہیال منڈیوں میں بھی مالی اور جانی نقصان موہیالوں کا زیادہ ہوا۔ اغوا کی وارداتیں بھی کافی ہوئیں۔ اور زبردستی مسلمان بنانے کے واقعات بھی رونما ہوئے۔ تفصیلی حالات دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مالی اور جانی نقصان کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ میرپور میں سردار جنگ سنگھ بالی انسپکٹر کوآپریٹو مسلم غنڈوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ پنڈدادنخان منڈی کے بہت سے موہیال گھرانے لاہور جاتے ہوئے گاڑی میں ظالم غنڈوں کے خنجروں اور نیزوں کا شکار ہو گئے۔ بخشی شیو سہائے جی چھبر سابق پردھان جنرل موہیال سبھا لاہور اور رائے صاحب مہتہ دینا ناتھ جی موہن پردھان لوکل سبھا پنڈدادنخان کے علاوہ دیگر موہیال مرد عورتیں جن کی مکمل فہرست نہیں مل سکی نہایت بیدردی سے لوٹے اور مارے گئے چند ایک کے نام مندرجہ ذیل ہیں:
ملک مہر چند جی دت معہ دھرم پتنی، ایک بہو اور ایک شادی شدہ لڑکا بخشی چرنداس چھبر انسپکٹر پولیس بخشی کالنفی رام دت انسپکٹر پولیس مہتہ رام رکھا دھتہ دلارام جی موہن معہ ۲ بیٹے۔ مہتہ تیجا نند موہن

میرپور اور مظفرآباد کے قتلِ عام کی داستان تحریر کرتے ہوئے قلم کانپتا ہے۔ اور اغوا وغیرہ کی وارداتوں کو ہسٹری میں درج کرنا قومی توہین و تحقیر سمجھتا ہے۔

(۴) لاہور میں شری مہتہ امیر چند جی دت ایڈیٹر "موہیال متر" کے نوجوان سپوت مہتہ اوم پرکاش دت کو مہتہ صاحب کے سامنے مسلم غنڈوں نے گولی سے اڑا دیا۔

(۵) گوجرانوالہ میں شری بخشی لبھو رام جی چھبر ایس۔ ڈی۔ او محکمہ نہر شہید ہوئے۔

(۶) بخشی ہرگوپال صاحب چھبر رئیس آف وزیرآباد، وزیرآباد سے لاہور جاتی ہوئی ٹرین میں قتل ہوئے۔ نوٹ:۔ چودھری منسا رام جی دت کوچہ بالیاں لاہور میں قتل ہو گئے۔

۳۔ ماہوار رسالہ ینگ موہیال لاہور کی سرگرمیاں:۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں موہیال نوجوانوں کے اندر قومی خدمت کا جذبہ جوش زن ہوا۔ راولپنڈی میں مرحوم چودھری اوم پرکاش دت اور چند دیگر نونہالوں کی کوشش سے موہیال ینگ مینز ایسوسی ایشن

نے اپنے کام کو وسعت کرنے کا تہیہ کیا۔ انہوں نے جنرل موہیال سبھا سے اس سلسلہ میں رسالہ "موہیال مِتر" میں آٹھ صفحات ریزرو کرنے کی آئینی طور پر چند بار درخواست کی۔ مگر اراکین سبھا مذکور نے اسے ہر بار ٹھکرا دیا۔ بزرگوں کی اس بے انصافی نے راقم کے دل پر گہرا اثر کیا تھا۔ "ینگ موہیال" نے مارچ ۱۹۳۱ء میں جنم لیا۔

رسالہ مذکور کی پالیسی، مشنری سپرٹ، صاف بیانی، ترتیب و مضامین کی سلیکشن، بہترین لکھائی چھپائی اور پابندیٔ اوقات نے پانچ چھ ماہ کے عرصہ میں اپنے اور بیگانوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ ہر موہیال منڈلی میں اسے مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل ہونے لگی۔ مگر جنرل موہیال سبھا پنجاب کو اس کی وسعت اور ترقی ہرگز ہرگز گوارا نہ تھی۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۳۱ء کی کانفرنس منعقدہ گجرات میں راقم الحروف (چونی لعل دت ایڈیٹر و پروپرائیٹر ینگ موہیال) کے ساتھ شری ڈاکٹر جی۔ ایل دتا پرنسپل ڈی اے وی کالج لاہور اور شری رائے زادہ ہرکشن چند جی بالی پرنسپل کی وساطت سے اراکین کارکن کمیٹی جنرل سبھا نے ایک عہد نامہ مرتب کیا۔ جس کی رُو سے رسالہ "ینگ موہیال" کی اشاعت التوا میں ڈال دی گئی۔ اور ایڈیٹر "ینگ موہیال" کو ایڈیٹر "موہیال مِتر" بنا دیا گیا۔ مگر تین ماہ کے بعد ہی کچھ ممبران سبھا نے چھیڑ خانی شروع کر کے مجھے جنوری، فروری اور مارچ ۱۹۳۲ء (تین ماہ) کا مشترکہ نمبر اکٹھا شائع کرنے پر مجبور کر دیا۔ گویا اراکین جنرل سبھا کے دلی ارادے اور باہم طے شدہ منصوبے خاک میں مل گئے۔

۱۹۳۲ء کے وسط میں اراکین کارکن کمیٹی جنرل سبھا نے مختلف قومی لیکھکوں کو ترغیب دے کر "ینگ موہیال" کے خلاف مضامین "موہیال مِتر" میں چھپوانے شروع کئے۔ نیز رائے زادہ جوگراج صاحب بالی آف گوجرہ سے انہی دنوں "ینگ موہیال" میں "سوال و جواب کی صورت میں "سبھا کی پالیسی کی دیکھ بھال کے سلسلہ میں میرا مباحثہ بھی ہوا۔ جس میں طرفین نے اخلاق و خوش گواری کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ مگر قومی ادیبوں اور کہنہ مشق نامہ نگاروں نے رسالہ مِتر میں میرے کام اور نام کے خلاف ایسا طوفان بے تمیزی کھڑا کر دیا۔

کہ میرے لئے قومی کرۂ ہوائی کو کنٹرول کرنا ناممکن ہو گیا۔ میں نے رسالہ ینگ موہیال کو کچھ عرصہ کے لئے بند کرنے میں مصلحت سمجھی۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۳۴ء سے دسمبر ۱۹۳۶ء تک رسالہ مذکور خاموش رہا۔ اور جنوری ۱۹۳۷ء میں نئی امنگوں اور نئی طاقتوں سے میدانِ عمل میں اترا۔ اور اگست ۱۹۴۷ء تک نہایت شان اور جرأت سے کام کرتا رہا۔

رسالہ ینگ موہیال کا طریق کار:۔ اس آزاد، نربھیک اور بید ھڑک آرگن نے قوم کے نوجوانوں کے اندر تنظیم و سنگٹھن کا کام شروع کیا۔ موہیال منڈیوں میں ینگ مین ایسوسی ایشنز قائم کرائیں۔ اور راولپنڈی کی ایسوسی ایشن کو ان کی مرکزی جماعت قرار دلایا۔ ہر ایسوسی ایشن کے قواعد و ضوابط مرتب کرا کر اس کے ممبران کو دو امور سے وابستہ کرایا۔ جنرل سبھا کی کانفرنس کے ساتھ ایک دو نوجوانوں کی کانفرنس بھی باقاعدگی سے ہونے لگی۔ نیز اس موقع پر ایسوسی ایشنز کی تیار کردہ اعلےٰ ٹیمیں ہاکی۔ فٹ بال اور رسہ کشی کے میچوں کے لیئے خاص اہتمام سے آنے لگیں۔ اور کانفرنس کی رونق کو دوبالا کرنے لگیں۔

رسالہ مذکور کی پالیسی "مناظرین کو کیریکٹر پرست۔ پربھو بھگت۔ صحیح تر۔ عالم باعمل اور مشنری سپرٹ کا حامل" بنانا تھی۔ غریبوں میں ہر ماہ اندازاً ۲۰۰ کا پہیاں مفت بانٹنا اس کا بہترین فرض تھا۔ اپنے اصول کی سو فیصدی پرستش کرنا اس کا فطری جوہر تھا۔ جنرل سبھا نے ایک بار نہیں انیک بار اس کے خلاف بائیکاٹ کے پرستاو پاس کئے اور کرائے۔ مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ قوم کے جہاندیدہ لیکھکوں نے اکٹھے ہو کر اس کے خلاف طویل مضامین مترمیں اس کی دلآزاری کے لیئے لکھے۔ مگر اس کی چمک اور روشنی تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت ماند نہ کر سکی۔

موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی:۔ نوجوانوں کی اس جماعت نے غالباً ۲۹-۱۹۲۸ء میں جنم لیا۔ اس نے اپنے ماٹو "LOVE & SERVICE" کو عملی روپ دیکر راولپنڈی کے سب موہیالوں کے دلوں کو جیت لیا۔ اس کے ممبران کی تعداد ۱۹۴۷ء میں بڑھتے بڑھتے ۲۰۰

تک پہنچ چکی تھی ۔ موہیال جنتا انہیں دل کھول کر دان دیتی تھی ۔ انہوں نے موہیال آشرم کے لئے زمین بھی خرید کی تھی ۔ ان کے اجلاس ہمیشہ باقاعدہ ہوتے رہے ۔ اور اپنے پاس کردہ پرستاؤں کو عملی شکل دینے کا وہ خاص خیال رکھتے تھے ۔ ایسوسی ایشن کے چند نمائندوں کو جب پریزیڈنٹ جنرل موہیال سبھا نے سبھا مذکور کے ایک اجلاس منعقدہ ماہ مئی ۱۹۳۹ء میں بیٹھنے کی اجازت نہ دی تو ایسوسی ایشن اور جنرل سبھا کے تعلقات میں کشیدگی اور ناخوش گوارہی پیدا ہوگئی ۔ نوجوان رسالہ "ینگ موہیال" لاہور میں اور اراکین و ممبرانِ جنرل سبھا رسالہ "موہیال متر" میں اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے رہے ۔ ایسوسی ایشن نے ۱۹۴۰ء میں اپنا رسالہ "موہیال سندیش" جاری کیا ۔ جو ۱۹۴۷ء تک باقاعدگی سے سوشل ریفارم کا کام کرتا رہا ۔

موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور :۔ راقم الحروف نے ۱۹۲۹ء میں لاہور شہر میں ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی ۔ جو نہایت باقاعدگی سے ۱۹۴۷ء تک سنت نگر ۔ کرشن نگر ۔ رام نگر پریم نگر اور شام نگر وغیرہ نئی بستیوں کے موہیالوں کی سوشل سروس کرتی رہی :۔

علاوہ ازیں ملتان ۔ انبالہ ۔ گجرات ۔ لاہور چھاؤنی ۔ ایبٹ آباد میں بھی مختلف اوقات میں ایسوسی ایشنز قائم ہو کر قومی خدمت انجام دیتی رہیں :۔

۴ ۔ اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی :۔

اس شرومنی باڈی کی قائمی کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے شری رائے زادہ بودھ راج جی وید ایڈووکیٹ پریزیڈنٹ کانفرنس منعقدہ دہلی بماہ دسمبر ۱۹۵۲ء نے جس بے لاگ اور واضح رائے کا اظہار فرمایا تھا ۔ اسے تاریخی طور پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ نے اپنے صدارتی ایڈریس میں لکھا تھا کہ :۔

"ضرورت ایجاد کی ماں ہے ۔ اور یہی مقولہ سارے مسئلہ کا مظہر ہے ۔ یہ سبھا کسی طاقت کی طمع کے باعث ظہور پذیر نہیں ہوئی ۔ بٹوارہ اپنے ساتھ ناقابل بیان تباہی اور بربادی لایا ۔

ہمارے گھر گھاٹ جلائے گئے۔ لوگوں کو جان بچانے کے لئے بھاگنا پڑا۔ اُن کے پاس دھن تھا نہ کپڑا۔ امیر اور غریب دونو بد حال ہو چکے تھے۔ موہیال فرقہ اس مصیبت کا بُری طرح شکار بنا۔ خاص طور پر زراعت پر انحصار رکھنے والے اور کھیتی کرنے والے اس فرقہ کی حالت بہت خستہ تھی۔ ...... لوگ اس قدر ہراساں تھے۔ کہ وہ ایسٹ پنجاب میں بھی پناہ لینے سے خوف زدہ تھے۔ اس لئے زیادہ تعداد دہلی میں پناہ گزین ہوئی۔ ہر طرف سے ناامید ہوتے ہوئے قدرتی طور پر ایک بچے کو مدد کے لئے ماں باپ سے درخواست کرنی تھی۔ یا اس فرقہ کو اپنی نمائندہ جماعت سے اطمینان اور رہنمائی کے لئے جو دستِ سوال دراز کرنا تھا" کیا۔ لیکن کوئی حوصلہ افزا مدد نہ ملی۔ اُنکی آزمائش کی گئی۔ مگر سب ناکام رہی۔ ننھے بچوں کی پکار، یتیموں کی فریاد۔ بیواؤں کی آہ و زاری یہی کہتی تھی۔ "ہمیں خدارا بچائیو" مگر یا تو ان پکاروں کا جواب تک نہ ملا۔ اگر ملا تو بالکل مردہ سا۔ مایوس کن اور حقارت آمیز۔ جب ہر طرف سے اُداسی۔ ہر سمت اندھیرا اور پریشانی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے حالات میں اس اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا کی پیدائش ہوئی جیسا کہ گیتا اور دوسری مذہبی پُستکیں بتاتی ہیں۔ اگرچہ ہمارے فرقہ کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ مگر تاحال بھی موہیالی رُوح زندہ موجود تھی۔ سچی موہیالی جرأت اور قربانی کا چراغ اگرچہ مدھم روشنی رکھتا تھا۔ مگر پھر بھی اپنی چمک دے رہا تھا۔ اس پس منظر۔ ان پُرآشوب حالات میں انتہائی گھبراہٹ اور ضرورت سے متاثر ہو کر موہیالی جوش۔ جرأت اور ایثار کے علمبردار آگے بڑھے۔ اور اُنہوں نے "اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا" کا وجود قائم کیا"۔

اجلاس کارکن کمیٹی جنرل موہیال سبھا امرتسر منعقدہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۸ء زیر صدارت رائے صاحب بخشی ٹیک چند جی دت چیئرگپتا مندر رینٹی دہلی میں ذیل کا پرستاو پاس ہوا:- (منقول از "موہیال سیوک" مطبوعہ جنوری ۱۹۴۹ء)

"جنرل موہیال سبھا کا دفتر امرتسر سے کسی دوسرے مقام پر تبدیل کیا جانا طے ہوا۔ اتفاق

رائے سے پاس ہوا۔ کہ جنرل موہیال سبھا کا دفتر عارضی طور پر دہلی میں لایا جائے"۔
اس ریزولیوشن پر کارکنانِ جنرل موہیال سبھا کیطرف سے عملدرآمد کا نہ ہونا ہی فی الحقیقت "اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی کی قائمی" کی بنیادی وجہ ہے۔
اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا نے ۱۹۵۱ء کے وسط میں جنم لیا۔ گویا موہیال سبھا دہلی نے ۱۹۵۱ء میں آل انڈیا باڈی کی صورت اختیار کر لی۔ اپنے ماہوار رسالہ "موہیال سیوک" کے ذریعہ اس نے بھارت بھر کے موہیالوں کی تنظیم و سنگٹھن کا کاریہ شروع کیا۔ موہیال کوآپریٹو ہاؤس بلڈنگ سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ اندر پوری سکیم دہلی میں محدود وسائل اور مختلف مشکلات کے باوجود موہیال نگر کی بستی کا کاریہ آرمبھ کیا۔ ۵ و ۶ ستمبر ۱۹۵۱ء کو اپنی پہلی شاندار کانفرنس اور ۲۷ و ۲۸ دسمبر ۱۹۵۲ء کو دوسری پُر رونق اور قابلِ فخر کانفرنس اپنے ہیڈ کوارٹر دہلی میں منعقد کی۔ اگرچہ چند ایک مذکورہ بالا سکیموں کو بھاندکور اپنانے کا (بذریعہ ریزولیوشنز) عہد کر چکی ہے۔ مگر ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کافی سرمایہ تجربہ کار ورکرز اور ہر دو شرومنی باڈیز کے باہم شیر و شکر ہونے کی ضرورت ہے۔
یکم جنوری ۱۹۵۴ء کی میٹنگ:۔ جنرل موہیال سبھا امرتسر کی ۱۹۵۲ء کی کانفرنس میں شری این۔ سی۔ این صاحب موہن پردھان کانفرنس سے جنرل موہیال سبھا امرتسر اور اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی کو باہم شیر و شکر کر کے قومی فضا کو پاک صاف بنانے کا جو اہم فرض سونپا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ۲ مئی ۱۹۵۳ء کو سولن میں ہر دو باڈیز کے ایک ایک نمائندہ (سردار شمشیر سنگھ جی ویدا از امرتسر سبھا اور جھنڈا رجنداس جی دت از دہلی سبھا) کو بلا کر سمجھوتہ کے لئے شرائط طے کرنے کی کوشش کی۔ مگر کوئی خاص شرائط طے نہ ہو سکیں بلکہ معاملہ کچھ عرصہ کے لئے التوا میں ڈال دیا گیا۔ قوم کے ہتیشیوں کو یہ التوا ناگوار گزرا۔ انہوں نے شری موہن جی سے اس سمجھوتہ کے لئے اپنی مبارک کوششوں کو بدستور جاری رکھنے کی بذریعہ پریس و پلیٹ فارم پرارتھنا کی۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۵۴ء کو دہلی میں آپ نے شری رائزادہ بودھراج جی وید ایڈووکیٹ ملکہ گنج سبزی منڈی دہلی کی کوٹھی

میں اکھل بھارتیہ سبھا کی ایک غیر رسمی کنونیشن بصدارت بخشی رام سروپ جی دت منعقد کرائی۔ جس کا مقصد جنرل موہیال سبھا امرتسر کا دفتر فوری طور پر بھارت کی راجدھانی دہلی میں لانے کے متعلق تھا۔ شری موہن جی نے فرمایا۔ "میں نے ابھی ابھی امرتسر ایک سپیشل ٹیلیفون کال ٹرنک کر کے شری شمشیر سنگھ جی وید پردھان جنرل سبھا سے دفتر جنرل سبھا کو دہلی تبدیل کرنے کے متعلق پرارتھنا کی ہے۔ اور انہوں نے اسے بصد خوشی قبول فرمایا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اکھل بھارتیہ سبھا کے دو نمایندے میرے ساتھ امرتسر چلیں۔ اور وہاں جنرل سبھا کی میٹنگ بلوا کر اس میں دفتر سبھا کی تبدیلی کا ریزولیوشن پاس کرائیں"۔ چنانچہ موہن صاحب کی تجویز اور خواہش کے مطابق چوہدری کیدارناتھ جی دت سرپرست سبھا دہلی۔ بھتہ بالمکند جی موہن سرپرست سبھا انناہن اور چوہدری دینا ناتھ جی دت پرنسپل دہلی اُن کے ہمراہ امرتسر میٹنگ میں شریک ہوئے۔ مگر وہاں سوائے نکتہ چینی اور بدگمانی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ معاملہ کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ ڈھیل صرف جنرل سبھا کی طرف سے ہے۔ اکھل بھارتیہ سبھا دہلی نے تو شروع سے اپنے دونو بازو ملاپ کے لئے پھیلا رکھے ہیں۔ اور شری این۔ این جی موہن کو سمجھوتہ کرانے کے متعلق بذریعہ ریزولیوشن پوری آزادی دے رکھی ہے۔

اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کے فنڈات محدود ہیں۔ اراکین کی تعداد قلیل ہے۔ رسالہ "موہیال سیوک" میں سبھا کی آمدن و خرچ کا ہر ماہ حساب شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ رسالہ مذکور میں ہندی کا سیکشن بھی ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔:

۵۔ بھارت میں موہیال کہاں کہاں آباد ہیں؟:-

۱۔ منڈی کنجروڑ کے موہیال گورداسپور۔ پٹھانکوٹ۔ بٹالہ۔ قادیاں۔ ضلع جالندھر۔ ضلع ہوشیارپور اور کپورتھلہ سٹیٹ میں اراضیات الاٹ ہونے کی وجہ سے آباد ہوئے۔ شہر گورداسپور کے گردونواح میں منڈی مذکور کے بہت سے موہیال پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً

مواضع پرسوں کا پنڈ۔ غزنی پور۔ منگل سین۔ پھُڈوال راجپوتاں۔ گیدڑ منڈی۔ بساہوال اور جالپووال تو موہیالوں کی ایک بارونق منڈی بن گئی ہے جس میں زیادہ تعداد دَتّوں کی ہے۔ [چونڈہ کے موہیال قادیاں اور بٹالہ میں آباد ہوتے ہیں] ::

۳۔ ملازمت پیشہ اور کاروباری موہیال تو بھارت کے مختلف علاقوں میں جا بسے ہیں۔ اور کاشتکار موہیال الاٹ شدہ زمینوں پر۔ سب موہیالوں کی صحیح آبادکاری کی تفصیلی فہرست تو میسّر نہیں ہو سکی۔ البتہ جہاں جہاں تھوڑے یا بہت موہیال گھرانے آباد ہیں۔ اُن کا اندراج ذیل میں کیا جاتا ہے :۔

(ا) شہر دہلی میں :۔ ملکہ گنج۔ سبزی منڈی۔ راجندر نگر۔ ایسٹ اور ویسٹ پٹیل نگر۔ لاجپت نگر اور جنگ پورہ۔ دریا گنج۔ کالکاجی۔ مالویہ نگر۔ کشمیری گیٹ۔ سرائے روہیلہ۔ ملتانی ڈھانڈہ (پہاڑ گنج) قرول باغ۔ شاہدرہ۔ ونے نگر۔ بلی نگر۔ مہرولی وغیرہ وغیرہ۔

(ب) جمنا نگر (جگادھری) میں ۰۰ گھرانوں کی منڈی قائم ہو چکی ہے ::

(ج) روہتک۔ شملہ۔ حصار۔ انبالہ چھاؤنی۔ لدھیانہ :۔ امرتسر۔ جالندھر۔ ہوشیار پور۔ پانی پت سونی پت۔ فیروز پور چھاؤنی میں برادریاں قائم ہو چکی ہیں :: جاڈلہ (جالندھر) میں ۰۰ گھرانے آباد ہیں۔

(د) بمبئی میں موہیالوں کی تعداد تو زیادہ ہے مگر دور دور بکھری ہوئی (ہ) ڈیرہ دون ہردوار اور کانپور کے موہیال زیادہ تر ملازمت یا کاروبار کے سلسلہ میں وہاں مقیم ہیں مگر موہیال سبھا کو باقاعدہ قائم رکھتے ہیں ::ایسے ہی لکھنؤ اور آگرہ میں بھی موہیال آباد ہیں

(س) میرٹھ ایک زبردست منڈی بن چکی ہے۔ اور لکھو میار و تیاگی بھائیوں کا سہیوگ بھی موہیالوں کو ملتا رہتا ہے :: (ش) اجمیر و بیکانیر میں کچھ گھرانے دیر سے آباد ہیں

(ص) الہ آباد۔ مراد آباد۔ سہارنپور۔ پونا۔ کرکی۔ دہیورڈو۔ احمد نگر۔ جبل پور میں بھی موہیالوں کے کچھ گھرانے موجود ہیں (ضلع کانگڑہ اور ریاست پونچھ میں بھی

(ط) شاہ آباد و مالاکنڈ۔ روپڑ۔ نرائن گنج۔ بھٹنڈہ میں کچھ موہیال آباد ہیں۔ موضع بوڑیہ تحصیل جگادھری میں۔ بلرام پور و کاشی پور (یو۔پی) میں بھی کچھ گھرانے آباد ہوتے ہیں۔

مختلف منڈیوں کے موہیال

از:- راژادہ لچھمی چند جی ویدھ (چھبا) بی۔

گلُبنا:- دیوان امیں چند جی دت پنجاب میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھے آپ کو ۳۰۰ روپیہ ماہوار کی جاگیر ملی تھی۔ آپ مدبّر اور صلح کل ہونے کی وجہ سے جھگڑا اور فساد مٹانے میں اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ کے چار بیٹے تھے:-

(۱) بڑا لڑکا دیوان وزیر چند رسالدار میجر تھا۔ آپ رسالہ میں فنِ سپاہگری اور افسران سے میل ملاپ کے لئے خاص طور پر مشہور تھے:

(۲) دوسرا بیٹا دیوان فتح چند دت تھا۔ آپ کمسریٹ میں بطور گماشتہ مشہور تھے۔ آپکی طبیعت شانت اور پریم بھری تھی۔

(۳) تیسرا بیٹا دیوان برہم بھگوتی چند دت افسر مال ہے۔ آپ ریٹائر ہو کر اپنی زندگی خوش خُلقی اور امیرانہ طور پر بسر کر رہے ہیں۔ آپ کو برادری کی فضول رسوم کے درست کرنے کی فکر رہتی ہے۔ آپنے دورانِ ملازمت اپنی ایمانداری کا ثبوت دیا۔ آپ پوجا پاٹھ کے ہمیشہ پابند رہتے ہیں۔

دیوان صفا چند دت:- آپ دیوان رام بھج دت کے تیسرے بیٹے تھے۔ آپ کی عمر کا بہت سا حصہ بیکاری اور پسماندگیِ فوج میں گزرا۔ آپ کے دو بیٹے دیوان مہر چند لعد دیوان کانشی رام ذیلدار تھے۔

دیوان رام رتن صاحب رسالدار تھے۔ آپ اپنے سپاہیانہ کرتبوں کے لئے مشہور تھے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔ ایک دیوان حکم چند جی جمعدار تھے۔ جو رنگیلی طبیعت کے مالک ہونے کے علاوہ فوجی کرتبوں میں خوب ماہر تھے۔ اور دوسرے دیوان لچھمی چند جی دت تھے۔ جو اعلیٰ کیریکٹر کے مالک تھے۔ آپنے اپنی اولاد کو اعلےٰ طریق پر تعلیم و تربیت دی:

ایک دلچسپ اور قابلِ فخر واقعہ:- دیوان خاندان کے ایک نوجوان کی چھاتی ۵۵ انچ چوڑی تھی۔ ایک کمان افسر ایسے نوجوانوں کی ماتا کو دیکھنے کے خیال سے گلبنا میں آیا۔ کہتے ہیں۔

اس نے ایک دیوان نوجوان کی ماتا سے بات چیت کی۔ دیوی نے کہا "میں نے اپنے بچوں کی پرورش دودھ گھی۔ مکھن اور باداموں سے کی ہے" - اور وہ دیوی خود اس قدر توانا اور مضبوط تھی۔ کہ ایک روز اس کا گزر ایک چوک میں سے ہوا۔ وہاں ایک تگڑا دو من کا فنڈی راستہ میں پڑا تھا۔ اس نے اسے ایک ٹھوکر سمجھ کر دھر سے راستہ سے پرے ہٹا دیا۔ بلکہ آسانی سے اٹھا کر ایک مکان کی چھت پر پھینک دیا ؛

اس خاندان کے پاس بے حساب جائداد۔ اراضی اور عالیشان مکانات تھے۔ مگر میں نے اپنی ۷۲ سالہ زندگی میں ایک روز بھی اسے عدالت سے باہر نہیں دیکھا۔

لالہ دت خاندان گلگیانہ :- جہاں گلگیانہ کے دیوان خاندان نے جنگی ملازمت کے ذریعے سوہیال جاتی کو چار چاند لگائے۔ وہاں لالہ خاندان نے اپنی جنگی خدمات اور علمی قابلیت سے گلگیانہ کے نام کو روشن کر دیا۔ اس خاندان کے مورث اعلےٰ لالہ لکھمی نرائن جی دت تھے۔ سب سے پہلے دیوان گنپت رائے جی دت پنجاب میں تحصیلدار تھے۔ جنہوں نے پنڈت کنہیالال جی وید آف جالندھر کے ساتھ نائب تحصیلدار ہوتے ہوئے محض اپنی علمی قابلیت کے بل بوتہ پر (یعنی کتب کو دیکھے بغیر) ایک امتحان پاس کر کے تحصیلداری حاصل کی۔ دیوان صاحب کے فرزند دیوان رام سہائے جی دت ایک قابل سول ناظر تھے۔ جن کے بڑے بیٹے دیوان رائے صاحب سالگرام جی دت ہیں۔ جنہوں نے پولیس کی سب انسپکٹری کو چھوڑ کر محکمۂ جنگلات میں ملازمت اختیار کر لی۔ اور بالآخر آپ چیف سپرنٹنڈنٹ چیف کنسرویٹر صاحب کے دفتر کے مقرر ہوئے۔ آپ نے دوران ملازمت خوب ایمانداری سے کام کیا ؛

لالہ دیویدتہ مل جی دت کے فرزندان :- ۱ لالہ ہری چند دت پشاور شہر میں نامور اپیل نویس تھے۔ آپ جب کبھی پشاور سے گلگیانہ آتے۔ تو پشاور کے لوگ اپیل لکھوانے کے لئے گلگیانہ پہنچ جاتے۔ ایک دفعہ ایک فریق جس نے لالہ جی سے اپیل لکھوائی تھی ایک مقدمہ میں ہار گیا۔ جج کے فیصلہ سنا چکنے پر سائل نے اس سے عرض کی " جناب! میری اپیل تو

لالہ صاحب کی تحریر کردہ ہے سو وہ نامنظور کیونکر ہو سکتی ہے۔ اسے پھر غور سے دیکھا جائے"۔ چنانچہ جج نے اس اپیل کو دیکھ کر فی الفور کہا۔ "سہو ہو گئی ہے"۔ اور مقدمہ سائل کے حق میں ہو گیا۔ آپ اپنی مقررہ اجرت کے علاوہ کوئی انعام یا تحفہ وغیرہ نہ لیتے تھے۔

لالہ ہری چند جی کے سپتر رائے صاحب بخشی ٹیک چند جی ڈپٹی کنٹرولر ہیں۔ آپ اس وقت جنرل موہیال سبھا کے پریذیڈنٹ ہیں۔ آپ حساب میں ماہر اور با اصول پرست ہیں۔

لالہ دیوی دتہ مل جی دت کے دوسرے بیٹے مہتہ منگل سین جی دت پنجاب سیکرٹریٹ میں عرصہ تک اکونٹنٹ اور پھر سپرنٹنڈنٹ رہے۔ آپ جنرل موہیال سبھا پنجاب کے ایک طویل مدت تک سیکرٹری رہے۔ آپ نے اپنی فرض شناسی۔ قومی سپرٹ اور اعلےٰ لیاقت سے سبھا مذکور کی شان اور عزت کو چار چاند لگا دیئے۔ آپ انتھک مدد گار تھے۔ اور قوم کو آپ کی ذات سے خاص انس اور آپ کی کارکردگی پر خاص ناز تھا۔ آپ نے ۱۹۱۱ء سے ۱۹۴۵ء تک سبھا کے کاموں میں نمایاں حصّہ لیا۔ آپ نے ایک کمرہ اپنے خرچ پر موہیال آشرم لاہور میں تعمیر کروایا۔ اور جنرل سبھا کے فنڈز کو اپنے اثر و رسوخ سے تقویت بخشی۔ آپ نے ۱۹۳۰ء کی پشاور کانفرنس میں صدر کے فرائض بخوبی انجام دیئے۔ آپ ۱۹۴۵ء میں سورگباش ہوئے ؛

مہتہ کھیم چند جی دت مہتہ منگل سین جی دت گیانوی کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ لاہور میں ۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۷ء تک جنرل موہیال سبھا پنجاب کی تن من اور دھن سے سیوا کرتے رہے۔ آپ بحیثیت خزانچی سبھا مذکور سالہا سال تک نہایت ایمانداری تندہی اور فرض شناسی سے کام کرتے رہے سچ تو یہ ہے کہ مہتہ منگل سین جی دت اور مہتہ کھیم چند جی دت ہر دو برادر نے اپنے ذمہ دارانہ عہدوں کو جس شوق اور لگن سے نبھایا۔ اس کی نظیر فی زمانہ ملنی محال بلکہ ناممکن ہے۔ آپ جنرل موہیال سبھا کے عاشق تھے سبھا کی عمارت کو مضبوط کرنے کا انہیں خاص جنون تھا۔ رسالہ "موہیال مِتر" کے لئے خریدار مہیا کرنا ان کا پسندیدہ فرض تھا۔ کانفرنسوں کی رونق کو بڑھانا اور ان میں دلچسپی لینا ان کا

شعار تھا۔ ۱۹۴۷ء میں دہلی آکر آپ نے موہیال سبھا دہلی کی سرگرمیوں میں باوجود مرض دمہ میں مبتلا ہونے کے حصہ لینا شروع کیا۔ اس کے بعد آپ نے اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی کی ترقی و بہتری کے لئے حتےٰ الامکان کوشش کی۔ آپ دفتر جنرل موہیال سبھا کو امرت سر سے دہلی لانے کی زبردست خواہش رکھتے تھے۔ آپ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے "موہیالی" اور "موہیالی اوصاف" کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ آپ ۱۲ مئی ۱۹۵۵ء کو دہلی میں سورگباش ہوگئے ؛

رائے صاحب بخشی سیتا رام دت بخشی منگل سین جی دت گلبانوی کے بڑے لڑکے جنرل سبھا کے ۲۵ سال سے مستقل ممبر ہیں۔ آپ ایک طویل عرصہ تک گورنر صوبہ سرحد سر جارج کننگھم کے ذاتی سٹاف میں رہے۔ جہاں ۱۹۴۵ء میں آپ نے رائے صاحب کا خطاب پایا۔ ۱۹۴۷ء میں دہلی آنے پر گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو خاص طور پر چن کر سپیشل پولیس گورنمنٹ انڈیا دہلی میں بطور پرسنل اسسٹنٹ اور ایڈمنسٹریٹو آفیسر انسپکٹر جنرل پولیس تعینات کیا۔ آپ نے یکم اپریل ۱۹۵۴ء کو پنشن لیکر اپنے مکان پٹیل نگر دہلی میں مستقل رہائش اختیار کی ؛

لالہ دیو بدھ مل دت کے چوتھے بیٹے بخشی بالمکند دت فیروز دوست کالج جموں میں لیباریٹری اسسٹنٹ ہیں۔ آپ راستباز موہیال ہیں اور لالہ موصوف کے پانچویں بیٹے لالہ چونی لال دت ہیں ۔ یہ خاندان "سعدی خاندان" کے نام سے مشہور ہے ؛

سردار بہادر کیپٹن سردار حکم سنگھ صاحب۔ ٹھٹھو ہاس۔ آپ موہیال برادری کے سرتاج تھے۔ آپ رسالہ میں رسالدار میجر تھے۔ آپ جس جنگ میں بھی جاتے۔ فتحیاب ہو کر آتے۔ اور انعام و تمغہ حاصل کرتے۔ ملازمت کے ابتدائی دنوں میں آپ ایک رسالہ میں جمعدار تھے۔ ان دنوں ۱۶ الینسرز ٹوٹا ہوا تھا۔ سرکار نے پھر اسے کھڑا کرنے کا حکم دیا اور کمان افسر کو دوسرے رسالوں میں جا کر سرداروں کو منتخب کرنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ جب اس نے خوبصورت سردار بہادر حکم سنگھ کو دیکھا۔ تو اس کا مطالبہ کیا۔ مگر اس رسالہ کے کمان افسر

نے کہا "اور سردار آپ جو لینا چاہیں لے لیں۔ مگر اس سردار کو ہم نہیں دے سکتے" مگر دوسرے کمان افسر صاحب اپنے مطالبہ پر بضد تھے۔ آخر سردار صاحب کی نیلامی ہوئی۔ بھرتی کنندہ کمان افسر نے کہا "میں اس کو فرسٹ گریڈ جمعدار بناتا ہوں"۔ دوسرے نے کہا "میں اسے رسالدار بنا دونگا"۔ چنانچہ بھرتی کنندہ کمان افسر نے سردار صاحب کو رسالدار درجہ اول بنا کر ۱۶ لینسرز کے لئے چن لیا۔

ریٹائر ہونے پر آپ سات سال تک لارڈ کرزن کے اے۔ ڈی۔ سی رہے۔ بعد میں ۵۰/- روپیہ کے قریب پنشن لے کر گلیانہ میں بطور آنریری مجسٹریٹ منصف و سب رجسٹرار تعینات ہوئے۔

گلیانہ کا وید خاندان:- مورثِ اعلیٰ راجزادہ کشندیال جی وید تھے۔ جو ہمراہ دیوان بھیم سین جی لاہو لڑائی میں شہید ہوئے۔ جن کا واحد فرزند راجزادہ کاہن چند وید تھا۔ کاہن چند کے دو بیٹے راجزادہ فیروز چند و راجزادہ ٹھاکر داس وید تھے۔ راجزادہ ٹھاکر داس بے اولاد چل بسے۔ راجزادہ فیروز چند وید کی شادی ہمراہ دختر دیوان ہیمراج دت ہوئی۔ دیوان ہیمراج جی کے سرگباش ہونے پر آپ ضلع شاہ پور سے ملازمت ترک کر کے جموں آ گئے۔ جہاں آپ بعہدہ نائب تحصیلداری تعینات ہوئے۔ بعد ازاں سپرنٹنڈنٹ سیشن جج مقرر ہوئے۔ پھر ضلع مظفر آباد میں منصف مقرر ہوئے۔ دو سال بعد میرپور میں آپ سب جج ہو کر آئے۔ پھر جموں میں سٹی جج اور اودھم پور میں سب جج رہے۔ اور سب جج کی آسامی سے ریٹائر ہوئے۔ آپ نہایت ایماندار، معاملہ فہم، زود نویس اور خوش نویس تھے۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ آپ کے مقدمات کے فیصلوں کی دلی طور پر تائید فرماتے تھے۔

راجزادہ فیروز چند وید کے تین بیٹے تھے (۱) راجزادہ لکھمی چند وید (۲) راجزادہ امر چند وید (۳) راجزادہ مدن لال وید ہیں۔ راجزادہ لکھمی چند وید کو آپ کی نانی بیوہ دیوان ہیمراج نے اپنا متبنیٰ بنا لیا۔ بعد مقدمہ بازی جائداد دیوان ہیمراج (واقع ریاست جموں) راجزادہ مذکور کے قبضہ میں آئی۔ آپ ڈیوڑھی مبارک میں پانچ سال بطور سپرنٹنڈنٹ رہ کر پنشن یاب ہوئے۔

[آپ جنرل موہیال سبھا کے پرانے سرگرم رکن اور اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کی سرگرمیوں کے نقیب ورواں ہیں۔ آپ قوم کے سچے ہتیشی، صاف گو اور پراچین موہیالی کے مداح و پیرو ہیں۔ "موہیال ہسٹری" کی اشاعت کے سلسلہ میں آپ نے جس قدر قیمتی مصالحہ مہیا فرمایا ہے اس قدر اور کسی قومی بھائی یا انجمن کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ مؤلف]

ماسٹر زادہ امر چند وید ایڈووکیٹ میونسپل کمشنر ہیں۔ آپ کی دیانتداری اور فرض شناسی کی بدولت پبلک دل وجان سے آپ پر قربان ہے ؛

ماسٹر زادہ سبھرمن لال وید لفٹننٹ بھرتی ہوئے۔ جنگ عظیم میں ایم سی کا تمغہ ملا۔ اپنے کام میں ہوشیار، بہادر اور بزرگوں کے فرمانبردار ہیں ؛

گھیانہ کا نو خاندان بہ ۱ بخشی بدھ داس صاحب نو ریاست منڈی میں مشیر مال رہے۔ آپ کے بال بچے وہاں ہی مقیم ہیں۔ آپ برادری کی ترقی و بہتری کی خبر سنکر خوش ہوتے تھے ؛

بہ ۲ بخشی لال چند نو رسالدار بخشی دیوا چند صاحب نو کے فرزند ہیں۔ اپنی جوانمردی اور خوبصورتی کے کارن رسالہ میں رسالدار ہو گئے۔ ریٹائر ہونے پر آپکی خدمات اسٹریننگ حاصل کی گئیں۔ آپ بہت خوش مزاج ہیں ؛

بہ ۳ بخشی فتح چند برادر بخشی دیوان چند نو کا فرزند بخشی سردار چند کپتان جنگی ہے۔ عزیز مذکور نے خوش خلقی، ہمدردی اور پریم میں اپنے پتا کو بھی مات کر دیا ہے ؛

میرپور منڈی :۔ یہاں ساتوں موہیال آباد تھیں :۔

بہ ۱ بخشی تلسی رام دت اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے عہدہ سے ریٹائر ہو گئے۔ آپ کے پتا بخشی کانشی رام جموں میں بحیثیت ایک منشی تھے۔ مگر نہایت بارسوخ شخصیت تھے ؛

بہ ۲ بخشی بھوانی سہائے چیمبرلین مہاراجہ رنبیر سنگھ بہادر علاقہ جموں میں کاردار تھے۔ آپ اپنے ہمنشینوں کو اپنے وقت کے حالات اور پند و نصائح سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ کے خاندان میں سب انسپکٹر پولیس، گرداور، قانونگو، اہلمد مال و جوڈیشل کافی تعداد میں ہو گئے ہیں۔ یہ خاندان بوجہ کنبہ پروری، ذہانت اور باہمی اتحاد و پریم بہت مشہور تھا ؛

۳۔ بخشی موتی رام چھبڑ بہت خوش شکل، کم گو، نیک اور عالم موہیال تھے۔ اپنے بھائیوں کی امداد کرنا اپنا بہترین فرض خیال کرتے تھے۔ آپ نے دیوان جوالا سہائے کے خاندان کی پرائیویٹ ملازمت اختیار کی۔ اور آخیر دم تک آپ انکے پاس ہی رہے۔ آپ نے موہیال آشرم لاہور میں "موتی رام بلاک" اپنے خرچ پر تعمیر کروایا۔ آپ نے چھ شادیاں کیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا بخشی چونی لال چھبڑ ان دنوں ناگپور (سی۔ پی) میں منیجر ایسوسی ایٹڈ الیکٹریکل انڈسٹریز (انڈیا) لمیٹڈ ہے ؛.

۴۔ بخشی نہال چند چھبڑ ایک خدا پرست ہستی تھے۔ آپ گیتا اور دیگر دھارمک پستکوں کا باقاعدہ پاٹھ کرتے تھے۔ آپ کے تین بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی اعلےٰ عہدوں پر مامور ہیں۔ نیز برادری سے اُنس رکھتے ہیں ؛.

۵۔ سردار کرتار سنگھ بالی آف میرپور پہلی موہیال کانفرنس جموں کے صدر تھے۔ آپ کے پتا سردار رتن سنگھ ایک قابلِ پرستش ہستی تھے۔ خود سردار صاحب ریاست میں فارن ورنیکولر سٹیٹ سیکرٹری تھے۔ شری مہاراجہ صاحب بہادر پرتاپ سنگھ اور اُن کے بھائی شری راجہ امر سنگھ جی جو کہ وائس پریذیڈنٹ کونسل کشمیر تھے۔ سردار صاحب پر خاص نظرِ عنایت رکھتے تھے۔ سردار صاحب صلح کل، عالم اور توانا و تندرست کیس دھاری تھے۔ آپ نے آخیر عمر میں انگریزی اور سنسکرت کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے جموں اور سرینگر میں مکانات تعمیر کروائے۔ اولادِ نرینہ نہ رکھنے کے کارن آپ نے اپنے دوہتے سردار سریندر سنگھ کو اپنا بیٹا بنایا۔ جو اس وقت ان کی جائداد پر قابض ہیں۔ اور جموں و کشمیر موہیال سبھا کے صدر ہیں ؛.

۶۔ راجزادہ ترلوک چند بالی اپنی محنت و قابلیت سے عہدہ تحصیلداری سے عہدہ گورنری کشمیر تک ترقی کر گئے۔ آپ فضول رسوم اور توہمات سے بالاتر تھے۔ آپ کے عہد میں کشمیر میں دو دفعہ فساد ہوا۔ مگر حسنِ انتظام سے ہر بار ریاست میں امن قائم رکھا۔ آپ کی قابلیت، تدبر اور فرض شناسی کے مہاراجہ ہری سنگھ بہادر بھی مداح تھے۔ آپکے رشتہ ہو

کر میرپور میں رہائش اختیار کی۔ اور وہاں پنچایت اور میونسپل کمیٹی کے پریزیڈنٹ رہے۔
آپ کا ہندو مسلمان سے ایک سا سلوک تھا۔ مستحقین کو دان دینا آپ کا شیوہ تھا:
۷ـ رائے صاحب بخشی سردار سنگھ بالی، سردار کرتار سنگھ کی مرتیو پر اُنکے جانشین
ہو گئے۔ آپ کے اندر نابعداری اور متانت بہت زیادہ تھی۔ راجگانِ ریاست کو
آپ کے اخلاق کا اس قدر احساس تھا کہ وہ بوقتِ روانگی کشمیر اُنہیں اپنے محلات
کا انچارج بناتے تھے۔ آپ رائے صاحب کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ آپ کے
صاحبزادہ سردار سنت سنگھ جی سیکرٹریٹ میں بطور سپرنٹنڈنٹ ریٹائر ہوئے۔ آپ
اب جموں میں رہائش رکھتے ہیں :۔
۸ـ بخشی نرائن سنگھ وید دسپنسر کمیدان جوالا سنگھ جی وید میرپوریہ) کم گو مگر ظریف طبع
تھے۔ آپ کی ہر ظریفانہ بات سبق آموز ہوتی تھی۔ آپ محکمہ مال میں اعلیٰ درجہ کے
آفیشل سٹاف میں اہلمد تھے۔ آپ کے فرزند بخشی اونکار سنگھ ایک قابلِ دید ہستی تھے۔
آپ تحصیلداری کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ مگر عمر نے وفا نہ کی۔ آپ کے بڑے بیٹے سردار
کلبیر سنگھ کنٹرولر میں اسسٹنٹ کنٹرولر ہیں۔ آپ ایماندار اور اپنے کام میں ہوشیار ہیں:۔
۹ـ سردار سردار سنگھ صاحب کا صاحبزادہ سردار گجندر سنگھ بالی تحصیلدار رہا۔
مگر پاکستان کے بننے پر اس خاندان کے سب روشن چراغ بجھ گئے۔ سردار جنگ سنگھ
بالی بی۔ اے انسپکٹر کو آپریٹیوز تحصیلدار موصوف کا لختِ جگر رسالہ "ینگ مین آف انڈیا لاہور"
کا عاشق صادق تھا۔ ظاہر و باطن یکساں رکھتا تھا۔ اور قومی پریس میں خاص
دلچسپی لیتا تھا :۔
۱۰ـ بخشی رام داس چھبر سپتر بخشی موتی راج چھبر آف پیل (میرپور) ڈپٹی کمشنر رہے۔
جب علاقہ پونچھ کے حالات بوجہ بدنظمی ریاست کشمیر نے خراب دیکھے تو اُن پر قابو
پانے کے لئے بخشی رامداس جی کو منتخب کیا گیا۔ آپ نے اس اہم اور پیچیدہ کام
کو جس خوبی اور آسانی سے انجام دیا۔ اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ شری مہاراجہ پرتاب

سنگھ اور مہاراجہ ہری سنگھ جی کو آپ کی ذات پر پورا اعتماد تھا۔ اسی وجہ سے آپ ڈپو بڑھی افسر مقرر کیے گئے۔ آپ علم و دیانت کے بہت شوقین و عامل تھے۔ افرادِ برادری پر خاص نظرِ عنایت رکھتے تھے۔ آپ ایماندار اور منصف مزاج تھے :۔

۱۱ بخشی رامداس کے چھوٹے بھائی بخشی موتی رام موضع بیلی کے ذیلدار تھے۔ حسنِ اخلاق اور اعلیٰ کارکردگی کی بدولت ضلع کے ہر اعلےٰ افسر سے آپ کے تعلقات دوستانہ تھے۔ آپ اسمبلی ریاست کشمیر کے ممبر، ملٹری بورڈ کے سرپنچ اور اسیسر رہے :۔

رچھواہ (تحصیل راجوری) :۔ ۱ یہاں کے ایک معزز دت خاندان کے بزرگ بخشی عطر سنگھ ہوئے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے بخشی برج لال عرائض نویس بڑے راستباز اور اچھے تھے۔ بڑے بیٹے بخشی ہر دیال ضلع کل اور اچھے سپاہی ہیں :۔

۲ بخشی عطر سنگھ کے سب سے چھوٹے بیٹے بخشی روپ چند تھے۔ آپ دیوان جوالا سہائے کی اسٹیٹ میں منیجر رہے ہیں۔ آپ اتنے برادری نواز تھے۔ کہ جو موہیال سرینگر جاتا۔ آپ کے ہاں مہمان ہوتا۔ اگر کوئی بخشی جی کی مہمان نوازی سے گریز کرتا۔ تو آپ ناراض ہو جاتے۔ آپ نے اپنے داماد بخشی ملکھراج کو ولایت کا خرچ دے کر ریشم کی صنعت کی تعلیم دلائی۔ اور اپنے بھتیجوں کی ہر طرح سے سہائتا کر کے انہیں اچھے رتبوں تک پہنچایا :۔

۳ بریگیڈیئر افواج ریاست جموں و کشمیر بخشی اودے چند دت یہ آپ بخشی روپ چند دت کے بھائی ہیں۔ آپ کی تعلیم و تربیت کے اخراجات بھی بخشی روپ چند جی دت نے برداشت کیے۔ اور ان کی کوشش سے ہی آپ اس عہدۂ جلیلہ پر سرفراز ہوئے۔ اور پھر بریگیڈیئر سے آپ انسپکٹر جنرل پولیس ہو گئے۔ بخشی جی اپنے کام میں ماہر ہونے کے علاوہ نہایت ایماندار اور ہردلعزیز ہیں۔ آپ کی شادی بخشی رامداس جی چھبر وزیر تونچھ کی بیٹی سے ہوئی۔ باوجود اس قدر اعلےٰ رتبہ حاصل کرنے کے آپ متانت اور پریم کا پتلہ ہیں۔ آپ قد میں چھوٹے ہیں۔ مگر دلیری اور سپاہیانہ کام میں ماہر ہیں۔ اب پنشن لے کر اپنے جموں میں رہائش اختیار کی ہے

جموں:-

۱۔ مہتہ کرپا رام جی لو پنڈ دادن خاں کے معزز لو خاندان سے ہیں۔ آپ ایک چھوٹی سی ملازمت سے عہدۂ اسسٹنٹ سیکرٹری ریونیو منسٹر ریاست جموں و کشمیر تک پہنچ کر ریٹائر ہوئے۔ آپ کی قابلیت، محنت اور فرض شناسی قابلِ رشک ہے۔ آپ قریباً ۸۰ سال کے ہیں مگر زندگی کی باقاعدگی کے کارن ۵۰-۶۰ برس سے زیادہ عمر کے دکھائی نہیں دیتے۔

۲۔ مہتہ رامداس جی لو (برادرِ کلاں مہتہ کرپا رام جی لو) ملٹری میں بطور اکونٹنٹ ریٹائر ہوئے۔ آپ جموں کی برادری کی شادی غمی میں نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ [آپ رسالہ "ینگ موہیال" لاہور کے خاص قدردانوں میں سے تھے۔ مؤلف]

۳۔ رائزادہ بکت رام جی بالی مناور (اکھنور) کے بالی خاندان سے ہیں۔ آپ مشہور زمیندار تھے۔ اب آپ محکمہ پنچائت جموں میں اسسٹنٹ آفیسر ہیں۔ اور نہایت قابل و مدبر ہیں۔

۴۔ بخشی جگن ناتھ جی وید سپتر بخشی ساون مل جی وید آف ڈونگہ بحیثیت اکونٹنٹ آفیسر ریاست جموں میں محکمہ "پھر بساؤ" میں تندہی سے کام کر رہے ہیں۔ تمام رفیق آپ کے نیک برتاؤ اور اعلےٰ طریقِ کار سے مطمئن ہیں۔ بخشی ساون مل جی ریاست جموں میں ایک مدبر گرداور قانونگو تھے۔

۵۔ رائزادہ نرنجن داس جی بالی ایم۔اے رائزادہ ترلوک چند جی بالی ریٹائرڈ گورنر جموں کے بھتیجے تھے۔ آپ ریاست ہذا میں ہیڈ ماسٹر سے انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے۔ آپ سیلف میڈ تھے۔ اور برادری سے خاص اُنس رکھتے تھے۔

۶۔ بخشی دلیپ چند جی لو آف گلگیاں۔ آپ جموں میں پنجاب نیشنل بینک کے مینجر تھے۔ آپ نے اپنے تدبر اور حسنِ اخلاق سے سرکار دربار میں بھی نمایاں عزت پائی۔ آپ کا بڑا فرزند امریکہ میں برائے حصولِ تعلیم گیا مگر واپس نہ آیا۔

۷۔ بخشی وشوامتر لو انسپکٹر پولیس جموں (پسر بخشی دلیپ چند جی لو آف گلگیاں) اس قدر دل و گردہ کے مالک ہیں۔ کہ اپنی جان کی پرواہ تک نہ کرتے ہوئے ملازمت کے سلسلہ میں نیز فسادات کے دوران میں بارہا دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔ اور ہمیشہ کامیاب رہے۔

ریاست کے فسادات کو ختم کرنے میں آپ کے حسنِ انتظام اور تدبّر نے نمایاں پارٹ ادا کیا۔ آپ کے بزرگ برادر بخشی رام سروپ جی محکمہ جنگلات میں بطور رینجر ریٹائر ہوئے۔ آپ کی دیانتداری اور بھرانزی بھاو قابلِ فخر ہیں ؞

۸۔ کنجوڑ تاں کے چوہدری گندھرب سنگھ دت بعہدہ کرنل۔ چوہدری دلباغ رائے دت بعہدہ کپتان اور چوہدری کرشن لال دت بعہدہ لفٹیننٹ ریاست میں اپنی لیاقت اور جنگی خوبیوں کا اظہار کیا۔ عزیزہ کرشن لال فسادات کشمیر میں شہید ہوا۔ مرحوم بخشی سری چند جی کا متبنےٰ تھا ؞

۹۔ رائے بہادر پنڈت بھاگ رام جی توسکنہ جالندھر ریاست میں جوڈیشل منسٹر اور جب ریاست میں کونسل تھی۔ جج ہائی کورٹ اور بعد میں ریونیو منسٹر رہے۔ رائے بہادر ہر فن مولا تھے۔ آپ ایک ہی وقت میں جوڈیشل سیکرٹری کونسل ریونیو اور راج دربار کی پولٹیکل خط و کتابت سنتے اور سب کو ایک ہی وقت جواب لکھاتے تھے۔ گویا عوام کے دلوں پر غیر متزلزل حکومت کرنے کا وصف صرف آپ کو ہی حاصل تھا۔ آپ پوجا پاٹھ اور راگ رنگ میں دلچسپی رکھنے کے علاوہ جوتش میں ماہر اور جادوگری میں کامل تھے۔ باوجود اتنا اثر و رسوخ رکھنے کے آپ بالکل سادہ اور کھلا دربار رکھتے تھے۔ قانون دانی میں انہیں منو جی کا شاگردِ صادق کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ ریاست میں جس قدر قوانین مرتب ہوئے سب آپ کی برکت تھے۔ اگر رائے بہادر کے تمام اوصافِ حسنہ اور کارکردگی کا ذکر کیا جائے۔ تو ایک اچھی خاصی کتاب تیار ہو جائے

۱۰۔ رائے زادہ چمن لال صاحب بی اے ایڈووکیٹ سنبیال وید ہیں گویا آپ سابقہ ضلع جموں کے باشندہ ہیں۔ آپ بطور وکیل جموں آئے۔ ابھی آپ نے وکالت کے کام میں نمایاں ترقی نہ کی تھی۔ کہ آپ منصف مقرر ہوئے۔ مگر آپ آزادانہ زندگی کو نوکری پر ترجیح دیتے تھے۔ اس لئے آپ نے پھر سے وکالت کا کام شروع کر دیا۔ پرماتما کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں آپ چوٹی کے وکیل شمار ہونے لگے۔ خود مہاراجہ پرتاپ سنگھ بہادر نے آپ کو میونسپل کمشنر منتخب کیا۔ آپ کے جموں میں کافی جائداد بنائی۔ آپ برادری کے دلدادہ اور اہلِ مقدمات برادری کے بلا دام نوکر ہیں ؞

ساگری ۱۔ بخشی گھنیشا مداس جی وید افسر مال برٹش انڈیا۔ بعد ریٹائرمنٹ مہاراجہ پرتاپ سنگھ بہادر کے دربار میں آپ کے پرائیویٹ سٹاف کے اعلیٰ عہدیدار تھے۔ آپ کے برادر خورد بخشی فقیر چند جی وید عرصہ تک تحصیلدار اور بعد میں وزیر وزارت (ڈپٹی کمشنر) رہے۔ ؛

۲۔ بخشی ہری چند جی وید پرمٹ میں اسسٹنٹ انسپکٹر کے درجے کے فرض شناس تھے۔

۳۔ بخشی گنڈا مل جی وید نائب تحصیلدار اور تحصیلدار رہے ؛

۴۔ بخشی گھنیشا مداس جی وید کے فرزند بخشی موتی راج نائب تحصیلدار بندوبست اور بخشی ایشر داس نائب تحصیلدار مال ریاست جموں میں مامور رہے۔

بھیرہ :۔ ۱۔ بخشی برکت رائے چھبر کلرک آف کورٹ رہے۔ آپ مجسمہ بھرا تری بھاو تھے ؛

۲۔ آپ کے چھوٹے بھائی بخشی جسونت رائے چھبر ایک قابل، سمجھدار اور خوش خلق افسر مال تھے۔ آپ نے اپنے ہر افسر کے ماتحت نہایت کامیابی سے فرائض انجام دیکر سرخروئی حاصل کی۔ پنشن پانے کے بعد اچانک سیڑھیوں سے گر کر بمقام دہلی سورگباش ہوئے۔ آپ کے صاحبزادہ بخشی اوم پرکاش چھبر نائب تحصیلداری کے عہدہ پر ریاست میں ممتاز ہیں ؛

۳۔ بخشی روشن لال جی چھبر دوسرے برادر بخشی برکت رائے چھبر نے پنجاب میں وکالت کا کام کیا۔ اس کام سے ریٹائر ہو کر آپ نے ایک عرصہ جموں میں گزارا۔ آپ برادری کے اصلاحی کاموں میں خاص حصہ لیتے تھے۔ مصیبت زدہ بھائیوں سے ہمدردی کرنا آپ کا خاص گن تھا۔ آپ کی طبیعت نہایت مذاقیہ تھی۔ آپ آریہ خیالات رکھتے تھے۔ نیز جنرل موہیال سبھا کے خصوصی ممبر تھے۔

[آپ نے ۱۹۳۳ء میں بطور پردھان جنرل موہیال سبھا پنجاب رسالہ ینگ موہیال لاہور کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے جملہ ضروری وسائل حاصل کئے۔ آپ کی منسٹری کے چند عہدیدار ارکان اور آپ کے برادر خورد بخشی برجلال صاحب چھبر ایڈیٹر موہیال مترا نے اس سلسلہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر آفتاب صداقت "ینگ موہیال" اپنی شان سے متواتر چمکتا رہا۔]

چھمب ۔ ۔ ۔

چند اور اصحاب ۔ ۱۔ بخشی تارا چند جی لو آف میرپور ریٹائرڈ نائب تحصیلدار مقیم جموں برادری کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ آپ خوش خلق، ملنسار اور مدبر ہیں ؛

۲ بخشی رادھا کشن جی دت ہیڈ کلرک ڈائریکٹر تعلیم سکنہ راولپنڈی فرزند ارجمند بخشی نہال چند جی دت محافظ دفتر ضلع راولپنڈی اصل باشندہ میرپور ہیں۔ آپ اس وقت ریٹائرمنٹ کے بعد مہارانی مہیلا کالج جموں میں ہیڈ کلرک ہیں۔ آپ بخشی رام سروپ جی دت پردھان اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی کے بڑے بھائی ہیں۔ آپ کی علمی قابلیت مسلمہ اور آپ کا فلسفیانہ تخیل قابل فخر ہے۔ آپ کے پتا بخشی نہال چند جی دت دھرم کے پتلے تھے ::

۳ مہتہ موہن لال جی ولد مہتہ بھگوان جی ولد تحصیلدار پنشنر آف پنڈ دادن خان خزانہ صدر جموں میں ملازم رہے ::

۴ چوہدری سنت رام جی دت ریٹائرڈ ٹیلیگراف ماسٹر آف گجرات و لاہور اب جموں میں مقیم ہیں۔ آپ بچپن سے ہی قومی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ آپ ہر دلعزیز۔ اپنے کام میں ماہر اور ہر فرد بشر سے پریم رکھتے ہیں۔ [آپ کی ثابت قدمی اور قومی لگن رسالہ "ینگ موہیال" کی سترہ سال کی فائلوں کے مطالعہ سے نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ آپ کے رسالہ مذکور کی سالہا سال کی مسلسل بے لوث خدمت اور خفیفت سے متاثر ہو کر اپریل ۱۹۴۳ء میں "ینگ موہیال" نواز اصحاب کی طرف سے ایڈیٹر و پروپرائٹر رسالہ مذکور (چونی لال دت) کو ۱۲۵/ روپیہ کی ایک تھیلی بطور حوصلہ افزائی موہیال آشرم لاہور میں ایک خاص جلسہ میں بھینٹ کرائی۔ آپ نے سالہا سال تک موہیال سبھا ینگ سبھا لاہور اور جنرل سبھا لاہور کی ہر ایک تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ آپ کی ملنساری اور خوش خلقی قابل فخر ہے۔ راقم]

۵ چوہدری دل سکھ رائے جی دت اوورسیئر عہدہ ہیڈ ڈرافٹس مین سے ریٹائر ہو کر اب ضلع اودھم پور میں بطور میونسپل انجینئر کام کر رہے ہیں۔ آپ خوش خلق اور برادری کے سچے پریمی ہیں۔

— علاوہ بریں ریاست جموں میں چوہدری ملکھراج جی دت کنزرویٹر ریجر بخشی چونی لال جی سب انسپکٹر پولیس بخشی دھن راج جی چھبر ہیڈ کلرک ڈیوڑھی مہتہ شمشیر بہادر جی مینیجر پنجاب نیشنل بنک جموں اور بخشی اندر سنگھ جی چھبر سیکرٹری سبھا جموں...... وغیرہ قابل فخر قومی ہستیاں ہیں ::

[صفحہ ۵۴ لغایت ۵۷ منجانب لالہ لکھمی چند جی پیڈا و جموں درج ہے]

ریاست پونچھ

(از شری موتی رام جی دت ٹیچھڑ درالوی - علاقہ پونچھ)

ہمارے دت خاندان کا ایک بزرگ مانک رام وقتی حالات کے تحت ٹیچھڑ سے ادھر چلا آیا۔ یہ کنبے بھمبر گھگیا۔ نوشہرہ۔ راجوری وغیرہ مختلف علاقوں میں مقیم ہوتے جن کی پشتوں کا تذکرہ حسب ذیل ہے:-

مانک رام کے انبر رام۔ انبر رام کے گمبور رام۔ گمبور رام کے علو رام۔ علو رام کے جاتیک رام۔ جاتیک رام کے موتی چند۔ موتی چند کے کشمیر ناتھ۔ کشمیر ناتھ کے گلاب رائے۔ گلاب رائے کے سنگور رام۔ سنگور رام کے پوجا رام۔ پوجا رام کے بھگت رام۔ بھگت رام کے کیسر رام۔ کیسر رام کے پرتھوی رام :.

ان وقتوں دوآبہ (پونچھ) میں دت خاندان کا گھرانہ بنام دیو چند آباد تھا جس نے اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی علاقہ راجوری سے پرتھوی رام کو اپنے ہاں لاکر کردی۔ جن کے ہاں چار بیٹے شیو دیال۔ لعل چند۔ گوردسہا اور گنگا رام پیدا ہوئے۔ ان میں سے بخشی لال چند و بخشی گنگا رام بہت مشہور ہو گزرے ہیں۔ بخشی لال چند سنیو اوی عبادی کے مکھیہ بزرگ تھے۔ انکے دھرم کرم کی برکت سے اب انکے پوتے پڑپوتے اچھے پیمانہ پر گزارہ کر رہے ہیں اور بخشی گنگا رام جی فارسی کے عالم اور شاعر ہو گزرے ہیں۔ ان کے بلند پایہ اشعار راجوں مہاراجوں کے درباروں میں بے حد قدر و منزلت پاتے تھے۔ بخشی لال چند کے تین فرزند دنی چند۔ گوپی چند اور نند رام اپنی شکل و شباہت نیز تجربہ کاری اور قومی اتحاد کے لئے مشہور ہو گزرے ہیں گنگا رام جی کے تین بیٹوں میں سے فقیر چند جی بڑے نمبردار تھے۔ آپ پہلے درجہ کے مہمان نواز تھے۔ دنی چند جی کے دو فرزند بشیر داس نمبردار اور کشمیر ناتھ شاعر قوم کے درد خواہ نیتا اور موہن لال اوصاف کے مجسم تھے۔ گوپی چند جی کے اکلوتے فرزند ٹیک رام جی قومی رکن قومی سرگرمیوں میں خوب دلچسپی لیتے ہیں۔ نند لعل جی کے چار بیٹوں میں سے بڑے راقم موتی رام کو بچپن ہی سے سماسوسائیٹیوں نیز مذہبی مطالعہ کا انتہائی شوق رہا ہے۔ فقیر چند جی کے بڑے بیٹے شمبھو ناتھ نمبردار ہونیکے علاوہ قومی بیماروں کے تیماردار ہیں۔ شیو دیال جی کی نسل میں سے سنت رام الیشور بھگت جوانی میں وفات پا گئے۔ گوردسہا جی کی نسل سے کرتا ٹیچھڑ عین جوانی میں کالوش ہو گئے۔ جہاں کہیں بھی یہ قوم رہائش پذیر رہی۔ اس کے افراد ہی وہاں نمبردار، جاگیردار، ذیلدار اور صاحب زمین رہے۔ بخشی کے لقب سے ملقب ہے سلوہ زراعت کے علاوہ سرکاری ملازمت بلکہ کاروبار میں بھی ممتاز رہے :.

گجرات کے چھبڑوں کی ایک شاخ

از:-
مہتہ منگت رام جی چھبڑ سردار بہادر او بی آئی بنگالی (دا)

شروع ۱۸۱۰ء میں جبکہ سکھ راج کا عروج ہو رہا تھا۔ مہتہ امر سنگھ چھبڑ مع اپنے بھائیوں کے ڈھریالہ جالپ چھوڑ کر گجرات آباد ہو گئے۔ سکھ راج میں آپ ترقی کرتے کرتے آرمی پہاسٹر کے عہدہ جمعیدار تک پہنچ گئے۔ ان کے بھائی مہتہ خوشی رام چھبڑ نے ۱۸۲۰ء میں گلوش سیکریانی میں زمین حاصل کر کے وہاں سکونت اختیار کر لی ۱۹۴۷ء کے فسادات نے وہاں سے بھی اجڑنے پر مجبور کیا۔ اب بھارت میں ادھر ادھر آباد ہو گئے ہیں۔ اس خاندان سے دو نام قابلِ ذکر ہیں:-

۱۔ مہتہ منگت رام چھبڑ سردار بہادر او بی۔ آئی آنریری کپتان صوبیدار میجر۔ آپ بطور سپاہی آرمی میں داخل ہوئے۔ اور اپنی ذہانت و قابلیت سے اس عہدہ تک پہنچے۔ پچھلے دونوں جنگ عظیم ورلڈ وار فرسٹ اور سیکنڈ میں آپ نے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ آپ وزیرستان کی لڑائیوں میں بھی شامل رہے۔ سات وار میڈل اور او بی۔ آئی درجہ اول کا سنہری تمغہ حاصل کیا۔ سرکار نے اعلیٰ فوجی خدمات کے صلہ میں آپ کو سردار بہادر کا خطاب اور آنریری کپتان کا عہدہ عطا کیا۔ آپ ۱۹۴۷ء میں فوج سے سبکدوش ہو گئے۔ [سردار بہادر علاوہ فوجی خوبیوں کے میدانِ صحافت میں بھی قابلِ فخر خوبیاں رکھتے ہیں۔ گویا آپ تلوار کے دھنی ہونے کے ساتھ قلم کے دھنی بھی ہیں چنانچہ اس موہیال ہسٹری کی تالیف کیلئے آپ نے کافی محنت کر کے فوجی سرداروں کی فہرست مرتب کی۔ آپ جھوٹی شہرت سے دور رہنے اور عملی خاموش خدمت بجا لانے کے حق میں ہیں۔ آپ نے باوجود میرے اصرار کے ہسٹری میں اپنی فوٹو چھپوانا قبول نہ کیا۔ بلکہ فوٹو کی لاگت کے برابر رقم بھیج کر میرے اشاعتی اخراجات کے بار کو ہلکا کرنا پسند کیا۔ مؤلف]

۲۔ مہتہ بھیم سین چھبڑ کپتان کور آف ملٹری پولیس: جب اپنے چچا مہتہ منگت رام چھبڑ آپ بھی بطور سپاہی فوج میں داخل ہوئے۔ اور بسبب موہیالی خصوصیت آپ نے جلد وائسرائے کمیشن حاصل کر لیا۔ آپ ۱۹۴۲ء میں صوبیدار ہو گئے۔ وزیرستان کی ۱۹۳۶-۳۷ء اور ۱۹۴۰ء کی لڑائیوں میں شامل رہے۔ ورلڈ وار دوم میں بھی آپ نے خدمات انجام دیں۔

اب تک آپ پانچ وار میڈل حاصل کر چکے ہیں۔ بھارت کی پارٹیشن کے بعد آپ نے کور آف ملٹری پولیس میں شارٹ سروس کمیشن حاصل کر لیا۔ اب اس محکمہ میں بعہدہ کپتان فائز ہیں۔

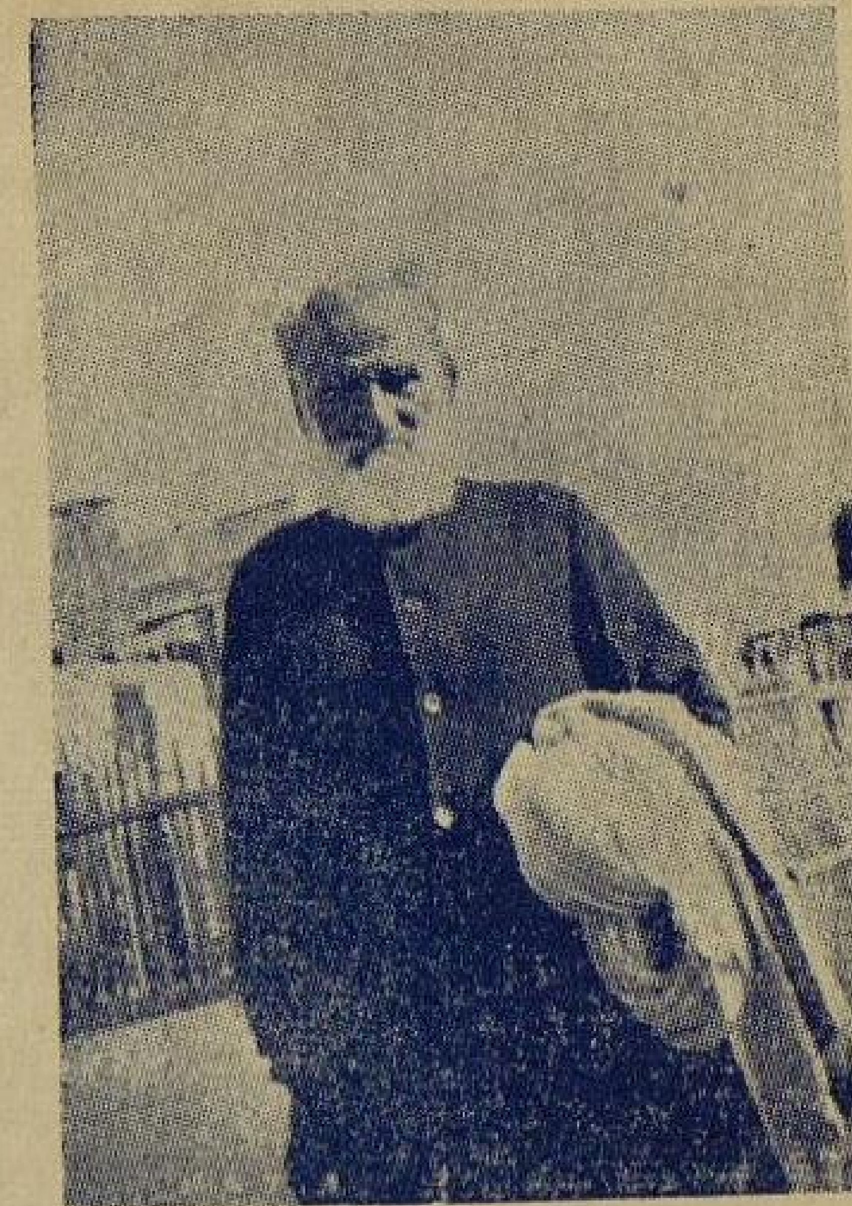
چکّی ویداں (ضلع کیمبلپور)

از:- (ڈاکٹر ہربنس لعل جی وید پروپرائیٹر زمان فائیننس - دہلی)

ہر دوار کے پنڈتوں کی بہیوں سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ چکّی ویداں کو بسانے والے بزرگ مہتہ دھیرا و بندے داس جی تھے جو ہری سنگھ نلوہ کی فوجوں کے ایک سپہ سالار تھے۔ اور کڑی سے کڑی آزمائش میں بھی حوصلہ کو ہاتھ سے نہ دیتے تھے۔ جمرود اور پشاور کی لڑائیوں میں بطور کمان افسر آپ نے بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ لڑائیوں سے واپس آکر آپ نے کھیتی باڑی کے لئے ندی نالوں سے گھرا ہوا سرسبز قطعہ زمین چکّی نامی چنا۔ مہتہ دھیرا کی سنتانوں کا زیادہ تعلق کابل اور پشاور کے پٹھانوں سے رہا۔ مہتہ کورا اور مہتہ موتی رام کو پٹھان دوست بلکہ گورو کی طرح مانتے تھے۔ مہتہ کانشی رام وید کے والد مہتہ دولت رام وید عمر بھر بستیوں کی بہتری میں کوشاں رہے۔ مہتہ کانشی رام۔ مہتہ رام دتہ۔ مہتہ شنکر داس۔ مہتہ نانک چند۔ مہتہ بھیم راج مہتہ گوپی چند اور مہتہ ہری چند وید نے خوب شان سے موہیال جاتی کا نام اونچا کیا۔ تحصیل پنڈی گھیب کے سب ہندو مسلمان سردار اور نمبردار آپ کی خودداری کی داد دیتے تھے۔ مہتہ کانشی رام کا قول تھا۔ کہ "یہ زمین ہماری ماتا ہے۔ اس کی سیوا سے ہمیں دھن۔ اناج اور بل ملتا ہے۔ کھیتی سب کاموں سے اتم ہے بشرطیکہ اسے اپنے ہاتھ سے کیا جائے۔ ایک کسان سب کو دیتا ہے۔ اور کسی سے کچھ نہیں لیتا۔ یہاں تک کہ پشو پکھشی بھی اس کا کمایا ہوا اناج کھاتے ہیں۔" چکّی کے وید اتنے جفاکش تھے۔ کہ ان کی زمین سونا اگلتی تھی۔ اناج اس قدر پیدا ہوتا تھا۔ کہ سارا گاؤں رشک کرتا تھا۔ نئی فصل کے گھر آنے پر مہتہ کانشی رام وید گاؤں کے چوراہے پر مکّی کے بھنے ہوئے دانوں کی بوری لے کر بیٹھ جاتے۔ اور قصبہ کے ہر امیر غریب راہگزر کو نئی فصل کا پرشاد دیکر باغ باغ ہوتے۔ ویدوں کی بہادری کا یہ عالم تھا۔ کہ گاؤں میں کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی موہیالوں پر تو کیا کمزور اور غریب لوگوں پر بھی ظلم یا سختی نہ روا رکھ سکتا تھا۔ اور اگر کبھی کسی مظلوم پر کوئی ظالم ہاتھ صاف کرتا



Mehta Lekh Raj Bhamwal
Begham Bagh, Meerut.



Mehta Kanshi Ram Vaid of
Chakki (Campbellpur)
(Deceased)

یا کسی موہیال نر ناری سے چھیڑ خانی کرتا۔ تو وید برادری کا خون کھولنے لگتا۔ یہی نہیں، چور اور ڈاکو
بھی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔ ان خوددار پریواروں نے خود کم تعلیم یافتہ ہوتے ہوئے بھی
اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دی۔ مہتہ کانشی رام وید کے بڑے سپتر مہتہ کندن لال وید جو کہ لاہور شہر کے
ایک معزز بیوپاری تھے۔ بٹوارہ کے وقت لاہور میں پاکستانی جنونیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔
آپ کے دوسرے بیٹے مہتہ کرشن لال جی وید دہلی میں "مہتہ برادرز بک سیلرز" کے پروپرائٹر ہیں۔ آپ کے
تیسرے بیٹے دہلی میں "لاہور بک سٹال" کے مالک ہیں۔ اور سب سے چھوٹے بیٹے مہتہ ہربنس لال وید
نرمان فنانس (انڈیا) لمیٹڈ ایک مشہور بیوپاری فرم کے ڈائریکٹر ہیں [آپ ...
کے عملی پرچارک اور موہیالی تحریکوں کے زبردست معاون ہیں۔ ہزارہا انسانوں کے مجمع کو ...
کرنا آپ کا فطری جوہر ہے۔ آپ کی زبان میں مٹھاس، آنکھ میں کشش اور ہر حرکت میں ...
مہتہ اشیر داس وید۔ مہتہ رام سرن وید۔ مہتہ وشیشر ناتھ وید اور مہتہ لشمبر ناتھ وید مہتہ گوپی چند وید کے سپتر ہیں۔
مہتہ جوگ دھیان وید کے سپتر مہتہ سیوک رام ایک ذی حوصلہ نوجوان ہیں۔ مہتہ تارا چند وید کے سپتر مہتہ
اندر سین وید اور مہتہ ستید داس وید نے (برما میں) شاندار بیوپار چلا رکھا ہے۔ مہتہ شنکر داس وید کے
سپتر مہتہ چونی لال وید اور مہتہ رام لال وید تجربہ کار ہیں۔ ہر دو برادری ... کی کوششوں سے یوپی
کے تیاگی بھائی موہیالوں کے کافی نزدیک آ چکے ہیں۔ مہتہ رام لال جی کے تیاگ اور ہمدردی بھاؤ
نے تیاگیوں کے دلوں میں موہیالوں کے لیے خاص محبت و عزت پیدا کر دی ہے۔

دوبیرن (تحصیل کہوٹہ) کے بھمول :-

از:- مہتہ لیکھ راج جی بھمول۔ بیگم باغ

بخشی ٹھاکر داس بھمول کی شادی کہوٹہ کے پہلے منو بید ایجر سردار بہادر گوکل سنگھ کی ہمشیرہ سے
ہوئی۔ سردار بہادر کی تحریک پر بخشی صاحب نے اپنے کنبہ سے علیحدہ ہو کر دوبیرن کو چھوڑ دیا اور کہوٹہ میں
مستقل رہائش اختیار کر لی۔ آپ کے دو فرزند بخشی ہری چند و حکم چند تھے۔ اول الذکر ایشور بھگت تھے اور
انہوں نے تمام زندگی بسر کی۔ آخر الذکر نے بطور عرائض و وثیقہ نویس وہ نام پایا۔ کہ لوگ ان کی قابلیت و
رسوخ کا لوہا مانتے تھے۔ در تحصیلدار تک ہر معاملہ میں آپ کے مشورہ کے محتاج رہتے تھے۔ آپ چھ فٹ
لمبے تھے۔ اور جب گھوڑے پر سوار ہو کر بازار میں سے گزرتے تھے۔ تو دکاندار آداب بجا لایا کرتے
تھے۔ آپ زندگی بھر کی کمائی تعلیم پر لگایا کرتے تھے۔ بخشی ہری چند نے اپنے ایسر دیا ناتھ کی شادی

پر بوقت روانگی ڈولی بھوہا خالصہ میں پیسوں کی بجائے روپوں کی سوٹ کی - جو کئی سال تک قصبہ بھوہا کے لوگوں کو کس (نالہ) کے پتھروں کے نیچے سے ملتے رہے - بخشی ہری چند کے فرزند بخشی فقیر چند نے ملازمت پولیس اختیار کرنے پر اپنے ہم پیالہ و ہم نوالہ موہیالی گروپ کے زیر اثر اپنا لقب "مہتہ" اختیار کر لیا - مہمان نوازی اور پبلک سیوا کے لئے دن رات تیار رہتے تھے - آپ نے بہت سے موہیال اور غیر موہیال نوجوانوں کو پولیس میں بھرتی کرایا - ۱۹۲۹ء میں پولیس کانگرس کی تحریک کو کچلنا چاہتی تھی - مگر آپ کسی شخص کے خلاف ناجائز طریق سے سختی کرنے یا جھوٹا مقدمہ بنانے کے حق میں نہ تھے - اس لئے آپ نے ۲۵ سالہ خدمت کے بعد بعمر ۴۵ سال ہی پنشن لے لی - مسٹر اے ۔ سی بیٹی جو ان دنوں راولپنڈی میں D.S.P تھے - آپ کو آپ کی قابلیت کے زیر اثر ضلع میں اسسٹنٹ سیکورٹی افسر مقرر کرایا - آپ ۱۹۴۷ء میں وفات پا گئے :-

مہتہ فقیر چند کے فرزند مہتہ سیکھراج بھول نے ملٹری اکونٹس میں سروس شروع کی - مگر آپ جنگی سپرٹ کے دلدادہ ہونے کے باعث اپنے محکمہ کی طرف سے حسب ذیل جنگی مقامات یا سرحدوں پر تشریف لے گئے -
(۱) شمال مغربی سرحدی اوپریشن (۲) مہمند بجوڑ اوپریشن (۳) وزیرستان اوپریشن (۴) فیگل وار فیئر سنگباری (ہزارہ) (۵) ایران عراق جنگ عظیم نمبر ۲ (۶) جموں کشمیر :- جنگ عظیم نمبر ۲ میں آپ کو یونٹ کوارٹر ماسٹر لگایا گیا - ان میں آپ کے کام کو سراہا - اور سرٹیفکیٹ دئے - آپ پاکستان بننے سے پہلے ایڈ منسٹریشن میں بھی حصہ لیتے رہے - پارٹیشن کے بعد آپ میرٹھ تعینات ہوئے - اور یہاں موہیال سبھا قائم کر کے تیاگی بھائیوں سے موہیالوں کا رابطہ اتحاد پیدا کرنے میں آپ نے کافی دلچسپی لی - آپ نے ۱۹۵۱ء میں جموں میں لوکل موہیال سبھا کو مضبوط کرنے میں نمایاں پارٹ ادا کیا :-

عارف والا (منٹگمری) کا وید خاندان

از :- (مہتہ ہربنس لال جی وید - منیجر برانچ انجنیئر - دہلی)

خاندان ہذا کے تین بزرگ مہتہ شنکر داس - مہتہ مولراج اور مہتہ کلیانداس (تینوں بھائی) ہوئے مہتہ مولراج عمر بھر سادھوؤں کی صحبت میں رہے - بڑھاپے میں مہتہ دیارام جی (بھتیجے) کے پاس عارف والا میں بعمر ۶۵ سال لاولد گزر گئے - آپ کی تعلیم بھی معمولی تھی :-

مہتہ کلیانداس وید - آپ پنڈدادنخان میں کنک (گندم) منڈی میں کاروبار کرتے تھے :-

مہتہ دیارام وید سپتر مہتہ کلیانداس وید - ۱۸۹۰ء میں پنڈدادنخان میں جنم لیا - شروع میں لنڈے

سیکھے۔ ۱۹۱۴ء میں بھلوال منڈی میں سرکار کو بھوسہ سپلائی کر کے کافی روپیہ کمایا۔ ۱۹۲۳ء میں ریلوے لائن قصور سے پاک پتن تک کے تمام ریلوے سٹیشنوں کی بلڈنگز اور ریلوے لائن کی تعمیر کے سارے کام کا ٹھیکہ لیا۔ (یہ لائن ۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم کے وقت توڑ دی گئی تھی۔ اسے ۱۹۲۳ء میں پھر بنایا گیا) ۱۹۲۶ء میں عارف والا نیا قصبہ آباد ہوا۔ پاک پتن۔ عارف والا۔ بورے والا۔ ملتان تک کا سارا علاقہ نیلی بار کالونی کہلاتا ہے۔ جس میں آپ بلڈنگز کی تعمیر کے ٹھیکے لیتے رہے۔ عارف والا میں آپ نے ایک مندر اور ایک گوردوارہ کی تعمیر کے لئے اینٹیں اپنی طرف سے دیں۔ آپ کے ہاں مہمانوں کی ہر روز بھرمار رہتی تھی۔ آپ پوجا پاٹھ میں خاص رغبت اور قوم پروری میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔

مہتہ ہربنس لال جی وید سپتر مہتہ دیا رام جی وید نے ۱۹۱۰ء میں پنڈدادنخان میں جنم لیا۔ ۱۹۲۸ء میں آپ بی۔ اے پاس کر کے ولائیت انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے گئے۔ ۱۹۳۲ء میں واپس آ کر آپ اپنے پتا جی کے ساتھ ٹھیکیداری کے کام میں بطور انجینئر لگ گئے۔ ۱۹۳۷ء میں پتا جی کی وفات پر فوج میں بطور کمشنڈ آفیسر بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۴۲ء میں آسام برما کی لڑائی میں ایک سال کام کر کے واپس آ گئے۔ آج کل آرمی ہیڈ کوارٹر دہلی میں انجینئر برانچ میں بطور میجر کام کرتے ہیں۔ آپ اپنے پتا جی کی طرح اپنی جاتی کے ہمدرد و خیر خواہ ہیں ؛

مہتہ شنکر داس کے سپوت مہتہ سیتا رام کے دو فرزند مہتہ امرناتھ وید اور مہتہ اندر ناتھ وید ہیں۔

منڈی بھلوال (سرگودھا) کا چھبر خاندان :-

از:- بھائی شیو سرن جی چھبر رئیس جمنا نگر (جگادھری)

یہ خاندان بابا پراگا اور بھائی متی داس شہید سے شروع ہوتا ہے۔ میرے پردادا بھائی دنی چند اور دادا بھائی کنہیا لال چھبر تھے۔ جو کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ میرے پتا بھائی ہر رام چھبر سر ملک عمر حیات کی جاگیر کے جنرل منیجر تھے۔ آپ ایک بار موہیال کانفرنس کے صدر چنے گئے۔ جنرل سبھا کے لائف ممبر تھے۔ اور برادری کے کاموں میں دلچسپی لینے کے کارن بڑے ہر دلعزیز تھے۔ میں خود جنرل سبھا کا پرانا لائف ممبر ہوں۔ برادری کے کاموں میں اب بھی حصہ لینے کو جی چاہتا ہے۔ مگر بینائی کی کمزوری سدِ راہ ہے۔ میرے دوسرے بھائی شیو نرائن جی چھبر ایڈووکیٹ جہلم وکالت کرتے تھے۔ جو موہیال سبھا جہلم کے ہمیشہ پریزیڈنٹ چنے جاتے رہے۔ آپ قوم پرور متحمل مزاج اور ہر دلعزیز موہیال ہیں۔ اب لکھنؤ میں بھی آپ جہلم کی طرح چوٹی کے وکیل ہیں۔ آپ کی سادگی اور بلند خیالی آپ پر ختم ہے۔

میرے تیسرے بھائی ہربنس لال چھبر ایڈووکیٹ عرصہ تک سرگودھا میں وکالت کا کام کرتے رہے۔ آپ کربالا کانفرنس کے وقت استقبالیہ کمیٹی کے پریزیڈنٹ چنے گئے۔ آپ برادری کے معاملات میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ اب آپ انبالہ شہر میں وکالت کرتے ہیں۔ ہمیں ۱۶۰۰ بیگھہ زمین موضع مصین (انبالہ) میں الاٹ ہوئی ہے جس کی کاشت کے لئے ہمیں ایک ٹریکٹر اور آٹھ بیل رکھنے پڑے ہیں:-

بھائی ہربنس لال چھبر کا اکلوتا فرزند رومیش چند چھبر ایم۔ اے ہے۔ شملہ میں محکمہ جنگلات میں ڈویژنل فارسٹ آفیسر ہے۔ میرا بڑا لڑکا بھائی روشن لال چھبر جسونت شوگر مل میرٹھ میں منیجر ہے۔ تین لڑکے دفتروں میں ملازم ہیں۔ اور پانچواں بچہ ہے۔ بھائی شیو نرائن جی کے دو بیٹے ہیں۔ ایک پربھو بھگت ہونے کے کارن گھر بار چھوڑ کر کہیں باہر ہی رہتا ہے۔ اور دوسرا ٹریکٹر کی ٹریننگ لے رہا ہے:-

منڈی کنجروڑ دتاں از مؤلف:- { منڈی کنجروڑ چھ بھائیاں (کنجروڑ فتح پور، بھانوالی، کپور دیو، بھیاں اور رودیرم) پر مشتمل تھا۔ کنجروڑ سنٹر میں اور باقی

اس کے ارد گرد تھوڑے تھوڑے فاصلے پر واقع تھے۔ یہ سب گاؤں دت بنس کے تھے۔ جو کئی ہزار بیگھہ اراضی کے مالک تھے۔ سینکڑوں دت خاندانوں کا باہم مل جل کر رہنا۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونا۔ اور قومی امور پر نیک نیتی سے وچار کرنا فی الحقیقت سورگیہ نظارہ سے کم نہ تھا۔ ان چھ گاؤں کے دتوں کا تذکرہ کتاب ہذا میں نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے تو اتنی ہی ضخیم کتاب اور درکار ہے۔ میں ان چند سطور میں صرف یہ ہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہر گاؤں میں ایک سے ایک بڑھ کر موہیال تھا۔ سب سادگی مجسم۔ جفاکش اور ایک لڑی میں پروئے ہوئے ایک دل ہوتے تھے۔ اگرچہ آج روپیہ پیسہ کے لحاظ سے انسان کی قدر و قیمت جانچنے کا رواج ہمارے اندر بھی گھستا جا رہا ہے۔ مگر یقین جانئے اس منڈی کے امیر یا برسر روزگار موہیال جب اپنے غریب کسان بھائیوں سے بغلگیر ہوتے اور ان سے اپنے دکھ سکھ کی باتیں کرتے تھے۔ تو فریقین پر آکاش سے دیوتا لوگ پھول برساتے تھے۔ اور "انسانیت" ان پر خود ناز کرتی تھی۔ ان حالات میں منڈی مذکور کے موہیالوں میں تخصیص یا تمیز پیدا کرنا میرے لئے قدرے مشکل ہے۔ ہاں مختلف گروپوں یا ان کی ترتیب میں تمیز یا تخصیص جائز و ضروری تسلیم کی جا سکتی ہے۔ منڈی مذکور کے زراعت پیشہ موہیالوں کا زیادہ حصہ خاص گورداسپور کے گرد و نواح میں آباد ہوا ہے۔ اور انہیں اپنے وطن کی آب و ہوا خورد و نوش اور بولی وغیرہ بدستور سابق مہیا ہیں:-

وید خاندان آف ترکوال (تحصیل گوجر خان ۔ ضلع راولپنڈی) :۔

راجزادہ چیتر بھج خلف رائے شیودت رائے کی نسل سے راجزادہ مولراج وید بڑا خوبرو اور تنومند جوان تھا جو عرصہ تک مہاراجہ جموں کے جنگی صیغہ میں کمانڈنگ آفیسر رہا۔ اور بعد میں شاہی حکیم دربار جموں میں مقرر ہوا۔ جب پوٹھوہار میں سلطان لشکری خان کی حکومت تخت پڑی میں تھی۔ راجزادہ مولراج کو باجازت مہاراجہ جموں سلطان موصوف کی درخواست پر اُس کی بیگم کے علاج کے لئے تخت پڑی آنا پڑا۔ بیگم کے تندرست ہونے پر سلطان نے انہیں اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ اور ۲۵ گاؤں جاگیر میں دئے ۔ راجزادہ مولراج کے انتقال پر اُن کے بیٹے سہس مل کا بیٹا منی رام جو سلطان زادہ مبارک خان کا رفیق تھا۔ بدستور جاگیردار رہا۔ ۱۷۴۸ء میں لشکری خان کے مرنے پر مبارک خان نے منی رام کو اپنا مشیر خاص بنا لیا۔ اس زمانہ میں اس عہدہ کا نام قانونگوئی مشہور تھا موجودہ سلطان نے علاوہ جاگیرات سابقہ کے چار روپیہ فی موضع اپنے ممالک محروسہ پر رسوم قانونگوئی مقرر کر کے انہیں بخشی صاحب کا خطاب دیا۔ اور اُن کو اپنا گرویدۂ احسان بنا لیا۔ یہ رسم عملداری انگریزی میں بند ہو گئی ؞

حضرت شاہ لطیف سے بخشی منی رام کا تعارف :۔ نور پور شاہاں میں اس بزرگ کا مزار واقع ہے بخشی صاحب کے گھر اولاد نہ تھی۔ آپ نے حضرت شاہ لطیف کی خدمت میں منت سماجت کی۔ کہتے ہیں اُن کی دعا قبول ہوئی۔ اور بخشی منی رام کے گھر لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حضرت موصوف کے ایما سے درگاہی مل رکھا گیا۔ اس دن سے اس خاندان کا اس فقیر پر بڑا اعتقاد ہو گیا۔ بخشی درگاہی مل کے ہاں شیودت رائے نامی لڑکا پیدا ہوا۔ جو بڑا بہادر اور جنگی طبیعت کا تھا اُس کو گکھڑ سلطان محبت خان نے اپنا سپہ سالارِ فوج مقرر کیا۔ اُس نے پانچ دفعہ لشکری ابدالی سے جنگ کر کے اس کو بھگایا۔ بارِ ششم پٹھانوں کی کثیر تعداد سے لڑتے ہوئے حسن ابدال سے اُس طرف میدان جنگ میں شہید ہوا۔ اُن کے فرزند بخشی منی رام سہائے نے اُس کی مبارک یاد میں وہاں پختہ سمادھی بنوائی ۔ جب سکھوں نے زور پکڑا۔ تو بھنگی مثل کے سردار ملے یہ علاقہ فتح کیا۔ اس کی طرف سے سردار ملکھا سنگھ ہوسیدار

مقرر ہوا۔ اس نے بخشی رام سہائے کو اپنے دربار میں قدیمی رتبہ پر مقرر فرما کر موضع پاہگہ بطور جاگیر گزارہ کے لئے دیدیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد حکومت میں بھی یہ جاگیر بدستور قائم رہی۔ رام سہائے کے گزر جانے کے بعد اُن کا بیٹا دولت رائے جب قابل کار ہوا۔ تو انگریزی عملداری آچکی تھی۔ قدیمی جاگیرات ضبط ہو گئیں۔ مگر موضع سرجا۔ اراضی موضع ماچھیہ چاہ غیر آباد واقع راولپنڈی، ۷ ۳ کنال بموجب پروانہ ۵ ار اکتوبر ۱۸۴۹ء واگذار ہے ۱۸۸۶ء میں بخشی دولت رائے کی وفات پر موضع سرجا کی جاگیر بھی ضبط ہو گئی۔ باقی اراضی پر اس کی اولاد کا مالکانہ قبضہ رہا :۔

نقل پروانہ سردار ملکھا سنگھ ولد سردار جیون سنگھ حاکمان علاقہ پوٹھوہار :۔

(مہر) کارداران حال و استقبال پرگنہ پنڈی واکبر آباد بدانند چوں در پیولا موضع پاہگہ و رسوم یومیہ بخشی رام سہائے قانونگوئی عطا شدہ است۔ بنابراں پروانہ بنام شما صادر گردیدہ کہ مزاحم و متعرض ہمراہ موضع مذکور نباشند۔ دریں باب تاکید دانستہ العمل آں دادہ باشند۔ تحریر بتاریخ بست و چہارم ماہ اساڑھ سمت ۱۸۳۹ بکرمی :۔

نقل پروانہ مہاراجہ رنجیت سنگھ :۔

(مہر مہاراجہ صاحب) تھانیداران فوجداران و عاملان حال و استقبال پرگنہ ملک پنڈی راول مسرور باشند۔ دریں وقت بعرض بندگان سرکار والا رسید۔ کہ ارادت نشان بخشی رام سہائے متوطن قصبہ پنڈی مذکورہ از قدیم الایام سرشتہ دار و واقفکار ملک مذکور و کچہری سائر و غیرہ مے باشد۔ چوں خیر خواہی و دولت خواہی مشار الیہ منظور نظر خاقانی است۔ لہذا باید کہ حسب الامر حضور بدستور قدیم و معمول سالہائے ماقبل و عمل سردار ملکھا سنگھ جیون سنگھ یکقلم باشی ارادت نشان مذکور را بر خدمت سرشتہ داری آنجا متعلق و مستحکم داشتہ احدے مزاحم و مانع بحال نبودہ باشند کہ بخاطر جمعی تمام در انصرام خدمات سرکار اشرف واقدس حاضر و سرگرم بودہ۔ سرشتہ کاغذات آں ملک درست و مکمل دارد۔ نیز باید کہ بجنسہ آمدہ موضع پاہگہ خورد و رسوم وغیرہ سرشتہ داری آنجا از قرار

معمولِ قدیم قانونگوئی بنام او مقرر است، واگذارند سو دریں باب تاکید تمام دانستہ حسب المسطور عمل کنند۔ تحریر ۲۲ ماہ ساون سمت ۱۸۷۸ — مقام لاہور —

نقل پروانہ سردار مہر سنگھ حاکم علاقہ راولپنڈی :-

(نشانِ مہر) نشانِ مہر۔ عاملانِ حال و استقبال پرگنہ راولپنڈی بدانند۔ چوں موضع مرجا معہ اراضی ماچھیہ والا وچاہ غیر آباد بہنڈی والا باقرارِ قدیم بعبیعہ دھرم ارتھ در بخشی دولت رائے و بھگوانداس پدر منصفدار مجوز است حالا ہم بدستور واگذار شدہ کہ دستور دہی کمشنر دوآبہ سندھ ساگر میجر صاحب نکلسن صاحب بہادر جو صادر است۔ کہ آں کساں کہ وقتِ شورش شاملِ مفسداں نہ شدہ دھرم ارتھ آنہا واگذار سازند۔ چوں بخشی مذکور وقتِ ایامِ شورش بخانۂ خود ماندہ شاملِ مفسداں نہ شدہ است۔ لہٰذا مرقوم کہ مدے کساں ہمراہ دھرم ارتھ اوشاں مزاحمت نہ رسانند۔ دریں باب تاکید است۔ تحریر ۱۵ ماہ اکتوبر ۱۸۴۹ء ؀

احکام مُعافی :- ۱ موضع مرجا از علاقہ انگم۔ اراضی از موضع ماچھیہ والا ۲۵ بیگھہ۔ چاہ غیر آباد بہنڈی والا ۸ بیگھہ۔ موضع مرجا علاقہ دیوی۔ یہ گاؤں بموجب حکم گورنمنٹ چٹھی نمبر ۵۶۵ تاحیات بخشی دولت رائے معاف ہے ؀

۲ ۳۲ کنال رقبہ واقع موضع راولپنڈی۔ یہ اراضی حسب الحکم جناب مہتمم بندوبست بمعفلئے روبکار ۸ دسمبر ۱۸۵۶ء گورنمنٹ پنجاب تاحیات بخشی دولت رائے ولد بخشی رام سہائے سکنہ ترکوال معاف ہے ؀

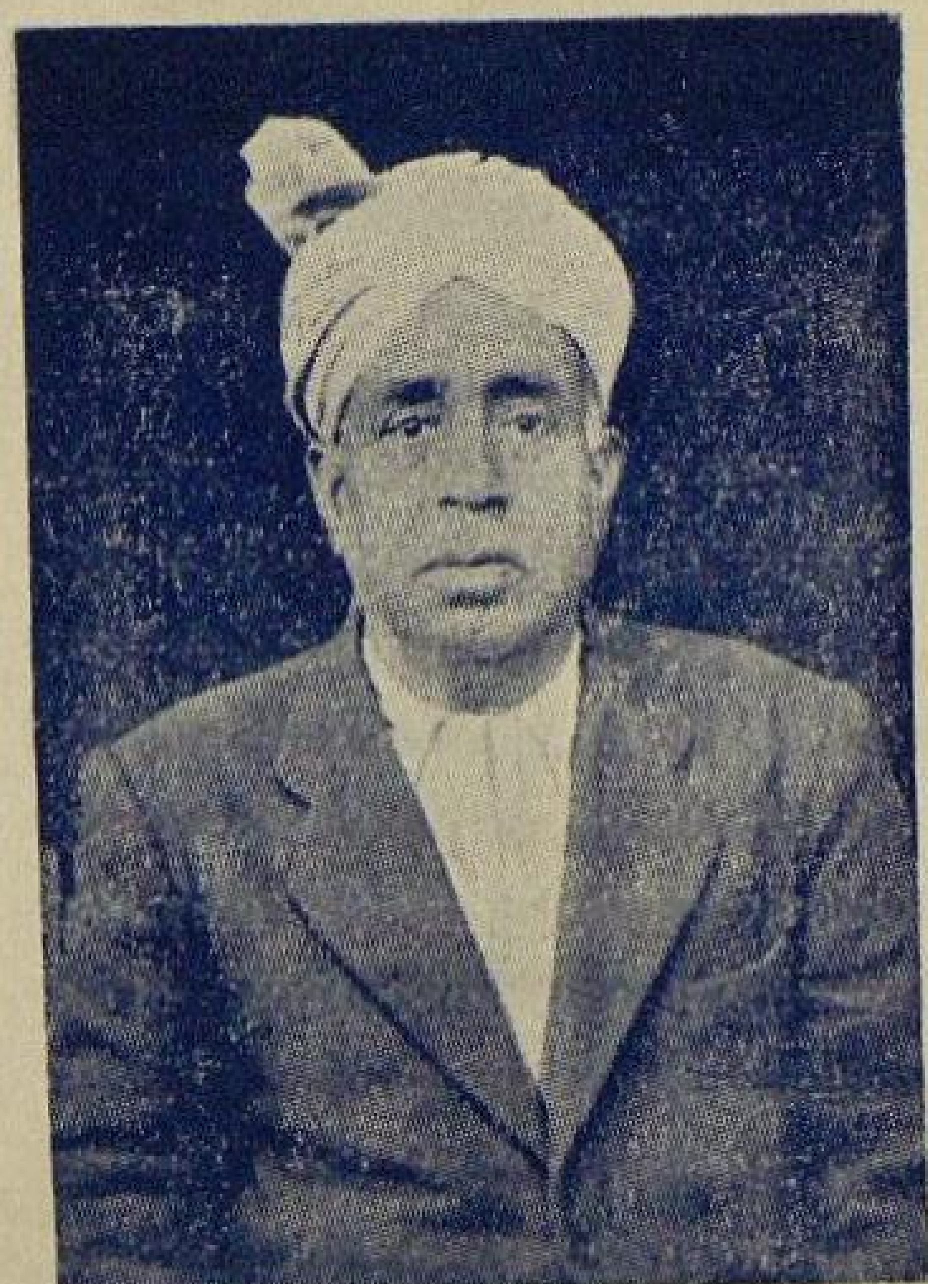
۳ ۱۰۰ کنال اراضی واقع موضع ماچھیہ علاقہ گوجر گوئی۔ یہ اراضی بموجب حکم جناب کمشنر بہادر منظوری حکم گورنمنٹ پنجاب مورخہ ۹ نومبر ۱۸۶۲ء تاحیات بخشی دولت رائے و بھگوانداس و حقیقت رائے معاف ہوئی ؀ بخشی دولت رائے کے بعد اُن کے لڑکے بخشی دُنی چند و بخشی شنکر داس عہدہ قانونگوئی پر تعینات ہوئے۔ راولپنڈی میں باغ سرداراں کے محلہ اکال گڑھ والی جگہ پر اُن کا قبضہ تھا ؀

قومی معمار

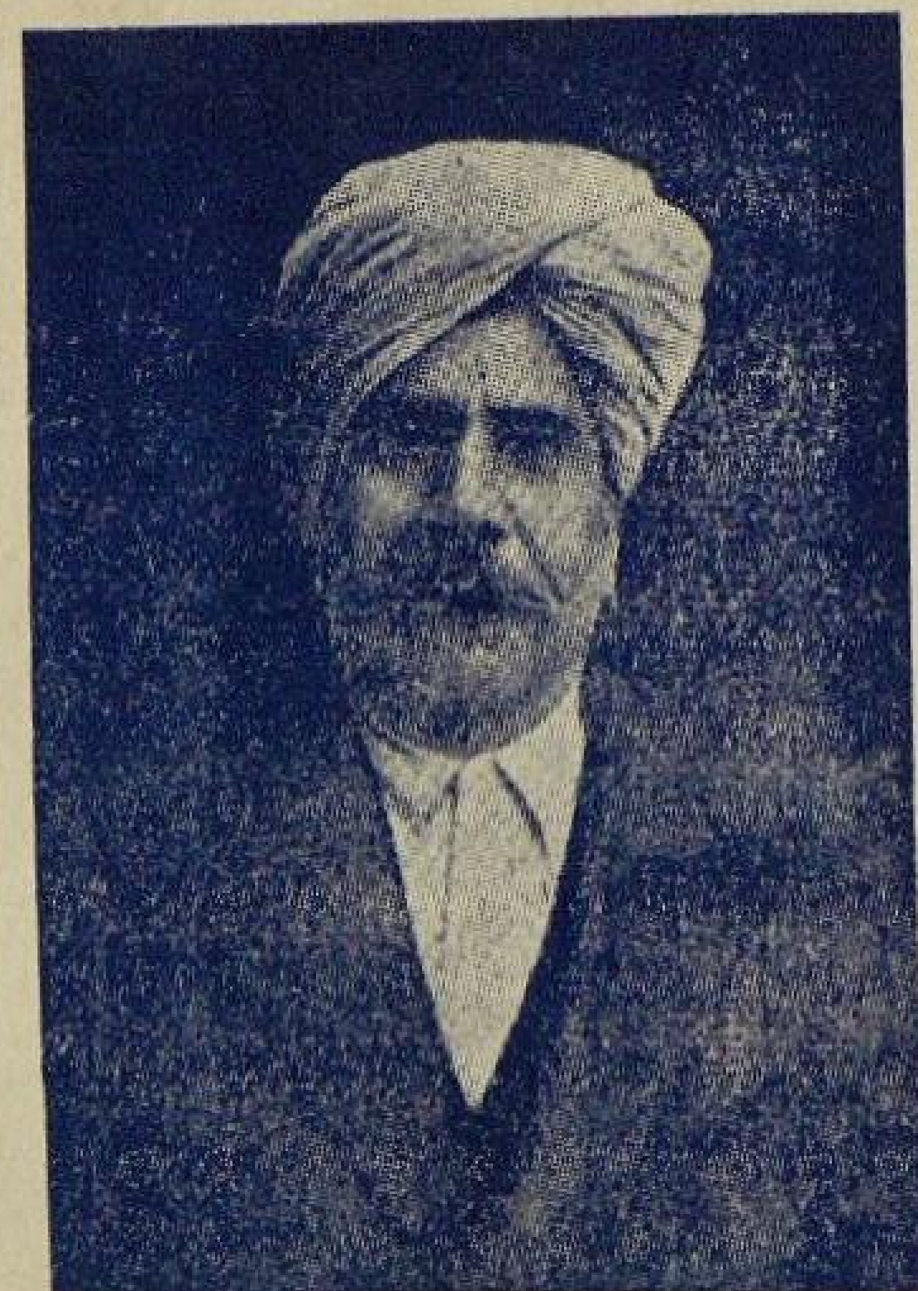
۱- زندگی بھر قومی خدمت میں دلچسپی لینے والے چند اصحاب:-

(۱) شری مہتہ بالمکند جی موہن سابق ٹرسٹی و پریزیڈنٹ جنرل سبھا پنجاب لاہور:- شریمان مہتہ بودھ رام صاحب موہن مرحوم گورنمنٹ پنشنر آف لاہور کے ہونہار سپوت مہتہ بالمکند جی کو بچپن ہی سے قومی سیوا کی دھن رہی ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۱ء میں جب موہیال سبھا لاہور میں قائم ہوئی۔ آپ اس کے اسسٹنٹ سیکرٹری رہے۔ آپ ۱۸۸۷ء میں صدر دفتر جنگلات لاہور میں بطور ٹمپریری کلرک پندرہ روپیہ ماہوار ملازم ہوئے۔ اور ۱۸۹۳ء میں مستقل ہو کر بطور ہیڈ کلرک منٹگمری ڈویژن میں متعین ہوئے۔ اور ۱۹۱۶ء تک منٹگمری سلطان ملکو - بوشہر اور راولپنڈی فارسیٹ ڈویژنوں میں کامیابی سے کام کرتے رہے۔ اس عرصہ میں آپ دو تین بار صدر دفتر میں بطور اکونٹنٹ و ہیڈ ریکارڈ کیپر بھی ہو کر آتے رہے۔ چنانچہ اپنی دیانتداری و اعلےٰ کارکردگی کے باعث آپ ۱۹۱۶ء میں صدر دفتر جنگلات لاہور میں بطور ہیڈ کلرک فائز ہوئے۔ اور ۱۹۱۷ء میں آپ دفتر مذکور کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ آخر ۱۹۲۹ء میں بعمر سالہ سروس کے بعد ۲۰۰/- روپیہ ماہوار پنشن پر ریٹائر ہوئے:-

آپ ۱۹۰۲ء سے جنرل سبھا کے کاموں میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اپریل ۱۹۲۷ء میں ۵۰۰/- روپیہ برائے تعمیر یک کمرہ در موہیال آشرم لاہور برائے یادگار مرحوم برادر مہتہ دھرم چند جی موہن آپ نے یکمشت سبھا مذکور کو دیکر اس کی لائف ممبری منظور کی۔ آپ سبھا ہذا کے سالہا سال پردھان و ٹرسٹی رہے۔ نیز دسمبر ۱۹۳۰ء کی پنڈدادنخان کانفرنس کے پریزیڈنٹ منتخب ہوئے۔ آپ اس وقت تک سبھا مذکور کو ڈیڑھ ہزار روپیہ کے قریب امداد دے چکے ہیں۔ نیز آپ کی محترمہ ہمشیرہ ٹھیکا دیوی بیوہ چوہدری کاہن چند دت ظفروالیہ نے ۱۹۳۳ء میں ۶۰۰ روپیہ برائے تعمیر کنواں در موہیال آشرم لاہور اور ۱۹۳۵ء میں ۵۰۰/- روپیہ برائے تعمیر یک کمرہ در آشرم مذکور دلا کر سبھا کے فنڈات کو تقویت پہنچا چکے ہیں۔ آپ نے ۱۹۳۰ء کی سیالکوٹ کی کانفرنس کا کل خرچ ۹۰۰/- روپیہ اپنے رشتہ دار بھائی چوہدری کاشی ناتھ جی دت رئیس سیالکوٹ سے برداشت کروایا۔ ۱۹۳۰ء میں آپ نے بمشورہ دیگر ایک دو ممبران کمیٹی "سبھا کے عہدیداران کے فرائض و اختیارات کی ضرورت" مرتب کر کے پاس کروائے۔ اس کے بعد جب ۱۹۳۱ء میں قواعد سبھا کو ازسرنو ترمیم کیے جانے کے لیے ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی۔ تو آپ نے چار سال کی لگاتار محنت اور کوشش سے جدید بنیادی قواعد جنرل سبھا و دیگر ہائی ماز متعلق طریق کار جنرل



Mehta Dido Ram Lau Retd. Supdt. Milty Accounts Depatt. Mehroli.



Raizada Beli Ram Bali of Rawalpiddi, Hardwar



Mehta Balmokand Mohan Retd. Supdt. Forest Depatt. Nahan

سبھا و کارکن کمیٹی و قواعد و ضوابط مختلف سب کمیٹیاں مرتب کر کے پاس کروائے۔ جو بعد میں حسب الحکم کارکن کمیٹی جنرل سبھا ایک مینول کی شکل میں شائع کرائے گئے۔ اور یہ مینول موجودہ اور آئندہ کارکنانِ سبھا کو مشعل کا کام دے رہا ہے۔ پارٹیشن کے بعد آپ جنرل سبھا کے ہیڈ کوارٹر کو امرتسر سے دہلی تبدیل کرانے کے حق میں پریس اور پلیٹ فارم کے ذریعے کوشش کرتے رہے۔ آدھا کھل بھارتیہ سبھا کے سرپرست کی حیثیت میں اب دیگر اراکینِ سبھا مذکور کی معاونت سے اور شری این۔ ایم۔ مہن صاحب منیجنگ ڈائریکٹر بھگیہ شملہ کی سرکردگی میں ہر دو شرومنی باڈیز کو باہم شیر و شکر کرنے کی فکر و تڑپ رکھتے ہیں۔ آپ کی ذات مبارک ہے۔ اور قوم انہیں ہر قومی تحریک کا مرکز اور ہر قومی سرگرمی کا منبع تصور کرتی ہے۔ آپ رسالہ "ینگ موہیال" لاہور کے باقاعدہ مستقل خریدار تھے۔ اور بوقتِ ضرورت اس میں جنرل سبھا کی بعض غلطیوں کے خلاف مضامین شائع کراتے تھے۔ آپ کا سینہ فراخ اور دل غنی ہے۔ آپ کٹر موہیال ہیں۔ آپ بڑھاپے میں بھی نوجوان ہیں۔ آپ کا جیون فی الحقیقت موہیالوں کی تحریک و تنظیم کے لئے وقف رہا ہے۔ اور اس میں انہیں حقیقی لطف آتا ہے:۔

(ب) شری راجزادہ بلی رام صاحب بالی آف راولپنڈی۔ ہردوار:۔ آپ عمر میں اگرچہ پوجیہ بزرگ مہتہ بالمکند جی موہن (ناہن) سے تھوڑے چھوٹے ہیں۔ مگر قومی خدمت کے لحاظ سے ان سے کہیں بیشتر ہیں آپ زندگی بھر موہیالی کے عروج کے لئے عملی وسائل اختیار کرتے رہے۔ آپ نے انگریزی موہیال ہسٹری کی تصنیف و تالیف کے مبارک کام میں نمایاں پارٹ ادا کیا۔ آپ ہندو تہذیب و کلچر کے نہ صرف حامی بلکہ عملی پرچارک ہیں۔ آپ نے "پنجاب موہیال چیفس" نامی اردو ہسٹری کا مسودہ تیار کیا۔ مگر قوم سے اس کے اشاعتی اخراجات موصول نہ ہونے کے کارن وہ شائع نہ ہو سکا۔ راقم نے انہیں کچھ مفید مسالہ نیز اپنی زندگی کے حالات برائے اشاعت بھیجنے کی پرارتھنا بذریعہ پوسٹ کارڈ کی۔ مگر آپ نے اسے سویکار نہ کیا۔ دریں صورت ذاتی واقفیت کی بنا پر آپ کی ذات کے متعلق چند سطور میں اپنی عقیدت کا اظہار کر دیا گیا ہے۔ مؤلف:۔

(ج) مہتہ ڈیگھو رام جی لو ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ۔ دہلی:۔ مہتہ صاحب کا جنم ۲۱ نومبر ۱۸۸۹ء کو بمقام نواں شہر (ہزارہ) بخانہ مہتہ رام کشن جی لو ہوا۔ آپ نے بمبئی ۱۹۰۹ء میں ایم۔ ای۔ ایس میں ملازمت شروع کی پھر اکتوبر ۱۹۰۹ء میں دفتر کنٹرولر آف ملٹری اکونٹس راولپنڈی میں مستقل ملازمت کی۔ اور اپریل ۱۹۳۷ء میں وہاں سے بطور سپرنٹنڈنٹ ۲۸ سالہ ملازمت کے بعد پنشن یاب ہوئے۔ مہتہ

نکیاںداس جی چھبر ٹھیکیدار اور رائے آپ نے ۱۹۱۵ء میں موہیال سبھا صدر بازار پشاور قائم کی۔ اور آپ بطور سیکریٹری کام کرتے رہے۔ موہیال کانفرنس پشاور میں آپ نے چند دیگر بھائیوں کی معاونت سے چند اہم ریزولیوشن پاس کرائے۔ پشاور سے نوشہرہ چھاؤنی تبدیلی ہوئی۔ آپ کو ایک شاندار پارٹی دی گئی۔ نوشہرہ میں آکر آپ نے لوکل سبھا میں جان ڈالی۔ نیز سناتن دھرم سبھا کو مضبوط کیا اور جگہ خرید کر سنسکرت پاٹھشالہ قائم کی۔ ۱۹۲۶ء میں آپ بطور سپرنٹنڈنٹ لوکل آڈٹ آفس کوہاٹ تبدیل ہو گئے۔ یہاں لوکل سبھا کے اجلاس آپ کے بنگلہ پر ہوتے رہے۔ آپ کو ہندو ہائی سکول کمیٹی کا ممبر چنا گیا۔ آپ نے غریب طلباء کی فیس معاف کروائی اور انہیں کتابیں مفت دلوانے میں بڑا حصہ لیا۔ ۱۹۲۷ء میں آپ راولپنڈی تبدیل ہو گئے جہاں ان دنوں راولپنڈی سبھا کے بخشی کانشی رام جی دت پردھان کے ساتھ آپ کو بطور سیکرٹری کام کرنے کا موقعہ ملا۔ کام جوش و خروش سے شروع ہوا۔ سات ہزار روپیہ چندہ کر کے موہیال آشرم کا مکان خرید لیا گیا۔ اور بخشی رام داس چھبر جی کا آشرم کے لئے وعدہ شدہ دو ہزار روپیہ بڑی مشکل سے جنرل سبھا لاہور سے ڈیپوٹیشن لیجا کر وصول کیا۔ یہاں دو کامیاب موہیال کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ آپ نے اپریل ۱۹۴۷ء میں اپنے مکان پر موہیال سبھا مہرولی کی ستھاپنا کی۔ آپ ڈپٹی کسٹوڈین کی کمیٹی کے ممبر بھی چنے گئے۔ نیز پرشارتھی سبھا کے پردھان دو سال رہے۔ آپ نے بطور پریزیڈنٹ موہیال سبھا راولپنڈی رجسٹرڈ کا روپیہ یہاں تبدیل کروایا جس میں سے ۱۵۰۰/- روپیہ اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا کو دلوایا گیا۔ اور اب بھی ۹۰۰۱/- روپیہ بقایا ہے۔ آپ ایک زندہ دل موہیال ہیں۔ اور زندگی بھر قومی پریس و پلیٹ فارم کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے ہیں :۔

(۵) بخشی ہیم راج صاحب دت لائل پوری :۔ آپ ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر ہیں۔ ظاہر و باطن یکساں رکھتے ہیں۔ قومی خدمت کا جذبہ قدرت کی طرف سے ماں کی گھٹی میں نصیب ہوا تھا۔ عمر بھر جہاں کہیں بھی گئے یا رہے۔ لوکل موہیال سبھا کی قائمی برادری کے سنگھٹن اور یتیم و بیوگان کی عملی سہائتا کا قابل قدر پروگرام برابر جاری رکھا۔ گویا آپ کی زندگی کا مشن "موہیائی" کو رہتے زمین پر وسعت دینا ہے۔ اور بس۔ آپ کے چہرے پر موہیائی جلال رقص کرتا ہے۔ اور آپ کی زبان سے پھر اتری بھاؤ کا امرت برستا ہے۔ آپ سب کو پریم کرتے ہیں۔ اور آپ سب کو پریم سمجھتے ہیں آپ رسالہ "ینگ موہیال" لاہور کے پاکیزہ مشن پر دل و جان سے قدر کرتے تھے۔ آپ کے سپتر جہتہ پرکاش چند دت کیپٹن بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر آپ کی اور اپنی کمائی کو سپھل کر رہے ہیں۔ آجکل آپ بیہو روڈ (یوپی) میں مقیم ہیں۔

(۲) رائزادہ نرائن سنگھ جی بالی ۔ پانی پت :- رائزادہ صاحب کا جنم ۵ نومبر ۱۸۹۵ء کو ملک پور بخشیاں (راولپنڈی) میں ہوا۔ میٹرک پاس کرکے آپ ۱۹۱۷ء میں ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ میں بمقام راولپنڈی ملازم ہوئے جہاں آپ کو زیادہ عرصہ رہنے کا موقعہ ملا۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنی موہیال برادری کی نشکام سیوا کی۔ آپ ایک لمبے عرصہ تک موہیال صدر سبھا راولپنڈی کے سیکرٹری رہے۔ اور سبھا مذکور کی نمائندگی بھی جنرل موہیال سبھا پنجاب لاہور میں کرتے رہے۔ آپ نے ۱۹۴۹ء میں پنشن لینے کے بعد اپنا رہائشی مکان ماڈل ٹاؤن پانی پت میں تعمیر کیا۔ آپ کا خاندان علاقہ بھر میں اپنے اتفاق کی وجہ سے مشہور تھا۔ آپ پانچ سگے بھائی تھے۔ کسی دشمن کو خاندان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ تھی۔ آپ میں چند غیر معمولی اوصاف ہیں۔ جو فی زمانہ خال خال نظر آتے ہیں۔ مثلاً :-

۱۔ آپ اوّل درجہ کے حلیم طبع ۔ سادہ مزاج اور ملنسار ہیں ۲۔ عملی ٹھوس قومی خدمت کے حامی اور دکھاوا و شہرت کے دشمن ہیں ۳۔ سکھ ہوتے ہوئے بھی کٹر پراچین موہیالی رسم و رواج کے پابند ہیں ۴۔ کسی سائل یا برادر کی فرمائش وغیرہ کو ٹالنا ان کی فطرت میں داخل نہیں ۵۔ دھڑے بندیوں سے نفرت اور حقیقت سے پیار رکھتے ہیں ۶۔ اپنے خاندان کے بچوں کی تعلیم، پرورش اور بیاہ شادی کے اخراجات کو برداشت کرنا نیز ان پر دل و جان سے فدا ہونا آپ کا محبوب ترین جوہر ہے ۷۔ آپ کی سب رشتہ داروں سے ہمیشہ صلح و آشتی رہی ہے۔ اور وہ سب آپ کی بلائیں لیتے ہیں :۔

(۳) مہتہ ہربنس لعل جی موہن دامن ۔ احمد نگر (دکن) :- مہتہ صاحب کا بچپن، جوانی اور پختہ عمر قوم کی نظروں سے گزری۔ آپ کی پاکیزہ غریبی نے آپ کو ایک سچا قومی سیوک بنانے کا کام کیا۔ آپ نے تن من بچپن ہی میں برادری کے ارپن کر دیا۔ موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی کے ہر چھوٹے بڑے کام کو آپ نے ایمانداری اور تندہی سے سالہا سال تک انجام دیا۔ آپ نے پریس کے ذریعے کافی سے زیادہ قومی سیوا کی۔ اور لوکل سبھاؤں کے ذریعے قوم کے تنظیمی کام کو مناسب وسعت دی۔ آپ رسالہ ینگ موہیال لاہور کے سچے عاشق تھے۔ کیونکہ رسالہ مذکور سے آپ نے بہت کچھ سیکھا۔ ان دنوں آپ احمد نگر سبھا کے سیکرٹری ہیں۔ اور نہایت شوق و باقاعدگی سے سبھا کے کاریہ کو چلا رہے ہیں۔ مہتہ کانشی رام جی دت کمتر بحیثیت پریذیڈنٹ آپ کا ہاتھ بٹاتے ہیں :۔

(ص) شری رائے زادہ لال چند جی بالی۔ تمنا نگر (جگادھری):۔ آپ کا جنم ۱۷ کارتک سمت ۱۹۳۱ کو احمد آباد جہلم میں ہوا۔ سات سال کی عمر میں آپکے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ آپنے گاؤں میں پرائمری پاس کرنیکے بعد اپنی تعلیم پنڈدادنخان سکول میں شروع کی جہاں رائے زادہ جوگراج جی بالی آوگجرہ آپکے ہم جماعت بنے۔ پنڈدادنخان سکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر آپ شاہ پور میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں بطور انگریزی نقل نویس بھرتی ہوئے۔ وہاں سے آپ ڈنڈوت کالری میں بطور ہیڈ کلرک فائز ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد آپکو وہاں ہیڈ ماسٹری کے علاوہ انگریز افسروں کو اردو تعلیم دینے اور انکی وساطت سے بہت سے موہیالوں کو ملازمت دلانے کا موقع ملا۔ آپنے وہاں ایک موہیال سبھا بھی قائم کی۔ ۱۹۱۱ء میں گوجر خان تبدیل ہو کر مہتہ گنگا مل جی موہن ہیڈ ماسٹر کے ساتھ مل کر سکول کو قابل قدر ترقی بخشی۔ نیز وہاں کے موہیال بچوں کی کافی امداد کی۔ اس کے بعد آپکے پرم ہائی سکول بھیرہ کو اپنی لائف دیدی۔ آپنے وہاں موہیال کانفرنس منعقد کرائی۔ وہاں سے ۲۷ سال سروس کرکے آپ پہلے بھلوال پھر منڈی پھلروان پہنچے۔ جہاں آپنے رائے صاحب میاں بھان چند جی کی امداد سے ایک ہائی سکول کی بنیاد ڈالی۔ اور ۳۰ ہزار روپیہ فراہم کرکے اسے منظور کرا لیا اور چلایا۔ اب آپ تمنا نگر میں موہیال سبھا قائم کرکے وہاں کے سینکڑوں موہیالوں کو سنگھٹت کیا ہے۔ آپ ۸۲ سالہ نوجوان ہیں۔ اور ۲۵-۳۰ سالہ نوجوان قدم قدم پر آپ کی رہنمائی کے محتاج ہیں۔ آپنے زندگی بھر قومی و ملکی سیوا کے کاریہ کو اپنائے رکھا۔ آپ کو اپنی لیاقت، حسن کارکردگی اور انتھک جدوجہد کے سلسلہ میں اپنے افسران سے جو درجنوں سرٹیفیکیٹ مختلف اوقات میں عطا ہوتے رہے۔ ان پر جتنا ناز کیا جائے بجا ہے۔ آپ "ینگ موہیال" کے سچے بھگت اور راقم الحروف کے مشن کے بڑے قدردان تھے ؛

(ط) مہتہ امیر چند جی دت آئی۔ ڈی۔ ایس۔ ایم ریٹائرڈ عطیف انسپکٹر این۔ ڈبلیو آر لاہور:۔ آپ کا جنم میانی (شاہ پور) میں ہوا۔ وزیر آباد میں پرورش پا کر بطور بکنگ کلرک ملازم ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں وزیر آباد سے لاہور تبدیل ہوگئے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں دہلی آئی کیمپ اور کنگس وے اسٹیشنوں پر کام کیا اور نام پایا۔ پھر لکھنؤ ہیڈ کوارٹر لاہور میں ہیڈ کلرک تعینات ہوئے۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں جنگ کے سلسلہ میں بصرہ (عراق) گئے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں واپس آئے۔ اور ترقی یاب ہو کر بطور انسپکٹر کام کرتے رہے۔ آپکو حسن کارکردگی کے صلہ میں بادشاہ سلامت کی طرف سے حوصلہ افزا سرٹیفکیٹ بھی ملا۔ نیز دوران جنگ آپ کو دیگر تمغوں کے علاوہ فوجی بہادری کا تمغہ آئی۔ ڈی۔ ایس۔ ایم آپ ۱۹۲۵ء سے جنرل موہیال سبھا لاہور میں اسسٹنٹ سیکرٹری، سیکرٹری اور خزانچی کا کام تندہی سے کرتے



Shri D. K. Bhai Chief Engineer
Chatranjan (Bengal)



Mehta Amir Chand Datta
Editor Mohyal Mittar, Delhi



Raizada Narain Singh Bali
of R. Pindi, Panipat

رہے۔ اور بدت سے رسالہ موہیال مِتر کے اعزازی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپنے [illegible] رسالہ ینگ موہیال کے ایڈیٹر (چونی لال دت) اور اراکین کارکن کمیٹی جنرل موہیال سبھا کے تعلقات کو خوشگوار بنانے اور مستقل طور پر کوئی ٹھوس قومی کام شروع کرنے کی آئینی طور پر کوشش کی۔ مگر افسوس ہر بار اراکین کارکن کمیٹی نے ایڈیٹر ینگ موہیال اور مہتہ صاحب کی پرائیویٹ پارٹی کے مابین طے شدہ مسودہ با شرائط کو ٹھکرا دیا۔

(ع) مہتہ جگن ناتھ جی دت میانی والا:- آپ مہتہ ہری چند جی دت کے فرزند اور مہتہ ٹھیرا مل جی دت کے بھتیجے ہیں۔ آپ نے ۱۹۰۳ء میں مڈل یونیورسٹی کا امتحان دیا۔ ۱۹۰۴ء میں اپنے پتا جی کی مرتیو کے کارن آپ لدھیانہ چلے گئے۔ جہاں انکے پتا و چچا (دنی چند جی دت) کے نام پر آڑھت کی دوکان تھی جس کا لین دین پنجاب کی مشہور تجارتی منڈیوں سے تھا۔ ۱۹۰۵ء میں گوجرانوالہ نہر کی کھدائی کا کام لیا۔ ۱۹۰۸ء میں نہر میانوالی برانچ کے کام کے ٹھیکہ کے لئے لالہ بھگت رام ساہنی ایس۔ ڈی۔ او نہر مذکور کے پاس چلے گئے۔ ۱۹۱۰ء میں لاہور میں قلعی چونا کی دوکان بنائی۔ ۱۹۱۱ء میں موہیال سبھا لاہور کی قائمی پر آپنے اس میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۲۱ء میں آپ سبھا مذکور کے ماہوار "موہیال سہائک پترکا" کے سب سے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں آپ جنرل موہیال سبھا میں شامل ہوئے۔ اور ۱۹۳۲ء میں آپ کو سبھا مذکور کی کارکن کمیٹی میں لیا گیا۔ آپ آج تک کارکن کمیٹی میں کام کر رہے ہیں۔ ملکی بٹوارہ کے بعد آپ لاہور سے جنرل سبھا کا ضروری ریکارڈ امرتسر لانے میں کامیاب ہوئے۔ آپ جنرل سبھا سے خاص [illegible] رکھتے ہیں۔

(ف) رائزادہ میلا رام جی وید شملہ:- آپ کا جنم رائزادہ گنڈا مل جی وید وکیل کے ہاں گجرات (پنجاب) میں ہوا۔ آجکل آپ ڈائریکٹر ریلوے آڈٹ شملہ کے دفتر میں ایک ذمہ دار عہدہ پر مامور ہیں۔ آپکے دادا رائزادہ موتی رام جی وید دربار صاحب ترن تارن کی دیکھ بھال کا ذمہ دارانہ کام کرتے تھے۔ آپ نے اپنا قیمتی وقت موہیال جاتی کی بہتری میں صرف کیا۔ آپ جہاں بھی گئے برادری و قوم کی خدمت کرتے رہے۔ نیز موہیال سبھاؤں کو جنم دیتے رہے۔ آپنے ۱۹۴۲ء میں دہلی موہیال کانفرنس میں بطور پردھان استقبالیہ کمیٹی تندہی سے خدمات انجام دیں۔ آپ شملہ موہیال سبھا میں گزشتہ ۱۰ سال سے بطور پردھان شاندار کام کر رہے ہیں۔ راجہ پدم چند سناتن دھرم کالج بھی آپکی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ موجودہ لکھشمی نارائن مندر موسومہ بہ "برلا مندر" دہلی بھی آپکی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جہاں آپنے مخیر و ساہوکاران سے ہزارہا روپے جمع کر کے اس مندر پر لگوائے۔ وہاں شری [illegible]

نکولتے۔ آپ تیاگ اور سادگی کا نمونہ ہیں۔ اور جیون مکت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ بھوک۔ پیاس اور گرمی سردی کو جیت چکے ہیں:۔ (منجانب لالہ گنیش داس ٹنڈن۔ شملہ)

(ق) شری بھائی ڈھریک سنگھ جی کرم بالوی چیف انجن (بنگال):۔ آپ نے ستمبر ۱۸۸۶ء میں جہلم میں بھائی کرتار سنگھ جی کے ہاں جنم لیا۔ آپ کے دادا بھائی پرتاپ سنگھ جی جاگیردار و ذیلدار کریالہ نے ۱۸۵۷ء میں ٹوال کے مشنر کو اُس کی التجا پر اپنے ایک کمرہ میں اور جان نکلسن کو اُس کی پر زور تمنا پر اپنے دوسرے کمرہ میں پناہ دی۔ ہر دو اصحاب کی فوجیں اُن دنوں ایک دوسری سے لڑ رہی تھیں۔ بھائی جی نے دونو جانی دشمنوں کو ایک ہی چھت کے دو کمروں میں ۲۴ گھنٹے تک محفوظ رکھا۔ اور وقت ملنے پر دونو کو باری باری وہاں سے نکال کر محفوظ جگہوں پر پہنچا دیا۔ سرکار انگریزی نے بھائی جی کی اس حرکت سے ناراض ہو کر آپ کے خاندان کی چند ایک گاؤں کی جاگیر ضبط کر لی:۔

شری ڈھیری۔ کے بھائی چھبر کو آپ کے بڑے بھائی سردار سنگھ جی چھبر مار کھانیوالے نے بڑی محنت و کوشش سے انجنیرنگ تعلیم دلوائی۔ آپ فرسٹ کلاس مکینیکل انجنیرنگ پاس کرنے کے بعد -/۱۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ بمبئی سپننگ ویونگ مل میں پا رہے تھے۔ آپ نے وائرلیس کا کام سیکھنے کے لئے آٹھ آنے یومیہ اجرت پر قلی بھرتی ہونا قبول کیا۔ اور جہازوں میں مارکونی اینڈ کمپنی کے انجنیرز کے ساتھ وائرلیس سیٹ فٹ کرنے شروع کئے۔ آپ نے اپنا نام عبد اللہ صرف قلیوں کا بھیس بدل کر کئی ماہ جہازوں میں یہ کام کیا۔ اسی طرح آپ نے بجلی کا کام سیکھا۔ اس عرصہ میں کئی واقعات اُنہیں پیش آئے۔ جن میں لوڈ لوزی بعد فرض شناسی کی داد انہوں نے حاصل کی۔ اور یکم ۸ روپیہ سے ۴۸ یومیہ پانے شروع کئے۔ ان دنوں یہ ترقی ایک غیر معمولی بات تھی:۔

ایک اور سبق آموز واقعہ:۔ اگست کا مہینہ تھا۔ B.I کا جہاز بڑودہ ڈاک لیکر بصرہ جانیکو تیار تھا۔ اور بندرگاہ سے ایک میل اندر سمندر میں کھڑا تھا۔ مگر جہاز کے مستولوں کی بتیاں بسبب ناقص ہونیکی وجہ سے جل نہیں رہی تھیں۔ نیز تند ہوا اور تیز بارش کے کارن جہاز ہچکولے کھا رہا تھا۔ مسٹر جیمز انجنیر انچارج بجلی بتیوں کو جلد از جلد درست کرنے پر زور دے رہا تھا۔ نیز اپنے فورمین اور مستریوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا۔ مگر جان کے خوف سے کوئی بھی کاریگر مستولوں پر چڑھنے کی جرأت نہ کرتا تھا جب جیمز اپنی بدنامی اور اپنے جرمانہ کے خوف سے سخت پریشان ہو رہا تھا۔ شری بھائی جی نے اس کے چہرہ کو دیکھا۔ اور اُس نے بھائی جی کے چہرہ کو۔ جیمز نے فی الفور پوچھا "کیوں بھئی! ہے ہمت؟" بھائی جی نے جواب دیا "میں اوپر جا تو سکتا ہوں۔ مگر

مجھے یہ پتہ نہیں کہ وہاں جاکر کیا کچھ کرنا ہے" یہ اس لئے کہا گیا۔ کہ جیمز کو پتہ تھا۔ کہ یہ نیا قلی بھرتی ہوا ہے] جیمز نے فوراً تمام ضروری اوزار مہیا کر دئے۔ اور مستری سردار جہاں سنگھ کی معرفت بتیوں کے تمام نقائص نیز ان کے درست کرنے کے ڈھنگ بتا دئے۔ آخر باپا راگا جی کا نام لے کر بھائی جی نے مع سامان رسیوں کی سیڑھی پر چڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی آپ ۳۰ فٹ اونچے گئے تھے۔ کہ کپتان جہاز نے "سٹاپ سٹاپ" کہہ کر انہیں روکنا چاہا۔ مگر وہ نہ رکے (یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ انہیں انگریزی نہیں آتی ہے) چنانچہ مستری نے انہیں روکا۔ کپتان جہاز نے موقع کو خطرناک سمجھ کر جہاز کے چاروں طرف کشتیاں اور لائف بائز اتروا دئے۔ تاکہ گرنے کی صورت میں بھائی جی کو بچایا جا سکے۔ بھائی جی خوب جوش اور توجہ سے کافی اوپر چڑھ گئے۔ جب دو سیڑھیاں باقی رہ گئیں۔ تو بارش اور تیز ہوا نے آپ کو قدرے آرام کرنے پر مجبور کیا۔ آپ نے اس وقت غلطی سے بمبئی شہر کی طرف نظر دوڑائی۔ ایسا معلوم ہوا کہ بڑی بڑی عمارتیں ان کے سر پر گرنے کو ہیں۔ دوسرے لمحہ میں ایسا محسوس ہوا۔ کہ بمبئی شہر نیچے چلا گیا ہے۔ اور دوسری طرف کے پہاڑ ان کو نیچے لینے کو ہیں۔ آپ گھبرا اٹھے۔ جہاز کے نیچے کی طرف دیکھا۔ تو وہ سمندر کی تھاکھوں میں ایک کھلونے کی طرح ناچتا ہوا انہیں دکھائی دیا۔ اپنے اشٹ دیو کو یاد کر کے انہوں نے ایک ہاتھ سے رسہ کو پکڑے رکھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اپنی چھاتی میں زور سے دو مکے لگائے۔ اور دل سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اگر ایسی کمزوری دکھانی تھی۔ تو اس کام کو ہاتھ میں نہیں لینا تھا" خیر! دل پر قابو پا کر آپ اوپر چڑھ گئے۔ دو چار منٹ اوپر بیٹھ کر آپ نے ہاتھ کے اشاروں سے بجلی کی سوئچ اون اینڈ آف کرا کر بتیوں کو ٹھیک کر دیا۔ اور اب آپ نے ادھر ادھر بالکل نہ دیکھا جب آپ نیچے اترے۔ تو کپتان جہاز نے آپ کو سیڑھیوں پر سے ہی اٹھا لیا۔ آپ کو کیبن میں لیجا کر کپڑے تبدیل کروائے۔ شراب کا پیگ پینے کو پیش کیا گیا۔ مگر اس سے انکار کرنے پر آپ کو گرم چائے پلائی گئی۔ اب مسٹر جیمز اور کپتان میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ ہر ایک اس قلی (بھائی جی) کو اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ جھگڑا انگریزی زبان میں چل رہا تھا۔ بھائی جی خاموش کھڑے سنتے رہے۔ آخر سردار جہاں سنگھ نے انہیں پوچھا۔ "تم جہاز پر رہنا چاہتے ہو یا ہمارے پاس؟" بھائی جی نے جیمز صاحب کے کوٹ کو پکڑ کر کہا۔ "میں آپ کے پاس ہی رہنا چاہتا ہوں" اس جرأت آمیز کارگزاری سے جہاں آپ کی اجرت ۸ سے سوا روپیہ یومیہ ہو گئی۔ وہاں بھائی جی کا نام کمپنی کے ہر ملازم کی زبان پر آ گیا۔ اور دوسرے محکموں کے لوگ آپ کو دور دور سے دیکھنے کے لئے آنے لگے۔

بھائی جی نے بجلی گھر کی ملازمت کے دوران لاہور، ملتان، فرید کوٹ اور دہلی کلاتھ مل وغیرہ میں سینکڑوں موہیال نوجوانوں کو ٹیکنیکل لائن میں ڈال کر انہیں ٹریننگ دی۔ اور بعد میں انہیں برسرِ روزگار کروایا جو اس وقت اپنی محنت سے ممتاز عہدوں پر سرفراز ہیں۔ آپ نے انجنیئرنگ کے کئی شاندار کام کیے۔ آپ کئی کمپنیوں کے ڈائرکٹر بنے کئی کمپنیاں بنا کر انہیں کامیابی سے چلایا۔ گیس پلانٹ کے کئی پیٹنٹ لئے۔ پارٹیشن کے بعد آپ جبل پور و گوالیار چلے گئے جہاں آپ نے ختم حیدر آباد کے پولیس ایکشن کے وقت اپنی گورنمنٹ کو اپنی اور اپنے بیٹوں بھائی وید پرکاش چھبر بی اے ٹیکنیکل انجنیئر و بھائی مدن موہن چھبر بی۔ ایس سی آنرز کی خدمات آنریری طور پر پیش کیں۔ آپ کو کشمیر کی جدی زمین کے بدلے ملانا دانبالہ میں زمین الاٹ ہوئی ہے۔ اس وقت بھائی جی سمندری نمک کو پتھر کی شکل میں بنانے میں مصروف ہیں تاکہ جانور اسے کھیوڑہ کے نمک کی طرح اپنی کھرلیوں میں حسب منشا چاٹ سکیں۔ آپ پورے ۲½ برس کی دن رات کی محنت اور بے شمار روپیہ خرچ کرنے کے بعد اس تجربہ و ایجاد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ نمک اب آپ گورنمنٹ ہند کی خدمت میں برائے ملاحظہ و آخری فیصلہ پیش کر رہے ہیں۔

{نوٹ:۔ کشمیری مسلمانوں کے اس پروپیگنڈا سے کہ جس نمک کو انکے مویشی چاٹیں گے۔ اسی ملک کے حق میں وہ ووٹ دیں گے۔ ہمارے محبِ وطن بھائی جی کے اندر یہ ٹھوس نمک تیار کرنے کا خیال پیدا کیا تھا۔}

(ک) رائزادہ کندن لال صاحب بالی۔ دہلی:۔ آپ کا جنم، نومبر ۱۹۱۴ء کو رائزادہ بیلی رام جی بالی (او لطیف آل) کے ہاں ہوا۔ آپ نے ایف اے تک تعلیم حاصل کرکے چک لالہ میں آر۔ آئی۔ اے۔ ایس سی (ایم ٹی) میں سروس شروع کی۔ جہاں آپ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۶ء تک کام کرتے رہے۔ اپنی اعلیٰ کارکردگی اور لیاقت کی خوبی سے آپ سٹور آفیسر کے مقابلہ میں سینئر گریڈ میں متعین ہو کر انچارج گروپ بنے۔ آپ اپریل ۱۹۴۱ء لغایت فروری ۱۹۴۲ء سنگاپور میں سٹور آفیسر C.O.D (ایم سی) رہے۔ جب جاپانی فوج نے ۹۰ ہزار ہندوستانی فوج کو قید کر لیا تو آپ بھی ۱۵ فروری ۱۹۴۲ء لغایت جون ۱۹۴۳ء وہاں بطور قیدی رہے۔ دورانِ قید آپ نے ۲۳ موہیال بھائیوں کی ایک سبھا قائم کی جس کے ہفتہ وار باقاعدہ اجلاس ہوتے رہے۔ نیز باہمی امداد کے عملی وسائل اختیار کیے جاتے رہے۔ پھر ۱۹۴۳ء میں نیتا جی کی اپیل پر سب موہیال اپنی ملکی خدمت و ہمدردی کے خیال سے آزاد ہند فوج میں داخل ہو گئے۔ اور رائزادہ صاحب نے جس گرمجوشی اور سچی سپرٹ سے کام کیا۔ اسے محسوس کر کے افسرانِ بالا نے آپ کو سیکنڈ لفٹننٹ بھرتی کر لیا۔ آپ عرصہ دو سال میں ترقی کر کے وہاں کیپٹن بن گئے۔ اس کے بعد آپ



Raizada Pindi Das Bali of
Dehra Bakshian, Delhi.



Bakshi Nand Lal Chhibbar of
P. D. Khan, Bombay.



Raizada Kundan Lal Bali
of R. Pindi, Delhi.

آپ وہاں آفیسر انچارج سنٹرل ایم۔ ٹی سٹور نائینڈ وہیکل سینسز برانچ سپریم کمانڈ آزاد ہند فوج مقرر ہوئے۔ آپ کو پھر رنگون جانے کا آرڈر ہوا۔ مگر اچانک بیمار ہو جانے کے کارن آپ اس وقت وہاں نہ جا سکے۔ یہاں ایک ماہ کے بعد آپ بطور آفیسر کمانڈنگ DETACHMENTTROOPS سپریم کمانڈ رنگون پہنچ گئے۔ جہاں آپ حسن کارکردگی سے ترقی پا کر کیپٹن مامور ہوئے ::

آپ نے جب موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی میں بطور جنرل سیکرٹری کام شروع کیا۔ اس وقت سوسائٹی مذکور کے کل ۲۰ ممبر تھے۔ مگر آپ کی شبانہ روز کی محنت و کوشش سے یہ تعداد ۳۰۰ تک پہنچ گئی۔ آپ نے دیگر ممبران کے مبارک تعاون سے جہاں موہیال آشرم کے لئے ایک پلاٹ خرید کیا۔ وہاں موہیال نوجوانوں کو ہر ماہ ایم۔ ٹی میں بھرتی کرانے کا کام بھی کافی عرصہ تک جاری رکھا۔ آپ کٹر موہیال ہیں۔ ٹھوس اور عملی قومی خدمت کے حامی ہیں۔ قومی جذبات کو تقویت دینے اور ممبران سوسائٹی میں اضافہ کرنے کی خاص مہارت رکھتے ہیں۔ آجکل آپ اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی کی ورکنگ کمیٹی کی سرگرمیوں کو وسعت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ::

(گ) مہتہ امریک رائے صاحب جو سابقہ آرڈیننس ڈپو فیروز پور :۔ آپ کا بچپن و جوانی تحصیل نوکل موہیال سبھاؤں کی تنظیم اور برادری خدمت میں گزرا۔ مگر بڑھاپا بیماری اور گھریلو پریشانیوں میں گزر رہا ہے۔ آپ اپنی بینائی کے کمزور ہو جانے کے باعث ایک مدت سے قومی کارگزاری سے کنارہ کش ہو چکے ہیں۔ ورنہ آپ کی ذات مبارک پر "موہیال" خود ناز کرتی ہے۔ مہتہ صاحب کے موہیالی اوصاف عیز ... ر، ذاتی اصول چٹان کی طرح مضبوط اور قومی کام کرنے کے ڈھنگ نہایت واضح اور نمایاں تھے۔ آپ بچوں کے محافظ، نوجوانوں کے رہبر اور بزرگوں کے دست راست بلکہ خاموش خدمت گزار تھے۔ آپ نے موہیال سبھا راولپنڈی میں سالہا سال تک بطور سیکرٹری خود ٹھوس اور باقاعدہ کام کیا۔ کہ کوئی کیا کرے گا۔ آپ کے نثر و نظم کے بلند پایہ مضامین قومیت اور صداقت سے پر ہوتے تھے۔ آپ جنرل موہیال سبھا کی کمزوریوں سے خوب آشنا تھے۔ اور زندگی بھر انہیں دور کرنے کی فکر میں رہے۔ آپ "ینگ موہیال" اور موہیال ... اس کے ایڈیٹر و پروپرائٹر کی مشنری سپرٹ نیز صاف بیانی کے دل و جان سے مداح و قدر دان تھے۔ آپ دو رخی چالوں سے متنفر اور دکھاوے کی شہرت و خدمت سے بیزار رہتے تھے۔
آپ دور حاضر کے نوجوانوں کی "LOVE MARRIAGES" (محبت کی شادیوں)

انوکھی سنگابیوں اور دیگر من مانی بدعتوں کو قطعی پسند نہیں کرتے۔ آج کل آپ میگزین گیٹ۔ فیروز پور شہر میں رہائش رکھتے ہیں۔ افسوس خرابیٔ صحت کے باعث آپ راقم کو کتاب ہذا کی اشاعت کے سلسلہ میں حسب وعدہ کوئی مسالہ ارسال نہیں کر سکے۔

(ل) مہتہ بنسی لعل جی چھبّر آرٹسٹ۔ دہلی:۔ آپ موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی کے ایک سرگرم ورکر تھے۔ نیز رسالہ "موہیال سندیش" راولپنڈی کے سب سے پہلے ایڈیٹر تھے۔ آجکل آپ اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر ہیں۔ آپ بارعب موہیال ہیں۔ اور آپ کی زندگی کے ہر پہلو سے مارشل سپرٹ کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ اگر راقم کی درخواست کے مطابق اپنی زندگی کے تفصیلی حالات برائے اشاعت بھیج دیتے۔ تو کچھ زائد لکھا جا سکتا۔

(م) بخشی نندلال جی چھبّر آف پنڈدادنخان۔ بمبئی:۔ آپ کا جنم ۳۰ اگست ۱۸۹۳ء کو بخشی بھگوانداس جی چھبّر بمقام ٹھکوت (پنڈدادنخان) ہوا۔ آپ کے پتا جی ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے۔ نیز پنڈدادنخان میونسپلٹی کے ممبر اور ضلع کے اسیسر تھے۔ انہیں کمشنر صاحب نے کوئی قابل فخر خطاب دینا چاہا۔ مگر آپ نے اسے لینا سویکار نہ کیا۔ آپ کے رعب و وقار کو سب اپنے بیگانے تسلیم کرتے تھے۔

بخشی نندلال جی نے ایف۔ اے پاس کرنے کے بعد اپرنٹس شپ انڈر لائننگ انسپکٹر کی پاس کی۔ مگر اپنے گھریلو حالات کے مدِ نظر آپ نے بطور ٹیلیفون انسپکٹر راولپنڈی میں ملازمت شروع کر دی۔ پھر ۱۹۱۷ء میں محکمہ تار سے آپ جنگ میں بطور صوبیدار بھرتی ہو گئے۔ بعد ازاں مختلف محکموں میں آپ نے سروس کی پھر ۱۹۱۹ء میں ایک سال کے لئے لڑائی پر چلے گئے۔ آپ نے کشمیر میں تین سال ٹھیکیداری کی۔ اس کے بعد پنجاب میں بزنس میں ۴ ہزار کا نقصان اٹھایا۔ اور پنجاب چھوڑ کر ۵ سال تک گمنامی کی زندگی بسر کی۔ اس عرصہ میں مختلف محکموں میں کام کر کے آپ نے اپنا کل قرضہ جو زائد المیعاد بھی ہو چکا تھا۔ ادا کر دیا۔ اس وقت آپ ساہو ربڑ کمپنی کے ایجنٹ برائے صوبہ بمبئی معہ وسطی بھارت اور جنوبی ہندوستان ہیں۔ آپ موہیال سبھا بمبئی کے سنچالکوں میں سے ہیں اور قومی پریس میں ہمیشہ قومی امور پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

(ن) رائزادہ موہن لعل جی بالی حصار:۔ آپ رائزادہ جوگراج جی بالی کے چھوٹے بھائی رائزادہ بودھراج جی بالی کے ہاں ۴ جون ۱۹۰۴ء کو بمقام پیل (شاہ پور) پیدا ہوئے۔ آپ نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ آپ نے فروری ۱۹۲۶ء میں بطور اپرنٹس پنجاب نیشنل بنک لائلپور میں کام کیا۔ پھر ۱۹۲۷ء میں کوئٹہ

میں بطور کلرک اور ۱۹۳۱ء میں چکوال میں بطور اکونٹنٹ کام شروع کیا۔ اور اپریل ۱۹۴۳ء میں چیوان برانچ میں آپ منیجر مقرر ہوئے تقسیم ملک کے بعد مدراس۔ مدورا جبلپور چھاؤنی اور دہلی میں بطور منیجر آپ نے کام کیا۔ اپریل ۱۹۴۷ء میں آپ کو میرٹھ چھاؤنی میں برانچ کھولنے کی آگیا ہوئی۔ آپ جنوری ۱۹۵۶ء میں حصہ تبدیل ہو گئے۔ آپ جنرل سبھا کے مستقل ممبر ہیں۔ اور شروع سے سبھا مذکور سے ہی آپ کا لگاؤ ہے۔ اور اکھل بھارتیہ سبھا کی قائمی اور اس کے طریقِ کار سے اختلاف رکھتے ہیں ؛؛

(۹) راۓ زادہ منڈلال جی بالی ڈیفنس A.A.O. (آڈٹ پنشنیں) دہلی :- آپ ۱۹۱۶ء میں ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ راولپنڈی میں کلرک بھرتی ہوئے۔ اور اپریل ۱۹۴۲ء میں گزیٹڈ افسر ہوئے۔ آپ کا سروس ریکارڈ قابلِ تعریف ہے۔ آپ ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی کے سرگرم ممبر تھے۔ آپ اپریل ۱۹۴۲ء سے اپریل ۱۹۴۳ء تک فیلڈ سروس (عراق) میں رہے۔ جہاں موہیال بھائیوں کے میل ملاپ اور پریتی بھوجن کے پروگرام وغیرہ مرتب کر کے اپنی موہیالی لگن کا اظہار کرتے رہے۔ آپ نومبر ۱۹۴۷ء میں الہ آباد (C.M.A (PENSIONS کے دفتر میں متعین ہوئے۔ اور جنوری ۱۹۵۲ء سے کنٹرولر جنرل آف ڈیفنس اکونٹس کے دفتر میں کسی خاص کام کے لئے بھیجے گئے۔ الہ آباد کے دفتر میں آپ نے فوجی پنشنوں کی ڈوبتی اور ہچکولے کھاتی ہوئی کشتیوں کو جس محبت آمیز طریق سے ساحلِ مراد پر لگایا۔ اس کا اندازہ ان بے بس لوگوں کی اپنی تحریروں سے ہی جائزہ لیا جا سکتا ہے [نمونتاً نمونہ از خروارے ملاحظہ ہو]

۱ مجھے آپ نے ایک نئی زندگی بخشی ہے۔ آپ میری اور میرے پریوار کی خوشی کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے مجھے ساری دنیا کی دولت بخش دی ہے۔ میری آپ سے جان نہ پہچان۔ نہ آپ کو مجھ سے کوئی غرض۔ پھر اس کارِ ثواب کے لئے میں آپ کا کن الفاظ میں دھنیہ واد کروں؟

۲ پرماتما آپ جیسا دل ہر موہیال کو عطا کرے تا کہ برادری میں جذبۂ محبت زیادہ سے زیادہ ہو ؛

۳ آپ جو امداد کر رہے ہیں۔ اس کا عوضانہ ہم کیا دے سکتے ہیں۔ آپ کا ہزاروں موہیال بھائی شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ پرماتما آپ کو صحت اور اقبال بخشے ؛

۴ آپ کے ہمدردانہ خیالات اکسیر کا کام کرتے ہیں۔ آپ کی نشکام بھاونا صحیح معنوں میں اعلیٰ خاندان اور بلند معیار کا پیش خیمہ ہے ...... (وغیرہ وغیرہ) ؛

آپ موہیال سبھا الہ آباد کے بانی مبانی تھے۔ الہ آباد سے رخصت ہونے پر سبھا کی طرف سے آپ کو ایک شاندار پارٹی دی گئی۔ آپ خاموش اور بے غرض سیوک ہیں۔ آپ ملنسار خوش خو اور ہر دلعزیز ہیں۔

(۵) مہتہ امرناتھ صاحب موہن ایڈووکیٹ شکتی نگر۔ دہلی :۔ آپ کا جنم بمقام ڈِنگہ گجرات ۹ مارچ ۱۸۸۶ء کو ہوا۔ آپ مہتہ گنگارام جی موہن سب انسپکٹر پولیس مرحوم کے سب سے چھوٹے لڑکے اور رائے صاحب مہتہ ارجنداس جی موہن سپرنٹنڈنٹ پولیس مرحوم (آف دھریالہ جالپ) کے بھتیجے ہیں۔ بعد تقسیم وطن آپ لاہور سے ہوشیارپور پہنچے۔ اور جنوری ۱۹۴۸ء میں وہاں سے دہلی آ گئے۔ اور آج کل اپنے تعمیر کردہ مکان واقع شکتی نگر۔ دہلی میں رہائش رکھتے ہیں ؛

آپ نے امتحان انٹرینس ۱۹۰۲ء میں پنڈ دادنخان سکول سے پاس کیا۔ ایف اے، بی اے کے امتحان دوران ملازمت میں پرائیویٹ طور پر پاس کئے۔ وکالت کا ابتدائی اور آخری امتحان لاء کالج لاہور سے پاس کیا۔ ان امتحانوں کے علاوہ آپ اردو اور فارسی کے پنجاب یونیورسٹی کے اعلےٰ امتحان بھی پاس کردہ ہیں۔ آپ ادیب فاضل کے امتحان میں صوبہ بھر میں اول رہے۔ تحصیل سمندری (لائل پور) کے دور افتادہ مقاموں اور جنگلوں میں رہ کر اپنی محنت۔ کھوج اور کاوش سے آرٹس، قانون اور زبان دانی کے اعلےٰ امتحانوں کا پہلی بار پاس کرنا کسی غیر معمولی قابلیت کے مالک ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ انکی مصروفیت کا یہ عالم تھا۔ کہ دن کو بطور گرداور قانونگو پٹواریوں کے کام کی نگرانی کرتے اور رات کو دیا جلا کر کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ گھوڑے کی سواری کے وقت آپ کے ایک ہاتھ میں کتاب اور دوسرے میں لگام ہوتی تھی۔ ۴۵ سال کی عمر میں آپ نے لاء کا آخری امتحان ایل ایل بی پاس کیا۔ آپ کی اس غیر معمولی سرگرمی اور ذہانت کو دیکھ کر لائل پور کے انگریز ڈپٹی کمشنر نے آپ کے کیریکٹر رول میں یہ ریمارکس لکھے۔ کہ وہ ایک غیر معمولی انسان ہیں۔ کہ جن کو اس عمر میں بھی تعلیم کا اتنا شوق ہے۔ انکے کیریکٹر میں ۲ خوبیاں نمایاں ہیں ایک۔ تو ان کی تعلیمی ریاضت جو موہیال نوجوانوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتی رہیگی۔ اور دوسری ان کی وہ شاعرانہ قابلیتیں جن کی وجہ سے انہوں نے موہیال فرقہ کا نام ادبی دنیا میں روشن کر رکھا ہے

آپ کی نظمیں شاعری کے آرٹ کا مکمل نمونہ ہیں۔ آپ شعر ایسے بے تکلف۔ سادہ اور پُر اثر لکھتے ہیں۔ کہ پڑھنے والے انہیں پڑھ کر پھڑک اٹھتے ہیں۔ نئے نئے مضمونوں اور نئے نئے عنوانوں پر انہوں نے نظمیں لکھ کر ایک شاندار ادبی ریکارڈ قائم کیا ہے۔ مشاعروں اور نمائشی تقریبوں سے نفرت رکھنے کے باعث انہیں پنجاب کا خاموش شاعر کہا جاتا ہے۔ ہمارا مدعا ان کی شاعری پر کوئی مفصل تنقید کرنے کا نہیں۔ ورنہ ہم دکھاتے کہ کس طرح انہوں نے اردو شاعری میں ایک نئی روش کی بناء ڈالی ہے۔ اور اسے عوام کی زبان بنانے میں کس قدر حصہ لیا ہے۔ ہم انکے کلام کا تھوڑا سا نمونہ ناظرین کے پیش کرتے ہیں۔

۱- بے وفائی کا رونا

یہ تیرے دوست تیرے یار تیرے محرمِ راز - جن سے ہر وقت کے گاڑھے ہیں تیرے ازونیاز
تو ہے بندہ یہ قلندر ہیں حقیقت میں تمام - کوئی ہمدرد ہے تیرا نہ کوئی ہے دمساز

۲ - اپنا بھرم نہ گنواؤ

تو ہے نادار- تو ناداری سے پردہ نہ اٹھا - اپنی تنگی کا تو خود ہی نہ ڈھنڈورا بن جا
بات نردھن کی نہیں کوئی بھی سننے والا - بھرم اپنا نہ گنوا تو- بھرم اپنا نہ گنوا

۳ - غربی تہذیب

کار بنگل کا یہ پھوڑا ہے کہ غربی تہذیب - چھپی ہے پردۂ تعمیر کے اندر تخریب
چشمۂ زندگیِ شرق ہوا زہر آلود - یہ فرشتہ ہے اجل کا کہ مداوائے طبیب

۴ - ہمدردی کی زحمت

تیری ہمدردی کے لائق جو نہیں اس کو نہ چھیڑ - خود کو غیروں کی نہ الجھن میں پھنسا- اپنی نبیڑ
تیری ہمدردی ہی تجھ کو نہ کہیں لے ڈوبے - بن کے ہمدرد کسی کا- نئی زحمت نہ سہیڑ

۵ - ہائے جوانی!

جوشِ دل- ولولۂ عشق- امنگوں کا ہجوم - بے نیازی کا غرور اور ارادے معصوم
اے جوانی! مجھے اک بار نہیں واپس دے جا- میری پیری ہی پہ کر رحم کہ میں ہوں مظلوم

۸ - ہائے بڑھاپا!

ضعف و ناتوانی و بے لبی و دلگیری - چار عارضے ہیں نام ہے جن کا پیری
مجھ پہ کیا ظلم کیا تو نے بڑھاپا دے کر - دن بڑھاپے کے ہیں یا عرصہ کوئی تعزیری

۹ - دنیا سے بیزاری

شہر سے ہے مجھے جنگل کا نظارہ پیارا - برقی فانوس سے جگنو کا شرارہ پیارا
آدمی ہے نہ وہاں اس کی خباثت کا نشاں - کیسا ماحول اجاڑوں کا ہے پیارا پیارا

مہتہ صاحب کی بلند پایہ نظمیں جہاں ملکی اخبارات و رسائل میں فخر سے جگہ پاتی ہیں -
وہاں موہیال رسالوں میں بھی ناظرین کی ضیافتِ طبع و خوشنودی کا باعث بنتی ہیں - رسالہ
"بنگلہ موہیال" لاہور پر تو آپ کی ہمیشہ نظرِ عنایت رہی- کیونکہ اسے آپ اپنا ہونہار بچہ سمجھتے ہیں

(۶) ڈاکٹر چودھری گوردھن لال جی دت ایم اے پی ایچ ڈی پرنسپل ہنسراج کالج دہلی:- آپ کی جنم بھومی کا فخر نجر وڑ دتاں کو ہے۔ آپ آریہ سماج کے ایک پرستھ نیتا ہیں۔ آپ نے جرمن یونیورسٹی گوٹنگھم سے ڈاکٹری حاصل کی۔ آپ ڈی اے وی کالج لاہور کے پرنسپل و لائف ممبر جنرل موہیال سبھا پنجاب کے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ سنہ ۱۹۳۵ء میں لاہور موہیال کانفرنس کے پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔ آپ کو شولاپور کالج کا منجانب کٹ پرنسپل ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ آپ ایک عجیب مزاج ہنس مکھ۔ صاف گو اور دور اندیش بزرگ ہیں جنہوں نے سائنس کی اعلیٰ پایہ کی درسی کتب لکھ کر پنجاب اور دہلی یونیورسٹی میں خاص ناموری حاصل کی ہے۔

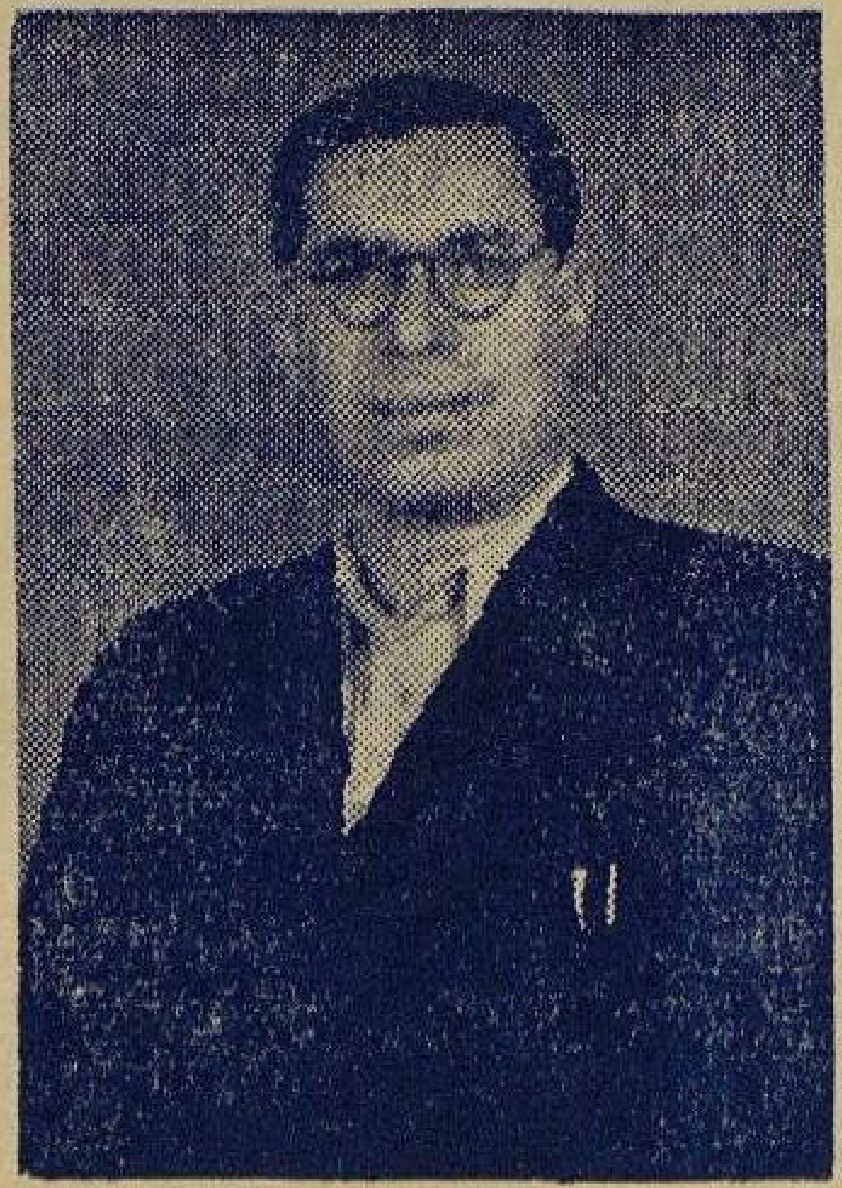
(۷) رائزادہ ہربنس چندر جی بالی پرنسپل کالج سونی پت:- آپ بچپن ہی سے تعلیم میں ہوشیار تھے۔ آپ میٹرک میں پنجاب میں فرسٹ اور ڈاکٹر جی ایل دتا آپ کے ساتھ سیکنڈ رہے۔ آپ جنرل موہیال سبھا پنجاب کے سرکردہ لیڈروں میں سے تھے۔ آپ کے مضامین بھی منزل کی زینت کا باعث بنتے رہے۔ محکمہ تعلیم میں آپ کا خاص نام ہے۔ آپ ملنسار غریبوں کے ہمدرد اور خاموش سیوک ہیں:

(۷) اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کے ارکین:- (۱) بخشی رام سروپ جی دت سابق پریزیڈنٹ سبھا ہذا کو آغاز جوانی سے موہیال سبھاؤں کی قائمی و تنظیم کے سلسلہ میں مصروف ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ آپ کے طریق کار میں ایک خاص خوبی یہ ہے۔ کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں ہمیشہ تن پر رہتے ہیں۔ اور اپنے ساتھیوں کی معاونت کے بغیر بھی جی برداشتہ نہیں ہوتے۔ گویا آپ ہر کام کو مستقل ارادہ اور فراخدلی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے عادی ہیں۔ انہیں دلصل یقین پالیسی، بال کی کھال اتارنے کی روش اور بنیا پن سے پیار نہیں۔ آپ کے اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کے ابتدائی مراحل پر عبور حاصل کرنے میں مسلسل چار سال تک جو جد و جہد کی۔ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ آپ پشاور میں بطور سپرنٹنڈنٹ آفس ریونیو کمشنر بہادر ریٹائر ہوئے تھے:

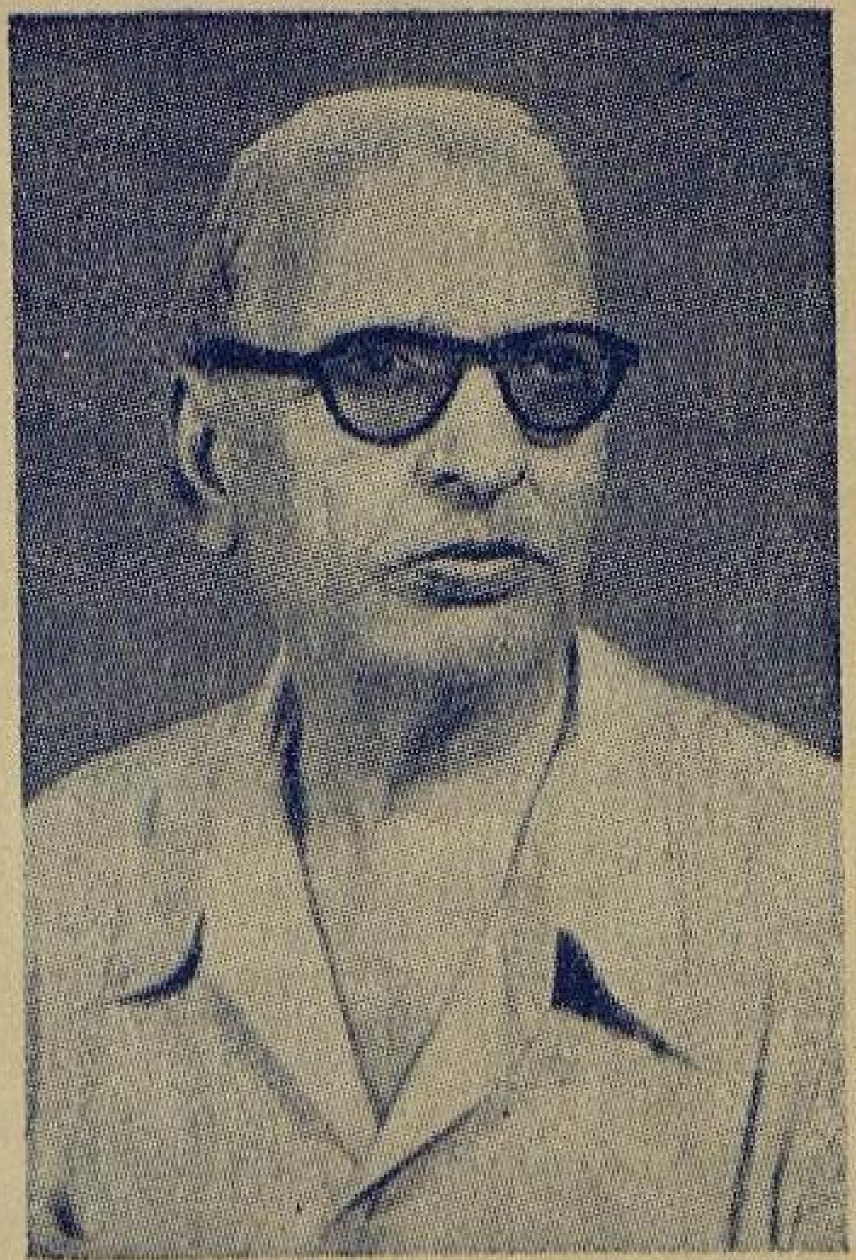
(۲) مہتہ لیکھراج صاحب ریٹائرڈ چیف انجینئر نے موہیال سبھا دہلی کو سرجیوت کرنے موہیال سیوک کو جنم دینے نیز اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کو قائم کرنے میں جو پیش قدمی کی۔ اور جس سچی قومی لگن سے عرصہ ۵ سال تک دہلی میں ہر چھوٹی بڑی قومی سرگرمی میں حصہ لیا۔ اسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ آجکل آپ رانٹے آئس اینڈ کمپنی لمیٹڈ۔ رام پور (یوپی) میں کام کر رہے ہیں۔ افسوس آپ نے باوجود وعدہ کرنے کے اور راقم کے بار بار یاد دلانے کے اپنے یا قوم کے متعلق کوئی قابل فخر مصالحہ برائے اشاعت ہسٹری نہیں بھیجا۔ آپ بڑے ملنسار اور متحمل مزاج ہیں:



Bakshi Ram Sarup Datta
Former President of A.B.M.P.N.
Sabha, Delhi.



Ch. Dina Nath Datta Principal
Higher Secondary School
Rajindar Nagar, Delhi.



Mehta Amar Nath Mohan
Advocate, Shakti Nagar, Delhi.

(۳) چوہدری دینا ناتھ جی دت پرنسپل سلوان ہائیر سیکنڈری سکول راجندر نگر نئی دہلی :- آپ نے ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کو ویرم میں چوہدری جیون رام جی دت کے ہاں جنم لیا- آپ ابتدائی جماعتوں میں ہمیشہ اول دوم رہے- نیز سکول و کالج کے کھلاڑیوں میں بھی چوٹی پر رہے- امتحان بی- ایس سی میں آپ ڈی- اے- وی کالج لاہور میں فرسٹ اور اپنے کمبی نیشن میں پنجاب میں سیکنڈ رہے- اس کے بعد سنٹرل ٹریننگ کالج میں بی- ٹی کلاس میں آپکو ایک مخصوص اور سرکاری سٹائپنڈ ملتا رہا- ۱۹۳۱ء میں آپ نے اپنا تعلیمی سلسلہ ختم کر کے ۵ سال بطور سیکنڈ ماسٹر ڈی- اے- وی ہائی سکول شاہ آباد مارکنڈا میں شاندار کام کیا پھر چھ سال آریہ سکول ایبٹ آباد اور دو سال مردان ہائی سکول میں قابلِ فخر نتائج دکھائے- ان کے بعد ۱۹۴۲ء تا نہایت اگست ۱۹۴۷ء آپ نے نیشنل ہائی سکول پشاور میں اعلےٰ خدمات انجام دیں- ان دنوں آپ بطور پرنسپل سلوان ہائیر سیکنڈری سکول راجندر نگر اپنی حسن کارکردگی اور قابلیت کا ثبوت دے رہے ہیں- گزشتہ دو تین سال سے آپ اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کی سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں چنانچہ سبھا مذکور کی دوسری کانفرنس منعقدہ دہلی میں بطور چیئرمین استقبالیہ کمیٹی آپ نے نہایت تندہی سے اپنے فرائض کو انجام دیا- آپ کی صلح کل پالیسی آپ کی شائستہ طبیعت اور آپ کی فرض شناسی کے باعث سب موہیال اور غیر موہیال آپ کو جی جان سے چاہتے ہیں- ایک عرصہ سے رسالہ "موہیال سیلوک" کی ایڈیٹری کے فرائض بھی آپ بجا لا رہے ہیں ::

(۴) راجزادہ جگدھیان صاحب بالی آنور راولپنڈی :- آپ نے موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی میں عرصہ چھ سال تک بطور سپاہی و جرنیل کام کر کے اپنا نام پیدا کیا- آپ کی حقیقی قومی لگن اور نیک نیتی سے متاثر ہو کر ممبرانِ اکھل بھارتیہ سبھا دہلی نے آپ کو ستمبر ۱۹۵۷ء کی الیکشن میں اپنا پردھان چُنا- آپ [illegible] اور فرض شناس ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کا پورا پورا تعاون حاصل کر رہے ہیں- آپ پاور پالیٹکس کے سخت خلاف ہیں- اور حقیقی ورکرز کے قدردان ہیں- اس آدرش پالیسی کی بدولت آپ قوم کی اندرونی و بیرونی کمزوریوں کو دور کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں ::

(۵) راجزادہ جگن ناتھ صاحب ویدا د بھگو وال (دہلی) :- آپ پاکستان میں جنرل موہیال سبھا کا ممبر ہونے کی حیثیت میں سبھا مذکور کی سرگرمیوں سے اُلفت رکھتے تھے- مگر ۱۹۴۷ء میں دہلی میں آ کر موہیال سبھا دہلی اور پھر اکھل بھارتیہ سبھا دہلی سے وابستہ ہو گئے- اور جنرل سبھا کے برائے نام ممبر رہ گئے- آپ سبھا کے ہر دوڑ بھاگ کے کام میں سب سے آگے رہنے کی کوشش کرتے ہیں- نیز [illegible] میں [illegible] مل- انہیں عہدیداری کا شوق نہیں- لہٰذا عہدیدار کی فرمائش کو بدل و جان پایۂ تکمیل تک پہنچانا آپ کا بہترین وصف ہے-

۶ بخشی ہربنس لال جی چھبر د سپتر بخشی ایشر داس چھبر و پوتا بخشی رام چند جی چھبر وکیل مظفر آباد۔ کشمیر ا سکنہ میرپور (جموں) سب اکونٹنٹ امپیریل بنک آو انڈیا۔ دہلی موہیال سبھاؤں کے کاریہ کرم اور پروگرام میں نمایاں حصّہ لیتے ہیں۔ آپ گزشتہ ۴ سال سے اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کے آڈیٹر اور ممبر کارکن کمیٹی ہیں۔ آپ کے نانا بخشی رام چند جی وید نے فوجی ملازمت کے دوران کئی تمغہ جات حاصل کیئے۔ اور انکی خدمات کے عوض ان کی والدہ صاحبہ آج تک پنشن لے رہی ہیں۔ آپ اپنی مہمان نوازی اور خوش خلقی کیلئے مشہور ہیں۔

۷ مہتہ تشمبر داس جی چھبر سیکرٹری اکھل بھارتیہ سبھا دہلی، موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی کے سرگرم ورکر تھے۔ آپ کی طبیعت میں شانتی اور دل میں قومی خدمت کا جذبہ جوش زن ہے ؞

۸ مہتہ نیتر چند جی دت کریالوی جنرل موہیال سبھا کے پرانے خادم ہیں۔ آپ حال ہی میں سبھا مذکور کے جونیئر وائس پریزیڈنٹ منتخب ہوئے ہیں۔ آپ اکھل بھارتیہ سبھا کی تحریکوں میں بھی ذمہ وارانہ دلچسپی لیتے ہیں۔

۹ راجزادہ دھرم ویر جی بالی اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کے خاموش و سرگرم ورکر ہیں۔ آپ نے سبھا مذکور کی زیر سرکردگی "موہیال ڈائرکٹری" کو ترتیب دینے میں نمایاں حصّہ لیا۔ آپ کٹر موہیال و ظاہر و باطن یکساں رکھتے ہیں۔

۱۰ چوہدری جی۔ ایس۔ دتا صنیا اور چوہدری کنول کنجر ولڑوی سپتران چوہدری گیان سنگھ جی دت (سنگھ خاندان) ہونہار قومی شاعر ہیں۔ آپ پراچین موہیالی کے شیدا اور نیشن بلڈنگ کے زبردست حامی ہیں ؞

۱۱ چوہدری ستیہ پال دت دلبر تیشرانی (کنجر ولڑوی) سپتر مرحوم چوہدری جسونت رائے جی دت وکیل شعر و شاعری میں بے حد دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ بڑے بڑے ملکی مشاعروں میں شریک ہو کر اپنے فن کی داد پا رہے ہیں۔ آپ اپنے اثر و رسوخ سے ہندوستان اور پاکستان کے اعلےٰ سرکاری افسران تک رسائی رکھتے ہیں ؞

۱۲ شری زخمی آد جلالپور جٹاں قومی شاعر ہیں۔ اور اپنی موہیال جاتی کی ترقی و بہتری کی خاص تڑپ رکھتے ہیں۔ آپ کٹر موہیال ہیں۔ اور موہیالی اوصاف کے پرچار و اظہار کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ ان دنوں آپ متھرا چھاؤنی میں بسلسلہ ملازمت مقیم ہیں۔ اور "موہیال سیوک" سے خاص اُنس رکھتے ہیں

۱۳ بخشی دیوان چند جی دت میرپوری (ایریا ہیڈ کوارٹر۔ دہلی چھاؤنی) خاص سوز و تڑپ رکھنے والے لیکھک ہیں جو سالہا سال تک قومی رسالوں میں اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ آپ سے بات چیت کرنے سے موہیالی تاثرات کا ظہور ہوتا ہے ؞

۱۴ بخشی امر سنگھ جی چھبر سپتر بخشی نند لال جی چھبر پلیننگ کمیشن دہلی میں کام کرتے ہیں۔ اور اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کی سرگرمیوں کو بنظر تحسین دیکھتے ہیں نیز اس کی امداد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں ؞



Bakshi Amar Singh Chhibbar of Planning Commission, Delhi



Bakshi Harbans Lal Chhibbar Rajinder Nagar, N. Delhi



Raijada Jagan Nath Vaid of Begowal, N. Delhi.

زندگی بھر قومی خدمت میں دلچسپی لینے والے چند مرحوم بزرگ:-

۱۔ مہتہ بھگوان جی لو آف پنڈ دادنخان:- آپ حلیم طبع شیریں زبان اور ملنسار موہیال تھے۔ آپ لمبی ڈاڑھی رکھتے اور پرانے فیشن کی پوشاک پہنتے تھے۔ آپ کانفرنس میں بڑے شوق سے شریک ہوتے نیز جنرل سبھا کے کاموں میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔

۲۔ رائزادہ چُونی لال جی وید:- آپ محکمہ تعلیم میں بطور ٹیچر کام کر چکنے کے باعث تحریر و تقریر میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کانفرنس میں زیر بحث مضامین میں حصہ لیا کرتے تھے۔ اور بوقت ضرورت جنرل سبھا کے خلاف ایسے نرم و دلکش لہجہ میں نکتہ چینی کیا کرتے تھے۔ کہ ناظرین آپکی صاف گوئی اور نیک نیتی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

۳۔ بھائی رام داس جی چھبر آف کریالہ:- آپ ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس کریالہ تھے۔ آپ اپنی زندہ دلی کے باعث ہر مجلس میں رونق و نشاط پیدا کر دیتے تھے۔ آپ نے بابا پراگا کے نام پر کریالہ میں ایک چیرٹی پاٹھشالہ قائم کی تھی۔

۴۔ چوہدری رام بھج دت صاحب وکیل آف کنجروڑ:- آپ ایک خوش وضع بزرگ تھے۔ آپ نے شروع شروع میں برادری کے کاموں میں دلچسپی کا اظہار کیا پھر آریہ سماج کی سرگرمیوں میں مستقل طور پر نمایاں حصہ لینا شروع کیا۔ آپ نے مسئلہ اچھوت ادھار کو اپنی زندگی کا مسلک بنایا۔ اور اسے پورا کرنے میں آپنے بہت سی تکالیف برداشت کیں۔ آپ دوران تقریر شیر کی طرح گرجتے تھے۔ ضلع گورداسپور کے علاقہ دینا نگر میں تمام شُدھ شدہ مہاشے آپ کو اپنا گورو یا ہادی کہہ کر یاد کرتے ہیں۔ آپ نے کانگرس کی تحریکوں میں بھی جان ڈالنے کی کوشش کی۔

۵۔ رائزادہ فقیر چند جی وید آف لاہور:- آپ پنشنر سکول ماسٹر لاہور برادری کے کرمٹھ موہیال اور رسالہ "موہیال مترا" کے چیف نامہ نگار تھے۔ آپ نے "موہیں چوٹی" کی حمایت میں پر جوش مضامین مترا میں وقتاً فوقتاً شائع کرائے۔ آپ پرانی وضع کے بزرگ تھے۔ اور برادری کے دستور العمل کے پابند رہتے تھے۔

۶۔ بخشی دیوان چند جی دت مشیر آف کھانوالیہ:- آپ ایک اعلیٰ پایہ کے مضمون نویس اور با کمال شاعر تھے۔ آپ کا طرز تحریر پسندیدہ ہونے کے کارن عوام آپکے مضامین کو پریم اور شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ آپکی نظمیں بھی بہت مقبول ہوتی تھیں۔ جلسوں و کانفرنسوں میں آپکی ذات کی خاص طور پر قدر و ضرورت ہوا کرتی تھی۔

۷۔ مہتہ روپ چند جی دت گٹھیانوی:- آپ اچھے لیکھک تھے۔ آپکی نظمیں رسالہ مترا میں مسلسل شائع ہوتی ہیں۔ آپ کا ضمیر صاف اور روشن تھا۔ آپ اپنے پکش کی فتح کی خاطر سچائی کو ہاتھ سے نہ دیتے تھے۔ آپ اپنے عہد کے ہر قومی بزرگ کی وفات پر منظوم تعزیت نامہ لکھا کرتے تھے جس کے مقطع میں حروف ابجد کے حساب سے مرحوم کی تاریخ وفات نیز سمہ کا اندراج ہوتا تھا۔ آپ رسالہ "ینگ موہیال" لاہور سے دلی پریم رکھتے تھے۔

۸ مہتہ گورداسمل جی دت آو میانی :- آپ شری مہتہ ڈھیرا مل جی دت کے سپوت تھے۔ آپ ۱۹۱۱ء کے آغاز میں ۳۵/- روپیہ ماہوار تنخواہ پر محکمہ گیرج میں اکونٹس کلرک ہوئے۔ اور ۱۹۳۵ء میں بطور ڈویژنل اکونٹنٹ محکمہ ریلوے سے ریٹائر ہوئے جب آپ کے بڑے بھائی رائے بہادر ڈاکٹر سرنامدت جی جنرل سبھا کے پریذیڈنٹ چنے گئے۔ آپ نے دو سال تک بطور جونیئر وائس پریذیڈنٹ کام کیا۔ اس کے بعد آپ نے سبھا مذکور کے سیکرٹری کے فرائض بھی ۲ سال انجام دیئے۔ آپ گو طبیعت کے تیز تھے۔ مگر من کے صاف تھے۔ آپ کے مضامین رسالہ منتر میں بالعموم چھپتے رہتے تھے :.

۹ چوہدری چرنداس جی دت آو کلچو گلی۔ لاہور :- آپ موہیال سہائیک سبھا لاہور کے سرگرم بانیوں میں سے تھے کئی سال تک سبھا مذکور کی طرف سے جنرل سبھا کے خلاف اصولی و آئینی لڑائی لڑتے رہے پھر کسی قدر اصولی جیت ہو لینے پر جنرل سبھا میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شریک ہو گئے۔ وہاں چند سال بطور ایڈیٹر موہیال منتر کام کیا۔ آپ جوشیلے لیکچرار تھے اور برادری کے رسم و رواج میں نمایاں دلچسپی لیتے تھے۔ جناب آپ ظفروالیہ تھے :.

۱۰ چوہدری رام چند جی دت (لطیف والیہ) ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر کوچہ بالیاں لاہور :- آپ موہیال سہائیک سبھا لاہور کے انتھک ورکر تھے۔ سبھا مذکور کے لئے چندہ فراہم کرنا۔ ممبران کی تعداد بڑھانا اور برادری کے اجلاس میں ممبران کو شامل کرنے کے مخصوص ذرائع اختیار کرنا آپ کا روزمرہ کا معمول ہو چکا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کو "قومی خدمت" کا جنون ہے۔ آپ اپنے دل کی بات ہر موقعہ پر بلا خوف و جھجک کہہ دیتے تھے :.

۱۱ چوہدری چرنداس جی دت ویری محرر جنرل سبھا لاہور :- آپ گو جنرل سبھا کے ملازم تھے۔ مگر سب اراکین سبھا مذکور ان کی نیک باطنی کے دلی طور پر مداح و قدردان تھے۔ آپ نے مہمان خانہ موہیال آشرم لاہور میں جہاں سالہا سال تک ہزارہا بھائیوں کو ہر طرح کا آرام بہم پہنچایا۔ وہاں فخر قوم بخشی رابد جی چھبر کی کافی عرصہ تک دن رات بے لوث سیوا کی۔ فخر قوم آپ کو بالعموم "ماں" کہکر پکارتے تھے :. آپ کی طبیعت میں گو تیزی تھی۔ مگر دل میں قومی سوز اور آنکھوں میں ہمدردی کے آنسو بھرے رہتے تھے :.

۱۲ چوہدری پورن چند جی دت نارووالیہ (گوجرانوالہ) :- آپ جنرل موہیال سبھا لاہور کے بے غرض خادم تھے۔ آپ نے شروع شروع میں رسالہ منتر کے ادارتی فرائض بھی کچھ عرصہ ادا کئے۔ اور بعد میں بطور ممبر سبھا کئی سال تک دفتری کام میں نمایاں حصہ لیا۔ آپ ایک پرانے منشی تھے۔ اور خاموش شہیدوں کی سی زندگی بسر کرتے رہے :.

۱۳ بخشی شیو سہائے جی چھبر آو پنڈ دادنخان :- آپ جنرل موہیال سبھا لاہور کے چند سال پریذیڈنٹ رہے۔ آپ حقیقت پسند بزرگ اور خاموش ورکر تھے۔ آپ کے سپوت رائے بہادر بخشی بدری ناتھ جی چھبر سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی۔ امرتسر بھی اپنے پتا جی کی طرح جنرل سبھا کے کاموں میں دلچسپی لے رہے ہیں :.

۱۴۔ بخشی امیر چند جی چھبر چوک لوہ ہٹہ۔ لاہور:- آپ موہیال سبھا ٹھک سبھا لاہور کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ کی بیٹھک ہمیشہ دفتر سبھا مذکور کے لئے وقف رہی۔ آپ کی زندہ دلی۔ قومی ہمدردی۔ صاف گوئی اور ہر دلعزیزی پر موہیال برادری کو خاص ناز تھا۔ آپ کے قہقہے پژمردہ دلوں میں زندگی پیدا کر دیتے تھے۔ آپ اپنے ساتھیوں کی صف میں کھڑے ہو کر جنرل سبھا کے خلاف آئینی و اصولی جنگ لڑتے رہے

۱۵۔ مہتہ گنیش داس جی چھبر آف کیمبلپور:- آپ مدت تک موہیال سبھا کیمبلپور کے ذمہ دار عہدیدار رہے آپ کی تحریر اور تقریر بالعموم مذاق آمیز ہوتی تھی۔ آپ کے مضامین تقریباً ہر ماہ متر میں شائع ہوتے تھے۔

۱۶۔ چوہدری گنڈا سنگھ جی دت ویرمی:- آپ جنرل موہیال سبھا لاہور کے سرگرم ممبر کی حیثیت میں سبھا مذکور کی سرگرمیوں میں کافی دلچسپی لیتے تھے۔

۱۷۔ چوہدری رام ناتھ جی دت ظفروال ایبرا اوورسیئر:- آپ جنرل سبھا پنجاب کے ممبر تھے۔ آپ کی طبیعت میں فراخی اور دل میں رحم و ہمدردی کا جذبہ موجزن تھا۔ آپ کے ہونہار سپوت چوہدری کے۔ کے دت بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر جنرل موہیال سبھا امرتسر کی تحریکوں کو دہلی میں وسعت دے رہے ہیں۔

۱۸۔ مہتہ امرناتھ جی بھموال آف راولپنڈی:- آپ نے ۱۹۲۹ء میں موہیال ینگ مینز ایسوسی ایشن راولپنڈی کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کا ماٹو "پریم اور سیوا" رکھا۔ آپ نے موہیال بیروزگاروں کو کام دلانے اور موہیال جنتا کو بازار سے سستی اشیا مہیا کرنے کی خاطر ایک سٹور کھولا۔ غریب بچوں کی تعلیم کے لئے ایک نائٹ سکول اور عوام کی ضرورت کے مدنظر ایک ریڈنگ روم جاری کیا۔ الغرض آپ نے ایسوسی ایشن کے نام اور کام کو اپنی دن رات کی محنت و کوشش سے چمک اور برکت بخشی۔ ایسوسی ایشن کی طرف سے آپ کی مریتو پر "امرناتھ ریلیف فنڈ" قائم ہوا۔

۱۹۔ رائے صاحب بخشی جمنا داس جی وید آف راولپنڈی:- آپ راولپنڈی سبھا کے ایک رکن تھے۔ جو جنرل سبھا کے ہتیشی ہوتے ہوئے اس سے اصولی اختلافات رکھتے تھے۔ آپ ایک سال پریزیڈنٹ موہیال کانفرنس بھی چنے گئے۔ آپ قومی فنڈات میں اکثر دل کھول کر دان دیتے تھے۔ آپ راولپنڈی برادری میں خاص عزت و وقار رکھتے تھے۔ آپ اور آپ کے ساتھی بذریعہ "ینگ موہیال" لاہور جنرل موہیال سبھا کے خلاف کافی عرصہ تک آئینی جنگ لڑتے رہے۔ آپ خوش خلق اور ملنسار قومی لیڈر تھے۔

۲۰۔ رائے بہادر چوہدری گوبند رام جی دت ریٹائرڈ اینٹومالوجسٹ سپتر چوہدری گنیش داس جی دت آف کھوٹی وہیرہ لاہور کا ۳۳ سالہ سروس ریکارڈ نہایت شاندار رہا۔ آپ برادری لاہور کے ایک ممتاز رکن تھے۔ آپ نیک سیرتی نیک نفسی اور منصف مزاجی میں اپنے پتا جی سے مطابقت رکھتے تھے۔ آپ "ینگ موہیال" لاہور کے بہت حامی تھے

۲۱۔ مہتہ ارجنداس جی دت :- آپ پیدائشی قومی خادم تھے۔ آپ نے ۱۹۲۹ء میں موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی کی تحریکوں میں حصہ لینا شروع کیا۔ اور اس کے ذمہ دار ورکرز کو پورا پورا تعاون دیا۔ آپ نے راولپنڈی کے امر پورہ محلہ میں اپنا مکان تعمیر کیا۔ اور اس محلہ کا نام "موہیال نگر" رکھا۔ وہاں برادری کے سینکڑوں افراد کی بے لوث خدمت کر کے آپ نے اپنے نام اور کام کو روشن کیا۔ علاوہ اس کے آپ نے وہاں کی سناتن دھرم سبھا اور مہابیر دل کے کام کو بھی فروغ بخشا۔ ۱۹۴۷ء میں دہلی آ گئے۔ آپ پہلے موہیال سبھا دہلی اور پھر اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کی ہر چھوٹی بڑی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے دن رات جدوجہد جاری رکھی۔ اور پربھو کی کرپا سے آپ اپنی ہر ذمہ داری کو انجام دینے میں سرخرو بھی رہے۔ آپ ایثار و محبت کا مجسمہ اور صاف گوئی کا نمونہ تھے۔ دل میں میل نہ ہونے کے کارن آپ اپنے مخالف کو کھری کھری کہہ دیتے تھے۔ موہیال نگر میں موہیال آشرم کا قیام اور دہلی کی ۱۹۵۱ء و ۱۹۵۳ء کی دو کانفرنسوں کی شاندار کامیابی میں آپ کا نمایاں حصہ تھا۔ آپ خرابیٔ صحت کے باوجود بھی اکھل بھارتیہ سبھا کی ذمہ داریاں بطور سیکرٹری کافی عرصہ تک انجام دیتے رہے۔ آخر ۸ ستمبر ۱۹۵۳ء کو سورگ سدھار گئے۔

۲۲۔ کرنیل بخشی پریم ناتھ جی دت آف راولپنڈی :- آپ سادگی مجسم اور ظاہر و باطن یکساں رکھنے والے موہیال تھے جنہیں اپنے پوجیہ پتا اور دادا جی کی طرف سے "موہیالی اوصاف" ورثہ میں ملے تھے۔ آپ مشنری سپرٹ کے دلدادہ اور اخلاق و استقلال کے پجاری تھے۔ آپ ہمدردی و بھراتری بھاؤ سے سب کے دلوں کو جیت لیتے تھے۔ آپ چلتے پھرتے "موہیالی پروپیگنڈا" تھے۔ آپ نے اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کی بنیادوں میں سب سے پہلے پتھر رکھا۔ اور اس پریم اور عقیدت سے رکھا۔ کہ یہ سبھا روپی عمارت دنوں میں کھڑی ہو گئی۔ اور چند ماہ کے بعد جب اس آل انڈیا باڈی کی پہلی کانفرنس دہلی میں ۱۵-۱۶ ستمبر ۱۹۵۱ء کو منعقد ہونے والی تھی۔ آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ آپ نے گو بطور پردھان استقبالیہ کمیٹی کانفرنس اپنا قیمتی ایڈریس چھپوا دیا۔ مگر خود کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے۔ اور اس کا آپ کو بہت شاق ہوا۔ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مصداق مریضِ قوم جانبر نہ ہو سکا یعنی ۲۷-۱-۵۱ء کو سورگ سدھار گیا۔

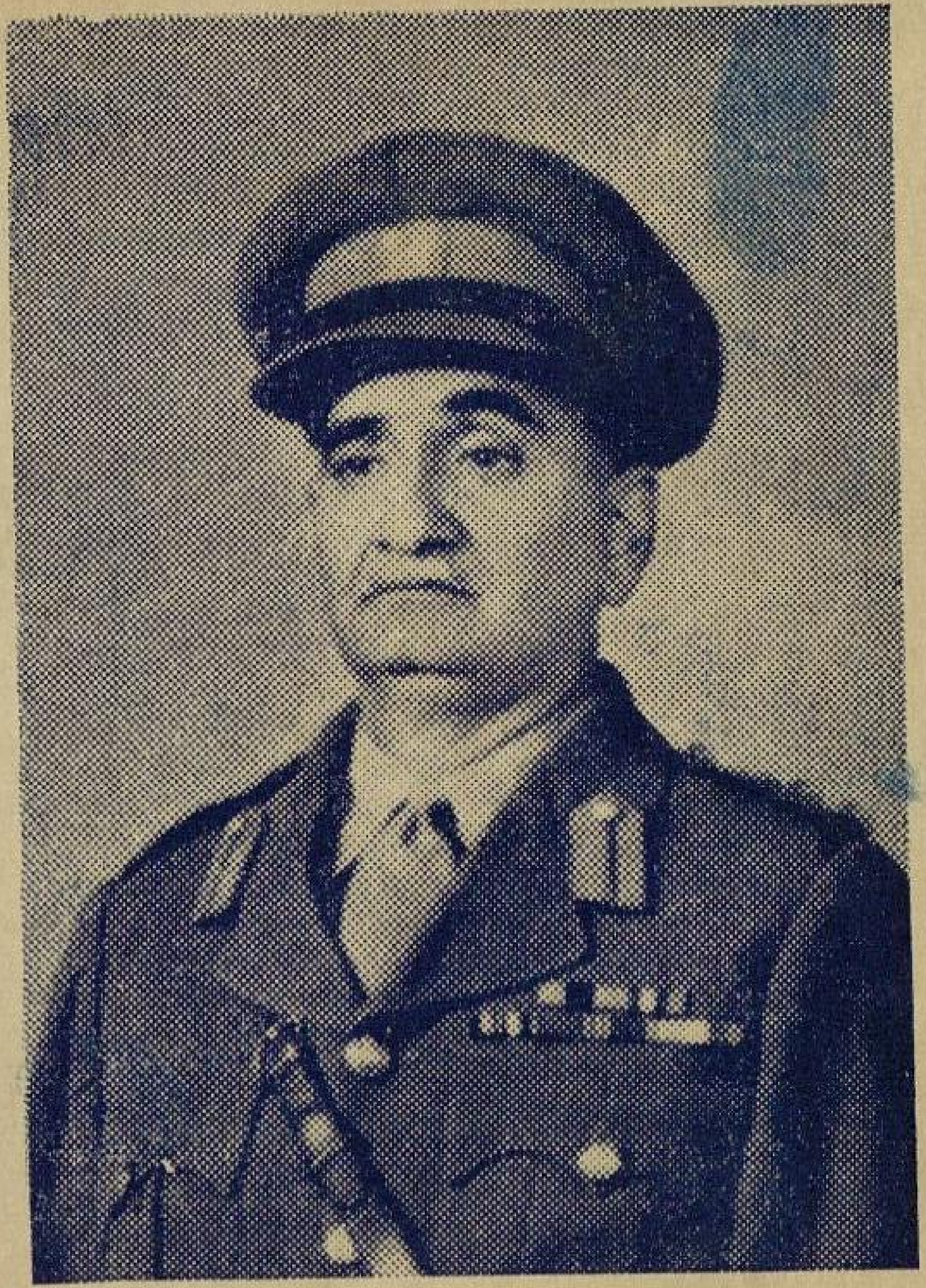
۲۳۔ بخشی شمشیر ناتھ جی وید آف پشاور :- آپ موہیال سبھا پشاور چھاؤنی کے روح و رواں تھے۔ اور کئی سال تک وہاں ذمہ دارانہ کام نہایت گرمجوشی سے انجام دیتے رہے۔ آپ کو "قومی خدمت" کا عشق تھا۔ لہٰذا آپ جہاں کہیں بھی ملازمت کے سلسلہ میں رہے۔ وہاں لوکل سبھا قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ آپ کے چھوٹے بھائی بخشی گرکھادیال جی بھی اسی سپرٹ کے مالک تھے۔ بخشی گردھاری لال تو پاکستان بننے سے پہلے اور آپ بھارت میں آ کر گولوک واس ہوئے۔



Mehta Bhagwan Das Mohan
of Jabbi Shah Dilawar
Attck (Deceased)



Ch. Om Prakash Datta of
R. Pindi (Deceased)



Col. Bakshi Prem Nath Datta of R.Pindi
(Deceased)

۲۴ چوہدری اوم پرکاش جی دت برانچ منیجر ایشین انشورنس کمپنی راولپنڈی (مرحوم) :- آپ کی پیدائش سمہ ۱۹۰۲ء میں امرتسر میں ہوئی جہاں آپ کے دادا چوہدری رام چندر جی دت داروغہ تھے۔ آپ کے پتا چوہدری جوالا سہائے جی دت ریاست جموں کے محکمہ جوڈیشل میں ملازم تھے۔ بچپن ہی میں آپ کو غریب محتاجوں کی امداد کا بڑا خیال رہتا تھا۔ آریہ سماج میں داخل ہو کر آپ نے اس قدر لگن اور جوش سے کام کیا۔ کہ ریاست میں جلد ہی آریہ سماج کے کئی مراکز قائم ہو گئے۔ آپ اپنے والد صاحب کے ایما پر ریاست جموں و کشمیر میں کسٹم و ایکسائز ڈیپارٹمنٹ میں انسپکٹر بھرتی ہوئے۔ آپ نے وہاں دلت بھائیوں کے ادھار کے کام میں نمایاں دلچسپی لی۔ آپ اس پارٹی میں شامل تھے۔ جو جموں سے بٹھیرہ تحصیل اکھنور میں شدھی کے لئے جا رہی تھی اور جس پر متعصب اور دشمن مسلمانوں نے حملہ کر کے لوٹ مار کی تھی۔ اس حملہ میں کافی نقصان کے علاوہ آپ کو شدید ضربات بھی آئیں۔ اور آپ کے ایک ساتھی مہاشہ رام چندر جی شہید ہوئے۔ آپ نے اپنی ملازمت کو اپنے مشن کی آزادی میں رکاوٹ محسوس کیا۔ اور بیمہ زندگی کے متعلق لٹریچر پڑھنے پر آپ نے اس پیشہ کو منتخب کیا۔ آپ کئی سال تک ودھوا وواہ سہائک سبھا راولپنڈی کے سرکل آفس کے آنریری سیکرٹری رہے۔ آپ موچل فیملی ریلیف فنڈ پشاور کے بنیاد رکھنے والے ڈائرکٹران میں سے تھے۔ آپ نے ۲۰ سال بیمہ کمپنی کا کام کرنے کے بعد یہاں بھی قید و غلامی کا احساس کیا۔ اور ایک ہزار کے قریب ماہوار آمدن کے باوجود سروس کو چھوڑ دیا۔ پاکستان سے انبالہ آ کر آپ نے پریت سبھا۔ موہیال پریت سبھا۔ دکھ بھنجن سبھا وغیرہ سوسائٹیاں بنائیں۔ آخر کار آپ کو بخار ہوا۔ اور دہلی لے جانے پر آپ کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ آپ موہیال بنک مین ایسوسی ایشن راولپنڈی کے بانیوں میں سے تھے۔ اور ہر قومی تحریک میں پیش پیش رہتے تھے۔ خوشی کا مقام ہے۔ کہ ان کے صاحبزادہ عزیز ایس کے دت پریذیڈنٹ موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن انبالہ نے بھی اپنے پوجیہ پتا کی طرح "موہیالی" کے عروج اور برادری کی عملی سیوا کے سادھنوں کو اپنا لیا ہے ؛

۲۵ چوہدری ہیرا سنگھ جی دت بخروڑیہ (مرحوم) :- آپ جنرل موہیال سبھا کے شردھالو بھگت اور اس کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ نے سبھا میں بطور سیکرٹری۔ وائس پریذیڈنٹ اور پریذیڈنٹ کئی سال تک گرمجوشی سے کام کیا۔ آپ تقریباً ہر ماہ رسالہ "موہیال متر" میں اپنے خیالات کا اظہار کیا کرتے تھے۔ باوجود بڑھاپے کے اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ موہیال آشرم کی تعمیر کے کام میں آپ نے کافی جد و جہد کی۔ آپ ایک زندہ دل۔ ہنس مکھ اور کھری کھری سنانے والے کٹر موہیال تھے۔ اور قومی تحریک و تنظیم کے کام میں آپ کو خاص دلچسپی بلکہ مہارت تھی ؛

چند ہونہار قومی ہستیوں کا تذکرہ :۔

۱۔ مہتہ بھگوانداس جی موہن آو جی شاہ دلاور (اٹک) :۔ آپ کے پتا مہتہ دونی چند جی موہن زمیندار کا انتقال ۱۸۹۱ء میں جبکہ ان کا سپوت ۳ برس کا ننھا ہو گیا۔ اکلوتا یتیم بیٹا بے یار و مددگار رہ گیا۔ آٹھویں جماعت تک تعلیم اپنے ماموں جی کے پاس پا کر نوجوان کھیتی باڑی کے کام میں اپنی ماتا کا ہاتھ بٹانے لگا۔ مگر جلد ہی وہاں سے اکتا کر ضلع اٹک میں محکمہ پولیس میں بھرتی ہو گیا جہاں سے ہونہار نوجوان پھلور پہنچا۔ اور چند ضروری امتحانات پاس کرنے کے بعد آپ وہاں سے کیمبلپور پولیس لائن میں بطور انسٹرکٹر تعینات ہوئے۔ جہاں بعد میں آپ نے کورٹ انسپکٹری کا کام بھی کامیابی سے کیا۔ پولیس کی ملازمت میں آپ نے اپنے افسران سے قابل فخر سندیں نیز نقد انعامات حاصل کئے۔ آخر ۱۶ سال کی اعلے سروس کے بعد آپ نے پبلک سیوا کی خاطر میڈیکل گراؤنڈ پر پنشن لے لی۔ گاؤں میں آکر سدھار کا کام بذریعہ "سیوا سمتی" شروع کر دیا۔ اس سوسائٹی کے ذریعے آپ نے لوگوں کی بری عادتیں چھڑائیں۔ عورتوں کو دھرم۔ کرم اور شرم کے عملی طریقے سکھائے۔ عوام کو ایک دوسرے کی شادی غمی میں صحیح معنوں میں شریک ہونے کے آدرش ڈھنگ بتائے۔ گئو رکھشا کے سلسلہ میں مسلمانوں سے اقرار نامے لکھوائے۔ اور گئووں کو ہل میں جوتنے کا بڑا رواج مسلم کاشتکاروں سے بند کرایا۔ ڈاکو اور بدمعاش لوگوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ غریبوں اور محتاجوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔ اور چرک۔ سشرت و دیگر یونانی اور ویدک کتابوں کی مدد سے ذاتی خرچ پر دوائیاں تیار کر کے دیہات کے مریضوں کی سالہا سال تک مفت سیوا کی۔ آپ اپنی دھارمک کتب میں "ینگ موہیال" کو جگہ دیتے تھے۔ موہیالوں کی بہتری اور ترقی کے لئے اپنے اندر خاص سوز و تڑپ رکھتے تھے۔ آپ نے موہیال طلباء کو بذریعہ رسالہ ینگ موہیال لاہور اور موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی وظائف بھی تقسیم کرائے۔ آپ اصول پرست۔ ایشور وشواسی۔ گئو اور برہمن کے بھگت۔ شور بیر۔ سادگی پسند۔ پکے راگی۔ راستباز اور صاف بیان کٹر موہیال تھے۔ آپ کا دیہانت ۱۲ نومبر ۱۹۴۶ء کو دہلی میں ہوا۔

۲۔ بخشی ٹھاکر داس جی چھبر تحصیلدار بندوبست راجوری :۔ آپ کا جنم ۱۲ ستمبر ۱۹۱۲ء کو جنم اشٹمی کے مبارک روز ہوا۔ آپ نے رنبیر گورنمنٹ ہائی سکول اور پرنس آف ویلز کالج جموں میں تعلیم پائی۔ اور ہر جماعت میں اپنی محنت و خداداد ذہانت سے انعام یا وظیفہ حاصل کیا۔ آپ نے بندوبست کی ٹریننگ موضع کھاگ (کشمیر) میں حاصل کی۔ اور امتحان میں آپ سب سے اول رہے۔ آپ چند سال نائب تحصیلدار



Bakshi Badri Nath Chhibbar
Supdt Offie Surveyor General
of India, Dehra Dun



Bakshi Thakur Dass Chhibbar
Tehsildar Rajori (J. & K.)

رہ کر اودھم پور میں تحصیلدار تعینات ہوئے۔ اور اس کے بعد آپ نے ریاسی۔ کوٹلی بھمبر اور بھدرواہ وغیرہ تحصیلوں میں نہایت شاندار کام کیا جب ملکی بٹوارہ کیوجہ سے بھدرواہ میں بھی ہندو مسلم فساد ہو رہا تھا آپ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بالکل نہتے مسلم کیمپ میں جاکر ہندو مسلم برسرِ پیکار ہجوم کو شانت کر دیا۔ اور مزید خون خرابہ سے علاقہ کو بچالیا جب گورنمنٹ کشمیر نے کاشتکاروں کے متعلق نیا قانون نافذ کیا۔ تو آپ کو سپیشل تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اوّل مقرر کیا گیا تمام افسران آپ کی قابلیت، دیانتداری اور اعلیٰ کیریکٹر کے مداح، زمیندار آپکے حسنِ اخلاق کے گرویدہ اور دوست و رشتہ دار آپ کی مروّت کے قائل ہیں۔ آپ کا دل قومی خدمت کے جذبہ سے بھرپور ہے۔

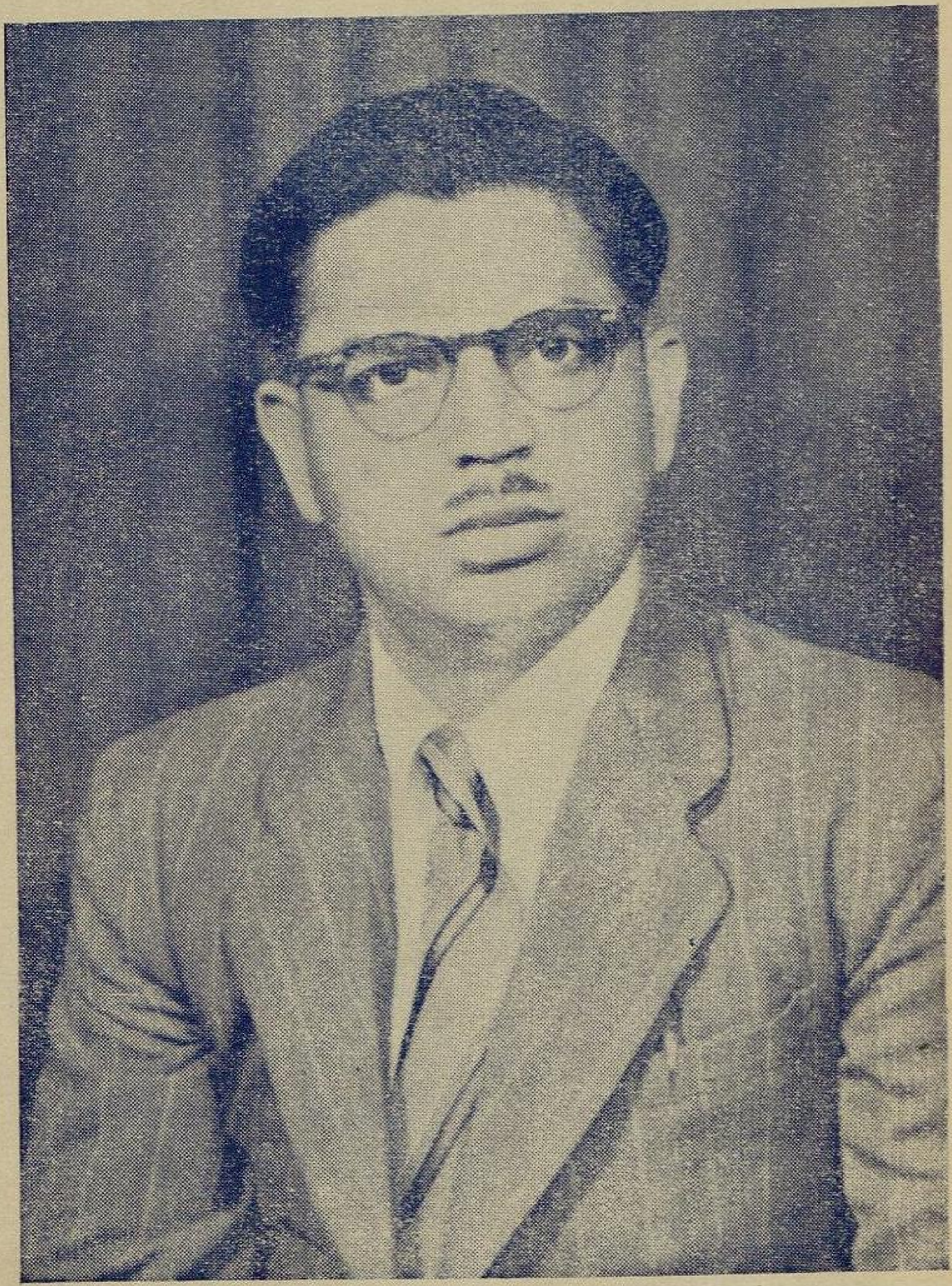
۱۳ بخشی بدری ناتھ جی چھبّر۔ دفتر سرویر جنرل آو انڈیا۔ ڈیرہ دون :- آپ بخشی ٹھاکر داس جی چھبّر تحصیلدار راجوری کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ بھی اپنے بزرگ بھائی کی طرح غیر معمولی قابلیت و ذہانت کے مالک ہیں۔ آپ کو شہرت و دکھاوے سے قدرتاً بیر ہے۔ اس لئے موہیال جنتا کو اپنے اس چمکدار ستارے کی روشنی کا چنداں پتہ نہیں لگ سکا۔ اور آپ اتنے خاموش ہیں۔ کہ آپکے پاس کھڑے ہو کر باتیں کرنے پر بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ اپنی کسی کارکردگی کے بارے میں کچھ کہنا ہی نہیں چاہتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ آپکا جیون ہی پروپکار کا ہے۔

آپ کے کئی مضامین اردو و انگریزی رسائل میں چھپے۔ کئی ایک کتب اردو میں شائع ہوئیں مگر سب اوروں کے نام پر۔ کئی ایک رفاہِ عام کے کاموں پر پندرہ بیس روپیہ ماہوار کا خرچ آپ نے دو دو تین تین سال تک برداشت کیا۔ مگر اس کا آپکے ہمسائیوں اور دوستوں تک کو علم نہیں۔ آپ کا یہ پرانا مقولہ ہے۔ کہ "سیوا سے حقیقی آنند پراپت ہوتا ہے۔ اور یہی ثمرہ اتنا کافی ہے کہ پھر انسان کو شکریہ یا دھنیہ واد کے الفاظ کی ہرگز حاجت نہیں رہتی۔ ..." آپ کی ملنساری اور خوش خلقی کا یہ عالم ہے۔ کہ آپکو ہر موہیال بھائی اپنا حقیقی بھائی ہی دکھائی دیتا ہے۔ آپ موہیال بھائیوں کی سرگرمیوں میں بھی ذمہ دارانہ حصہ لیتے رہے ہیں۔ الغرض آپ مجسمہ خوبی ہیں۔

۱۴ بخشی دینا ناتھ جی ویدپرائیویٹ لیفانڈ سیکریٹری کارپوریشن بمبئی :- ہونہار بخشی جی کا جنم اپنے وطن موضع ترکوال (گوجر خان) میں ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء کو ہوا۔ آپ کے پتا بخشی ٹھاکر داس، دادا بخشی دیو چند، پردادا بخشی شنکر داس اور نگر دادا بخشی دولت رام جی وید تھے جنہیں سکھ راج اور انگریزی عملداری میں تاحیات جاگیریں ملی ہوئی تھیں (خاندان ہذا کے مفصل حالات کتاب

نذا میں درج ہیں۔ مؤلف) عزیز مسید گسران ہائی سکول سے تعلیم حاصل کرنیکے بعد ۱۹۳۶ء میں بمبئی آگیا۔ جہاں اُس نے موٹر پارٹس کی ایک فرم میں بطور کلرک ۳ سال ملازمت کی۔ اور پھر ۲ سال اُسی فرم میں بطور منیجر قابلِ فخر کام کیا۔ آخر ستمبر ۱۹۴۲ء میں وہاں سے مستعفی ہو کر محنتی اور روشن دماغ نوجوان نے موٹر پارٹس کی اپنی فرم "ایلفا انڈسٹریز کارپوریشن" شروع کی۔ جو آج پرماتما کے فضل سے اعلےٰ پیمانے پر چل رہی ہے۔ آپ نہ صرف ایک ذی اقتدار بزنس مین ہی ہیں۔ بلکہ قومی اور سوشل ورکر بھی ہیں۔ آپ نے بمبئی موٹر مرچنٹس ایسوسی ایشن لمیٹڈ کے اعزازی سیکرٹری کی حیثیت میں نیز پبلک کی فلاح و اصلاح کے دیگر کاموں میں بطور والنٹیر (سپاہی وجرنیل) بخیر فرشانہ خدمات انجام دیکر اپنے کام اور نام کو خوب روشن کیا ہے علاوہ اس کے آپ نے موہیال سبھا بمبئی کی تمام سرگرمیوں میں بحیثیت سیکرٹری جان ڈالنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ آپ کو قومی لٹریچر سے بہت اُنس ہے۔ اور اِس کارِ خیر کے لئے آپ ہر قسم کی قربانی کرنے کو ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ الغرض آپ صاحبِ جائداد، صاحبِ دل اور صاحبِ ایمان نوجوان ہیں۔ جن کی ہونہاری پر موہیال جاتی بجا طور پر ناز کر سکتی ہے ؛؛

۵۔ چوہدری دینا ناتھ جی دت کنجر وٹوی پروپرائیٹر یونیورسل کمرشل کارپوریشن سرسید احمد روڈ۔ دہلی۔
ہونہار شخص تو دنیا میں بہت دیکھنے میں آئے ہیں۔ مگر ہونہاری کے ساتھ "کامیابی" اور "خوش قسمتی" کا پروانہ قدرت کی طرف سے تو شاید کسی کسی کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ ہمارے عزیز چوہدری صاحب نے بچپن میں "یتیمی" جوانی میں "جدوجہد" اور پختہ عمر میں "سوشل سروس" سے بے اندازہ فائدے اُٹھائے ہیں۔ آپ نے ان تینوں منزلوں کو انتہائی صبر اور زندہ دلی سے گزارا ہے۔ آپ کو ہنسنا آتا ہے۔ رونا آتا ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ زندگی کے ہر شعبہ اور کاروبار کے ہر صیغہ میں سو فیصدی کامیاب رہتے ہیں۔ آپ سے ایسے ایسے کام سرزد ہوئے ہیں۔ جنہیں کوئی بڑے سے بڑا امیر یا بارسوخ انسان بھی ہاتھ میں لینے کی جرأت نہ کر سکا۔ اپنے بزنس کے ماہر ہیں۔ اور لوگ اس سلسلہ میں آپ کی رائے یا مشورہ سے مستفیض ہونا فخر سمجھتے ہیں۔ آپ بہت سی قومی اور ملکی سوسائٹیوں میں فرض شناسانہ کام کرتے ہیں۔ اور ہر سوسائٹی ان کے تعاون سے چلتی ہے۔ آپ کے پاؤں میں جدوجہد کا چکر، پیشانی میں اقبال کا ستارہ اور ہاتھ میں دولت کا جھاڑو ہے جدھر رُخ کرتے ہیں۔ فتح و نصرت آپ کے سواگت کے لئے تیار کھڑی ہوتی ہے۔



Bakshi Dina Nath Vaid. Prop. Alpha Industries Corporation, Bombay.



Ch. Dina Nath Datta, Prop. Universal Commercial Corpoation, Darya Ganj, Delhi.

آپ پاکستان میں جنرل موہیال سبھا کے خزانچی تھے۔ آپ نے نومبر ۱۹۴۷ء میں لاہور سے جس حکمت عملی سے نیز جس جرأت و دلیری سے (پریزیڈنٹ و سیکرٹری صاحب کے دستخطوں کے بغیر) سبھا مذکور کی دستاویزات اور فکسڈ ڈیپازٹ کی رسیدات حاصل کر کے اُن کے تمام اکاؤنٹس امرتسر کے مختلف بنکوں میں ٹرانسفر کرائے۔ اُسے ہرگز ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ لاہور کے موہیال آشرم کا ۵،۰۰۰ کا کلیم بھی آپ کے ذاتی اثر و رسوخ سے ہی پاس ہوا۔ آپ ہر دو قومی شرومنی یا وطنی کی سرگرمیوں میں نمایاں دلچسپی لیتے ہیں۔ اور لوکل برادری کے دکھ سکھ میں شریک ہونا اپنا قومی فرض سمجھتے ہیں۔ آپ کے بزرگ برادر چوہدری جگن ناتھ جی دت آریہ آریہ سماج اور رشی دیانند کے پکے بھگت ہیں۔ اور ان کا جیون رشی دیانند کے مشن کے لئے وقف ہے۔ آپ کے وچار قابلِ تعریف اور آپ کا آچار قابلِ تقلید رہے ہے۔

۶۔ مہتہ کرشن لال جی دت سپتر مہتہ دینا ناتھ جی دت سکنہ تلہ گنگ (اٹک) حال ڈیرہ دون نے ۱۹۵۰ء میں SIR. J. J SCHOOL OF ART BOMBAY سے پانچ سالہ ARCHITECT کورس پاس کیا ہے۔ آپ دوران تعلیم ہر سال اوّل رہے۔ اور آپ نے کئی انعامات حاصل کئے۔ نیز آپ کو سکول کا طلائی MAYO MEDAL بھی ملا۔ اس کے علاوہ آپ نے اسی سال دو اور انگلینڈ کے نامی امتحانات۔ (۱) INTU R. I. C. S اور (۲) FINAL (R. I. B. A) میں بھی شامل ہوئے جن میں سے (۱) میں آپ کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور (۲) کا نتیجہ ابھی نہیں نکلا۔ چند ماہ ہوئے آپ ARCHITECT کی آسامی کے لئے محکمہ "کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ دہلی" کے کڑے چناؤ میں جو زیر صدارت آنریبل مولانا آزاد اور دیگر دس ممبران پر مشتمل تھا۔ کامیاب ہو کر بعہدہ ARCHITECT سنٹرل بلڈنگ ریسرچ انسٹیٹیوٹ رُڑکی تعینات ہوئے ہیں۔ موہیال برادری میں آپ پہلے نونہال ہیں جنہوں نے یہ اعزاز حاصل کیا ہے۔ آپ نے اپنی مسلسل محنت اور جانفشانی سے قوم کے نوجوانوں کو صحیح معنوں میں یہ احساس دلایا ہے۔ کہ اب سیکولرزم کے زمانہ میں "پدرم سُلطان بُود" کے سرٹیفکیٹ کی کوئی قیمت نہیں رہی۔ اُنہیں اپنے آپ کو ہر پہلو میں اہل بنانے کا یتن کرنا چاہیے۔ آپ کے پتا مہتہ دینا ناتھ جی دت نے زندگی بھر قومی تحریکوں میں نمایاں حصہ لیا۔ اور ساتھ ہی اپنی سنتان کو پڑھا کر بہتر بنانے کا مبارک کام سرانجام دیا ہے۔ آپ قوم کے شکریہ و مبارکباد کے مستحق ہیں۔

WHO IS WHO? کون کیا ہے؟

— رائزادہ نرائن سنگھ بالی پانی پت کی طرف سے —

۱۔ میجر رائزادہ نرائن داس بالی رائزادہ گوردتامل جی بالی آف راولپنڈی کے سپتر ہیں جنہوں نے محکمہ تعلیم میں سروس شروع کی۔ ۱۹۴۲ء میں دورانِ جنگ فوج میں بطور لفٹیننٹ بھرتی ہوئے۔ آجکل میجر ہیں اور انفینٹری سکول مہو میں بحیثیت انسٹرکٹر کام کر رہے ہیں۔ پانی پت میں ذاتی خرید کردہ مکان رکھتے ہیں۔

۲۔ کیپٹن پرتھوی راج بالی سپتر رائزادہ گوردتامل جی بالی آف راولپنڈی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ہونے کے بعد ریزرو آفیسر بنائے گئے۔ کچھ عرصہ لفٹیننٹ رہنے کے بعد کیپٹن رینک میں ترقی پائی۔ ۱۹۴۲ء میں دورانِ جنگ سروس میں لئے گئے۔ اب ریٹائر ہو کر پانی پت میں رہائش پذیر ہیں۔

۳۔ رائزادہ سومدت بالی ریٹائرڈ اکونٹس آفیسر سپتر رائزادہ گوردتامل جی بالی آف راولپنڈی ۱۹۱۶ء میں ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ میں بطور کلرک ملازم ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں اکونٹس آفیسر بنائے گئے۔ ۱۹۵۲ء میں ریٹائر ہوئے۔ آج کل پانی پت میں اپنے خرید کردہ کوارٹر میں رہائش پذیر ہیں۔

۴۔ صوبیدار میجر سردار بہادر بخشی اچھا سنگھ دت او۔ بی۔ آئی سپتر بخشی گھمنڈا سنگھ جی دت آف ملک پور بخشیاں اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۹۱۵ء میں بطور سٹور کیپر سپلائی ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہو کر فرانس گئے۔ ۱۹۳۹ء میں صوبیدار ہوئے اور بعد ازاں صوبیدار میجر۔ ۱۹۴۶ء میں ریٹائر ہو گئے۔ اب کرنال میں مقیم ہیں۔

۵۔ چوہدری کاہن سنگھ جی دت ظفروال سیو ٹریزری ڈیپارٹمنٹ میں ترقی کر کے بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرتے رہے۔ اور گورنمنٹ گزیٹڈ آفیسر فرسٹ کلاس کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ آج کل پانی پت میں مقیم ہیں۔

۶۔ بخشی کل بھوشن دت بی۔ اے سپتر بخشی نانک چند جی دت انجینئر آف راولپنڈی بڑے بڑے افسروں سے ملاقات رکھتے ہیں۔ عرصہ تقریباً ۶ سال سے کانسٹی ٹیوشن ہاؤس میں ہیں۔ اعلیٰ پایہ کے لیکچرار ہیں۔ برادری ان کے نام نامی سے بخوبی واقف ہے۔

۷۔ میجر بخشی اوم پرکاش چھبر سپتر بخشی ہری چند جی چھبر آف بھیرہ ۱۹۳۹ء میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ اور اب ترقی یاب ہو کر میجر بنائے گئے۔ آج کل سرینگر میں تعینات ہیں۔

۸۔ لفٹیننٹ ترلوک بخشی سپتر بخشی برج لال جی بھوال آف طوطہ ضلع راولپنڈی ملٹری میں کام کرتے ہیں۔ اور آج کل دہلی میں تعینات ہیں۔

نمبر ۹ رائزادہ ہیرانند بالی سپتر رائزادہ امیر چند جی بالی آو راولپنڈی ۱۹۱۶ء میں ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ میں بطور کلرک ملازم ہوئے ۱۹۴۷ء میں اکونٹس آفیسر ہو کر ۱۹۵۶ء میں ریٹائر ہوئے۔ آجکل میرٹھ میں مقیم ہیں۔
نمبر ۱۰ کرنل رنبیر بخشی سپتر ڈاکٹر بخشی رام لال (سول سرجن) مرحوم آو تل طوطہ (راولپنڈی) دہلی میں پی۔ اے ٹو کمانڈر انچیف ہیں ؛؛

نمبر ۱۱ لفٹننٹ جنرل چوہدری کلونت سنگھ جی دت سپتر چوہدری سنت سنگھ صاحب دت آو ظفروال دتاں (شیخوپورہ) ۱۹۳۶ء میں فوج میں سیکنڈ لفٹننٹ بھرتی ہوئے ۱۹۳۷ء میں لفٹیننٹ کے عہدہ پر ترقی یاب ہوئے۔ انگریزوں کے عہد میں چند ہندوستانیوں کے ساتھ سٹاف میں لئے گئے۔ آج کل آپ لفٹیننٹ جنرل ہیں۔ آپ کی ذات پر موہیال جاتی جتنا فخر کرے بجا ہے ؛؛
نمبر ۱۲ بخشی نانک چند صاحب دت سپتر بخشی امیر چند جی دت آو ساگھو (راولپنڈی) روڑکی کالج میں امتحان اوورسیر پاس کر کے سالہا سال تک ٹھیکیداری کا کام کرتے رہے ۱۹۴۹ء میں ڈسٹرکٹ انجینئر کرنال تعینات ہوئے۔ دسمبر ۱۹۵۳ء میں ریٹائر ہوئے۔ آج کل انبالہ چھاؤنی میں رہائش پذیر ہیں ؛؛
نمبر ۱۳ صوبیدار میجر مہتہ بودھراج دت سپتر مہتہ رائزادہ مل جی دت آو میانی (شاہپور) بعمر ۱۷-۱۸ سال ملٹری ڈیپارٹمنٹ میں بطور سٹور کیپر بھرتی ہوئے۔ اور ساری سروس فوجیوں کی ضروریاتِ زندگی کے محافظ بنے رہے۔ آپ ایک کنبہ پرور موہیال ہیں جنہوں نے محنت و ہمت سے کافی سرمایہ بھی پیدا کیا ہے آجکل آپ اپنے خرید کردہ مکان واقع پانی پت میں رہائش پذیر ہیں ؛؛
۴۔ بائزادہ رگھوناتھ داس جی بالی پردھان موہیال سبھا متھرا کی طرف سے :۔
نمبر ۱ لفٹننٹ مہتہ درگا داس وید آو نواں شہر (ہزارہ) ۱۹۱۷ء میں بطور گنر توپخانہ میں بھرتی ہوئے ۱۹۴۱ء سے جمعدار صوبیدار میجر کے درجے طے کرتے ہوئے ۱۹۴۶ء میں لفٹیننٹ ہوئے ہر دو جنگِ عظیم میں آپ نے سات تمغے حاصل کیے۔ آپکے ۲ لڑکے فوج میں ہیں جنمیں سے ایک جمعدار ہے۔ آپ ریٹائر ہو کر اپنے مکان واقع کرشن نگر متھرا میں رہائش رکھتے ہیں ؛؛
نمبر ۲ مہتہ رام نرائن موہن سپتر ڈاکٹر مہتہ برکتی چند جی موہن آو راولپنڈی عرصہ تک انڈین ویٹرینری ریسرچ انسٹیٹیوٹ مکتسر اور عزت نگر میں کام کرنیکے بعد ۱۹۴۲ء میں ویٹرینری انویسٹی گیشن آفیسر بنگال تعینات ہوئے ۱۹۴۷ء میں اسی عہدہ پر متھرا تعینات ہو گئے ۱۹۵۰ء میں آپکو سنٹرل گورنمنٹ نے اسسٹنٹ انیمل ہسبینڈری کمشنر کے عہدہ کے لئے چنا اور اس سلسلہ میں آپ آجکل دہلی تعینات ہیں۔ آپ بھارت کے ایک پرانے ویٹرینری ریسرچ سکالر ہیں

۳ بخشی سومناتھ چھبر سنز بخشی بھگت رام جی چھبر آو ڈلوال (جہلم) ۱۹۴۴ء سے سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ میں ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن رہے ۱۹۴۹ء میں یوپی کالج آو ویٹرنری سائنس اینڈ اینیمل ہسبینڈری متھرا میں ٹیچنگ سٹاف کے ممبر ہوئے ۱۹۵۷ء میں آگرہ یونیورسٹی کے بی وی۔ ایس سی اینڈ اے ایچ کے فائنل امتحان میں اول رہے:

۴ بھائی رامناتھ چھبر سپتر بھائی میاداس جی چھبر آو کریالہ) نے گریٹ وار میں ملٹری ریلوے سروس میں ۲ سال کام کیا۔ اور ۲ میڈل حاصل کئے۔ آپ بطور خزانچی سبھا منظر قومی امور میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ آپ موہیال سبھا جہلم کے ۷ سال سیکرٹری رہے:

۵ مہتہ نانک داس بھموال دفتر مہتہ راجمچند جی آو کھنڈوعہ جہلم کا زیادہ وقت ایشور بھگتی میں صرف ہوتا ہے آپ کے سپتر مہتہ جنگ بہادر جالندھر میں سب انسپکٹر، مہتہ کرشن لعل لدھیانہ میں سنٹرل ایکسائز میں اور مہتہ لال و ترلوک ناتھ دیولالی سکول میں کلرک ہیں:

۳۔ مہتہ رلا رام جی موہن جائنٹ سیکرٹری موہیال سبھا جمنا نگر جگادھری کی طرف سے:۔

اس جگہ جتنے بھی سجن آباد ہیں سب کے سب ممتاز پوزیشن کے مالک ہیں۔ اور زیادہ تر وہ راولپنڈی کمشنری کے ہیں۔ امید ہے کہ جمنا نگر مستقبل قریب میں ایک بڑی موہیال منڈی کی صورت اختیار کرے گا۔ یہاں ۲۰ موہیال گھرانے آباد ہیں جن کے سنگٹھن کے لئے عرصہ ۳ سال سے ایک موہیال سبھا کام کر رہی ہے۔ اس کے عہدیداران ایک دستور العمل چالو کرنے کی بہت کوشش کر رہے ہیں۔ عہدیداران حسب ذیل ہیں:۔

۱ پیٹرن۔ مہتہ برکت رام جی دت۔ (نمبردار آو بجوالہ دتاں جہلم) ۲ پریزیڈنٹ۔ راجزادہ لالچند جی بالی آو منڈی پھکروان شاہ پور ۳ وائس پریزیڈنٹ صاحبان۔ (۱) کپتان مہتہ اینٹر سنگھ جی چھبر آو کانوالہ۔ جہلم (۲) کپتان مہتہ فشکل چند جی چھبر آو دلمیال جہلم ۴ سیکرٹری۔ مہتہ فتح چند جی ریٹائرڈ تحصیلدار آو بجوالہ دتاں ۵ جائنٹ سیکرٹری۔ مہتہ رلا رام موہن آو کنجاہ گجرات ۶ اسسٹنٹ سیکرٹری۔ مہتہ بعوار چند جی دت آو بجوالہ دتاں ۷ مہتہ ورشن لال جی چھبر آو دلوال جہلم خزانچی ۸ اسسٹنٹ خزانچی۔ مہتہ لدھا رام جی وید آو دلوال ۹ آفس انچارج و سٹور کیپر۔ راجزادہ ایشر داس جی بالی ڈاکٹر آو پھکروان ۱۰ پروپیگنڈا سیکرٹری۔ مہتہ بودھراج جی چھبر آو جہلم اور مہتہ بودھراج جی دت آو عثمان کھٹک کیمبلپور ۱۱ آڈیٹر۔ مہتہ رام لبھایا مل جی چھبر آو جہلم:

۴۔ بخشی تلک راج جی چھبر۔ اجمیر کی طرف سے:۔

۱۔ موہیال سبھا اجمیر سٹیٹ۔ اجمیر کے عہدیداران:۔ پریزیڈنٹ۔ چوہدری چونداں لال جی دت ایڈووکیٹ: وائس پریزیڈنٹ

چوہدری مدن موہن دت جی :: سیکرٹری چوہدری جوالا پرشاد جی دت :: جائنٹ سیکرٹری و خزانچی بخشی تلک راج چھبر :: سبھا ہذا کے دیگر سبھا ئیک :- ۱۔ ڈاکٹر دینا ناتھ جی وید ہاتھی بھاٹہ اجمیر ۲۔ چوہدری ہری موہن جی دت آرٹسٹ کالا باغ - اجمیر ۳۔ بخشی رگھوبیر داس جی چھبر اگزکٹو آفیسر میونسپل کمیٹی - اجمیر ::

۵ - دیگر معزز اصحاب برادری کی فہرست - ذاتی واقفیت کی بنا پر - از چونی لعل دت :-

۱۔ رائزادہ رگھوناتھ داس جی بالی پردھان موہیال سبھا متھرا :- پاکستان میں خانپور (جہلم) کے آپ ایک ہر دلعزیز حکیم تھے جنہیں ۱۹۴۷ء میں مسلم دوستوں نے دس سیٹ کا ایک اسپیشل ہوائی جہاز مہیا کرا کے مع پریوار بھارت میں صحیح سلامت پہنچایا - بازار متھرا میں آپ کا "بالی شفاخانہ" پبلک کی قابل قدر خدمت انجام دے رہا ہے - علاوہ قومی خدمت کے آپ آریہ سماج اور کانگرس کی سرگرمیوں میں بھی نمایاں دلچسپی لیتے ہیں - شعر و شاعری کا بھی آپ کو ذوق ہے - آپ ایک بارسوخ موہیال سیوک ہیں ::

۲۔ شری ڈی - این بخشی - دہلی :- عزیز بخشی جی کو زمانہ طالب علمی ہی میں "موہیالی" سے پیار ہو گیا - آپ نے بچپن ہی میں اُدھار اور سُدھار کے کاموں میں دلچسپی لینا شروع کر دیا - ۱۹۳۷ء کے قریب ہونہار عزیز نے رسالہ "ینگ موہیال" لاہور میں اپنے معصوم اور پاکیزہ خیالات کا اظہار کرنا شروع کر دیا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ ذمہ دار کارکنان لوکل سبھا لاہور کی صف میں کھڑے ہو گئے - پارٹیشن کے بعد آپ نے موہیال سبھا دہلی کے سرگرم ورکر کی حیثیت میں تین سال تک قابل قدر قومی خدمت انجام دی - ۱۹۵۱ء میں آپ اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کی قائمی کے تھوڑا عرصہ بعد جنرل موہیال سبھا امرتسر کے حامیوں میں شمار ہونے لگے - آج کل آپ جنرل سبھا کی تحریکوں ہی میں دلچسپی لیتے ہیں - آپ ملنسار خوش خلق اور صلح کل نوجوان ہیں - آپ سب کے کام آنے والے اور سب کے سکھ دکھ میں شریک ہونیوالے قومی سیوک ہیں ::

۳۔ بخشی جویلی رام جی چھبر سیکرٹری موہیال سبھا سبزی منڈی دہلی :- "قوم و وطن کی خدمت" آپ کا پیدائشی جوہر ہے - دوران ملازمت آپ سناتن دھرم سبھاؤں اور لوکل موہیال سبھاؤں میں ٹھوس کام کرتے رہے اور پارٹیشن کے بعد بینائی کی کمزوری کے باوجود بھی سبزی منڈی سبھا کے سیکرٹری کی حیثیت میں جنرل سبھا کے کاریہ کو دستر ت کرنے کی جد و جہد کر رہے ہیں - آپ اپنی دھن کے پکے ہیں ::

۴۔ شری چوہدری آگیا رام جی دت سبزی منڈی دہلی :- آپ اعلٰے پایہ کے فوٹو گرافر اور فوٹو آرٹسٹ ہیں آپ موہیال برادری کی تقریبوں میں بالعموم شریک ہو کر حاضرین کی عملی سیوا کرتے ہیں - آپ سبزی منڈی موہیال سبھا دہلی کے ہر دلعزیز سرپرست ہیں - آپ غریب بھائیوں کے ہمدرد اور امیر طبقہ کے خیر خواہ ہیں - آپ

کا خاندان مدّت سے دہلی میں رہائش پذیر ہے۔ اور یہاں کی برادری میں ہر لحاظ سے نمایاں پوزیشن رکھتا ہے۔ آپ کا کاروبار اور رویوہار باعثِ فخر و ناز ہے۔ آپ ہنومان بھگت اور پربھو پریمی ہنس مکھ موہیال ہیں:؛

۵ رائزادہ گورداس مل جی بالی آویشاور کلب (سبزی منڈی۔ دہلی) :- رائزادہ صاحب زندگی بھر موہیالوں کی تنظیم و سنگھٹن کے کاموں میں پیش پیش رہے۔ آپ دل کے غنی، من کے صاف اور "موہیالی" کے عاشق ہیں۔ آپ عمر کے لحاظ سے بزرگ مگر "قومی خدمت" کے لحاظ سے ہمیشہ نوجوانوں کے کپتان رہے۔ آپ موہیالوں کے سرحدی شیر تھے۔ اور جس بھی قومی تحریک کو ہاتھ میں لیتے۔ اُسے ادھورا نہ چھوڑتے تھے۔ آپ سالہا سال تک موہیال سبھا پشاور چھاؤنی کے کامیاب پریزیڈنٹ رہے۔ آپ کرتوتی موہیال ہیں اور قومی کانفرنسوں میں دل کھول کر دان دیتے ہیں۔ افسوس آپ کے اولادِ نرینہ نہیں۔ آپ آجکل اپنے داماد رائزادہ بودھراج جی ویدا ایڈوکیٹ کی کوٹھی واقع کملا نگر۔ سبزی منڈی دہلی میں خوددارانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ کی غریب پروری۔ دریا دلی اور نیک نیتی قابلِ فخر ہے:؛

۶ رائزادہ پران ناتھ جی بالی بی۔ ایس سی سابق ایڈیٹر "موہیال سیوک" دہلی :- عزیز رائزادہ صاحب کو ایامِ طالب علمی سے مضمون نویسی کا بہت شوق ہے۔ آپ کے عالمانہ مضامین نثر و نظم کی صورت میں قومی اور ملکی پرچوں میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی کے ماہوار آرگن "موہیال سندیش" کے ایڈیٹر اور رسالہ "ینگ موہیال" لاہور کے خصوصی معاون تھے۔ پارٹیشن کے بعد دہلی میں آ کر آپ نے اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کے رسالہ "موہیال سیوک" کے ادارتی فرائض بھی تین سال تک نہایت ایمانداری اور فرض شناسی سے انجام دئے۔ آپ خوش خلق، ملنسار اور صادق القول قومی سیوک ہیں:؛

۷ مہتہ بلونت سنگھ جی موہن آنریری سیکرٹری کانگڑہ ویلی سینی ٹوریم :- مہتہ صاحب شری مہتہ پنجاب سنگھ جی موہن کے صاحبزادے اور مرحوم رائے صاحب مہتہ ایشر داس جی موہن سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کے بھتیجے ہیں۔ آپ کا وطن دھیدو وال (جہلم) ہے۔ آپ اپنے پتا اور چچا جی کی طرح خاموش اور ٹھوس قومی و ملکی خدمت کے دلدادہ ہیں۔ آپ تصنیف و تالیف کے کام میں خاص دلچسپی و مہارت رکھتے ہیں۔ آپ کے مضامین اکثر ریڈیو پر براڈکاسٹ ہوتے رہتے ہیں۔ آپ ان دنوں کانگڑہ ویلی سینی ٹوریم کی تکمیل کے لئے زبردست جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہاں کے ریلوے سٹیشن کا نام "موہن ویلی" رکھانے کے لئے بے حد دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ آپ دن میں ۱۶ گھنٹے کام کرنے والے سچے سیوک ہیں:؛

۸۔ رائزادہ منشی لال صاحب بالی سپتر رائزادہ میاداس صاحب بالی آف جھنگ سٹی بینکنگ اور انشورنس کمپنیوں کے کام میں خوب ماہر ہیں۔ آپ بارسوخ موہیال ہیں نیز غریب موہیالوں کے خاص طور پر معاون و ہمدرد ہیں۔ آپ سبزی منڈی گھنٹہ گھر، دہلی میں ۲۰ سال سے رہائش پذیر ہیں:

۹۔ رائزادہ منشی رام جی وید صوبیدار میجر فتحپوریہ سرائے روہیلہ دہلی:۔ آپ موہیال ینگ مین ایسوسی ایشنز اور لوکل موہیال سبھاؤں میں کافی عرصہ تک لاہور، راولپنڈی اور فیروزپور چھاؤنی میں تندہی سے کام کرتے رہے ہیں۔ آجکل آپ اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کی ورکنگ کمیٹی میں کام کر رہے ہیں۔ آپ ملنسار خوش خلق اور ہر دلعزیز موہیال ہیں:

۱۰۔ رائے صاحب رائزادہ جگدیش رائے جی وید پردھان موہیال سبھا کانپور:۔ آپ پارٹیشن سے پہلے آنریبل ریذیڈنٹ نظام حیدرآباد کے پرسنل اسسٹنٹ تھے۔ آجکل کانپور میں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ موہیالوں کے سچے ہتیشی ہیں۔ موہیال سبھا کانپور آپ کی مبارک ذات پر خاص ناز رکھتی ہے۔ کئی بار یاد کرانے کے باوجود آپ نے موہیال ہسٹری کی اشاعت کے لیئے کوئی مسالہ نہیں بھیجا:

۱۱۔ مہتہ تاراچند جی دت کانپور:۔ مہتہ صاحب موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی کے سیکرٹری تھے۔ آپ نے ایسوسی ایشن مذکور کی کافی عرصہ تک شاندار خدمت کی۔ آپ کانپور سبھا کے بھی سرگرم ورکر ہیں۔ آپ ہر کام میں باقاعدگی، پابندی اور حقیقی سپرٹ کو مدنظر رکھتے ہیں۔ افسوس آپ نے چند ایک یاد دہانیوں کے باوجود راقم کو کوئی ضروری یا مفید مسالہ برائے اشاعت ہسٹری نہیں بھیجا:

۱۲۔ میجر ڈاکٹر رائزادہ بنجربداس صاحب بالی ڈیرہ دون:۔ میجر صاحب تحریر و تقریر کے دھنی اور قومی تنظیم و سنگھٹن کے تجربہ کار رہبر ہیں۔ آپ ڈیرہ دون سبھا کے روح و رواں اور پس افتادہ غریب و مستحق بھائیوں کے حقیقی معاون و دستگیر ہیں۔ آپ کے عالمانہ قومی مضامین سے آپ کی "قومیت" کی خوشبو ہے۔ آپ کی قومی تحریکوں سے آپ کی روشن ضمیری کی جھلک اور آپ کے نوجوان طبقہ کے اپدیشوں سے آپ کی مشنری سپرٹ کی چمک ظاہر ہوتی ہے۔ آپ بطور پردھان سبھا اپنے ساتھیوں کے دلوں میں جاگزین ہیں:

۱۳۔ مہتہ دینا ناتھ جی دت لچھمن چوک ڈیرہ دون:۔ آپ کا بچپن جوانی اور بڑھاپا قومی سرگرمیوں کے لیئے وقف رہا۔ مہتہ صاحب مستقل مزاج اور اپنی آن پر مر مٹنے والے قومی سیوک ہیں۔ ایسے مشنری سپرٹ کے موہیالوں کے بل بوتہ پر ہی ہماری موہیالی صفحہ عالم پر فخر و ناز سے زندہ جاوید ہے:

۱۴۔ بخشی روشن لال جی چھبڑ آویبٹر وادنخان، ایکسائز انسپکٹر اٹاوہ (یوپی) :- آپ نے ۱۹۳۰ء میں پنڈ دادنخان میں موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن قائم کی۔ اور کئی سال تک لوکل نوجوانوں میں جاگ اور بیداری پیدا کرنے کا قابلِ قدر کام کیا۔ آپ "ینگ موہیال" رسالہ کے خاص قدر دانوں میں سے تھے لہذا سالہا سال تک اس کے مشن کی ترقی و توسیع کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے میں مستعد رہے۔ آپ ملنسار، ثابت قدم اور صداقت پسند قومی خیر خواہ ہیں:۔

۱۵۔ بخشی گوپال کرشن جی چھبڑ انسپکٹر محکمہ بریکی آو سنت نگر لاہور۔ ڈیرہ دون :- شری بخشی جی کی ذات کے متعلق نہایت فخر سے یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ آپ ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے اور بیگانوں کی ہر فرمائش کو پورا کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں سنت مہاتماؤں کی مسلسل سیوا غریب بھائیوں کی عملی سہائتا اور قومی تحریک و تنظیم میں مستعدی آپ کا قابلِ قدر شعار رہا ہے۔ آپ قومی سرگرمیوں میں راقم الحروف کے ساتھ مرنے مٹنے کے لئے ہمیشہ تیار رہے۔ آپ مجسمۂ محبت اور پلندۂ قربانی و ایثار ہیں۔ آپ قومی مساوات کے حامی اور ٹھوس خدمت کے عملی پرچارک ہیں آپ دل کے غنی اور طبیعت کے متواضع ہیں۔ آپ موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کے سرگرم ورکر تھے

۱۶۔ مہتہ منقراداس جی بھوال۔ ڈیرہ دون :- نوجوانوں کے اندر "قومیت" کا ایجیٹیشن کرنے والے مہتہ صاحب مدت مدید سے اپنی پس افتادہ قوم کو اوپر اٹھانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ آپ اپنی محنت و کوشش میں بہت حد تک کامیاب ہیں۔ پرماتما نے آپ کے دل میں قومی سوز و تڑپ کے ساتھ فراخی و فیاضی کا عنصر بھی بھر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب قومی افراد آپ کو جی جان سے چاہتے ہیں۔

۱۷۔ مہتہ لالہ رام جی موہن آو کنجاہ (گجرات) جمنا نگر (جگادھری) :- آپ کنجاہ میں کئی سال میونسپل کمیٹی کے سیکرٹری رہے۔ بھارت میں آ کر پنجاب سندھ کھشترمیں سیوادار رہے۔ آجکل لالہ جواہر لال جی بسلہ کی مشہور ٹمبر فرم (جمنا نگر) کے مینیجر ہیں۔ آپ نے ۱۹۲۳ء سے ۱۹۳۲ء تک رسالہ موہیال مترا اور "ینگ موہیال" کے ذریعے موہیال جاتی کی قابلِ قدر خدمت کی۔ رسالہ "ینگ موہیال" سے تو آپ کو خاص اُنس تھا :۔

۱۸۔ رائے صاحب مہتہ راج ہنس جی دت (آو ایبٹ آباد) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج۔ منڈی :- رائے صاحب موہیال سبھا ایبٹ آباد کے پریذیڈنٹ اور جنرل موہیال سبھا کے برگزیدہ ممبر تھے۔ آپ جنرل سبھا کی تحریکوں میں نمایاں حصہ لیتے رہے۔ کانفرنسوں میں شریک ہو کر قومی امور پر خوب بحث مباحثہ کرتے تھے۔ آپ نے کچھ ضروری مسالہ برائے اندراج موہیال ہسٹری بھیجنے کا وشواس دلایا۔ مگر افسوس راقم الحروف کو بالآخر مایوس ہونا پڑا۔

صوبیدار میجر و آنریری کیپٹن رائزادہ وزیر چند جی بالی سردار بہادر- او-بی-آئی R.I.A.S.C. (سپلائی اینڈ ٹرانسپورٹ)

آپ کا جنم ۲۰ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام میانی رشاہ پور ہوا- آپکے پتا رائزادہ فتح چند جی بالی اور دادا رائزادہ گنیشداس جی بالی تھے- میٹرک سیکنڈ ڈویژن میں پاس کرنے کے بعد آپ ۱۱ اگست ۱۹۱۴ء کو بطور کلرک اپنے پتا جی کے محکمہ میں ہی ملازم ہو گئے- آپکے پتا جی اگست ۱۹۱۵ء میں پہلی جنگ عظیم پر فرانس گئے تھے جنہیں ۱۹۱۶ء میں انڈیا بھیجنے کے وعدہ سے دھوکہ سے ملک عراق بھیجدیا گیا- اور وہ ۱۹۱۶ء میں ہندوستان واپس آئے- جو ۱۹۲۱ء میں دماغی تکلیف میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے بطور صوبیدار ۷۰/- روپیہ کی پنشن پر ریٹائر ہوئے ؛

رائزادہ وزیر چند جی بالی ۱۵-۸-۴۱ کو جمعدار ۱-۵-۴۳ کو رسالدار ۲۵-۲-۴۴ کو صوبیدار میجر ۵-۶-۴۵ کو آنریری لفٹنٹ اور ۲۶-۵-۴۶ کو آنریری کیپٹن ہوئے- نیز کئی بار مختلف یونٹوں میں بطور انڈین ایجوٹینٹ متعین ہوئے اور ۲۴-۵-۴۷ کو ریٹائر ہوئے- آپ نے ۱۹۱۶ء لغایت ۱۹۲۱ء میسوپوٹیمیا میں- ۱۹۳۵ء میں ہند آپریشنز میں ۱۹۳۶ء میں وزیرستان میں ۳۷-۱۹۳۶ء میں وزیرستان آپریشنز FF میں اور ۱۹۴۵ء میں دوسری جنگ عظیم میں شاندار خدمات انجام دیں- اور ہر جگہ وار میڈل اور کلاسپ حاصل کئے- مثلاً ۱ او-بی-آئی مع ٹائیٹل سردار بہادر ۲ برٹش جنرل سروس میڈل ۳ وکٹری میڈل ۴ عراق میڈل ۵ آئی جی-ایس میڈلز ۶ برما سٹار ۷ برٹش وار میڈل ۸ انڈین سروس میڈل وغیرہ وغیرہ

صوبیدار میجر رائزادہ نوبت رائے جی بالی R.I.A.S.C (ایم-ٹی)- ریٹائرڈ :- آپ کا وطن کریالہ تھا- آپ دوران سروس ہی تارک الدنیا تھے جب آپ چک لالہ (راولپنڈی) چھاؤنی میں انسٹرکٹر تھے- آپکا وہاں ایک روڈا باوا سادھو سے گہرا لگاؤ ہو گیا- ایک دن حسب معمول مہاتما کے پاس گئے اور وہیں ڈیرہ جما دیا- ایک ہفتہ کی غیر حاضری کے بعد ان کے قدردان انڈین آفیسرز انہیں ہزار منت سماجت سے واپس لائے سنٹر کے کمانڈنگ آفیسر ڈسپلنری ایکشن لینے پر بضد تھے- مگر انڈین افسران کی متحدہ سفارش اور رائزادہ صاحب کی اعلٰے کارکردگی اور دیانتداری کے زیر اثر انہیں معاف کر دیا گیا- پنشن لینے پر آپ بالکل آزاد ہو گئے- اور اپنی دھرم پتنی کے کالوش ہونے پر سنیاس لے لیا- اب آپ موضع دھرودھر (لدھیانہ) میں ایکانت جیون ذیبت کر رہے ہیں- اپنی پنشن کا کچھ حصہ غریبوں و محتاجوں میں تقسیم کر دیتے ہیں جب آپ جبلپور یونٹ کے ساتھ تھے آپ نے اپنی گرہ سے زر کثیر صرف کر کے وہاں ایک شاندار مندر بنوایا تھا- آپ کی سروس کا ریکارڈ نہایت شاندار رہا ہے- مگر آپ اپنی ناموری و شہرت کے

چوہدری بی-بی-ایل دت جی ہیڈ کلرک سول ایروڈروم-ناگپور۔- آپ نے ۱۹ فروری ۵۳ء کی رات کے ۲½ بجے دکن ایرویز کے ڈکوٹا جہاز کو جو مدراس سے دہلی جاتے ہوئے ناگپور ایروڈروم سے ½ میل دور گر کر جل گیا تھا سب سے پہلے دیکھا۔ اور وہاں پہنچکر سات آدمیوں کو اپنی جان پر کھیل کر زندہ بچا لیا۔ پٹرول کا ٹینک ٹھیک اُس وقت پھٹا جب آپ نے زخمیوں کو دور جا لٹایا۔ آپ کو اِس بہادری کے صلہ میں پریزیڈنٹ ڈاکٹر راجندر پرشاد جی نے دہلی میں ۱۵ اگست ۵۳ء کو تمغہ اشوک چکر عطا فرمایا۔ آپ چوہدری شمشیر ناتھ جی دت گورنمنٹ پنشنر دہلی کے سپوت ہیں۔ آپ کا وطن کنجاہ (گجرات) تھا۔:

بخشی ادم پرکاش جی وید تحصیلدار ہانسی :- آپ اپنے وطن نرکوال تحصیل گوجر خان کے پہلے انڈین آفیسر بھرتی ہوئے۔ آپ کو فوج میں بھرتی ہو کر اپنے باپ دادا کی ہسٹری دہرانے کا بے حد شوق تھا۔ آپکے پتا جی کے چچا صاحب تحصیلدار تھے۔ آپ ۱۹۴۶ء میں فوج سے واپس آنے پر آپ نائب تحصیلدار سیلیکٹ ہو گئے۔ اب اپنی حسن کارکردگی اور اعلیٰ لیاقت سے بطور تحصیلدار ہانسی میں کام کر رہے ہیں۔:

متفرقات

:- ضمیمہ خلاصہ گزٹ آف انڈیا دہلی مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۹ء

انڈین آرڈر آف میرٹ :- نمبر ۲۳۶۶۲ دفعدار چھجو لال نان کمشنڈ آفیسر (۹ آر ڈی ٹنزہارس)۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۱۹ء کو ایک چوکی پر جہاں دشمن کے ہوائی جہاز بچے ملبے رکھے تھے پہرے پر بندوق کے ساتھ تعینات کیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک بند موٹر کار جو کہ برٹش خیال کی جاتی تھی۔ وہاں سے ۴۰ گز کے فاصلہ پر آ کھڑی ہوئی۔ اور دشمن کے ۹ آدمی اُس میں سے نکل کر چوکی پر حملہ آور ہوئے۔ اچانک حملہ ہونے کی وجہ سے کچھ کھلبلی سی مچ گئی۔ لیکن دفعدار چھجو لال نے جو ذرا بھی نہ گھبرایا۔ دشمن پر گولی چلا دی جس سے ۲ مر گئے اور ایک زخمی ہوا۔ اُس نے پھر اس کی بندوق اور سنگین چھین لی۔ اور ۵ دشمنوں پر اکیلا ٹوٹ پڑا۔ اور جو اُس کے نزدیک دشمن تھا اُسے مار دیا۔ اُس کے بعد باقی حملہ آوروں میں سے تین افسروں نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا۔ اس جرأت آمیز کارنامہ کو انجام دینے والا مہتہ چھجو لال موہن۔ کریالہ ضلع جہلم پنجاب۔ انڈیا کا ہے۔:

چوہدری ہربنس لال جی دت منشی فاضل آریہ ہائی سکول لدھیانہ کی طرف سے نومبر ۱۹۴۷ء کے رسالہ ینگ موہیال لائٹ میں شائع ہوا تھا۔ "میری بہن کے گھر ڈاکہ پڑا تھا۔ بہنوئی تو جو غیر موہیال ہیں اور جو میں ادو دو سیر رہ کر اب پنشن پر ہیں چھپ گئے۔ مگر میری اکیلی بہن نے ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا۔ اُس کا ہاتھ کٹ

گیا۔ سر زخمی ہوا مگر کئی ماہ کی تکالیف کے بعد وہ بچ گئی۔ بوقتِ مقابلہ بہن نے اپنے مکّوں سے ڈاکوؤں کے دانت باہر نکال دیئے۔ جو کہ پولیس نے موقع پر آکر خود اُٹھا لئے۔ نیز اُس نے ایک ڈاکو کو پکڑ بھی لیا۔ برہمن سبھا نے بہن کو ایک میڈل دیا ہے۔"

مہتہ رُوپ لال دت (فرزند مہتہ ابناشی رام دت ریٹائرڈ ریلوے گارڈ آف بھیرہ) :- مہتہ رُوپ لال دت کا انتقال دسمبر ۱۹۴۲ء میں کس طرح ہوا۔ ذیل میں پڑھئے :- (منقول از بنگ موہیال جنوری ۱۹۴۳ء)

مرحوم ریلوے میں ساٹھ روپیہ ماہوار پر ملازم تھا۔ ۲۵ روپیہ ماہوار بڑھ ماتا پتا کو نہایت شردھا سے بھیرہ ۱۳ سال تک بھیجتا رہا۔ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں اُس نے اپنے بوجیہ ماتا پتا کو اپنے ہاں بچہ کی پیدائش سے چند روز پیشتر ٹرک جنکشن پر بُلا بھیجا۔ اُن کے وہاں پہنچنے سے چند روز بعد بردھ پتا سخت بیمار ہو گیا۔ بیٹا اپنے پتا کی تکلیف برداشت نہ کر سکا۔ اُس نے ہر چند پرماتما اور دیوی دیوتاؤں سے اپنے بزرگ کی جان بخشی کے لئے پرارتھنا کی۔ مگر اس کا کچھ اثر نہ ہُوا۔ اپنے پتا کی زندگی سے بالکل نا اُمید ہو کر اُس نے اپنا سر پتا کے سر کے ساتھ جوڑ دیا۔ اور پھر اسے پتا کے سر پر سے تین بار نثار کرتے ہوئے ذیل کی ہار دک پرارتھنا کی :- "پربھو! میں اپنی زندگی اپنے پتا کی زندگی پر قربان کرتا ہوں۔ انہیں تندرست کر۔ اور مجھے اس دنیا سے اُٹھا لے"۔ اس پرارتھنا کا فوری اثر ہوا۔ پتا جی تندرست ہو گئے۔ اور بیٹے نے اُن کی صحتیابی پر ایک سو روپیہ مستحقین کو دان دیا۔ جب سرون صفت پتر اپنے بردھ ماتا پتا کی بھیرہ چھوڑ کر واپس ٹرک پہنچا۔ تو دو تین روز کے بعد ملک الموت نے نمونیا کا زہر بجھا تیر مار کر اُسے ہلاک کر دیا۔ (نوٹ۔ مرحوم ریلوے کی ملازمت سے پہلے سکول ماسٹری بھی کی۔ ۳۵/- روپیہ تنخواہ میں سے ۲۵/- روپیہ ماہوار گھر والدین کو بھیجتا رہا۔ اور خود زمین پر سوتا اور رُوکھی سُوکھی خوراک پر قناعت کرتا رہا)۔

بخشی برج لال جی چھبّر (مرحوم) آف پنڈدادنخان :- مرحوم بخشی بھگوانداس جی چھبّر آف چھوٹا کوٹ پنڈدادنخان کے سپُتر تھے۔ آپ محکمہ ریلوے میں بطور سگنیلر بھرتی ہوئے۔ اور ترقی کرتے کرتے سٹیشن ماسٹر ہو گئے۔ آپ کٹّر موہیال تھے۔ اور موہیالی دائرہ سے واقفیت رکھنے کے لئے سب قومی رسالوں کے زندگی بھر باقاعدہ خریدار رہے۔ ریلوے سٹیشنوں پر آتے جاتے موہیالوں کی خدمت و تواضع کر کے گدگد ہو جاتے تھے۔ آپ کا عوام سے لین دین ہمیشہ صاف رہتا تھا۔ آپ کا مقولہ تھا۔ "جس کا حساب صاف نہیں اُس کا کیا اعتبار ہے؟" آپ کٹر توحید پرست اور غریبوں کے ہمدرد اور ایثار کے دوست تھے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں کھیم کرن سٹیشن پر آپ کو انٹر کلاس میں سے ۲ ہزار روپیہ کا ایک کیش بکس ملا۔ آپ نے اُسے ٹھیک حالت میں اپنے افسروں کی معرفت اصلی مالک تک پہنچا دیا۔

آپ راقم الحروف کے دھرم پتا تھے۔ ۱۹۲۶ء میں میری شادی کے دنوں میں مارشل لاء کے کارن ریل گاڑیوں کی آمد رفت بند ہو گئی۔ اور ہماری برات ریلوے سٹیشن وزیر آباد پر پہنچ کر رک گئی۔ ہم نے آپ کو بذریعہ ٹیلیگرام اطلاع دی۔ "گاڑیوں کے نہ چلنے کے باعث شاید برات ۶ مئی کی شام کو پنڈ دادنخان نہ پہنچ سکے۔ ..." تار کے ملنے پر برادری پنڈ دادنخان کے چند ایک موہیالوں نے آپ سے مل کر کہا۔ "بخشی صاحب! اگر آپ رضامند ہوں تو اسی لگن پر فلاں لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی کر دیجئے برات ابھی حاضر ہو جاتی ہے ...." غیرت کے پتلہ بخشی صاحب آگ بگولہ ہو کر اندر سے بندوق اٹھا لائے۔ اور بولے۔ "بولو! کون مجھے اپنے دھرم سے پتت کرنا چاہتا ہے؟ میں اپنی لڑکی کی شادی تو اسی لڑکے سے کروں گا جس سے عہد کر چکا ہوں۔ لڑکا یتیم ہے یا غریب، میرے نزدیک وہ بادشاہ ہے۔ اگر ضرورت پڑی۔ تو میں اپنی لڑکی کو گنجروڑ لے جا کر بھی شادی کر آؤں گا ....." برادری کان لپیٹ کر وہاں سے چل دی۔ اور بھگوان کی کرپا سے برات کو بھی وزیر آباد سے پنڈ دادنخان کے لئے گاڑی مل گئی ۔۔۔ وہ بر موقع وہاں پہنچ گئی۔ اور شادی بخوش اسلوبی انجام پائی۔ آپ نے کھیم کرن، میرکھانوالہ، ہری پور، رچوپنڈہ اور قادیان وغیرہ ریلوے سٹیشنوں پر بطور سٹیشن ماسٹر شاندار طریق سے کام کیا۔ اور قادیان سے باعزت ریٹائر ہو کر سنت نگر۔ لاہور میں اپنے خرید کردہ مکان میں رہائش اختیار کی۔ آخر فروری ۱۹۴۷ء میں وہیں پرلوک سدھار گئے :۔

مہتہ رام چندر جی دت شاستری جھوید لینگ آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا لاہور، پٹیل نگر۔ دہلی:۔

آپ آریہ سماج اور رشی دیانند کے سچے بھگت ہیں۔ آپ کا تن اور من زندگی بھر آریہ سماج کے سنہری سدھانتوں کے پرچار میں لگا رہا۔ آپ ویدوں کے وکتا اور دھارمک گرنتھوں کے پرسدھ ویاکھیاتا ہیں۔ آپ کی تقریر میں رس اور آواز میں موہیالی کڑک ہے۔ آپ مجمع کو کنٹرول کر کے جب اپنا ویاکھیان شروع کرتے۔ تو شروتا گن ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ آپ نے آریہ سماج اور رشی دیانند کے سدھانتوں پر کئی ایک پستکیں لکھیں۔ جنہیں پڑھ کر ناظرین آپ کی مسلمہ قابلیت کی داد دئیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آپ موہیال کانفرنسوں میں شریک ہو کر اپنے ویاکھیانوں دوارا "اچھن موہیائی" کا پرچار بھی کرتے رہتے ہیں۔ آپ عمر رسیدہ ہوتے ہوئے بھی نوجوانوں سے زیادہ کام کرتے ہیں۔ آپ کا جیون نہایت سادہ اور آپ کے وچار نہایت اونچے ہیں۔ آپ کی سنتان ہونہار اور برخوردار ہے۔ اور یہ آپ کے پوتر جیون کی برکت ہے :۔



Ch. Mul Raj Datta of Zaffarwal
Assistant Accounts Officer
Delhi.



Bakshi Salig Ram Vaid President G. M. Sabha, Delhi



Bakshi Om Prakash Vaid
Tehsildar, Hansi.

مہتہ سلوکل جی دت (شری سوامی نند جی مہاراج) آو ایمن آباد :- مہتہ جی آغاز جوانی ہی میں آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا لاہور کے پاس بطور اپدیشک کام کرنے لگے۔ آپ نے سبھا مذکور کی سرپرستی میں سالہا سال کام کر کے اپنے کام اور نام کو روشن کیا۔ آپ کی زندگی کا ہر روز اور ہر رات دیس یا پردیس میں آریہ سماج اور مہرشی دیانند کے مشن کی وسعت و ترقی کے لئے وقف رہا ہے۔ سارا دیش آپ کا گرہست ہے۔ اور رامی کے سدھار اور ادھار کے لئے آپ کا جیون نثار ہے۔ آپ اپنے لیکچروں میں کچھ ایسا غیر معمولی سماں باندھتے ہیں کہ حاضرین کی زبان بند اور حرکات ساکن ہو جاتی ہیں۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ ہزاروں انسان کان کھڑے کئے بتوں کی صورت میں بیٹھے ہیں۔ آپ کے ویاکھیان نجوشیلے اور پربھاوشالی ہوتے ہیں۔ کہ ان کے ایک ایک لفظ سے "موہیالی" ٹپکتی ہے۔ اب آپ سوامی سومانند جی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور ہمارے پوجیہ سنیاسی جی بھارت کی آریہ سماجوں میں "آتمنتو" اور "کھشاتر دھرم" کا پرچار کر رہے ہیں۔

مہتہ جگن ناتھ جی دت ویاکھیان بھوشن علاولپوری :- مہتہ صاحب سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا پنجاب کے پرانے ورکر ہیں۔ آپ کی تقریر مدلل اور موثر ہوتی ہے۔ آپ کی فطرت سے موہیالی جوہر ٹپکتا ہے۔ آپ جنرل موہیال سبھا امرتسر کے رسالہ "موہیال متر" میں موہیال جاتی کی بہتری و ترقی کے وسائل پر روشنی ڈالتے رہتے ہیں۔ آپ کی مبارک ذات کا ہر موہیال کو بجا طور پر فخر ہے۔ کہ اس سے سناتن دھرم کے ساتھ ساتھ "موہیالی" کو بھی فیض پہنچ رہا ہے۔

بخشی ساگر رام جی وید ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ چیف ایڈمنسٹریٹو آفیسر دفتر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب شملہ :- آپ بخشی رام داس جی وید (آو بھگووال ضلع سیالکوٹ) کے سپوت اور بخشی جوگدھیان جی بالی (آو لطیفال) لاہور کے متبنے ہیں۔ آپ پولیس کے محکمہ میں ۳۷ سال قابل فخر ملازمت کر کے ۱۹۵۲ء میں ریٹائر ہو گئے۔ آپ بڑے قوم پرور۔ نیک۔ ہر دلعزیز اور کٹر موہیال ہیں۔ آپ جنرل موہیال سبھا کے لائف ممبر اور اپنے نانا بخشی جوگدھیان بالی جی کی طرح اس کے ہیتیشی ہیں۔ حال ہی میں آپ سبھا مذکور کے پردھان چنے گئے ہیں۔ آپ جنرل سبھا امرتسر اور اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کو باہم شیر و شکر کرنے کی پہلی اور آخری تڑپ رکھتے ہیں۔ آج کل آپ ملکہ گنج۔ دہلی میں رہتے ہیں۔

چوہدری ہرچند داس جی دت ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس آو ظفروال رتاں :- ریٹائر ہونے کے بعد آپ ظفروال میں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ کی موت اپنے مملوکہ مکان واقع چوک نے لویدتہ (ستھاں) لاہور میں ہوئی۔ آپ

نے ایک موہیال کانفرنس کے صدارتی فرائض بھی باحسن انجام دیئے۔ آپ ہردلعزیز اور ہمدرد قوم تھے۔ آپ کے سپوت چوہدری ٹیک چند جی دت بطور سیکنڈ ماسٹر ڈی ای ہائی سکول آگرہ میں کام کر رہے ہیں۔ آپ نہایت شریف، ملنسار اور قومی امور میں دلچسپی رکھنے والے موہیال ہیں ؛:

چوہدری کدارناتھ جی دت کنجروڑوی :- آپ ڈاکٹر چوہدری گوردھن لعل جی دت پرنسپل کے بڑے بھائی ہیں۔ آپ بعہدہ اسسٹنٹ آرکیٹکٹ انجنیئر ان چیفس برانچ میں کام کرتے تھے۔ اب ریٹائر ہو کر دہلی چھاؤنی میں رہائش رکھتے ہیں۔ آپ نہایت متحمل مزاج اور ہردلعزیز بزرگ ہیں ؛:

چوہدری موتی راج جی دت ظفروالیہ :- چوہدری صاحب آجکل دفتر اکونٹنٹ جنرل فوڈ اینڈ سپلائی بیلینشن ایجنسی دہلی میں بحیثیت اسسٹنٹ اکونٹس آفیسر کام کر رہے ہیں۔ آپ چوہدری بالمکند جی دت کے سپوت اور چوہدری ہرچند داس جی دت ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے بھتیجے ہیں۔ آپ نے دو تین سال تک لاہور میں جنرل موہیال سبھا پنجاب کا بطور خزانچی شاندار آنریری کام کیا۔ نیز کئی سال تک موہیال سہائک سبھا اور ڈھولن سبھا ظفروالیہ (لاہور) میں سرگرم حصہ لیا۔ چوہدری صاحب کا ظاہر و باطن موہیالی اوصاف میں رنگا ہوا ہے ؛:

مہتہ چمن لعل جی موہن سپتر مہتہ گوربخش موہن صاحب سویلین گزیٹڈ آفیسر (C.G.O) C.O.D دہلی چھاؤنی میں سٹورز بری ز روڈیشن آفیسر کی حیثیت میں کام کر رہے ہیں۔ آپ ایم۔ ایس۔ سی (پاٹنی) ہیں۔ اور اپنے کام میں اتنے ماہر ہیں۔ کہ دوسرے افسروں کو بھی ٹریننگ دیتے ہیں۔ آپ بزرگ قوم مہتہ بالمکند جی موہن کے پوتے ہیں ؛:

مہتہ کانشی رام جی دت آوبھیرہ۔ کنکھل (ہردوار) :- آپ کٹر موہیال ہیں۔ جو سنجیدہ مزاج اور ظاہر و باطن یکساں رکھتے ہیں۔ آپ نے دوران جنگ عظیم فرانس، مارسیلز، مصر، بصرہ اور موصل وغیرہ مقامات میں قابل فخر کام کر آئے ہیں۔ آپکی اعلیٰ کارکردگی کے سرٹیفکیٹوں میں سے ذیل کا سرٹیفکیٹ قابل ملاحظہ ہے "گورنمنٹ انڈیا اور بصرہ ایسے آدمیوں کی قدر مند ہے۔۔۔۔" آپ نے ۱۰-۱-۱۱ء تک بطور کلرک گیریزن انجنیئر سول (ایم۔ ای۔ ایس) کوئٹہ میں کام کیا۔ وہاں سے کراچی تبدیل ہو کر آپ نے موہیال سبھا کراچی میں بطور پردھان چند سال خوب لگن سے کام کیا۔ آجکل کنکھل میں مقیم ہیں ؛:

کویراج مہتہ اوم پرکاش جی دت ویدو اچسپتی۔ ارجن نگر۔ جالندھر :- مہتہ صاحب کو جنم سے قومی و ملکی خدمت نیز نیشن بلڈنگ کا زبردست جذبہ نصیب ہوا ہے۔ آپ کی مشنری سپرٹ

آپ کی تنظیمی سرگرمیاں اور آپ کی پسندیدہ سیوائش موہیال جاتی کے لئے باعث صد فخر ہیں۔

چوہدری گوری شنکر صاحب دت سابق ایڈیٹر روزانہ ملاپ۔ دہلی :۔ آپ نے ۱۹۳۲ء میں روزانہ "ملاپ" لاہور میں بطور جائنٹ ایڈیٹر کام شروع کیا۔ اور چند سال کے بعد اپنی حسن کارکردگی، فرض شناسی اور اعلیٰ لیاقت سے آپ اس اخبار کے ایڈیٹر انچارج مقرر ہوئے۔ اور آخر جنوری ۱۹۵۹ء تک اپنی مردانہ ڈیوٹی کو باحسن انجام دیتے رہے۔ اب آپ یکصد روپیہ ماہوار پنشن لے کر ریٹائر ہو گئے ہیں۔ آپ مختلف اوقات پر "موہیال سہائک پترکا لاہور" "موہیال مترا" لاہور اور "موہیال سیوک" دہلی کے آنریری ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ آپ نے ۱۹۳۳ء میں ایک چھوٹی سی موہیال ہسٹری بھی تصنیف کی تھی۔ آپ ہنس مکھ، موہیال جاتی کے خیر خواہ اور عوام کے ہردلعزیز منشی ہیں۔ آپ کنجرو دتاں کے رہنے والے ہیں۔ اور آجکل اپنے رہائشی مکان راجندر نگر نئی دہلی میں رہائش رکھتے ہیں :

مہتہ جمنا داس صاحب اختر ایڈیٹر روزانہ "تیج"۔ دہلی :۔ مہتہ صاحب اعلیٰ قابلیت کے مالک ہونے کے علاوہ غریب و مزدور طبقہ کے خیر خواہ و ہمدرد لیڈر ہیں۔ گویا آپ پریس اور پلیٹ فارم دونوں کے ذریعے ایک مدت سے ٹھوس اور لافانی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا تخیل بلند اور کیریکٹر پاکیزہ ہونے کے کارن آپ پبلک میں بہت ہردلعزیز ہیں۔ آپ نثر اور نظم دونوں پر عبور رکھتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات پرکشش اور آپ کی تقاریر پُراثر ہیں :

کیپٹن راۓزادہ امرناتھ جی بالی سابق پردھان جنرل موہیال سبھا لاہور و موجودہ پردھان پراونشل سبھا دہلی نے ابتدائی زندگی بطور پروفیسر اکنامکس ڈی اے وی کالج لاہور شروع کی پھر پنجاب نیشنل بنک لمیٹڈ دہلی میں بطور اکنامک ایڈوائزر قابل فخر کام کیا۔ آپ نے انگلش موہیال ہسٹری کو گزشتہ سال پبلش کیا۔ آپ بنک سے متعلقہ ایک دو کتب بھی تصنیف کی ہوئی ہیں۔ آپ جنرل سبھا کا دفتر دہلی آنے کے حق میں نہیں ہیں۔

بخشی وشوناتھ جی چھبر ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر پوسٹل سروسز سابق وائس پریذیڈنٹ پراونشل موہیال سبھا دہلی اجنرل سبھا کے لائف ممبر ہیں۔ آپکے چہرہ، قد و قامت اور رفتار و گفتار سے "موہیالی" کا احساس ہوتا ہے :

شری کے۔ کے دتا پرنسپل ریڈیو انسٹی ٹیوٹ (جنرل سیکرٹری پراونشل سبھا دہلی و چیئرمین موہیال سبھا سبزی منڈی دہلی کشمیری گیٹ دہلی سے ہر سال کئی طلباء فیضیاب ہو کر اپنی زندگی کو کامیاب بنا رہے ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو کے کئی افسران کو آپ کا شاگرد ہونے کا فخر ہے۔ آپ ملنسار اور دوسروں کے کام آنے والے نوجوان ہیں۔

راۓزادہ امرناتھ جی بالی برادر خورد راۓزادہ دینا ناتھ جی بالی آو ڈنگہ (گجرات) فوٹوگرافی کی لائن میں خوب نام پا رہے ہیں۔

آپ کا دائرۂ واقفیت وسیع ہے - آپ اپنے پسر راجندر دیا کرشن جی بالی ڈپٹی کنٹرولر ریلوے ٹکٹ دہلی کے پاس رہتے ہیں ۔:
راجزادہ کلونت سنگھ جی بالی سابق خزانچی اکھل بھارتیہ سبھا دہلی صلح کل پالیسی کے حامی اور خاموش قومی سیوک ہیں - آپ کا بیشتر حصۂ زندگی قوم و وطن کی سیوا اور بہتری میں گزرتا ہے ۔:

چوہدری جگن ناتھ جی دت ممبر جنرل سبھا (آف آر - ایم - ایس) محکمہ پوسٹس و ٹیلیگراف میں ہیڈ سارٹر (سلیکشن گریڈ) ہیں - آپ ملنسار اور خوش خلق بزرگ ہیں ۔:

بخشی شیوناتھ جی دت محکمہ ایم - آر - ایس (پی اینڈ ٹی) میں ہیڈ سارٹر اور پی اینڈ ٹی کالونی متھرا روڈ - دہلی کے کمانڈنٹ آفیسر ہیں - آپ قومی سوز و تڑپ رکھنے والے بزرگ ہیں ۔:

ڈاکٹر بخشی لاجپت رائے جی دت آف بھیرہ غالباً ریاست جموں و کشمیر کے نان سٹیٹ سبجیکٹ میڈیکل آفیسر ہیں جنہوں نے ڈاکٹری سلیکشن میں وظیفہ حاصل کیا تھا - ہمارے مسلمہ سرجن و فزیشن نے کئی لا علاج مریضوں کو صحت و زندگی بخشی - آپ ریٹائر ہو کر لکھنؤ میں زندگی بسر کر رہے ہیں ۔:

بخشی ہری چند جی چھبر پسر مرحوم بخشی شنکر داس جی چھبر آف آدم کے (سیالکوٹ) موہیال سبھا گوردا سپور کے مرکزی ممبر ہیں محکمۂ ڈاکخانہ میں سپرنٹنڈنٹ و دیگر عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں - اور بطور پوسٹ ماسٹر ریٹائر ہو کر آجکل گورداسپور میں مقیم ہیں - آپ شری ڈی - این بخشی سیکرٹری پراونشل موہیال سبھا دہلی کے پتا ہیں ۔:

مہتہ رام لال جی دت آف سمبڑیال ڈسٹرکٹ مہتہ کرپا رام جی دت ہیڈ کلرک ڈیپارٹمنٹ میں انبالہ میں ملازم ہیں آپ قومی پریس و پلیٹ فارم میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں - اور رسالہ "ینگ موہیال" لاہور کے سچے پریمی تھے

شریمتی شانتا کماری چھبر دھرم پتنی شری ڈی - این چھبر و سپتری شری ڈاکٹر لاجپت رائے دت لکھنؤ دہلی قوم کی غریب اور مستحق ودھواؤں کی اُنتی کے لئے کوشاں رہتی ہیں - اور اسی سلسلہ میں قومی پریس میں لکھتی بھی رہتی ہیں ۔:

مہتہ منوہر لعل جی موہن آف وٹی ڈناں دہلی میں ریلوے میں ویمنس ایڈ انسپکٹر ہیں - آپ ہنس مکھ، خوش خلق اور ملنسار قومی خیر خواہ ہیں ۔:

شری مہتہ ایم - سی موہن صاحب کا لونائزر - کناٹ پلیس - دہلی :- آپ نے ابتدا میں سر گنگا رام ٹرسٹ لاہور میں ۴۰/- روپیہ ماہوار تنخواہ پر ملازمت شروع کی - ۶۰ کے بعد آپ نے مختلف لائنوں کے اعلیٰ امتحانات کی تیاری کے لئے پبلیکیشن کا سلسلہ جاری کیا جس سے سالہا سال تک ہزارہا امیدواروں نے بے حد فائدہ اٹھایا - ابھی آپ دہلی - ڈیرہ دون اور دیگر مقامات پر نئی آبادیوں کے لئے پلاٹ ہا کی خرید و فروخت میں مصروف ہیں - آپ نے اپنی غیر معمولی ذہانت اور شبانہ روز کی محنت سے اپنے کاروبار کو خوب وسعت و ترقی دی ہے - آپ جوانی سے ہی موہیال جاتی کی بہتری و بھلائی کے کاموں میں دلچسپی لے رہے ہیں ۔:

سکھ اور انگریزی عملداری کے فوجی اعزاز

ہماری موہیال برادری نے جہاں سکھ راج میں اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر اپنا نام پیدا کیا۔ وہاں انگریزی عملداری میں بھی اپنی آبادی کے تناسب سے زیادہ فوجی مہمات میں حصہ لیا پہلی جنگ عظیم اور اس سے کچھ پہلے جب کلاس کمپوزیشن پر سختی سے عملدرآمد ہونا شروع ہو گیا۔ تو موہیال نوجوانوں کے لئے صرف گائیڈ کیولری اور رسالہ نمبر ۱۲ میں بھرتی کی گنجائش رہ گئی۔ باقی رسالوں پلٹنوں توپخانوں میں موہیال بطور سکھ برہمن یا ڈوگرہ بھرتی ہوتے رہے۔ گائیڈز کا سکواڈرن بھی موہیالوں بھرتی نہ ملنے کے سبب اور کچھ باہمی ناچاقی کے کارن توڑ دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رائل انڈین آرمی سروس کور نے ایم۔ ٹی برانچ میں ہماری برادری کے ایک ڈیپوٹیشن کی کوشش سے ہمارے نوجوانوں کی بطور ایک کلاس بھرتی شروع ہو گئی۔ اس برانچ میں کثیر التعداد موہیال فوجی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بلکہ اب تو ہوائی اور سمندری فوج کی طرف آ کے کارن موہیال نوجوانوں کا شوق بڑھ رہا ہے اور ہمیں امید ہے کہ ان دونوں نئے محکموں میں ہم اپنی آبادی کے تناسب سے زیادہ نوجوان دیش سیوا کے لئے دے سکیں گے۔

سکھ راج اور کشمیر راج کے نامور فوجی موہیال

نمبر نام و ذات	سکونت	کیفیت	نمبر نام و ذات	سکونت	کیفیت
۱- بخشی گورنر اٹن دت	راولپنڈی	چھوٹی تھر والا	۱۰- بھائی وزیر سنگھ چھبر	کریالہ	کمانڈر سکھ آرمی
۲- دیوان جواہر مل دت	گھنیا	کمانڈر سکھ آرمی	۱۱- " گبیر سنگھ "	"	" " "
۳- " بھیم سین دت	"	" " "	۱۲- " راجہ سنگھ "	"	کاردار علاقہ بھنگر
۴- " ہیمراج دت	"	" جموں سٹیٹ ٹریژرر	۱۳- بخشی رادھا کشن "	"	ملکی رجنرل و کاردار گلگت چھمب
۵- سردار جہاں سنگھ بالی	میرپور	" سکھ آرمی	۱۴- دیوان اجیت رائے دت	گلتیا	فائینینشل منسٹر جموں
۶- بخشی ہری سنگھ چھبول	گگنیا	کاردار گورنر گلگت	۱۵- " جسونت رائے	"	A.D.C. مہاراجہ
۷- مہتہ کشن چند چھبر	پنڈ دادنخان	گورنر علاقہ راولپنڈی و اسکندر یہاں	۱۶- " گوکل چند "	"	انچارج ملٹری اسپتال
۸- بخشی امر سنگھ "	بھیرہ	کاردار گورنر تغل	۱۷- " حاکم رائے "	"	A.D.C. مہاراجہ جموں
۹- مہتہ ... سنگھ "	کالا	کاردار علاقہ ٹو پنجوال کا جاگیردار دریا اور جگ دولت	۱۸- " صفا چند "	"	آفیسر کمانڈنگ ...
			۱۹- بخشی موکراج چھبر	میرپور	کمانڈر نیل ملٹری فوج کشتواڑ جموں

نمبر - نام و ذات - سکونت - کیفیت

۲۰- راجزادہ رام رکھا بالی - پنڈ دادنخان - وزیر وزارت جموں - سٹریٹ
۲۱- مہتہ امرناتھ لو - جالندھر - سیکنڈ ان کمانڈ اکالی بٹالین (CAVALRY) ہیرا کالی گارڈ
۲۲- سردار کرم سنگھ دت - کنجروڑ - کمانڈنگ مہاراجہ رنجیت سنگھ باڈی گارڈ
۲۳- بخشی دیوی دتہ مل دت - جموں - میجر آرٹلری کشمیر نمبر ۴
۲۴- چوہدری سردھا رام دت - ویرم - رنجی گوپال انفنٹری
۲۵- بخشی پریم چند چھبر - میرا او - میجر بریگیڈ کشاو جموں نمبر ۱
۲۶- مہتہ رادھا کشن بھمبال - بھوجہ - سکھ کاردار و جاگیردار
۲۷- بخشی کاہن سنگھ دت - ملک پور - ״ ״
۲۸- مہتہ محکم چند چھبر - ڈلوال - ״ ״
۲۹- بخشی بھوانی سہائے ״ - میرپور - کاردار
۳۰- ״ رادھا کشن ״ - ״ - ״
۳۱- مہتہ رام دت - کوٹلہ - ״
۳۲- ״ دیوا سنگھ ״ - ״ - ״
۳۳- بخشی سبو رام بالی - میرپور - سکھ کاردار
۳۴- ״ دیوا سنگھ دت - کوٹری - ״ ״ خانپور
۳۵- راجزادہ انوپ سنگھ بالی - لطیفال } کاردار زاگورنمنٹ علاقہ شہزادہ دیکھو راج
۳۶- بخشی راج کپور چھبر - کوٹلہ }
۳۷- ״ کشن کپور ״ - اردھ خان }
۳۸- ״ گنیش داس ״ - ״ - ״ }
۳۹- ״ جواہر مل وید - ڈیرہ بخششیا - کاردار پشاور
۴۰- بھائی رتن سنگھ دت - لطیفال - اعلیٰ سکھ کاردار اور جاگیردار میال

۴۱- بخشی شام سنگھ دت - ملکی رنجی - مہاراجہ رنجیت سنگھ
۴۲- مہتہ میگھ راج دت - بھون - سپرنٹنڈنٹ سکھ آفس لاہور
۴۳- بخشی کشن چند چھبر - بھیرہ - کاردار جموں سٹیٹ
۴۴- ״ بھگوان داس ״ - ״ - ״ ״
۴۵- مہتہ دیوی دتہ مل دت - بھون - سپرنٹنڈنٹ سکھ آفس لاہور
۴۶- ״ ٹھاکر رام دت - جموں - صوبیدار ملٹری بریگیڈ کشادہ نمبر ۱
۴۷- ״ گوکل چند بھمبال - بھون } جمعدار سکھ آرمی
۴۸- ״ ماہن سنگھ وید - ״ }
۴۹- راجزادہ موہن شاہ کرتا رام بالی - لطیف - کاردار جنڈال
۵۰- لالہ لکھپت رائے بالی - پنڈ دادنخان } ذیلدارز
۵۱- ״ خوشوقت رائے ״ ״ }
۵۲- مہتہ اللہ جیند دت - دھریالہ - کاردار گورنمنٹ
۵۳- سردار گنڈا سنگھ چھبر - خورد } رسالدارز
۵۴- ״ مہر سنگھ ״ - ״ }
۵۵- مہتہ نواب رائے لو - کھاہر - کمانڈنگ سکھ آرمی
۵۶- ״ برھان سنگھ چھبر - دھریالہ - فوجدار کمانڈنگ
۵۷- بخشی اتر سنگھ رائے ״ - گجرات - پے ماسٹر سکھ فورسز
۵۸- سردار پریم سنگھ دت - کنجروڑ } کمانڈنٹ مہاراجہ رنجیت سنگھ باڈی گارڈ
۵۹- ״ گنجن سنگھ ״ - ״ }
۶۰- بخشی لچھمن داس چھبر - لاہور - کاردار شاہدرہ
۶۱- راجزادہ سردیال بالی - ״ - اسسٹنٹ کاردار - کانگڑہ

(منقول از ہسٹری آف دی موہیالز)

انگریزی عملداری کے موہیال فوجی سرداروں کی فہرست

[فہرست ہذا کے پہلے ۵۴ نام "ہسٹری آف دی موہیالز" سے اور باقی نام بخشی بھگت رام جی چھبر آنریری کیپٹن سردار بہادر او بی آئی بزبانی۔ رام گڑھ (لور) اور دیگر معزز اصحاب برادری سے لئے گئے ہیں۔]

نمبر شمار	نام و ذات	سکونت	نام رجمنٹ	آنریری رینک	آرڈر آف برٹش انڈیا	دیگر اعزاز	کیفیت
۱	سردار گنڈا سنگھ دت	ظفروال	۱۹- لانسرز	رسالدار میجر آنریری کیپٹن A.D.C تو دی کمانڈر انچیف انڈیا	فرسٹ کلاس	تھرڈ کلاس	
۲	دیوان ہری چند 〃	گگھیانہ	۱۹- لانسرز	رسالدار میجر			
۳	شری دھنپت رائے 〃	〃	〃 〃 〃	جمعدار			
۴	〃 دیوان چند 〃	〃	۱۱- 〃	رسالدار میجر	سیکنڈ 〃	سیکنڈ 〃	
۵	〃 رام رتن 〃	〃	〃 - 〃	رسالدار			
۶	〃 صفا چند 〃	〃	〃 - 〃	جمعدار			
۷	〃 حکم چند 〃	〃	〃 - 〃	〃			
۸	راجزادہ دہاوا سنگھ بالی	میرپور	〃 - 〃	〃			
۹	بخشی جہر سنگھ دت	ملک پور	۱۸- 〃	رسالدار			
۱۰	بھائی دولت سنگھ چھبر	کریالہ	〃 - 〃	〃			
۱۱	راجزادہ ہرنام سنگھ بالی	لطیفال	〃 - 〃	〃			
۱۲	بخشی بشن سنگھ دت	ملک پور	〃 - 〃	〃			
۱۳	〃 جواہر سنگھ 〃	〃	〃 - 〃	جمعدار	〃 〃	تھرڈ 〃	
۱۴	〃 کشن دیال 〃	گگھیانہ	۱۴- 〃	رسالدار			
۱۵	سردار حکم سنگھ 〃	〃	۱۹- 〃	رسالدار میجر آنریری کیپٹن A.D.C تو دی وائسرائے آنریری مجسٹریٹ	فرسٹ 〃	〃 〃	۸ مربعے اراضی سرگودھا شہر پر سرکاری عطیہ

نمبر شمار	نام و ذات	سکونت	نام رجمنٹ	آرمی رینک	آرڈر آف برٹش انڈیا	دیگر اعزاز	کیفیت
۱۶	سردار امیر سنگھ دت	گلیانہ	۱۶- لانسرز	رسالدار			
۱۷	بخشی عطر سنگھ "	ملکپور	۹- "	رسالدار میجر			
۱۸	" ہیمراج چھبر	مدیکالہ	۲- "	رسالدار			
۱۹	دیوان تریر چند دت	گھسیانہ	" - "	رسالدار میجر			
۲۰	رائزادہ ہردیال بخشی	لاہور	تھرڈ پی کیولری	" "	فرسٹ کلاس	تھرڈ کلاس	
۲۱	بھائی لال سنگھ چھبر	کریالہ	" " "	" -			
۲۲	مہتہ کشن سنگھ وید	"	گورکھا " "	جمعدار			
۲۳	سردار امر سنگھ دت	ویرم	۱۵- " "	رسالدار	-	سیکنڈ "	
۲۴	" بشن سنگھ "	"	" - " "	"			عطیہ ۱ مربع اراضی در ضلع لائلپور
۲۵	" جھنڈا " "	"	" - " "	جمعدار	-	تھرڈ "	
۲۶	" گنڈا " "	"	" - " "	رسالدار			
۲۷	" سوچیت سنگھ بھموال	سید کسراں	۳۰- دکن ہارس	"			
۲۸	بخشی پریم سنگھ وید	ڈیرہ بخشیاں	گائیڈز کیولری	رسالدار میجر	فرسٹ اینڈ سیکنڈ	سیکنڈ و تھرڈ	عطیہ ۲ مربع اراضی در ضلع لائلپور
۲۹	" تیرتھ رام "	" "	" "	آنریری کیپٹن	" " "	تھرڈ کلاس	عطیہ ۲ مربعہ اراضی در ضلع لائلپور
۳۰	" نہال چند "	...	" "	رسالدار			
۳۱	" بشنداس دت	میرپور	گائیڈز کیولری	"			۸۰۰ بیگھہ اراضی کا عطیہ در ضلع جھنگ
۳۲	رائزادہ ابناشی رام بالی	ڈومیلی	" "	رسالدار میجر آنریری کیپٹن			
۳۳	" جے سنگھ "	"	" انفنٹری	آنریری لیفٹیننٹ صوبیدار میجر	" فرسٹ	" "	عطیہ ۱۶ مربع اراضی ضلع لائلپور میں
۳۴	مہتہ رامداس چھبر	راولپنڈی	۲۴ پنجابیز	صوبیدار	" سیکنڈ	" "	اور ۲۴ مربع در سندھ حیدرآباد
۳۵	" گوردت سنگھ دت	ویرم دتاں	" - "	"	-	" "	
۳۶	" ایشرداس لو	بھون	۱۱۲- انفنٹری	"			
۳۷	" گنپت سنگھ دت	ملکھانوالہ	...	جمعدار			
۳۸	بھائی چترسنگھ چھبر	کریالہ	گائیڈز کیولری	"			

نمبر شمار	نام و ذات	سکونت	نام رجمنٹ	آرمی رینک	آرڈر آف برٹش انڈیا	دیگر اعزاز	کیفیت
۳۹	راجزادہ ہرچند بالی	سرساوا	جموں کشمیر سٹیٹ	بریگیڈ میجر			امپیریل سروس ٹروپس
۴۰	مہتہ دھرم چند موہن	کریالہ	جے پور "	جمعدار			" " "
۴۱	" نانک " دت	"	۴۵ سمیل کورپس	رسالدار			سپلائی اینڈ ٹرانسپورٹ کورپس
۴۲	" شیو رام چھبر	"	" " "	"			" " " "
۴۳	راجزادہ دھیرن بالی	جبیر پورہ	۵۰ " " سرگودھا	"			" " " "
۴۴	" دُنی چند وید	....	....	صوبیدار			" " " "
۴۵	بخشی رامداس چھبر	راولپنڈی	۲/۴ انفنٹری	"			" " " "
۴۶	مہتہ دلبیر چند موہن	دھیروال		رسالدار میجر			اگر اس فارم میں تھے
۴۷	" کاہن سنگھ دت	لطیفال	۲/۴ پنجابیز	صوبیدار "			۲ مربع سرگودھا میں
۴۸	راجزادہ زورآور سنگھ بالی	"	ملٹری گراس فارم مردان	رسالدار میجر			
۴۹	بخشی گنگا مل چھبر	مدیکالہ	۲-لانسرز	رسالدار			
۵۰	راجزادہ دھنپت رائے بالی	ڈومیلی	گائیڈ کیولری	جمعدار			
۵۱	بخشی فتح چند چھبر	کریالہ	-	رسالدار			
	۱۹۲۵ء کے بعد فوجی اعزاز حاصل کرنیوالے موہیال						
۵۲	راجزادہ پرتھوی راج بالی	پانی پت		کپتان	A.M.C	M.C	
۵۳	" وزیر چند بالی	آگرہ	R.I.A.S.C	آنریری کپتان صوبیدار میجر سردار بہادر	فرسٹ کلاس	-	
۵۴	بخشی منگت رام چھبر	بنالی-الور	"	صوبیدار میجر سرفراز بہادر آنریری کپتان	"	"	
۵۵	شری ڈپٹی لال دت	..	I.E.M.E	سردار بہادر	"	"	
۵۶	" گوردھن لال موہن		I.A.C.C	صوبیدار	"	"	M.B.E
۵۷	" بودھراج بالی			صوبیدار میجر سردار بہادر	"	"	
۵۸	" کانشی رام چھبر	ساڈھورا (انبالہ)	I.A.M.C (S.M.S)	لفٹیننٹ صوبیدار میجر	-	-	

نمبر شمار	نام و ذات و رینک	سکونت	نام رجمنٹ	آرڈر آف برٹش انڈیا	دیگر اعزاز	کیفیت
۵۹	صوبیدار میجر اچھا سنگھ دت بہادر	کرنال	R.I.A.S.C	سیکنڈ کلاس	-	
۶۰	" ہیم شنکر بہادر ہموال		R.I.A.S.C	" "	-	
۶۱	آنریری لیفٹیننٹ و صوبیدار میجر رام لعل بہادر وید	کیمبلپور	R.I.A.S.C	" "	-	اب میرٹھ میں ہیں
۶۲	صوبیدار شیو رام بہادر دت	میرٹھ	R.I.A.S.C	" "	-	
۶۳	" بھوج لال " "		I.A.M.C	" "	-	
۶۴	" میجر بودھ راج دت	پانی پت	R.I.A.S.C			
۶۵	" " ہری چند بالی		R.I.A.S.C (M.T)			
۶۶	" " برکت رام	انبالہ	R.I.A.S.C (SY)			
۶۷	" " گیان سنگھ دت	امرتسر	R.I.A.S.C			
۶۸	" " بشمبر ناتھ "	-	-			RE-EMPLOYED
۶۹	" " دید پرکاش "	-	-			"
۷۰	" " دینا ناتھ موہن	-	-			
۷۱	لیفٹیننٹ لکھمی داس دت	انبالہ				
۷۲	رسالدار پرتھمی چند "	ہوشیارپور				
۷۳	صوبیدار میجر مدن گوپال چھبر	بمبئی	R.I.A.S.C			ملایا کی فتح کے بعد I.N.A میں شامل ہوئے
۷۴	" دلیپ چند دت	دہلی	R.I.A.S.C			" " "
۷۵	ہیڈ کلرک بی. ای. این دت		سول ایوی ایشن ٹرپ ناگپور	-	اشوک چکر کلاس سوم	
۷۶	صوبیدار میجر رام لال "		R.I.A.S.C (M.T)			اب ریٹائر ہو کر مددگار کمشنر ہیں
۷۷	" " ترلوک سنگھ "		R.I.A.S.C (M.T)			
۷۸	" بھیم سین چھبر	دہلی	C.M.P یونٹ			اب شارٹ سروس کمیشن پر بعہدہ کپتانی تعینات ہیں
	میرٹھ کے کمیشنڈ اینڈ نان کمیشنڈ آفیسرز کی فہرست بذریعہ جتھہ لیکھراج بھجوائی					
۷۹	کرنل ایم. سی. وید	کریالہ				پریذیڈنٹ سیلیکشن بورڈ
۸۰	لیفٹیننٹ کرنل کدار ناتھ دت	"	A.S.C			

نمبر	نام و دیگر کوائف	نمبر	نام و دیگر کوائف
۸۱	میجر آر سی دت - بھون - ملٹری فورسز	۹۲	لیفٹیننٹ ایس پی جہتہ (چھبڑ) - راولپنڈی ....
۸۲	" شمبھو ناتھ چھبڑ - پنڈدادنخان A.S.C	۹۳	" کبشو رام بالی - " A.E.C
۸۳	" کیدار ناتھ دت - کلیانہ "		—— فہرست جونیئر کمشنڈ آفیسر بیڑھ ——
۸۴	کیپٹن بی این چھبڑ - گجرات A.M.C	۹۴	صوبیدار میجر بودھ راج دت - بھیرہ A.S.C
۸۵	" بی این دت - کھاریاں E.M.E	۹۵	رسالدار شمشیر سنگھ بریپ دت - راولپنڈی - ملٹری فورسز
۸۶	" ٹی این دت - کنجوڑ A.S.C	۹۶	صوبیدار شیو رام چھبڑ - جہلم A.S.C. (S.D)
۸۷	" ایس سی بخشی (لو) - کلیانہ A.E.C	۹۷	" جے کے بالی - ایبٹ آباد - A.E.C
۸۸	" اگر سین موہن جی شاہ دلاور (S.D) A.S.C	۹۸	" اوپی دتا ... ...
۸۹	" ٹیک چند لو - کلیانہ A.S.C.	۹۹	جمعدار مدن لال چھبڑ - بھون A.S.C. (S.D)
۹۰	" دھن راج چھبڑ - کریال -	۱۰۰	" ایس پی بالی - راولپنڈی - E.M.E
۹۱	" آئی ڈی بخشی " - میرپور - R.V.F.C	۱۰۱	" سوم ناتھ دت - " A.S.C.

—— فہرست موصول شدہ از شری کیپٹن جہتہ اننت رام صاحب لو ڈیرہ دون ——

نام			کیفیت
۱- کیپٹن اننت رام جہتہ بہادر دوالمیال سپتر جہتہ دلیسراج لو حال ڈیرہ دون	A.S.C	O.B.I CLASS II	۱۹۴۱ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے چھ عدد میڈل رکھتے ہیں
۲- کیپٹن نرائن داس جہتہ دوالمیال سپتر جہتہ دلیسراج لو	I.M.S	وفات پا چکے ہیں	گیارہ سال فوج میں کام کرکے بطور سول سرجن ریٹائر ہوئے
۳- کیپٹن چکردھاری جہتہ " سپتر جہتہ دلیسراج لو (دہلی)	A.M.C	LATE	چھ سال فوج میں کام کرکے بطور اسسٹنٹ سرجن ریٹائر ہوئے
۴- میجر لکشمی نرائن جہتہ (لو) دوالمیال سپتر کیپٹن آسا رام " (لو) (ڈیرہ دون)	A.O.C		سروس کر رہے ہیں۔
۵- کیپٹن مدھو موہن بالی پنڈدادنخان سپتر راجزادہ شارکاداس (ڈیرہ دون)	آرٹلری		" " " "

فہرست منجانب مہتہ بال مکند جی موہن - اِیشوری بھون - ناہن

۱- آنریری کیپٹن رسالدار میجر چوہدری شاماداس دت سردار بہادر او بی آئی - ایم - بی ای R.V.F.C آو لاہور ہیڈ صدر

۲- بخشی شمبھو ناتھ چھبر میجر R.I.A.S.C آو میانی - ڈیرہ دون -

۳- مہتہ گوبند بال موہن لفٹیننٹ R.I.A.V.C آو لاہور - انبالہ چھاؤنی

۴- میجر راٹزادہ بالمکند بالی آو راولپنڈی ناردرن کمانڈ I.A.C.C حال سپرنٹنڈنٹ POOR HOUSE دہلی

فہرست منجانب راٹزادہ منشی رام جی وید فتحپوریہ - سرائے روہیلہ دہلی

۱- صوبیدار میجر مہتہ ترلوک ناتھ موہن E.M.E

۲- " " راٹزادہ منشی رام وید A.O.C RE-EMPLOYED

۳- " " بھائی رام سرنداس چھبر A.O.C

۴- صوبیدار میجر راٹزادہ موتی رام بالی A.O.C

۵- " " مہتہ پی سی دتا A.O.C

۶- جمعدار راٹزادہ ہربنس لال وید A.O.C

چند کمشنڈ آفیسرز کی فہرست (منقول از دی ہسٹری آف دی موہیالز)

۱ میجر جنرل کلونت سنگھ دت آف ظفروال تاں ۲ کرنل مہابیر چند مہتہ ۳ کرنل مہابیر بخشی ۴
لفٹیننٹ کرنل پرکاش چند موہن ۵ لفٹیننٹ کرنل کدار ناتھ دت ۶ میجر رمیش چند دت ۷ میجر ہریش چند
۸ کیپٹن جیون منشی چھبر ۹ کیپٹن بخشی امرت سنگھ ۱۰ کیپٹن سکھراج بالی ۱۱ کیپٹن گوبند دت لو ۱۲
کیپٹن درگا ناتھ دت ۱۳ " ہوشیار سنگھ ۱۴ کیپٹن اوم پرکاش ۱۵ کیپٹن مہتہ لوین چند دت ۱۶
" گوردھن لال بالی ۱۷ میجر رام سروپ دت ۱۸ " برہم دتا ۱۹ " بیراندر سنگھ مہتہ ۲۰
" بخشی زورآور چند ۲۱ کیپٹن مدن موہن وید ۲۲ " شنکر راج مہتہ ۲۳ " پردمن سنگھ دت ۲۴
" رگھبیر چند دتا ۲۵ " کدار ناتھ بالی ۲۶ " راٹزادہ رام گوپال بالی ۲۷ " شری پتی دتا ۲۸
" اوم پرکاش دتا ۲۹ " رامیش چندر دتا ۳۰ " وشوامتر بالی ۳۱ " بخشی سورج پرکاش ۳۲
" نرائن داس بالی ۳۳ " بخشی اوم پرکاش چھبر ۳۴ لفٹیننٹ برج موہن لال بالی ۳۵ لفٹیننٹ اوم پرکاش بخشی ۳۶
لفٹیننٹ راجکمار دت ۳۷ لفٹیننٹ نریندر موہن ۳۸ " آنند موہن سنہا ۳۹ " برہم سروپ بالی ۴۰
مہیندر لال بخشی ۴۱ " وید پرکاش بخشی ۴۲ " ترلوک ناتھ بالی ۴۳ " کیشو چند دتا ۴۴
کیپٹن رگھبیر چند دتا ::

محکمہ پولیس کے چند گزیٹڈ آفیسرز کی فہرست (از ہسٹری آف دی موہیالز)

۱- بخشی بدری ناتھ چھبر اسسٹنٹ ڈائرکٹر سنٹرل INTELLIGENCE افسر ۲- مہتہ دیوان چند سپرنٹنڈنٹ

اور پولیس حصار ۳ مہتہ چھبیل داس سپرنٹنڈنٹ پولیس امرتسر ۴ چوہدری سیتا رام دت سپرنٹنڈنٹ پولیس سٹی کوتوالی چاندنی چوک دہلی ۵ رائزادہ جی سی بالی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اجمیر ۶ بخشی بیجناتھ دت ڈی ایس پی شملہ ۷ بخشی وشو متر ڈی ایس پی دہلی سی آئی ڈی ۸ مہتہ اوتار چند نت ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ پولیس مدھیہ بھارت ۹ بخشی دینا ناتھ چھبر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ۱۰ بخشی سالگرام وید رجسٹرار آفس آو دی انسپکٹر جنرل آو پولیس پنجاب ۱۱ بخشی چتر سنگھ سپرنٹنڈنٹ آفس آو دی ڈی آئی جی پولیس پنجاب ۱۲ مہتہ سوہن سنگھ ڈی ایس پی دہلی ۱۳ سردار کرتار سنگھ موہن ڈی ایس پی دہلی ۱۴ بخشی جید یو ناتھ دت چیف انسٹرکٹر پولیس ٹریننگ سکول فورٹ پھلور

—— سول ایڈمنسٹریشن میں اعلیٰ پوزیشن رکھنے والے چند موہیالوں کی فہرست از ہسٹری آو دی موہیالز ——

۱ شری دھن راج دت سیکرٹری پبلک سروس کمیشن پنجاب شملہ ۲ رائزادہ جیوتی سروپ بالی آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر رانچی ۳ شری ایس کے چھبر آئی اے ایس ڈپٹی کمشنر امرتسر ۴ چوہدری نوراج اسسٹنٹ اکونٹس آفیسر فوڈ ری ہیبلیٹیشن اینڈ سپلائیز گورنمنٹ آو انڈیا ۱۷ اکبر روڈ نئی دہلی ۵ شری بشمبر ناتھ چھبر ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائرکٹر پوسٹل سروسز آئی اے ایف پالم دہلی کینٹ ۶ شری ایم آر وید بی اے ایل ایل بی پی سی ایس مجسٹریٹ فرسٹ کلاس دہلی ۷ چوہدری کاہن سنگھ دت ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ ۸ رائزادہ پران ناتھ بالی سپتر رائزادہ محکم چند بالی بمبئی ۹ بخشی چونی لال چھبر ڈپٹی کلکٹر نہر ۱۰ رائے صاحب بشمبر ناتھ دت ریٹائرڈ انڈر گورنمنٹ آو انڈیا ڈیفنس ۱۱ لیفٹیننٹ کرنل ٹی آر ایچ بالی سول سرجن جالندھر ۱۲ شری جگموہن سنگھ وید اسسٹنٹ کمشنر سیلز ٹیکس میرٹھ ڈویژن غازی پور بنارس ۱۳ مہتہ موتی لال دت اسسٹنٹ اکونٹس آفیسر ڈیفنس اکونٹس ۱۴ رائے صاحب جے آر وید ریٹائرڈ ڈپٹی اے ٹو ریزیڈنٹ حیدرآباد ۱۵ ڈاکٹر این۔ این چھبر (FOREIGN QUALIFIED) ۱۶ ڈاکٹر وید پرکاش دت M.B., PMS II میڈیکل آفیسر اوپیم فیکٹری غازی پور ۱۷ ڈاکٹر کے ایل رینا میڈیکل آفیسر انچارج ڈسٹرکٹ ہسپتال رام پور ۱۸ شری ایل کے موہن انکم ٹیکس آفیسر اعظم گڑھ ۱۹ شری ستگور پرشاد وید سپرنٹنڈنٹ لینڈ ریفارمز آفس لکھنؤ ۲۰ شری جے سی دت اسسٹنٹ انجینئر ۱۱ سب ڈویژن ہائیڈل ۲۱ ڈاکٹر جی سی دت ایم بی بی ایس ڈی پی ایچ ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر آو ہیلتھ فیض آباد ۲۲ شری ڈی بی دت آئی اے ایس جائنٹ مجسٹریٹ شاہجہان پور ۲۳ شری بی این دت ڈسٹرکٹ انجینئر پی ڈبلیو ڈی (بی اینڈ آر) الہ آباد ۲۴ ڈاکٹر ڈی کماری دت بالی

ایل۔ آر۔ سی۔ پی، ایم۔ آر۔ سی۔ ایس، ڈی۔ ایم۔ آر۔ ای، ایس ج ایم۔ او ٹو ایم۔ ایس ڈپٹی ڈائرکٹر آف
میڈیکل اینڈ ہیلتھ سروسز (WOMEN) لکھنؤ ۲۵ شری ایم۔ ایس دتا انکم ٹیکس آفیسر
ڈسٹرکٹ III (11) کانپور ۲۶ شری آر۔ این موہن ویٹرینری انویسٹی گیشن آفیسر یو۔ پی متھرا ۲۷
شری ایس۔ این موہن ڈپٹی اسسٹنٹ ڈائرکٹر سٹوڈ فارمز یو۔ پی ۲۸ شری کے۔ سی پالی چیف
سٹوڈ انسپکٹر فیض آباد ۲۹ دیوان سانگرام دت چیف سپرنٹنڈنٹ فارسیٹ ڈیپارٹمنٹ شملہ
۳۰ بخشی مہاراج چھبر ریٹائرڈ پبلک پراسیکیوٹر شملہ ۳۱ ڈاکٹر بخشی بلدیو سنگھ آف امرتسر بنگلور ۳۲
ڈاکٹر تریلوک ناتھ دت غازی پور ۳۳ راۓزادہ ہربنس لال بالی کلیم آفیسر دہلی ۳۴ شری کرشن دیو بالی اسسٹنٹ
ایگزیکٹو انجنیئر سونے نگر دہلی ۳۵ شری ایچ۔ ایل مہتہ ایم۔ اے۔ بی ٹی گورنمنٹ کالج دھرم سالہ ۳۶ ڈاکٹر
کے۔ این دت اسسٹنٹ سرجن انچارج ہسپتال کرنال ۳۷ مہتہ میگھراج دت سپرنٹنڈنٹ آفس آف دی ڈی اکاؤنٹس
ملٹری فنڈز اکاؤنٹس اینڈ مونیٹس کرکی پونا ۳۸ مہتہ مہاراج دت بی۔ اے سول ایڈمنسٹریٹو آفیسر ایم۔ ای
ایس کشمیر فرنٹ معرفت اے پی او نیو دہلی ۳۹ بخشی نیتر پرکاش وید انجنیئر ری ہیبیلیٹیشن گرینڈ ہوٹل دہلی ۴۰
دیوالو پرتھوی چند دت ریٹائرڈ ڈپٹی اسسٹنٹ مرغیع شیو پور سلکھنی (انبالہ) ۴۱ چوہدری کیدار ناتھ دت
ریٹائرڈ انکم ٹیکس آفیسر دہلی ۴۲ مہتہ امرناتھ ایگریکلچرل اسسٹنٹ ۴۳ مہتہ شمشیر ناتھ وید ایگریکلچرل اسسٹنٹ
موضع راۓ کوری (انبالہ) ۴۴ شری جگدیش نراتن سنہا پریزیڈنٹ امپروومنٹ ٹرسٹ آگرہ ۴۵ مہر راۓ بہادر
بخشی داس دت او۔ بی۔ ای۔ بلدیو نگر (انبالہ) ۴۶ مہتہ رندھیر سنگھ دت بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ پیپسو گورنمنٹ
پٹیالہ ۴۷ شری بی ڈی بخشی ریٹائرڈ اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر جنرل ایسٹ پنجاب۔ گوبند پوری مودی نگر ۴۸
راۓزادہ پرکاش چند بالی تحصیلدار ڈبوال ۴۹ بخشی روشن چند چھبر ڈویژنل فارسٹ آفیسر دھرم سالہ کانگڑہ
۵۰ بخشی دیوکی نندن وید اسسٹنٹ لیگل ریممبرنس پنجاب گورنمنٹ شملہ ۵۱ شری آر۔ سی موہن انجنیئر انچارج پبلک
سرویئر کلاس I۔ گورنمنٹ آف انڈیا (اب انگلینڈ میں) ۵۲ ڈاکٹر رام لال موہن اے۔ ایم۔ جی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس
آگرہ چھاؤنی ۵۳ مہتہ وتی رام چھبوال سپرنٹنڈنٹ سالٹ ڈیپارٹمنٹ سانبھر لیک راجستھان ۵۴ مہتہ موہن
لال چھبوال ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سالٹ ڈیپارٹمنٹ سانبھر لیک ۵۵ مہتہ کرپا رام چھبوال ریٹائرڈ انسپکٹر سالٹ
اینڈ سنٹرل ایکسائز برانچ (انبالہ) ۵۶ مہتہ دینا ناتھ دت ریٹائرڈ انسپکٹر پنجاب ایکسائز برانچ ۵۷ ڈاکٹر پرتھوی چند
موہن، اولڈ فورٹ لکھنؤ ۵۸ چوہدری رنجیت داس دت سیشن مجسٹریٹ فرسٹ کلاس ڈسٹرکٹ غازی پور ۵۹ مہتہ
راۓ بہادر ایم۔ ایس دت ریٹائرڈ جوڈیشل ممبر ریاستی سٹیٹ (گجرانوالہ) ۶۰ راۓزادہ پرانندر بالی آف

--- سول ایڈمنسٹریشن آف انڈیا میں اعلےٰ پوزیشن رکھنے والے چند موہیالوں کی فہرست ---

۱۔ سردار کرتار سنگھ بالی۔ میرپور۔ فارن سیکرٹری ٹو مہاراجہ جموں و کشمیر ۲۔ سردار سنت سنگھ دت
ظفروال۔ اسسٹنٹ ریونیو آفیسر و پریزیڈنٹ، کاسمیہ سٹیٹ کونسل ۳۔ رائزادہ ٹھاکور رام بالی ملاپور
ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ۴۔ بخشی گھنیش داس وید۔ ساگری۔ اسسٹنٹ ریونیو آفیسر ۵۔ مہتہ حکم
چند چھبوال ۶۔ مہتہ بھاگ رام نور رائے بہادر سی۔ آئی۔ ای جالندھر۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر اینڈ ممبر کونسل جموں سٹیٹ ۷۔ رسٹے کنہیالال وید ۸۔ رائزادہ کشن سنگھ وید ۸۔
بخشی وودھاوا رام دت۔ کھڈ۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ۹۔ بخشی ہرنامداس دت۔ کیمبل پور ۱۰۔ شری
پنالال سنگھ وید بی اے۔ غازی پور۔ بنارس۔ ڈپٹی کلکٹر ۱۱۔ بخشی موتی راج چھبر جموں۔ گورنر
گلگت ۱۲۔ کرنیل بخشی رامداس چھبر۔ جموں ۱۳۔ بخشی فقیر چند وید۔ ساگری۔ وزیر وزارت (ڈپٹی کمشنر)
۱۴۔ رائزادہ رامانامل بالی۔ بنوں۔ سپرنٹنڈنٹ سول ایڈمنسٹریشن :۔

محکمہ تعلیم میں کام کرنے والے ممتاز موہیالوں کی فہرست :۔

۱۔ بخشی رام کشن چھبر (مرحوم) آف لاہور۔ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی ۲۔ بخشی ہری داس چھبر
(مرحوم) آف لاہور۔ اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز پنجاب ۳۔ چوہدری ہرچنداس دت (مرحوم)
آف ظفروال دتاں۔ اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز پنجاب ۴۔ ڈاکٹر جی۔ ایل دتا پرنسپل سینٹ سٹیفنز
کالج۔ دہلی ۵۔ شری پی۔ دین دت ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول مرزاپور (یو۔ پی) ۶۔ شری یادو
رائے بالی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ نارمل سکول رائے بریلی (یو۔ پی) ۷۔ بخشی منگل سین چھبر ریٹائرڈ
پرنسپل کانپور ۸۔ شری نانک راج وید پروفیسر آف فرینچ۔ ڈی اے۔ وی کالج امبالہ شہر ۹۔ شری
شیام نرائن دت ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جونپور ۱۰۔ چوہدری پران ناتھ دت ریٹائرڈ ڈپٹی
انسپکٹر آف سکولز۔ انبالہ ۱۱۔ رائزادہ رام نرائن بالی پروفیسر خالصہ کالج۔ امرتسر ۱۲۔
مہتہ گورچند وید ریٹائرڈ پرنسپل ہڈسن لائنز۔ دہلی ۱۳۔ مہتہ سیر رام چھبوال پرنسپل ایس۔ ایس
کالج۔ کھنہ (لدھیانہ) ۱۴۔ چوہدری دینا ناتھ دت پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول دہلی ۱۵۔ چوہدری
...... ٹیک چند دت ڈی اے سوی ہائی سکول آگرہ ۱۶۔ رائزادہ ہری چند بالی (پی۔ ای۔ ایس)
پرنسپل سر چھوٹو رام کالج۔ سونی پت (روہتک) ۱۷۔ بخشی سنسار چند چھبر ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ
انسپکٹر آف سکولز۔ جالندھر ۱۸۔ چوہدری دوارکا ناتھ دت آف گنجاہ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول سونی پت

چند کاروباری موہیال بھائیوں کی فہرست

۱۔ سردار شمشیر سنگھ وید منیجنگ ڈائرکٹر امرتسر شوگر ملز لمیٹڈ جی۔ٹی روڈ امرتسر ۲۔ مہتہ نریندر ناتھ موہن منیجنگ ڈائرکٹر ڈائرمیکن برادرز لمیٹڈ اور نیشنل بینڈ پیپر ملز لمیٹڈ۔ غازی آباد ۳۔ چوہدری دینا ناتھ دت پروپرائیٹر یونیورسل کمرشل کارپوریشن۔ دریا گنج۔ دہلی ۴۔ بخشی دینا ناتھ جی وید پروپرائیٹر ایلفا انڈسٹریز کارپوریشن۔ ۱۲ ڈبی سومن بلڈنگ۔ کینیڈی برج۔ بمبئی ۴ ۵۔ مہتہ رنبیر سنگھ موہن ایم۔ ایل۔ اے پروپرائیٹر مہتہ برادرز جنگ اینڈ آئل ملز لکھنؤ ۶۔ چوہدری بھولا ناتھ دت پروپرائیٹر نیشنل انجینئرنگ کمپنی بنارس و کانپور ۷۔ مہتہ چمن لال دت پروپرائیٹر چمن لال اینڈ کمپنی۔ کول اینڈ ہائیڈز اونرز کانپور ۸۔ دیوان ملکھ راج دت بمبئی ۹۔ مہتہ رام چند بالی پروپرائیٹر موٹر ورکشاپ دہلی ۱۰۔ چوہدری آگیا رام دت فوٹو گرافر و فوٹو آرٹسٹ۔ علی پور روڈ۔ بیرون کشمیری گیٹ۔ دہلی ۱۱۔ مہتہ دلیسراج موہن لکھنؤ ۱۲۔ چوہدری ہنسراج دت منیجر لکشمی جنگ فیکٹری۔ لکھنؤ ۱۳۔ رائزادہ سورن لعل بالی نیو دہلی ۱۴۔ بخشی ہردیو سنگھ وید۔ امرت بنک لمیٹڈ۔ امرتسر ۱۵۔ مہتہ دلبیر چند موہن۔ گنج سنگھ پورہ ۱۶۔ بخشی سمپورن سنگھ وید منیجر امرتسر آئل ملز ۱۷۔ ڈاکٹر مہتہ ہربنس لعل وید پروپرائیٹر زبان فائینس اجمیری گیٹ۔ دہلی ۱۸۔ سردار شام سنگھ وید منیجر امرتسر شوگر ملز لمیٹڈ۔ روہانہ کلاں (مظفر نگر) ۱۹۔ چوہدری برہم ناتھ دت کلاتھ مرچنٹ۔ امرتسر ۲۰۔ ڈاکٹر ایس۔ ایل۔ بالی۔ فتحپوری۔ دہلی ۲۱۔ شری چمن لعل مہتہ مہتہ انجینئرنگ کمپنی۔ کالپی روڈ۔ کانپور ۲۲۔ مہتہ صورت موہن پروپرائیٹر موہیال مکینیکل ورکشاپ روشن آرا روڈ۔ دہلی ۲۳۔ مہتہ سرداری مال دت بی۔ اے۔ دہلی پینٹ مارٹ۔ فتحپوری۔ دہلی ۲۴۔ شری ایم۔ ایل دت ایکس ایم۔ ایل۔ اے۔ کھنڈ (ہوشیار پور) ۲۵۔ چوہدری برکت رام دت کنٹریکٹر سیمنٹ روڈ۔ کرن پور۔ ڈیرہ دون ۲۶۔ رائزادہ درگا دت بالی گورنمنٹ کنٹریکٹر۔ جگت گنج۔ بنارس کینٹ ۲۷۔ چوہدری سوریہ نارائن دت آف انجینئرنگ اینڈ انڈسٹریل کارپوریشن لمیٹڈ نئی دہلی ۲۸۔ مہتہ سرداری لال موہن جنرل منیجنگ ڈائرکٹر " " " " " " " ۲۹۔ رائزادہ رام بالی آو کوٹ ذنی چند لاہور۔ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ۔ کرنال ۳۰۔ شری ایم۔ سی موہن کالونائزر موہن کو۔ کناٹ پلیس دہلی۔

چند ممتاز اڈوکیٹ:۔ ۱۔ چوہدری نہال سنگھ دت پبلک پراسیکیوٹر دھرمسالہ ۲۔ بخشی ملکھ راج چھبر ریٹائرڈ سرکاری وکیل شملہ ۳۔ رائزادہ شام سروپ بالی فیروز پور ۴۔ بھائی شیو نرائن چھبر کرنال ۵۔ بھائی ہربنس لعل چھبر انبالہ ۶۔ رائزادہ بودھراج وید دہلی ۷۔ مہتہ پورن چند بھو دہلی ۸۔ دیوان ہربنس لعل

چھپتے چھپتے:- کنجاہ ضلع گجرات کا "ٹھاکروں کا خاندان"

اِس خاندان کا رُوحانی عروج سِکھوں کے زمانہ میں شری ۱۰۸ ٹھاکر آد بھوانی کی ذاتِ مبارک سے شروع ہوا۔ آپ علمِ معرفت کے ماہر اور پُورن یوگی تھے۔ کنجاہ سے کچھ دُور ٹبیالہ گاؤں میں اب بھی ہر سال ہندو مسلمان اکٹھے ہو کر ان کی سمادھ پر شردھا کے پھول چڑھاتے اور دلی مرادیں پاتے ہیں۔ ٹھاکر آد بھوانی جی کے بعد ٹھاکر نند رائے، ٹھاکر لکشمی نارائن اور ٹھاکر رامجیداس جی یکے بعد دیگرے اُونچے درجہ کے رُوحانیت کے گورُو ہو چکے ہیں۔ ٹھاکر رامجیداس جی نے اپنی بزرگی اور علمِ حقیقی کے زور سے گورنمنٹ سے بہت سی جاگیریں اور معافیات حاصل کیں۔ آپکے ہاں صرف ۳ لڑکیاں تھیں جن میں سے ایک کی شادی دیوان خوشحال رائے بمرلوتا دیوان کشن کشور صاحب گورنر جموں سے ہوئی۔ دیوان خوشحال رائے کے فرزند ٹھاکر شیو دیال جی کے ۳ بیٹے تھے جن میں سے منجھلے چوہدری جگدیش چندر جی دت ۳۵ سال اعلیٰ سرکاری عہدوں پر کام کرنے کے بعد پنشن یاب ہو کر اجودھیا میں ہائش پذیر ہو گئے۔ جہاں ٹھیک ۲۲ برس تپ کر کے آپ نے تیاگ کا اُونچا درجہ حاصل کیا۔ آپ پُورن رام بھگت، اُدار چِت اور بیدار مغز دھرماتما تھے۔ ایسی اُونچی ہستیاں ہندجاتی میں کبھی کبھی ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ آپ ۸۵ برس کی آیو میں ۱۹۴۳ء میں اجودھیا میں سورگباش ہوئے۔

چوہدری جگدیش چندر جی دت کے چھ سپوت:- ۱؎ چوہدری وشو ایشور ناتھ جی دت رام بھگت اور بیدار مغز ہیں۔ جو ممتاز سرکاری عہدوں سے پنشن یاب ہو کر آج کل دہلی میں رہائش پذیر ہیں:۔

۲؎ چوہدری بدری ناتھ جی دت نیک سیرت اور ہر دلعزیز آتما محکمہ ریلوے میں ملازمت کرتے ۵۲ برس کی آیو میں سورگباش ہو گئے:۔ ۳؎ چوہدری پران ناتھ جی دت ایم اے (پی۔ ای۔ ایس) ان دنوں ریٹائر ہو کر موہیال بناسپتی ایسوسی ایشن انبالہ چھاؤنی کے پردھان کے فرائض تندہی سے بجا لا رہے ہیں۔ آپ خوش گلو ہر دلعزیز، رام بھگت اور مہاتمت پرد ہستی ہیں:۔ ۴؎ چوہدری کدار ناتھ جی دت ریٹائرڈ انکم ٹیکس آفیسر نے دہلی میں اکھل بھارتیہ سبھا کی ہر تحریک و سرگرمی میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اندرپوری میں موہیال نگر و موہیال آشرم کا مبارک کام آپ کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آپ پربھو بھگت اور موہیال جاتی کے سچے خیرخواہ ہیں:۔ ۵؎ چوہدری دینا ناتھ جی دت بی اے بی ٹی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں اعلیٰ عہدوں پر ممتاز رہے ہیں۔ آجکل سولن میں ہیڈ ماسٹر تعینات ہیں:۔ ۶؎ رائے صاحب چوہدری سیتا رام جی دت آجکل چاندنی گڑھ میں بطور اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس کام کر رہے ہیں۔

سورگباشی بخشی لچھمن داس چھبرؔ ولد بخشی رام دھن جی چھبر ساکن میرپور (جموں) (داماد ڈاکٹر ملک جولا
سہائے جی دت آف لاہور) فروری ۱۹۵۸ء میں ریڈفورڈ (انگلینڈ) میں سورگباش ہوئے۔ شملہ سے
پوسٹ ماسٹر کے عہدہ سے پنشن حاصل کر کے آپ نے انگلینڈ میں اپنے چھوٹے بھائی ڈاکٹر کے۔ ونٹ
(ڈاکٹر کلونت رائے چھبرؔ) کے پاس رہائش اختیار کی۔ بخشی صاحب دھارمک وچار رکھتے تھے۔ اور
مجسمؔ پریم کے پتلے تھے۔ آپ کی مرتیو پر ولایت کے اخبارات میں آپ کی زندگی کے حالات شائع
ہوئے تھے۔ آپ اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑ گئے ؞

ڈاکٹر کے ونٹ (یعنی ڈاکٹر بخشی کلونت رائے چھبرؔ) ولد بخشی رام دھن چھبرؔ آف میرپور (جموں) نے
امتحانِ ڈاکٹری ولایت سے پاس کر کے ریڈفورڈ (انگلینڈ) میں پریکٹس شروع کی۔ اور تقریباً ۴۰
سال تک بڑے نامور ڈاکٹر اور میونسپل کمشنر وغیرہ رہے۔ ہر الیکشن میں وہ کامیاب رہے۔ اپنی زندگی
میں آپ نے کئی لاکھ روپیہ انگلینڈ کے مختلف دھارمک ودیگر اداروں کو دان دیا۔ آپ گویا دان ویر
اور ہر دلعزیز ہستی تھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی بخشی جیشی رام چھبرؔ میرپور کے فسادات میں قتل کئے گئے۔
اب بخشی جیشی رام کے سپوت بخشی ہر بھگوان چھبرؔ نوٹنگھم میں بنام ارنسٹ ونٹ (ERNEST WANT)
ڈاکٹری پریکٹس کرتے ہیں۔ بخشی کلونت رائے کے بھی کوئی اولاد نہ تھی ؞

افریقہ کے چند نامور موہیالوں کا تذکرہ :۔ ۱۔ سرگباشی ڈاکٹر مدن موہن جی بالی سول سرجن نیروبی (آف
مانسہرہ) (برادر خورد رائے زادہ منوہر لعل صاحب بالی۔ کمپالہ) ایک کٹر موہیال تھے۔ موہیالی
اوصاف کے دلدادہ اور کھشتری بھاؤ کے شیدا تھے۔ بھارت میں اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کی سرگرمیوں
کی حوصلہ افزائی کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ آپ نے اپنی پتری کی سگائی بھارت میں مہتہ چندر داس جی دت
سیکرٹری موہیال سبھا سونی پت کے سپتر کے ساتھ کی۔ مگر افسوس آپ شادی اپنے ہاتھوں انجام نہ دے
سکے۔ اور $\frac{9}{5}$ ۵ کو اچانک پرلوک سدھار گئے ؞

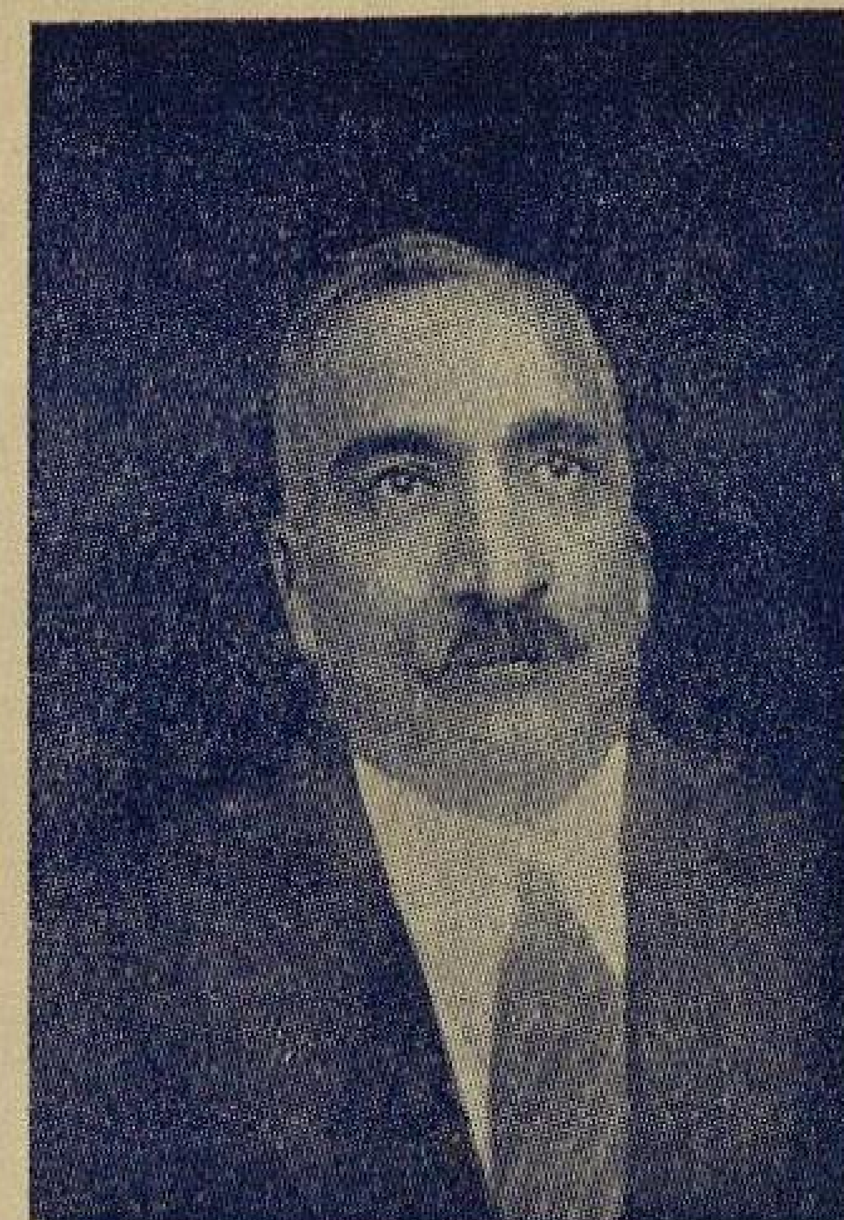
۲۔ شری مہتہ رام لبھایا جی چھبرؔ جہلمی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر نیروبی کٹر موہیال تھے۔ موہیالی پریس سے
آپ کو خاص انس تھا۔ اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کی تحریکوں کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے اور اس کے
فنڈات کو تقویت بہم پہنچانے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ آپ نمبر ۵۴ء کو ہارٹ فیل ہو جانے کی وجہ
سے سورگباش ہو گئے۔ آپ بخشی دینا ناتھ و ڈرگا ناتھ مہتمی نیروبی و مہتہ چندر داس جی دت سیکرٹری سبھا سونی
پت کے بہنوئی اور چوہدری دینا ناتھ جی دت جہلمی حال سونی پت کے سالے تھے۔ مرحوم کھشتری بھاؤ کے مجسمؔ تھے۔



Dr. B. Kulwant Rai
Chhibbar (Deceased)



Bakshi Brij Lal Chhibbar Retd.
Station Master (Deceased)
(See page 403)



Bakshi Bishan Das Chhibbar
of Mirpur (Deceased)

آپ کے سپتر مہتہ دیوراج جی چیئرمین ڈائرکٹر میسن اینڈ کمپنی، نیروبی بھی اپنے پتا کے سے موہیال اوصاف رکھتے ہیں:

مسز شری ڈاکٹر ایم۔ ایل صاحب بالی سکیپالہ (ایسٹ افریقہ): — ویسے تو موہیال جاتی میں ڈاکٹر ایم۔ ایل صاحب بالی کی طرح کئی مالدار ہستیاں ہیں جو اپنی سخاوت اور بھرا تری بھاؤ کے لیے مشہور رہیں مگر ڈاکٹر صاحب کے پاکیزہ سینہ میں غریب خاندانوں کو اوپر اُٹھانے کا جو پُر اثر جذبہ پایا جاتا ہے وہ فی الحقیقت دورِ حاضر میں اپنی نظیر آپ ہے۔ دیکھیے۔ اگست ۱۹۵۹ء میں آپ نے اپنی دھرم پتنی جی کو کمپالہ سے اپنی سپتری کے چھپا کے لیے کسی غریب محنتی اور نیک چلن ور کی تلاش میں بھارت روانہ کیا۔ دیوی جی دیگر کوششوں کے بعد اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کے دفتر میں شری مہتہ لیکھراج جی دت سے اس سلسلہ میں ملیں۔ مہتہ جی نے عزیز بخشی مدن گوپال دت سپتر بخشی سنت رام جی دت آف میرپور (جموں) کی غریبی ہونہاری اور خوش کرداری کا تذکرہ کیا۔ دیوی جی عزیز کو فوراً اپنے ہمراہ ایسٹ افریقہ لے گئیں اور وہاں جاکر جس شاہی ٹھاٹھ سے اس کی شادی کی اسے دیکھ کر اندرپوری کے دیوتاؤں نے بھی "مرحبا اور آفرین" کہا۔ ہمارا غریب نیک نوجوان ڈاکٹر صاحب کی شفقت اور دستگیری سے فرش سے عرش پر جا پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب کو اس شادی پر افریقہ اور دیگر ممالک سے بے شمار تہنیت نامے موصول ہوئے۔ آپ نے اس مبارک موقع پر ہزارہا روپیہ دان دیا جس میں سے -/۲۰۰ روپیہ اکھل بھارتیہ سبھا دہلی کو پراپت ہوا۔ اس شادی نے ستمبر ۱۹۵۹ء میں تاریخی اہمیت حاصل کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اندازاً ۳۰ سال سے ایسٹ افریقہ میں اپنا کاروبار کامیابی سے چلا رہے ہیں:

ہری پور (ہزارہ) کے دت خاندان کا تذکرہ: — مہتہ ہیمراج جی دت سابق میونسپل کمشنر ہری پور ہزارہ حال دہلی لکھتے ہیں: "سردار ہری سنگھ نلوہ نے ہمارے خاندان کو بوقت آبادکاری شہر ہری پور، علاقہ تنول سے لاکر ہری پور میں آباد کیا تھا۔ اس وقت سے اس خاندان کے قبضہ میں قصبہ ہری پور کی مسکنی جائداد، باغات میوہ دار اور زرعی اراضی ہے جس کے کلیم قریباً ۴-۵ لاکھ کے تصدیق بھی ہو چکے ہیں:

اس خاندان کے مورثِ اعلیٰ میرے پتا مہتہ بھوانی داس جی دت تھے جن کی تصویر اور فوٹو تواریخ ہزارہ مرتبہ میجر ولسن سیٹلمنٹ آفیسر سال ۱۸۷۲ء صفحہ ۱۳۲۹ پر موجود ہے۔ گویا عہد سکھاں سے یہ خاندان تواریخی طور پر مشہور ہے۔ مہتہ بھوانی داس تصویر میں درباری لباس میں تھے۔ اُن دنوں درباری لباس "آج کل کے رائے بہادر" سے زیادہ ممتاز درجہ رکھتا تھا۔ آپ تا حیات واحد ہندو میونسپل کمشنر ہری پور ہزارہ رہے۔ ان کے بعد مہتہ کدیپ چند دت میرے بڑے بھائی خاص عرصہ تک ہاں میونسپل کمشنر رہے۔ پھر میں ۱۵ سال تک میونسپل کمشنر اور کرسی نشین رہا۔ میں کٹر ہندو ہونے کی وجہ سے مسلم لیگ کے ذریعہ دو گولی پستول سے مضروب ہوا۔ میرا سارا خاندان صوبہ سرحد میں شجاعت پیشہ قرار دیا گیا تھا۔

چوہدری ہری چند جی دت (مرحوم) آف ظفروال (دتاں) :- آپ درویش صفت، ظاہر و باطن یکساں رکھنے والے موہیال تھے۔ جو سالہا سال ماہوار رسالہ "ست سنگ" کے ذریعے اپنے عارفانہ خیالات کا موثر پرچار کرتے رہے۔ آپ نے روزنامہ "بندے ماترم" لاہور میں بطور ہیڈ کاتب ایک طویل عرصہ تک کام کیا۔ آپ بوقت فرصت لاہور کے باغات وغیرہ میں ایک ڈنڈے کے ساتھ اشتہار وغیرہ چسپاں کر کے اپنے مشن کا پرچار و اظہار کرتے تھے۔ آپ کے چہرہ پر روحانی جلال، لب پر اخلاقی مسکراہٹ، زبان میں حیات بخش شیرینی و لطافت اور اعضاء میں قوم و وطن کی بے لوث خدمت کی شکتی پائی جاتی تھی۔ افسوس ملکی تقسیم کے وقت چند مسلم غنڈوں نے اس انسانیت کے پجاری کو شہید کر دیا۔ آپ کے سپوت چوہدری دھرم بیر دت نے دہلی سے رسالہ "ست سنگ" کو گزشتہ سال پنر جیوت کر کے یقیناً مرحوم بزرگ کی روح کو شانتی دینے کا مبارک قدم اٹھایا ہے۔ آپ راقم کے رسالہ ینگ موہیال اور "جیون امرت" کے بے حد قدردان و بہی خواہ تھے ؎

بخشی ہیمراج صاحب چھبر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول ہوتی مردان :- آپ زندگی بھر اصلاحی تحریکات کے کاموں میں پابندی سے وابستہ رہے۔ آپ آرین ہندو سنسکرتی و کلچر کے بے دام پرچارک ہیں۔ آپ عالم باعمل بزرگ ہیں۔ سچائی اور صفائی سے پیار اور دھڑا بندیوں سے نفرت رکھتے ہیں۔ آپ تجربہ کار لیکھک اور اپدیشک ہیں۔ راقم کے رسالہ "ینگ موہیال" لاہور میں تقریباً ہر ماہ آپ کے عالمانہ دھارمک اور قومی مضامین شائع ہوتے تھے۔ آپ بھارت میں آ کر غالباً ضلع انبالہ میں مقیم ہیں ؎

ڈاکٹر چوہدری بوٹا رام جی دت کنجروڑوی - دہلی :- قدرت نے چوہدری صاحب کو غالباً تحریک و تنظیم کے کاموں میں دلچسپی لینے کے لیے پیدا کیا ہے۔ آپ بچپن میں ہی قومی پلیٹ فارموں پر اپنے موہیالی جوش کا اظہار کرنے لگے۔ اور آپ کا یہ سلسلہ آپ کی پختہ عمر میں بھی جاری ہے۔ آپ نے سالہا سال تک کوئٹہ اور کراچی میں بطور پردھان یا ذمہ دار رکن لوکل سبھاؤں میں تندہی سے کام کیا۔ آپ گورنمنٹ سندھ کی طرف سے ۱۹۴۳ء میں "JUSTICE OF PEACE" بنائے گئے۔ آپ ہومیوپیتھی کے تجربہ کار ڈاکٹر ہیں۔ اور اس لائن میں خاص مہارت رکھنے کی وجہ سے عوام میں ہر دلعزیز ہیں۔ آجکل دہلی میں مقیم ہیں ؎

بخشی کشن چند جی دت اسسٹنٹ اکونٹس آفیسر محکمہ ڈیفنس اکونٹس - پونا :- آپ بہ پردھان سبھا پونا کمیٹی کی حیثیت میں اپنے دیگر رفقاء بخشی دھن راج جی چھبر اور مہتہ بھگت رام جی دت کی معاونت سے اپنی برادری میں پراچین موہیالی اوصاف پیدا کرنے کا یتن کر رہے ہیں۔ آپ کی تحریر و تقریر میں جان اور شان ہے۔ آپ کے برادر بخشی خوشحال چند جی دت سکول ماسٹر نامور ادیب اور لیکچرار سپیکر ہیں۔ جنہوں نے بطور پردھان موہیال ینگ مین ایسوسی ایشن راولپنڈی ایک طویل عرصہ تک کام کر کے عوام سے خراجِ تحسین حاصل کیا تھا ؎

موہیالوں اور بھومیہار و تیاگی بھائیوں کے تعلّقات کی خوشگواری

اکھل بھارتیہ موہیال پرتی ندھی سبھا دہلی کے منتری پر سبھا ندکور کی پہلی کانفرنس منعقدہ ۱۵-۱۶ ستمبر ۱۹۵۱ء ہندو مہا سبھا بھون - ریڈنگ روڈ نئی دہلی میں ذیل کے معزز تیاگی بھائیوں نے شرکت فرما کر موہیالوں اور تیاگیوں کو عملی طور پر سنگھٹت ہونے کی خواہش ظاہر کی - نیز ان میں سے چند ایک نے اپنے لیکچروں دوارا اپنی برادری کے زاویۂ نگاہ، رسم و رواج اور طریق کار وغیرہ کے متعلق مفید روشنی ڈالی - اسی طرح چند ایک موہیال نیتاؤں نے بھی ہر دو برادریوں کو باہم شیر و شکر ہونے کی اپیل کی --- اور یہ اہم معاملہ اپیل اور خواہش تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ---

(۱) چوہدری رگھوبیر نارائن سنگھ تیاگی چیف آف اسوڑہ (ریاست) میرٹھ (۲۰۰ گاؤں کے مالک) (۲) 〃 اندرجیت سنگھ پردھان تیاگی مہا سبھا میرٹھ (۳) چوہدری درگا پرشاد جنرل سیکرٹری تیاگی مہا سبھا میرٹھ (۴) بابو محول چند آف کھرکھودہ - زمیندار میرٹھ (۵) چوہدری بلبیر سنگھ شرما میرٹھ (۶) چوہدری ششمبر سنگھ زمیندار تیاگی مہاسبھا میرٹھ (۷) چوہدری شیوراج سنگھ - کرشن نگر - دہلی (۸) شری اوم پرکاش تیاگی سپرنٹنڈنٹ اے جی سی آر - دہلی (۹) شری پرشوتم داس - ڈیفنس منسٹری دہلی (۱۰) شری چندر بل - نواڑی ضلع میرٹھ ::

شری مہاویر تیاگی جی کی مبارک ذات :--- اکھل بھارتیہ سبھا دہلی نے اپنی دوسری سالانہ کانفرنس منعقدہ ۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۵۲ء (سلوان گرلز ہائی سکول راجیندر نگر نئی دہلی) میں شری مہاویر تیاگی ڈیفنس منسٹر کو کانفرنس میں شریک ہونے کی دعوت دی - چنانچہ آپ نے کانفرنس کے دونوں دن اپنے گوشت و پوست کے ٹکڑے موہیالوں کی فلاح و اصلاح نیز موہیالوں اور تیاگیوں کے تعلقات کو زیادہ خوش گوار و مضبوط بنانے کے خیال سے وقف کئے - ۲۷ دسمبر کو صبح ۱۱ بجے آپ نے اندرپوری میں "موہیال آشرم" کا سنگِ بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا - اور ۲۸ دسمبر کو ۴ بجے بعد دوپہر آپ نے موہیال نوجوان لڑکے لڑکیوں میں کانفرنس ہال میں انعامات وغیرہ تقسیم کئے - دونو تقریبوں پر آپ نے جن پاکیزہ خیالات کا اظہار فرمایا - اُنہیں ہزارہا موہیالوں نے بغور سن کر دلی طور پر محسوس کیا کہ "ہم تیاگی اور موہیال ایک ہی نسل سے ہیں - اُنہیں اب زیادہ عرصہ دور دور نہیں رہنا ہوگا ہمارے تیاگی بزرگ ڈیفنس منسٹر کے دل میں موہیالوں کے لئے کتنی گہری اُلفت اور سچی عقیدت ہے یقیناً

اُن کی واحد ذات نے ہم ہزارہا موہیالوں کو آنِ واحد میں تیاگی برادری کا گرویدہ بنا دیا ہے۔۔۔۔"

پروہیہ تیاگی جی کے دونو بھاشنوں کے ایک ایک فقرہ سے موہیالی اوصاف کی خوشبو آتی تھی۔ اور اُن کی ایک ایک حرکت سے "موہیال تیاگی" سنگھٹن کی شکتی ظاہر ہوتی تھی۔ آپ کے چند فقرات بطور نمونہ یہاں پیش کیے جاتے ہیں:-

"میں مدت کا بچھڑا ہوا اپنے کنبہ میں آ گیا ہوں۔ میری اور آپ کی ریل کی ملاقات نہیں بلکہ کنبہ کے افراد کی سی ہے۔ میں ایک موہیال بچہ تھا۔ جنگل میں اپنے گاؤں میں رہتا اور اپنے بزرگوں کے ساتھ کھیتی باڑی کے کام میں دلچسپی لیتا تھا۔ فصل تک کاٹنے اور ڈھور ڈنگروں کی دیکھ بھال میں حقیقی لطف محسوس کرتا تھا۔ اسی محنت مشقت اور نیک نیتی کی بدولت میں چھپر کے پھٹے پرانے ٹاٹ سے کرسیِ وزارت تک پہنچا ہوں۔ اور یہ ایک بھاری منزل ہے۔ جو مجھے طے کرنی پڑی ہے مجھے اپنے اس چھپر سے نفرت نہیں بلکہ بے حد پیار ہے۔ یاد رکھیے جو شخص اپنے چھپر کو بھول جاتا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کو بھول جاتا ہے۔ میں غریب ضرور تھا۔ مگر میرے خون میں والدین کی خوبیوں کے سنسکار موجود تھے۔ میں اُن کی روشنی و رہنمائی میں قدم آگے آگے رکھتا گیا۔ میں نے اپنی سب بیوقوفیوں کو یکے بعد دیگرے باہر نکال کر صداقت اور صاف گوئی کا دامن پکڑ لیا۔ خواہ آپ کتنے بھی بڑے وزیر ہو جائیں اپنے بزرگوں کو اپنے سے کمتر یا ادنےٰ ہرگز تصور نہ کریں۔ بلکہ ہمیشہ اُن کی قدم بوسی کریں۔ یقیناً ایسا کرتے وقت پرماتما کی طرف سے آپ کے سر پر آشیرواد کے پھول برسیں گے۔ ماں باپ سے انحراف کرنے والا شخص بالضرور کسی غلطی بلکہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور دنیا میں اُسے سپھلتا پراپت نہیں ہو سکتی۔"

شری سی۔ پی۔ این سنگھ بھومبار گورنر پنجاب کو شاندار پارٹیاں:- ۲۱ اگست ۱۹۵۳ء کی شام کے ۶ بجے ٹاؤن ہال دہلی میں اراکینِ اکھل بھارتیہ سبھا و چند اصحاب برادری کی طرف سے اپنے برسرِ اقتدار بھومبار رتن شری سی۔ پی۔ این۔ سنگھ جی گورنر پنجاب کی خدمتِ عالیہ میں ایک عقیدت بھرا ایڈریس پیش کیا گیا نیز چند ایک اصحاب نے اپنی مختصر تقاریر میں ان کو "خوش آمدید" کہا۔ اس کے بعد گورنر صاحب نے نہایت موزوں الفاظ میں ایڈریس کا جواب دیا۔ پھر سب حاضرین نے چائے پارٹی میں شرکت فرمائی۔ اس پارٹی میں شری سنگھ جی مہاراج کی دو پتریاں شریمتی برتی بھا دیوی اور شریمتی جیشری دیوی بھی رونق افروز تھیں۔ [اس تقریب میں ۱۲۵ موہیال ہزاریوں نے حصہ لیکر موہیالی سپرٹ کا اظہار کیا]

ہے۔ پورے ایک سال کے بعد ۲۴ر اگست ۱۹۵۵ء کو شری سی۔ پی۔ این سنگھ جی بھوپیا گورنر پنجاب کو دوسری شاندار پارٹی موہیال سبھا شملہ کی طرف سے دی گئی۔ جس میں تمام موہیال افسران فوج۔ پولیس۔ سول و تجارت پیشہ اصحاب شامل ہوئے۔ گرانڈ ہوٹل۔ ۱۴۰ موہیال نرناریوں سے پُر تھا۔ گورنر صاحب کا سواگت پولیس بینڈ نے جن من گن کی دھن سے کیا۔ آپ نے خندہ پیشانی سے ہال میں پھر کر سب سے فرداً فرداً تعارف کیا۔ چائے پی چکنے کے بعد رائے زادہ میلا رام جی ویدے نے گورنر صاحب اور ان کی سینئری شریمتی پرتی بھا دیوی جی کا ایک مختصر تقریر میں سواگت کیا۔ نیز ساتھ ہی گورنمنٹ کی خدمت کے لیے بوقتِ ضرورت موہیال جاتی کی طرف سے ہر قسم کی قربانی کا وشواس دلایا۔ حضور گورنر صاحب نے اپنی جوابی تقریر میں ملک کی خاطر موہیالوں کی طرف سے خدمات کی پیشکش پر اظہارِ مسرت کیا۔ اور تمام حاضرین کا اپنے سواگت کے سلسلہ میں شکریہ ادا کیا۔

۲۷ فروری ۵۵ء سے جنرل موہیال سبھا امرتسر کا ہیڈ کوارٹر دہلی میں

شری این۔ این صاحب موہن پردھان کانفرنس جنرل موہیال سبھا امرتسر ۱۹۵۳ء سے بموقع کانفرنس مذکور ذمہ دار اراکین سبھا نے اکھل بھارتیہ سبھا دہلی اور جنرل سبھا امرتسر کو باہم شیر و شکر کرنے کی آئینی اور اخلاقی طور پر بنا رکھی۔ ادھر اکھل بھارتیہ سبھا دہلی نے بھی صاحب موصوف کو اس نیک کام کے لیے آئینی طور پر اپنا دست راست قرار دے دیا۔ شری موہن صاحب نے عرصہ ۲ سال میں اپنے تدبر اور دور اندیشی سے تمام ناموافق حالات کو اس خوبی سے موافق اور خوش گوار حالات میں تبدیل کر دیا۔ کہ جنرل سبھا کا ہیڈ کوارٹر عارضی نہیں۔ بلکہ مستقل طور پر آناً فاناً دہلی پہنچ گیا۔ اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوئی۔ اب موہن صاحب کا کام بہت ہلکا ہو گیا ہے۔ پرماتما نے چاہا۔ تو وہ باقی ماندہ ضروری کام کو ۲ سال میں نہیں بلکہ ۲ مہینوں میں بحسن انجام دے کر اپنے اخلاقی، قومی اور آئینی فرض سے سبکدوشی حاصل کر لیں گے۔ دونو شرومنی باڈیز کو یک جان بنانے کا پروگرام پس پردہ ڈالنا کسی بھی قومی فرد کو پسند نہ ہو گا۔ امید ہے موہن صاحب اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ کر ہی دم لیں گے۔

شکریہ: فخر قوم سردار رام سنگھ جی و بدو سردار شمشیر سنگھ جی پریذیڈنٹ جنرل سبھا امرتسر نے ۱۹۲۴ء میں جنرل موہیال سبھا کو امرتسر میں دوبارہ کھڑا کرنے کا وہ مبارک کام کیا۔ اور اس کی سات آٹھ سال تک اپنے اثر و رسوخ سے وہ بے لوث سیوا کی۔ کہ موہیال جنتا عموماً اور جنرل سبھا خصوصاً اسے کبھی فراموش

بالی نگر۔ نجف گڑھ روڈ۔ دہلی

بالی نگر کا قیام موہیال قوم کی شان ہے۔ اعلیٰ موقع پر واقع ہے۔ اور ہمیں خوشی ہوئی ہے۔ کہ ہماری قوم کے رکن کس طرح ترقی کر رہے ہیں۔ بالی نگر کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا موہیال قوم کا زندہ رہنا ہے۔ بالی نگر کے مینیجنگ ڈائرکٹر

شری بی۔ ایس بالی سپتر رائزادہ مبّاداس بالی

آف جھنگ ہیں۔ ان کے تایا سرگباشی رائزادہ ڈاکٹر لچھمنداس صاحب بالی قوم کے ایک اعلیٰ رکن تھے۔ اور قوم کی سیوا کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ہم پربھو سے پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ ہماری قوم میں وہ ایسے اور رکن پیدا کرے۔ جو موہیالی شان اور عظمت کو قائم رکھ سکیں ٭

بالی اینڈ کمپنی لمیٹڈ رہتک روڈ دہلی